بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

وَعِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِیْنَ یَمْشُوْنَ عَلَی الْاَرْضِ هَوْنًا وَّاِذَا خَاطَبَهُمُ الْجٰهِلُوْنَ قَالُوْا سَلٰمًا ۝

اور رحمان کے بندے وہ ہیں جو زمین پر آہستہ چلتے ہیں اور جب جاہل لوگ ان سے گفتگو کرتے ہیں تو کہتے ہیں بس سلام۔

عِبَادُ الرَّحْمٰن

جلد اوّل

تیرہویں صدی ہجری کی عظیم علمی اور روحانی شخصیت حضرت الشیخ فانی فی اللہ باقی باللہ محبوب اللہ مولانا المولوی المفتی الحافظ

خواجہ محمد عبید اللہ الملتانی الچشتی القادری

اور اُن کے خاندانِ عالیشان و خلفاء کرام کے حالات پر مستند تذکرہ

از

گدائے چشت اہل بہشت محمد عادل بیحد عافل عفی عنہ

متعلم مدرسہ رحمانیہ ملتان



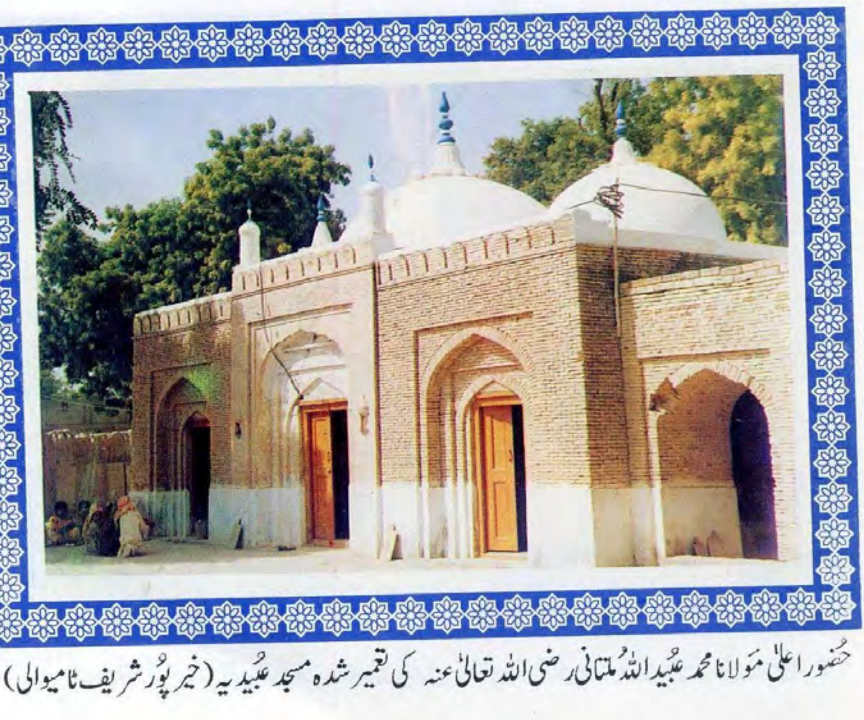
خانقاہ شریف حضرت محبوب اللہ خواجہ خدا بخش ملتانی ثم الخیر پوری رضی اللہ تعالی عنہ (خیر پور شریف ٹامیوالی)



صدر دروازہ خانقاہ شریف حضرت محبوب اللہ خیر پوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ (خیر پور شریف ٹامیوالی)



مسجد شریف دربار عالیہ حضرت محبوب اللہ خیر پوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ (خیر پور شریف ٹامیوالی)



حضور اعلیٰ مولانا محمد عبید اللہ ملتانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تعمیر شدہ مسجد عبیدیہ (خیر پور شریف ٹامیوالی)

الٰہی تا بہ ابد آستان یار رہے
یہ آسرا ہے غریبوں کا برقرار رہے



خانقاہ شریف حضور اعلیٰ حضرت فانی فی اللہ باقی باللہ
مولانا خواجہ محمد عبید اللہ ملتانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ (ملتان جنت نشان)



رُوئی بھری ٹوپی حضورِ اعلیٰ مُلتانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ



کُرتہ مُبارک حضورِ اعلیٰ ملتانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ



شلوار مُبارک حضُور اعلیٰ مُلتانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ



حضورُ اعلیٰ رضی اللہ تعالیٰ عَنہ کی تعمیر شُدہ مسجد عُبیدیہ (جھنگ)



پالکی مبارک (چوڈولہ) منسوب بہ حضورِ اعلیٰ و حضور عربی غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ



مزار مطلعِ انوار حضور اعلیٰ ملتانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ



حضورؐ عربی غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تعمیر شدہ مسجد رحمانیہ۔ (ملتان دارالامان)



محراب شریف مسجد رحمانیہ (ملتان دارالامان)



نیلا شریف وپاپوش مبارک حضور عربی غریب نواز جن پر پیوند کے نشان نمایاں ہیں



پالکی مُبارک، پنکھا، عصا شریف وغیرہ مستعملہ تبرکات حضورؒ مفتی اعظم ہند مولانا محمد عبدُالعلیم مُلتانی رضی اللہ تعالٰ

وَعِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِيْنَ يَمْشُوْنَ عَلَى الْاَرْضِ هَوْنًا وَّاِذَا خَاطَبَهُمُ الْجٰهِلُوْنَ قَالُوْا سَلٰمًا

اور رحمان کے بندے وہ ہیں جو زمین پر آہستہ چلتے ہیں اور جب جاہل ان سے بات کرتے ہیں تو کہتے ہیں بس سلام!

عِبَادُ الرَّحمان

(جلد اوّل)

تیرھویں صدی ہجری کی عظیم علمی اور رُوحانی شخصیت، حضرت الشیخ
فانی فی اللہ باقی باللہ محبوب اِلٰہ مولانا المولوی اَلمفتی الحافظ

خواجہ مُحمّد عُبیداللہ الملتانی الچشتی القادری رضی اللہ عنہ،

اور ان کے خاندان عالیشان و خلفاء کرام کے حالات پر مُستند تذکرہ

—— از ——

گدائے چشت اہلِ بہشت **مُحمّد عادل** بے حد غافل عفی عنہٗ
متعلّم مدرسہ رحمانیہ ملتان

نام کتاب ــــــــ "عبادالرحمان"
سن طباعت ــــــــ ۱۴۲۰/۱ھ - ۱۹۹۹ء/۴
تعداد ــــــــ ایک ہزار
خوشنویس ــــــــ محمد یوسف جاوید ملتان
صفحات ــــــــ ۶۴۲
قیمت جلد اول ــــــــ [redacted]/=

ناشر و تقسیم کنندہ :
محمد عادل عفی اللہ عنہ
شوروم "خواجہ ٹیکس"، بالمقابل دفتر کمشنر /
خواجہ آباد، ملتان شریف (60000)
فون: ~~061 — 541726 — 540734~~
0092-61-6770421
0092-306-741175
شوروم خواجہ ٹیکس - مین مارکیٹ شاہ رکن عالم کالونی
۱۰۰ فٹ روڈ عقب حبیب بنک ملتان - پاکستان۔

انتساب

سرورِ قلب و جان ، حضور مصدر الفرح والسرور

حضرت الشیخ الحاج المفتی مولانا المولوی خواجہ

محمد عبد الشکور ملتانی رضی اللہ عنہ (م سنہ ۱۴۰۰ھ)

چہارم سجادہ نشین خانقاہ عالیہ عُبیدیہ رحمانیہ کے نام !

جن کی محبت اس کام کی محرّک بنی اور اس لئے کہ میں

بُرا ہوں بھلا ہوں ان کا ہوں ؎

اگر سیاہ دلم ، داغِ لالہ زارِ تو ام

وگر کشادہ جبینم ، گلِ بہارِ تو ام

فہرست عنوانات عباد الرحمان (جلد اوّل)

عنوان	صفحہ
انتساب	۱۱
افتتاحیہ	۱۲
اقتباس القرآن	۲۵
اقتباس الحدیث	۳۳
گلزار اوّل	
دربیان حضور اعلیٰ حضرت فانی فی اللہ مولٰنا محمد عبید اللہ ملتانی	۳۹
منقبت	۴۰
چمن اوّل	
دربیان نسب، مولد شریف، حصول تعلیم و بیعت	۴۱
سلسلۂ نسب	۴۱
قومیّت	۴۴
ولادت باسعادت	۴۷
حضرت صاحب السیر کی پیشگوئی	۴۸
ابتدائی علوم	۵۰
تحصیل علم کے لئے سفر	۵۰
مشرف بہ بیعت ہونا	۵۱
چمن دوم	
دربیان تکمیل علوم و کسب فیض از مرشدخود	۵۲

عنوان	صفحہ
خیرپور شریف روانگی	۵۲
تکمیل علوم	۵۴
اجمالی فضائل حضرت محبوب اللہ	۵۴
خدمت مرشد میں انہماک	۶۲
آستان مرشد پر حاضری کا معمول	۶۵
حضرت محبوب اللہ کا حسن تربیت	۶۷
بے سجادہ رنگین کن گرت پیر مغاں گوید	۷۱
علم حدیث سے محبت	۷۵
غصہ فرو ہونا	۷۶
حضرت محبوب اللہ کی نظر میں آپکا مقام	۷۷
حضرت محبوب اللہ کا اپنی جان فرمانا	۸۱
شاہزادۂ تونسوی کی تعلیم کے لئے آپکی تقرری	۸۳
چمن سوم	
دربیان حصول خرقہ خلافت،	
سلاسل حسب و شرح خصال	۸۵
حصول خلافت عظمیٰ	۸۶
سلاسل حسب	۸۸
سلسلہ عالیہ چشتیہ بہشتیہ مرضیہ	۸۹
سلسلہ عالیہ امامیہ قادریہ بہشتیہ	۹۲

عنوان	صفحہ
سلسلہ عالیہ سہروردیہ بہشتیہ	۹۵
سلسلہ عالیہ نقشبندیہ بہشتیہ	۹۷
ملتان جنت نشان میں آمد	۹۹
محبت باپیر روشن ضمیر خود	۱۰۱
حفظ اوقات وادائیگی وظائف	۱۰۶
اہتمام نماز وروزہ	۱۱۰
فقر وفاقہ	۱۲۰
زوال فقر	۱۲۲
شرائط قبولیت نذرانہ	۱۲۴
زراندوزی سے پرہیز	۱۲۷
شاہزادگان مہاروی کی وصیت	۱۳۰
تعمیر مساجد	۱۳۲
تبلیغ وارشاد ودرس وتدریس ومعاصرین	۱۳۵
حاضری اعراس مبارکہ ومعمول بہ سفر	۱۴۸
غیرت سلسلہ عالیہ	۱۵۴
بہشتی دروازہ	۱۵۷
خوردونوش	۱۶۰
ذکر لباس وفراش	۱۶۵
چہار ترکی ٹوپی	۱۶۶
نیلاپوشی	۱۷۰
درس قناعت بحال قناعت وسادگی	۱۷۲
حق گوئی اور ہیبت	۱۸۱
ذوق سماع	۱۸۷

عنوان	صفحہ
تقبیل ابہامین	۱۹۴
رسمی علماء، جاہل صوفیا اور غیر مقلدین کی نقصان دہ صحبت	۱۹۸
مذاہب باطلہ کے خلاف قلمی جہاد	۲۰۰
گلدستہ ہائے شگفتہ	۲۰۵
چمن چہارم	
دربیان کرامات	۲۱۹
کرامت کی تعریف واقسام	۲۱۹
کرامت معنوی	۲۲۱
کرامت حسی	۲۲۱
متمنی دیدار باری تعالیٰ کو اپنا جمال دکھانا	۲۲۳
حرام رزق کی آمد سے پہلے ہی مطلع ہوجانا	۲۲۸
قلبی خطرہ پر مطلع ہونا	۲۲۹
چند سوالات کا قبل از استفسار جواب دینا	۲۳۰
تفسیر فرمان باری تعالیٰ وما اهل لغیر الله به	۲۳۱
برکت رداء شریف حضور اعلیٰ	۲۳۴
دریائی سفر میں گھٹنے بھی تر نہ ہونا	۲۳۶
آب وطعام کا غائبانہ انتظام	۲۳۸
اجابت دعا کا معلوم ہوجانا	۲۳۹
ناامیدی سے امید پیدا ہونا	۲۴۰
آبادی دہ دریابرد ہونے کی پیشگوئی	۲۴۱
دریا کا رخ بدل جانا	۲۴۲

عنوان	صفحہ
اپنے قدموں میں حصول مدفن کی بشارت	۲۴۳
مجذوب کی نازیبا حرکت اور آپکی حق بین نگاہ	۲۴۴
آپ ہی فرمائیں گائے نے کیا جنا	۲۴۴
خزاں میں بہار	۲۴۵
ننگی تلوار کا غائبانہ استعمال	۲۴۶
چراغ تا قیامت جلتا رہے گا	۲۴۸
بد نیت انسان کا اپنی موت مرنا	۲۴۹
دس متوسلین کے ہاں لڑکوں کا پیدا ہونا	۲۵۱
تشبہ بالروافض کا خاتمہ	۲۵۲
بیک وقت متعدد مقامات پر فریضۂ تبلیغ	
انجام دینا	۲۵۳
چمن پنجم	
دربیان تصانیف	۲۵۵
تفسیر سورۃ فاتحہ تا سورۃ ناس	۲۶۱
دلائل الایمان فی الہدایۃ والایقان	۲۶۳
تفسیر قاب قوسین	۲۶۵
تلخیص البیان فی نبذۃ من علامات المہدی	
آخر الزمان	۲۶۷
سلسلہ نسب فخر العجم والعرب حضور پر نور	
سید یوم النشور علیہ الصلوٰۃ والسلام	۲۶۸
فتح العبید	۲۷۰
ردّ الضالین	۲۷۴
رد الوہابیہ (کلاں)	۲۸۳

عنوان	صفحہ
رد الوہابیہ (خورد)	۲۸۴
تحقیق مسائل مختلفہ بین الوہابیہ واہل السنۃ	۲۸۵
فقیہ التقلید وبطلان القول الجدید	۲۸۶
ردّ الانکار علی حلق الرأس	۲۸۹
تعلیم الصبیان	۲۹۲
تعلیم النساء	۲۹۶
اوراد تمام سال وادعیہ	۳۰۱
قول فصل فی البیعۃ والسماع وشرح مفصل	۳۰۲
لزدم حسن ظن بر سخنہائے مقبولان ذی المن	۳۱۰
اصول حافظیہ	۳۱۲
ذوقیہ شریف	۳۱۳
حکمۃ وفائدہ نسیان	۳۱۷
ہدایۃ الطلاب	۳۱۹
ضغث مضروب	۳۲۱
تعیین اوقات الصلوٰۃ الخمس	۳۲۴
مسفار الحج	۳۲۵
رسالۃ الغنی والفقر	۳۲۷
مذاہب الاولیاء فی قبول الہدایا	۳۲۹
سرّ دلبران	۳۳۲
تحقیق الآداب	۳۳۳
تحقیق اسماء شہور قمریہ	۳۳۵
وفیات الاعیان	۳۳۵
سیر السماء ریاضی	۳۳۵

عنوان	صفحہ
رفیقیہ شرح توفیقیہ	۳۳۵
رسالۃ الدخان	۳۳۵
رسالہ در منطق	۳۳۵
ادعیہ قرآنی برائے خیریت دوجہانی	۳۳۵
رسالہ فی التصوف	۳۳۵
الہام الصواب	۳۳۶
اعانۃ المریدین فی رد الشیاطین	۳۳۶
وصایا عبیدیہ الموسومہ بہ دفع الفساد والجدال	۳۴۲
شرح اشعار حضرت الشیخ علی حیدر علی	۳۴۷
شرح اشعار حضرت خواجہ حافظ شیرازی	۳۴۸
شراب طہور	۳۵۱
آداب المریدین	۳۵۲
منظومہ سلسلہ عالیہ	۳۵۳
قصائد عبیدیہ	۳۵۶
ذکر لطائف	۳۵۸
مثنوی عبیدیہ (کلاں)	۳۵۹
مثنوی عبیدیہ (خورد)	۳۶۳
تہذیب وترصیف ابیات علم میراث	۳۶۵
دیوان چراغ عبیدیہ المعروف بہ	
داستان معرفت	۳۶۶
رسالۃ النخوہ تیتیس ابیات	۳۷۱
رسالہ ملائیۃ	۳۷۲
توفیقیہ ہندی	۳۷۴

عنوان	صفحہ
عیوب النفس	۳۷۶
تحفہ زناں	۳۷۸
سی حرفی در معرفت	۳۷۹
رباعیات	۳۸۲
اعتذار	۳۸۳
چمن ششم	
دربیان وصال پر ملال	۳۸۴
شوق وصال	۳۸۴
سفر آخرت	۳۸۶
تجہیز وتکفین وجنازہ وتدفین	۳۸۸
قطعات تاریخ وفات قیامت آیات	۳۹۲
تعمیر روضہ شریف ومتعلقات آں	۳۹۳
تصرفات بعد الممات	۳۹۵
قبر شریف سے خوشبو آنا	۳۹۵
وسیلۂ دنیا وآخرت	۳۹۶
خشک روٹی پر فاتحہ پڑھنے والے سے خوش طبعی فرمانا	۳۹۷
بذریعہ خواب عرس شریف کیلئے بلوانا	۳۹۸
مشکل کشائی	۳۹۹
زائر کی غیر حاضری سے درگزر فرمانا	۴۰۰
حضور سلطان الہند کی طرف سے تحفہ سلام	۴۰۱
تبرکات	۴۰۳
پالکی مبارک	۴۰۴

عنوان	صفحہ
کرتہ مبارک	۴۰۴
شلوار مبارک	۴۰۴
ٹوپی مبارک	۴۰۴
جائے نماز قلمی کتب	۴۰۵
گلزار دوم	
دربیان حالات اولاد امجاد و خلفاء کرام	
حضور اعلیٰ مولٰنا محمد عبید اللہ ملتانی	۴۰۷
چمن اوّل	
دربیان سجادہ نشین اوّل شیخ العرب و العجم	
مولنامحمد عبدالرحمان عربی غریب نواز	۴۰۸
ولادت باسعادت	۴۰۸
حفظ کلام اللہ شریف کا عجیب واقعہ	۴۰۸
کسب علم وجذبہ خدمت	۴۱۰
اعلیٰ حضرت تونسوی کی حوصلہ افزائی	۴۱۳
مشرف بہ بیعت ہونا	۴۱۴
پابندی وظائف، مجاہدات وحصول	
خرقہ خلافت	۴۱۵
اشاعت سلسہ عالیہ	۴۱۸
تعمیر مسجد ومدرسہ رحمانیہ	۴۲۴
تجرّ علمی ومقبولیت مدرسہ رحمانیہ	۴۲۷
محبت باپیر روشن ضمیر خودومعاصرین	
مشائخ میں آپکا مقام	۴۳۲

عنوان	صفحہ
خواجہ بزرگ سلطان الہند کی طرف	
متوکلانہ سفر	۴۳۷
پابندی صوم وصلوٰۃ کا فقید المثل نمونہ	۴۴۰
بے فائدہ امور سے اجتناب اور سادگی	۴۴۴
دفع افلاس کا عجیب نسخہ	۴۴۸
سلسلہ فتوحات اور انکا مصرف	۴۵۱
چند علمی و تحقیقی مضامین	۴۵۴
وظیفہ انیقہ شریف	۴۵۵
خاتمہ گلزار جمالیہ	۴۵۶
وصیت رحمانیہ	۴۵۶
کرامات	۴۶۶
جنات کا دفع ہونا	۴۶۶
گمشدہ گائے کا ملنا	۴۶۷
شمولیت عرس مبارک کی غائبانہ دعوت	۴۶۸
غائبانہ ندا	۴۷۰
قبولیت دعا	۴۷۰
چرواہے کا زمیندار بننا	۴۷۱
برکت دعا سے بارش کا ہونا	۴۷۲
بند کنویں کا جاری ہونا	۴۷۳
آپکے ملکیہ مکان کو غصب کرنے کا انجام	۴۷۴
برکت لعاب دھن	۴۷۵
سراپا کرامت سفر باظفر سوئے طیبہ وبطحا	۴۷۵

عنوان	صفحہ
وصال پر ملال	۴۹۱
قطعات تاریخہائے وصال	۴۹۵
تصرفات بعد از وصال پر ملال	۴۹۷
چمن دوم	
دربیان حضرت مولنا محمد عبدالحق	۵۰۰
اولاد امجاد	۵۰۶
چمن سوم	
دربیان دختران نیک اختران حضور اعلیٰ	۵۱۱
دختر اول زوجہ مولنا محمد ضیاء اللہ	۵۱۱
دختر دوم زوجہ مولنا محمد قمر الدین	۵۱۲
چمن چھارم	
دربیان خلفاء کرام حضور اعلیٰ	۵۱۲
سرگروہ حلیمان مولنا محمد عبد الرحمان	
ملتانی ثم العربی	۵۱۴
حاجی الحرمین مولنا محمد عبد الحق صاحب ملتانی	۵۱۴
استاذ العلماء مولنا فتح محمد سلیانوی	۵۱۴
حضرت مولنا محمد مراد عباسی سیت پوری	۵۱۶
حضرت مولنا محمد عبد المجید خیر پوری	۵۱۹
حضرت مولنا محمد عبد الرحمان خیر پوری	۵۲۰
حضرت مولنا محمد عبد الستار فتح پوری	۵۲۰
حضرت مولنا محمد اکرم واصوی	۵۲۱

عنوان	صفحہ
حضرت مولنا سید احمد شاہ	۵۲۲
حضرت مولنا شیخ محکم دین جھنڈیر	۵۲۲
حضرت مولنا فقیر گل محمد اعوان	۵۲۳
حضرت مولنا سید محمد امام شاہ	۵۲۴
حضرت مولنا محمد ابو الخیر ویسانی	۵۲۵
حضرت مولنا الٰہی بخش ویسانی	۵۲۵
حضرت مولنا خدا بخش ملتانی	۵۲۶
حضرت مولنا نور محمد چیلہ واصوی	۵۲۶
حضرت مولنا محمد عبد الحکیم شہید ملتانی	۵۲۷
حضرت مفتی اعظم مولنا محمد عبد العلیم ملتانی	۵۲۷
گلزار سوم	
دربیان اولاد امجاد و خلفاء کرام	
حضور خواجہ عربی غریب نواز	۵۲۸
چمن اوّل	
دربیان حضرت مولنا محمد عبدالحکیم شہید	۵۲۹
چمن دوم	
دربیان سجادہ نشین ثانی ابن العربی حضور	
مفتی اعظم ھند مولنا محمد عبدالعلیم ملتانی	۵۳۴
ولادت باسعادت	۵۳۵
حصول علم	۵۳۵
بیعت وخلافت	۵۳۶

عنوان	صفحہ
علمی مقام و سلسلہ رشد و ہدایت	۵۳۷
قلمی و علمی یادگاریں	۵۵۰
رسالہ ابحاث علم میراث	۵۵۱
خساست ورکاکت مذہب فرقہ نجدیہ وہابیہ	۵۵۳
ترجمہ فارسی گلزار جمالیہ	۵۵۴
فتاویٰ جات	۵۵۵
تحقیق سنۃ الفجر	۵۵۷
آئین کے ساتھ مقابلہ کا عدم جواز	۵۶۰
خصائل حمیدہ و معمولات و ملفوظات شریفہ	۵۶۱
کرامات	۵۹۰
مقدمہ میں کامیابی کی یقین دہانی	۵۹۰
قلیل گندم کا کثیر ہو جانا	۵۹۰
کڑوا کنواں میٹھا ہونا	۵۹۱
کڑوی توریاں میٹھی ہونا	۵۹۳
دہی کا فوراً جمنا	۵۹۳
بس کا لٹنے سے محفوظ رہنا	۵۹۳
مسروقہ مال کی غائبانہ حفاظت	۵۹۴
برکت دعا سے بارش ہونا	۵۹۴
گفتئه او گفتئه اللّٰه بود	۵۹۵
گستاخوں پر غیبی پتھراؤ	۵۹۷
گستاخ مناظر آپ کے عتاب میں	۵۹۷
ملک اللہ بخش روانی پر آپکی عنایات	۵۹۸
متوسلین کی غائبانہ خبرگیری	۶۰۲

عنوان	صفحہ
جنگل میں طعام کا غائبانہ انتظام	۶۰۳
شرف ہم نشینی با سید عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام	۶۰۴
مظلوموں کی فریادرسی	۶۰۶
مفلس غلام کو شادی کی خوشخبری دینا	۶۱۰
کشف قبور	۶۱۰
سم قاتل کا باعث شفا بننا	۶۱۲
آخری رمضان المبارک	۶۱۳
مرض الوصال میں آپکی فراست	۶۱۴
وفات حسرت آیات	۶۱۷
تاریخی قطعات	۶۱۹
قبر شریف پر حاضری دیئے بغیر جانے والے کو تنبیہ	۶۲۰
غائبانہ ندا کرنے والے کی فریادرسی	۶۲۱
دل مضطر کو اکابرین سلسلہ عالیہ کی زیارت کرانا	۶۲۴
چمن سوم	
دربیان بنات طیبات حضور خواجہ عربی غریب نواز	۶۲۶
دختر اول زوجہ مولٰنا محمد منظور واصوی	۶۲۷
دختر دوم و سوم زوجات مولٰنا قطب الدین	۶۲۹
چمن چہارم	
دربیان خلفاء کرام حضور خواجہ عربی غریب نواز	۶۳۰

عنوان	صفحہ	عنوان	صفحہ
ولی لاثانی حضور مولانا محمد عبدالکریم ملتانی	۶۳۰	حضرت مولانا حاجی احمد سعید جویا	۶۴۰
حضرت مولانا سید محمد فضل شاہ بخاری	۶۳۱	حضرت مولانا مفتی غلام محمد	۶۴۰
حضرت مولانا محمد منظور واصوی	۶۳۱	حضرت مولانا پیر فضل شاہ قریشی	۶۴۰
حضرت مولانا عبدالغفور خیرپوری	۶۳۱	حضرت مولانا محمد سعداللہ	۶۴۱
حضرت مولانا محمد سعداللہ	۶۳۱	حضرت مولانا غلام صادق اعوان	۶۴۱
حضرت مولانا محمد عبدالحق سیت پوری	۶۳۲	حضرت مولانا عطامحمد نورپوری	۶۴۱
حضرت مولانا فیض محمد شاہ جمالی	۶۳۳	حضرت مولانا غلام قادر	۶۴۱
حضرت مولانا پیر قاضی نعمت اللہ قریشی	۶۳۵	حضرت مولانا پیر محمد پناہ شاہ کوکارا	۶۴۱
حضرت مولانا الٰہی بخش صدرپوری	۶۳۷	حضرت مولانا محمد مراد	۶۴۲
حضرت مولانا سید محمد نواز شاہ	۶۳۹	حضرت مولانا محمد سعید	۶۴۲

مختصر خاکہ فہرست جلد دوم

گلزار چہارم اولاد امجاد و خلفاء کرام حضور مفتی اعظم	**چمن اول** حضور ولی لاثانی مولانا محمد عبدالکریم	**چمن دوم** حضرت مولانا محمد عبدالرحیم	**چمن سوم** حضرت مولانا محمد عبدالقدوس	**چمن چہارم** بنات صالحات	**چمن پنجم** خلفاء کرام
گلزار پنجم اولاد امجاد و خلفاء کرام حضور ولی لاثانی	**چمن اول** سراپا نور و سرور حضرت مولانا محمد عبدالشکور	**چمن دوم** حضرت مولانا محمد عبدالغفور	**چمن سوم** دختر نیک اختر	**چمن چہارم** خلفاء کرام	
گلزار ششم اولاد امجاد و خلیفہ باوفا حضور سراپا نور و سرور	**چمن اول** حضور معدن جود مولانا محمد عبدالودود	**چمن دوم** حضرت مولانا محمد عبداللطیف	**چمن سوم** حضرت مولانا محمد عبدالمجید	**چمن چہارم** دختران نیک اختران	**چمن پنجم** خلیفہ باوفا

افتتاحیہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ۝

حمد بے حد و ثنا بے انتہا اللہ نور السمٰوٰت والارض خالقِ کائنات رب العالمین رحمان و رحیم کی جو اپنی تمام تر عزتوں، عظمتوں اور قدرتوں میں لاشریک ہے۔ جس کی بے شمار نعمتوں کا شکر ادا کرنے سے قاصر ہونے کے اعتراف کو اس کا حقیقی شکر اور اسکی کنہ اور حقیقت کے ادراک سے عجز کو ہی اس کا درک قرار دیا گیا ہے ؎

کجا دریابد اورا عقل چالاک — کہ او بالا تر است از حدِ ادراک
نظر کن اندر اسماء و صفاتش — کہ واقف نیست کس از کنہ ذاتش

یعنی جب وہ ذات پاک فہم و ادراک سے بالاتر ہے اور عقلِ چالاک اسے کسی طرح بھی نہیں پا سکتی تو ضروری ہے کہ حصولِ معرفت کے لئے تو اس کے اسماء حسنیٰ اور صفاتِ کمالیہ میں غور کر کیونکہ اسکی حقیقت سے کوئی بھی واقف نہیں ؎

نکل کر وہ پردے سے باہر جو آیا تعیّن کی چادر میں خود کو چھپایا
کچھ اس شان سے اپنا جلوہ دکھایا سمجھ جس کی اب تک نہیں آ رہی ہے
نمود اپنا جب کنز مخفی نے چاہا فاحببت ان اعرف کہہ سنایا
تو وحدت نے کثرت میں جلوہ دکھایا مگر ذات مخفی کی مخفی رہی ہے

لہٰذا اس ذات جل مجدہٗ نے اپنے بندگانِ خاص کو اپنی صفاتِ کاملہ کا مظہر بنایا تاکہ اسکی پہچان اُن کے ذریعہ ہو سکے پھر ان کی محبت کو مخلوق کے دِلوں میں خود پیدا کرنے کا وعدہ سُورۂ مریم میں یُوں فرمایا:

اِنَّ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَیَجۡعَلُ لَهُمُ الرَّحۡمٰنُ وُدًّا ﴿۹۶﴾

بلاشُبہ جو لوگ ایمان لائے اور اُنہوں نے نیک کام کیے ان کے لیے خدائے مہربان (مخلوق کے دلوں میں) محبت پیدا فرما دے گا۔

اور اس اجمال کی تفصیل ایک متفق علیہ حدیث میں یوں وارد ہوئی ہے

"جب اللہ تعالیٰ اپنے کسی بندے سے محبت فرمانے لگتے ہیں تو جبریل امین کو فرماتے ہیں یقیناً میں فلاں شخص سے محبّت کرتا ہوں تم بھی اس سے محبت کرو تو جبریل امین بھی اس سے مُحبّت کرنے لگتے ہیں پھر آسمان والوں میں یہ اعلان کیا جاتا ہے کہ اللہ تعالےٰ فلاں بندے سے محبت کرتے ہیں تم بھی اس سے محبّت کرو پس تمام آسمان والے اس سے مُحبت کرنے لگتے ہیں اور اسکے بعد اسے زمین میں مقبولیتِ عامہ بخشی جاتی ہے۔"

سُبحان اللہ! یہی وجہ ہے کہ اولیاء کاملین جو مقتداء زمانہ ہوئے کی محبّت اور مقبولیّت کا چراغ جو عُشّاق کے سینوں میں روشن ہے وہ صدیاں گزرنے پر بھی مخالفت کے پھُونکوں سے بجُھایا نہیں جاسکا۔ اور دلوں کی نگری پر حکومت کرنے کا یہ انعام اللہ تعالےٰ نے اپنے بندگانِ خاص کے ہی مقدّر کیا نہ کہ بادشاہوں کے۔

اور

درود نامحدود و سلام بے انصرام اس کے مکرّم ترین بندے، معظّم ترین رسول، مظہرِ اعلیٰ، اوّلین و آخرین کے سردار، محبُوب کردگار حضرت

محمد مصطفٰے احمد مجتبٰی بالمؤمنین رؤف رحیم پر جو حامدِ حق بھی ہیں اور محمودِ یزداں بھی رصاحبِ لولاک بھی ہیں اور ہر عیب سے پاک بھی ؎

وہ کمال حُسن حضور ہے کہ گمان نقص جہاں نہیں
یہی پھول خار سے دُور ہے یہی شمع ہے کہ دُھواں نہیں

جن کے علوِّ شان اور بلندی مرتبہ کی حقیقت سوائے ان کے خالق ومالک جل مجدہ کے کسی کو معلوم نہیں لہذا انکی تعریف اسی اللہ کے سپرد جو انکی حقیقت کو جانتا ہے

غالب ثنائے خواجہ بہ یزداں گزاشتیم : کاں ذات پاک مرتبہ دان محمد است

بس وہ خواجۂ ایں جہان وآں جہان، دارین میں ہم سب کا وسیلہ ہیں ؎

ہر کس وسیلہ دار دوما بے وسیلہ ایم : مارا وسیلہ نیست بجز آستان تو

اور ہم سب کی آبرو بلکہ جسے ان کے درِ اقدس کی خاک ہونے پر فخر نہیں وہی رسوائے ہر دو جہان ہے ؎

مُحمد عربی کہ آبروئے ہر دو سرا است : کسے کہ خاک درش نیست خاک برسر اُو

ہاں انہی کی طفیل ان کی اُمت مرحومہ کو خیر اُمۃ اور علماء کو بنی اسرائیل کے انبیاء کرام علیہم السلام کی مثل ہونے کا اعزاز ملا اور اولیاء اُمت کے متعلق ارشاد فرمایا گیا :

مَا مِنْ نَبِيٍّ إِلَّا وَلَهُ نَظِيرٌ مِّنْ أَوْلِيَاءِ أُمَّتِي

یعنی کوئی نبی ایسے نہیں گزرے جن کی مثال میری امت کے اولیاء میں موجود نہ ہو اور اپنی اُمت میں ایسے باطن صفا بندگانِ خاص اور محبوبانِ خدائے مہربان ہونے کی خبر بھی دی جو اپنے پروردگار پر قسم ڈال دیں تو وہ کریم جلّ مجدہ انہیں سچّا کر ہی دے اور درود وسلام ان کے پیارے اصحابِ کرام پر جو ہدایت کے درخشندہ ستارے ہیں اور انکی آل وعترت پر جو ہمارے لئے سفینۂ نوح ہیں

اور ان سب پر جنہوں نے انکی اتباع اور محبّت میں وقت گزارا بالخصوص پیرانِ چشت اہلِ بہشت، محبّان مصطفیٰ و مستان خدا پر جو بحرِ وحدت میں غرق اور اپنی موہوم سی ہستی کے دعویٰ سے بھی بیزار ہونے کے باوجود مُردہ دِلوں میں ذوقِ طاعت کے ساتھ ساتھ وہ عشق و مستی بھی پیدا کرتے ہیں جو ابلیس کو بھی میسّر ہوتی تو کبھی فرمانِ باری تعالیٰ سے سرتابی اور روگردانی نہ کرتا ؎

طاعتِ ابلیس را گر چاشنی بودے زعشق
در خطاب اُسْجُدُوْا بے شک مسلمان آمدے

امّابعد سورۃ انعام میں اٹھارۃ اولوالعزم پیغمبروں کے خصال مرضیّہ بیان فرمانے کے بعد اس فرمان باری تعالیٰ

اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ هَدَى اللّٰهُ فَبِهُدٰىهُمُ اقْتَدِهْ ط

یہی وہ حضرات ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے ہدایت فرمائی۔ پس آپ بھی ان کی راہ چلئے۔

اور اسکی مثل تمام اِرشاداتِ ربّ کائنات اور متعدد فرامین نبوی علیہ الصلوٰۃ والسلام مثلاً

اُذْكُرُوْا مَحَاسِنَ مَوْتَاكُمْ وَكُفُّوْا عَنْ مَّسَاوِيْهِمْ۔

اپنے مُردوں کی خُوبیوں کا چرچا کیا کرو اور ان کی بُرائیوں سے دَرگُزر کرو۔

میں یہ حکمت بھی کارفرما ہے کہ کسی قوم کی سیرت سازی کے لئے یہ ازحد ضروری ہے کہ پند و نصائح اور تبلیغ و ارشاد کے ساتھ ساتھ ان کے سامنے کامیاب و کامران حضرات کی مُبارک زندگیوں کو بطورِ نمونہ پیش کیا جائے اور

چونکہ اہلِ اسلام وایمان اپنے اکابرین کے محاسن ومحامد اور ان کی صفات سُنیہّ جمع کر کے بعد میں آنے والوں کے لئے راحت کا سامان بنانے کو زمانہ قدیم سے مُستحسن سمجھتے ہیں اس لئے یقیناً اہلُ اللہ کی سیرت نگاری عنداللہ بھی مقبول و مُستحسن ہوگی کہ حُضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشادِ گرامی ہے

مَارَءَاہُ الْمُؤمِنُوْنَ حَسَنًا فَھُوَ عِنْدَ اللّٰہِ حَسَنٌ ۔

ترجمہ: جس عمل کو اہل ایمان اچھا سمجھتے ہیں اسے تعالیٰ بھی اچھا سمجھتے ہیں

الغرض ملتان جنّت نشان کی تاریخی، علمی اور رُوحانی شخصیّت جو تیرھویں صدی میں مقتداء زمانہ رہی یعنی فانی فی اللہ حضرت مولانا مفتی خواجہ محمد عبیداللہ چشتی قادری رضی اللہ عنہ م ۱۳۰۵ھ / ۱۸۸۰ء وان کے صاحبِ فتویٰ خاندان عالیشان اور خلفاء کرام کے مُستند تذکرہ پر مشتمل چند اوراق کا زیرِ نظر مجموعہ فقیر حقیر بحرمِ و ہوا اسیر محمد عادل بے حد غافل جو نسباً خواجہ، حسباً چشتی اور مذھباً حنفی ہے کے بے ربط قلم کا نتیجہ ہے (عفی اللہ عن جمیع ذنوبہ)

معلوم رہے کہ فقیر کاتب الحروف جو خانقاہِ عُبیدیہ کے چوتھے سجادہ نشین مصدر الفرح والسرور حضرت مولانا مفتی محمد عبدالشکور رضی اللہ عنہ م ۱۴۰۰ھ / ۱۹۸۰ء کا گنہگار نواسہ ہے کو اپنے نانا محترم سے بچپن ہی سے والہانہ عقیدت ومحبت تھی جس کے سبب ان کے شبانہ روزی معمولات کو قریب سے دیکھنے کا موقع ملتا رہا پھر بیعت کے بعد آپ اور آپ کے عالی نسب خاندان سے محبت میں غیر معمولی اضافہ کے سبب آپ کے علاوہ خاندانِ عالیشان کے دیگر حضرات وبرادرانِ طریقت سے سنی اکثر باتیں قلمبند کرتا رہا کہ آپ کے آباء واجداد کے فضائل وکمالات کو مطبوعہ صُورت میں یکجا نہ پانے کا از حد افسوس تھا لہذا جب کچھ ذخیرہ میرے پاس جمع ہو گیا تو میں نے کم عمری، ناتجربہ کاری، بے علمی اور طفل مکتب ہونے

کے باوجود فرطِ محبّت میں اسے کتابی شکل دینے کی اجازت آپ سے طلب کی تو ارشاد فرمایا:

"بہت بزرگوں کے حالات پڑھنے کو موجود ہیں انہی سے استفادہ کرو۔"

لہٰذا جس ترتیب سے کام کر رہا تھا اگرچہ اسے موقوف کر دیا۔ تاہم جو سلسلہ قائم ہو چکا تھا اسی کے نتیجہ میں خط و کتابت اور دیگر ذرائع سے میرے پاس نئی سے معلومات جمع ہوتی رہیں اسی دوران اس خاندان کے ایک عظیم متوسّل اور جھنگ کے مشہور رُوحانی پیشوا جناب مولانا طفیل احمد سلیانوی مرحوم و مغفور کی طرف سے ملنے والے ایک خط مکتوبہ ۱۴۰۰ھ سے جہاں اِس مشن کو جاری رکھنے میں میری حوصلہ افزائی ہوئی وہاں اس عظیم تر ذمہ داری کا احساس بھی ہوا کہ ؎

عبیدا وصف شاں در خورد تو نیست : توئی یک قطرہ وایشاں بحار اند

"اے بندۂ ناچیز! تو اور تیرا قلم اہل اللہ کی تعریف بیان کرنے کے لائق نہیں کیونکہ وہ سمندر ہیں اور تو فقط ایک قطرہ۔"

خط کا ایک مخصوص حصّہ قارئین کی نذر گزارتا ہوں کہ فائدہ سے خالی نہیں۔

"یہ معلوم کر کے کہ آپ حضرت شیخ المشائخ قبلہ عالم فانی فی اللہ باقی باللہ حضرت خواجہ محمد عُبید اللہ رحمۃ اللہ علیہ کی ذات بابرکات اور آپ کے متوسّلین حضرات کے حالات قلمبند فرما رہے ہیں، بیحد فرحت ہوئی

نام نیک رفتگان ضائع مکن : تا بماند نام نیکت یادگار

بہت بڑی سعادت ہے اللہ کریم آپ کے نصیب فرمائے اور اس عہد بے دینی میں مسلمانوں کو ان بزرگانِ دین کے حالات سے باخبر کرنا دینی خدمت اور ضرورتِ وقت ہے (الخ)

انشاء اللہ تعالیٰ اس سلسلہ میں یہ غلام ابنِ غلام پوری سعی کرے گا

اور دیگر برادران طریقت سے بھی حتی المقدور ملنے کی کوشش کرے گا اِس سلسلہ میں جناب کو بھی کافی محنت کرنا ہوگی کیونکہ حضور والا کے حالات، علم وفضل، کشف وکرامات، فیوض وبرکات ایک بحرِ ذخار ہے اور سچ پوچھئے تو "لنفد البحر قبل ان تنفد کلمات" باقی باللہ کی مثال ہے۔ کاش۔ بڑا زمانہ گزر گیا ہم اس دَور میں ہوتے کہ اس زمانہ کو دیکھنے والے چل بسے تاہم ؎

ہر کارے کہ ہمّت بستہ گردد : اگر خارے بود گلدستہ گردد

اللہ کریم حضرت قبلہ کی برکت سے یہ کام آپ کے لئے آسان فرمائے۔ آمین ثم آمین الخ"

دعا جو نیاز مند بندۂ درگاہ فقیر حقیر طفیل احمد عفی عنہ،

بہر حال ایک عرصہ تک تو یہ کام ارشادِ مُرشد کے تحت ملتوی رہا اور افسوس صد افسوس کہ حضور سیّدی مُرشدی سراپا نُور وسرور کا وصال پرُملال بھی اسی دوران ہوگیا جس سے طبیعت، دل اور دماغ بھی فرطِ غم کے سبب اس کام کی طرف راغب نہ رہے مگر انسان چونکہ سراپا نسیان ہے لہذا ایک وقت پھر آیا کہ برادران طریقت کی طرف سے اس کام کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے کی مسلسل فرمائشوں نے مجھے یہ سمجھایا کہ بے شک صلحاء کرام کے تذکرے مطبوعہ شکل میں موجود ہیں تاہم اپنے پیرانِ سِلسلہ کی سیرت کا مطالعہ فوائد مخصوصہ ومزیدہ رکھتا ہے کہ ؎

ہست ذکرِ سیرت پیراں عزیز : بر مُریدانِ صادق صاحب تمیز
قصۂ شاں جلوہ برجانش کند : ذکر پیراں تازہ ایمانش کند

ترجمہ: تمیز والے مُرید صادق کو اپنے پیروں کی سیرت کا ذکر بڑا عزیز ہوتا ہے۔ پیروں کا ذِکر اس کے ایمان کو تازہ کرتا ہے اور ان کے واقعات

اس کے ایمان پر تجلّی ڈالتے ہیں۔

الغرض میں اپنے ماموں محترم پیرِ صحبت اور جانشینِ مرشد کریم حضور معدن جود مولانا محمد عبدالودود رضی اللہ عنہ کی خدمت اقدس میں اجازت طلبی کو حاضر ہوا تو آپ نے بھی قدرے تامّل کے بعد ارشاد فرمایا۔

"بٹیا! خود صاحبِ حال بنو دُوسروں کے حالات کیا لکھتے ہو"

گویا ارشاد فرمایا ؎

گفتگو تا چند جامی لب بہ بند : حال باید چہ سُود از قیل وقال

یعنی اے جامی! کب تک محو گفتگو رہے گا اب خاموشی اختیار کر، کیونکہ اس میدان میں تو حال درکار ہے نری قیل وقال کا کچھ بھی فائدہ نہیں۔

اللہ اکبر! پیرِ صحبت نور اللہ مرقدہٗ نے صحیح نصیحت فرمائی مگر اس حقیقت سے کسی کو بھی انکار نہیں کہ اس راستہ میں ترقی، اعانت الٰہی کے بغیر ممکن ہی نہیں اور اگرچہ یہ احقر اپنے پیرِ صحبت کی وفات قیامت آیات تک منازل سلوک و تصوّف سے کوئی منزل طے کر پایا اور نہ ہی قال سے حال کی طرف آیا وھوالآن کما کان مگر بحمدہ تعالیٰ اس فرقہ صفیہّ صوفیاء کی محبّت ہی کو عطاء خُداوندی سمجھتے ہوئے اپنے لئے غنیمت اور سبز بختی سمجھا۔

الغرض پھر ایک وقت آیا کہ بعض دوستوں کے ناقابلِ ردّ تقاضاجات کے علاوہ بہت سے ایسے برادرانِ طریقت کا وِصال بھی باعثِ تشویش بنا جو اُن حضرات سے سُنی باتیں نقل کرتے تھے جنہوں نے حضور اعلیٰ یا ان کے پہلے جانشین حضور عربی غریب نواز کا زمانہ پایا تھا، لہذا یہ سوچ کر کہ یہ کام اگر آج نہ ہوا تو کل ناممکن ہو جائے گا میں نے ۱۴۱۶ھ میں ایک دفعہ پھر اپنے پیرِ

صُحبت کے جانشین برادرِ خورد زیب آستانہ عالیہ جناب حضرت مولٰنا محمد عبداللطیف صاحب مدظلہ، کی خدمتِ اقدس میں اجازت طلب کی تو بحمدہ تعالٰی آپ نے رطب و یابس ملا کر کچھ لکھنے سے گُریز کرنے کی سخت تاکید فرمانے کے ساتھ ساتھ اپنی توجہات اور اجازت سے بھی نوازا تو میں نے تمام تر بے لیاقتی اور عدم فرصتی کے باوجود اپنی ہمہ قسمی کاروباری مصروفیات کو معطل کر کے اس کام کو عملی جامہ پہنانے کے لئے محض توکلاً علی اللہ عرصہ دراز سے بندھی کشتی کے لنگر کھول ہی دیئے ہ

ایں دلو تہی کہ درچہ انداختہ ام : ناامیدنیم کہ پر برآید روزے

ترجمہ: یہ خالی ڈول کنویں میں ڈال کر میں پر اُمید ہوں کہ آخر ایک روز بھرا ہوا ہی باہر نکلے گا۔

چنانچہ شب و روز چھ ماہ کی مسلسل محنت سے مجھے جمادی الاولیٰ ۱۴۱۷ھ میں گلزار ششم کے پہلے چمن تک مسوّدہ کی تیاری کی حد تک کامیابی حاصل ہوگئی اور دراصل کامیابی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اس میں میری بخشش کا سامان بھی پیدا فرمادیں آمین۔ بعدازاں کتابت اور دُرستی اغلاط وغیرہ کے صبر آزما مرحلہ سے مجھے کاروباری اور دیگر مصروفیات کے ساتھ ساتھ متواتر اڑھائی سال تک گزرنا پڑا۔ اس دوران گلزار ششم کے بقایا چمنوں کا مسوّدہ بھی تیار کرتا رہا اور برادرانِ طریقت کی طرف سے ملنے والی نئی معلومات پر مشتمل اضافہ جات کو بھی کتابت کرا کر ترتیب دیتا رہا الغرض طفلِ مکتب ہونے کے علاوہ فصاحت و بلاغت کی ابجد سے بھی واقف نہ ہونے کے سبب مجھے اس سلسلہ میں درپیش مشکلات کا پہلے سے علم ہوتا تو یقیناً اس میدان میں قدم ہی نہ رکھتا لہٰذا من صنّف قد استھدف کے تحت چونکہ مصنفین پر اعتراض کا زمانہ

قدیم سے دستور چلا آرہا ہے اس لئے قارئین حضرات اسے کوئی تصنیف سمجھ کر ملامت کا نشانہ نہ بنائیں بلکہ اسے اوراقِ محبّت میں سجا ہوا نیاز مندانہ سلام عقیدت سمجھیں جو اس احقر نے اپنے پیرانِ والاشان کی نذر گزارا اور یہ بات بھی مجھے از خود تسلیم ہے کہ اس مجموعہ کا جو حصّہ کسی کو پسند آئے وہ یقیناً منقول و منسوب اور قابلِ اعتراض حصّہ میری کوتاہی کا نتیجہ ہو گا کہ ؎

کردم ہوس چوں زاغہا، رفتار کبکاں تاکنم
از یاد شد رفتار من، گشتم خجل ہم منکسر

یعنی میں نے کوّوں کی طرح چکوروں کی سی چال چلنے کی کوشش تو ضرور کی ہے مگر نتیجۃً اپنی چال سے بھی ہاتھ دھو کر میں خوب شرمندہ ہوا ہوں۔

جن مخلص حضرات خصُوصاً حُضور زیب آستانہ عالیہ، حضرات صاحبزادگان رونق افروزان آستانہ عالیہ، جناب علامہ قاری غافر بخش صاحب مدنی، جناب ابو سلیمان شیخ غلام محمد راشد نظامی صاحب، جناب میاں غلام قادر صاحب ستیانوی اور جناب میاں محمد عبدالشکور صاحب شورکوٹی نے اعانت طلبی پر مجھ کو معلومات پہنچانے، مسوّدہ کی تیاری اور اغلاط کی درستی وغیرہ معاملات میں کسی طرح بھی معاونت فرمائی بندہ تادم آخران کے لئے دُعاگو رہے گا اور وہ میرے مشکور فجزاہم اللہ تعالیٰ خیر الجزاء۔

میں نے اس مجمُوعہ کا نام اپنے ممدوحین کے اسماء گرامی جو "عبد" یا "عبید" سے شروع ہوتے ہیں کی مواقفت میں کلام اللہ شریف سے منتخب کرکے "عباد الرحمان" تجویز کیا اور ابتداء "اقتباس القرآن" کے عنوان سے اُس مکمل رکوع کو جس میں عباد الرحمان کی صفات کریمانہ مذکور ہیں، مع ترجمہ و تفسیر بایں غرض نقل کر دیا کہ اللہ کریم جل مجدہ اپنے پاکیزہ کلام کی برکت سے

میری کوتاہیوں کو مُعاف فرمادیں اور "اقتباس الحدیث" کے عنوان سے بھی شان اولیاء کے موضوع پر مشتمل صرف ایک حدیثِ مُبارکہ مع وضاحت ضروریہ تبرکاً شامل کر دی ہے۔ اللہ تعالیٰ قبول فرمادیں۔ آمین۔

عبادالرحمان کے اس گلشن کو جو چھ گلزاروں پر مشتمل تھا ضخامت کے پیشِ نظر دو جلدوں میں تقسیم کر دیا گیا ہے۔ اور چونکہ آخری گلزار کی تکمیل بھی تا حال نہ ہو پائی تھی لہٰذا دوستوں کے تقاضوں اور ان کے شدید انتظار کے پیشِ نظر جلد اوّل کی طباعت کرادی گئی ہے۔

مسئلہ ترضّی پیرانِ کبار کی اتباع میں اور دوسرے مشائخ سے امتیاز کی خاطر میں نے اپنے سلسلہ عالیہ کے پیران والاشان، سیّدنا حضرت امامنا الاعظم اور سیّدنا حضرت غوثنا الاعظم کے اسماء مقدسہ کے ساتھ چونکہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ لکھا ہے اس لئے اتنی وضاحت ضروری سمجھتا ہوں کہ علماء کرام نے صراحت فرمائی ہے کہ ترضّی کو مخصوص بالصحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین سمجھنا محض غلط ہے۔ اسی لئے ہمارے مشائخ چشتیہ بہشتیہ شرفنا اللہ تعالیٰ باسرارہم القدسیہ ہمیشہ اپنے پیرانِ سلسلہ پر ترضی استعمال کرتے آئے ہیں اور والسابقون الاوّلون من المھٰجرین والانصار والذّین اتبعوھم باحسان رّضی اللہ عنھم ورضوا عنہ الآیۃ کے عموم سے استدلال بھی پکڑے ہیں جس کا مطلب ہے "مہاجرین و انصار میں سبقت کرنے والے، سب سے پہلے ایمان لانے والے اور جنہوں نے نیک کاموں میں انکی اتباع کی راضی ہوا اللہ ان سے اور وہ راضی ہوئے اللہ سے الخ۔"

اور معلوم رہے کہ ابنِ مردویہ بہت سے تابعین سے روایت کرتے ہیں کہ اُنہوں نے ایک جماعت صحابہ سے سُنا کہ جب آیتِ مذکورہ نازل ہوئی تو حضور

پُرنور فداہ روحی وقلبی علیہ الصلوٰۃ والسّلام نے فرمایا یہ (ترضّی) میری تمام اُمت کے لئے ہے (نہ کہ فقط صحابہ کرام علیہم الرضوان کے لئے)

(اسی طرح اللہ تبارک وتعالیٰ نے سورۃ البینۃ میں ایمان کے بعد عمل صالح اختیار کرنے والے حضرات کی جزا بیان فرماکر ارشاد فرمایا۔ "رضی اللہ عنھم ورضوا عنہ ط ذٰلک لمن خشی ربہ ۝ یعنی راضی ہوا اللہ ان (مومنین صالحین) سے اور وہ راضی ہوئے اس (اللہ تعالیٰ) سے، یہ (ترضّی) اس کے لئے ہے جو اپنے رب سے خائف رہا" جس سے ثابت ہے کہ یہ دو طرفہ رضا کا مژدہ ہر اس شخص کے لئے ہے جسے خشیتِ الٰہی نصیب ہو)

چنانچہ حضرت امام نووی شافعی المذہب قدس سرہٗ نے الاذکار میں صراحت فرمائی ہے کہ ترضّی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) اور ترحّم (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) دونوں کا استعمال صحابہ کرام، تابعین اور ان کے بعد آنے والے علماء کرام و تمام نیک سیرت حضرات کے لئے مستحب ہے۔ علماء احناف مثلاً صاحب تنویر الابصار و درالمختار اور حضرت الشیخ الشاہ عبد الحق المحدث دہلوی قدس اسرارہم نے اپنی کتب معتبرہ میں اسی طرح صراحت فرمائی ہے اور خود حضرات صاحبین و حضرت امام طحاوی جیسے مقتدر مجتہد علماء نے اپنی تصانیف میں سیّدنا حضرت امام اعظم کے اسمِ گرامی کے ساتھ رضی اللہ عنہ استعمال کیا ہے۔

الغرض خلاصہ یہ کہ ہر نیک سیرت متقی پرہیزگار کے لئے ترضی کا استعمال بلا کراہت جائز و مرغوب ہے (استفادہ از حاشیہ انوارِ جمالیہ) البتہ بعض علماء کی یہ صراحت کہ ترضی غیر صحابہ کے لئے خلافِ اولیٰ ہے، ہمیں مضر نہیں کہ انہی حضرات کے نزدیک بھی تارک مستحب کو ملامت روا نہیں۔

انتہائی ضروری : عباد الرحمان کے اس گلشن میں ،

"حضور اعلیٰ" یا "حضرت فانی فی اللہ" سے حضرت مولانا محمد عُبید اللہ رضی اللہ عنہ
"خواجہ عربی غریب نواز" یا "شیخ العرب والعجم" سے حضرت مولانا محمد عبد الرحمان رضی اللہ عنہ
"مفتی اعظم" یا "زبدۃ المحققین" سے حضرت مولانا محمد عبد العلیم رضی اللہ عنہ
"حضور ولی لاثانی" سے حضرت مولانا محمد عبد الکریم رضی اللہ عنہ
"سراپا نور وسرور" یا میرے مُرشد حقیقی" سے حضرت مولانا محمد عبد الشکور رضی اللہ عنہ
"معراج انسانیت" یا "حضور معدن جود" سے حضرت مولانا محمد عبد الودود رضی اللہ عنہ
"حضور بحر العلوم" سے حضرت مولانا محمد عبد المجید رضی اللہ عنہ
"زیب آستانہ عالیہ" سے حضرت مولانا محمد عبد اللطیف صاحب مدظلہ
"حضرت استاذیم مستغنی عن الالقاب" سے حضرت مولانا محمد عبد العلی صاحب زید مجدہ
"عندلیب گلستانِ رسالت" سے حضرت مولانا محمد عبد الباقی صاحب زید مجدہ
"صاحبزادہ از خلق آزادہ" سے حضرت مولانا محمد عبد الولی صاحب زید مجدہ

مُراد ہوں گے

اپنی گزارشات کو انہی حروف پر ختم کرتا ہوں کہ بے سروسامانی کے باوجود آپکی دُعاؤں کا محتاج ، اللہ تعالیٰ کے عفو و کرم اور اس کے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شفاعت کا اُمیدوار اسکی رحمت سے مایوس نہیں ہ

بضاعت نیاوردم الّا اُمید : خدایا زعفوم مکن نا اُمید

واٰخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ سیّد المرسلین۔

گدائے چشت اہلِ بہشت محمد عادل بے حد غافل
یکے از لقمہ خواران لنگر عُبیدیہ شکوریہ متعلّم مدرسہ رحمانیہ
شوال المکرم ۱۴۱۹ھ

اقتباس القرآن

گر تو مے خواہی مسلمان زیستن ٭ نیست ممکن جز بہ قرآن زیستن

ترجمہ: اگر تو مسلمان بن کر زندگی گزارنا چاہتا ہے تو پھر قرآن سے
وابستگی بغیر ایسی زندگی ممکن ہی نہیں۔

متنِ قرآن ——— از ——— سورۃ الفرقان
(عربی) : (پارہ ۱۹ رکوع ۶ آیت ۶۱ تا ۷۷

ترجمہ ——— از ——— کنز الایمان
(خط کشیدہ الفاظ) : (اعلیٰحضرت مولانا احمد رضا خان بریلوی علیہ الرحمۃ)

تفسیر ——— از ——— خزائن العرفان
(اردو عبارات علاوہ خط کشیدہ) : (صدر الافاضل مولانا سید محمد نعیم الدین مرادآبادی قدس سرہٗ)

اضافہ جات ——— از ——— ناقل غافل
(بریکٹ شدہ الفاظ) : (محمد عادل کاتب الحروف عفی اللہ عن جمیع ذنوبہ)

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ؕ
میں پناہ مانگتا ہوں اللہ کی شیطان مردود (کے شر سے)

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ؕ
اللہ کے نام سے شروع جو بہت مہربان رحمت والا (ہے)

تَبٰرَكَ الَّذِیْ جَعَلَ فِی السَّمَآءِ بُرُوْجًا وَّجَعَلَ
فِیْهَا سِرٰجًا وَّقَمَرًا مُّنِیْرًا ۝ وَهُوَ الَّذِیْ جَعَلَ
الَّیْلَ وَالنَّهَارَ خِلْفَةً لِّمَنْ اَرَادَ اَنْ یَّذَّكَّرَ اَوْ اَرَادَ
شُكُوْرًا ۝

بڑی برکت والا ہے وہ جس نے آسمان میں بُرج بنائے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ بُروج سے کواکب سبعہ سیارہ کے منازل مراد ہیں جن کی تعداد بارہ۱۲ ہے حمل۱۔ ثور۲۔ جوزا۳۔ سرطان۴۔ اسد۵۔ سنبلہ۶۔ میزان۷۔ عقرب۸۔ قوس۹۔ جدی۱۰۔ دلو۱۱۔ حوت۱۲۔ اور ان میں چراغ (آفتاب) رکھا اور چمکتا چاند۔ اور وہی ہے جس نے رات اور دن کی بدلی رکھی کہ ان میں ایک کے بعد دُوسرا آتا ہے اور اس کا قائم مقام ہوتا ہے کہ جس کا عمل رات یا دن میں سے کسی ایک میں قضا ہو جائے تو دوسرے میں اُدا کرے ایسا ہی فرمایا حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے اور رات اور دن کا ایک دُوسرے کے بعد آنا اور قائم مقام ہونا اللہ تعالیٰ کی قدرت وحکمت کی دلیل ہے اس کے لئے جو دھیان کرنا چاہے (نصیحت قبول کرنا چاہے) یا شکر کا ارادہ کرے (شکر گزار بننا چاہے)

وَعِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِيْنَ يَمْشُوْنَ عَلَى الْاَرْضِ هَوْنًا وَّاِذَا خَاطَبَهُمُ الْجٰهِلُوْنَ قَالُوْا سَلٰمًا ○ وَالَّذِيْنَ يَبِيْتُوْنَ لِرَبِّهِمْ سُجَّدًا وَّقِيَامًا ○ وَالَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اصْرِفْ عَنَّا عَذَابَ جَهَنَّمَ ۖ اِنَّ عَذَابَهَا كَانَ غَرَامًا ○ اِنَّهَا سَآءَتْ مُسْتَقَرًّا وَّمُقَامًا ○ وَالَّذِيْنَ اِذَآ اَنْفَقُوْا لَمْ يُسْرِفُوْا وَلَمْ يَقْتُرُوْا وَكَانَ بَيْنَ ذٰلِكَ قَوَامًا ○

اور رحمان کے بندے وہ ہیں جو زمین پر آہستہ چلتے ہیں اطمینان ووقار کے ساتھ متواضعانہ شان سے نہ کہ متکبّرانہ طریقہ پر، جُوتے کھٹکھٹاتے پاؤں زور سے مارتے، اتراتے کہ یہ متکبّرین کی شان

ہے اور شرع (شریعت مطہرہ) نے اس کو منع فرمایا (اسی طرح تصنع اور بناوٹ سے کمر جُھکا کر بیماروں کی طرح چلنا بھی شرعاً ممنوع ہے کہ یہ ریاکاری میں شامل ہے سیدنا حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے کسی نوجوان کو بہت آہستہ آہستہ چلتے دیکھ کر پُوچھا کہ تو بیمار ہے؟ اس نے کہا نہیں تو ارشاد فرمایا پھر یہ کیسی چال ہے؟ خبردار! آئندہ ایسا چلا تو کوڑے کھائے گا۔ طاقت کے ساتھ جلدی جلدی چلا کرو) اور جب جاہل ان سے بات کرتے ہیں اور کوئی ناگوار کلمہ یا بیہودہ خلاف ادب وتہذیب بات کہتے ہیں تو کہتے ہیں بس سَلام یہ سلام متارکت ہے یعنی جاہلوں کے ساتھ مجادلہ کرنے سے اعراض کرتے ہیں یا یہ معنی ہیں کہ ایسی بات کہتے ہیں جو درست ہو اور اس میں ایذا اور گناہ سے سالم رہیں حسَن بصری نے فرمایا کہ یہ تو اُن بندوں کے دن کا حال ہے اور ان کی رات کا بیان آگے آتا ہے مُراد یہ ہے کہ اُن کی مجلسی زندگی اور خلق کے ساتھ معاملہ ایسا پاکیزہ ہے اور انکی خلوت کی زندگانی اور حق کے ساتھ رابطہ یہ ہے جو آگے بیان فرمایا جاتا ہے۔

اور وہ جو رات کاٹتے ہیں اپنے رب کے لئے سجدے اور قیام میں یعنی نماز اور عبادت میں شب بیداری کرتے ہیں اور رات اپنے رب کی عبادت میں گزارتے ہیں اور اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے کرم سے تھوڑی عبادت والوں کو بھی شب بیداری کا ثواب عطا فرماتا ہے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ جس کسی نے بعد عشاء دو رکعت یا زیادہ نفل پڑھے وہ شب بیداری کرنے والوں میں داخل ہے مسلم شریف میں حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے جس نے عشا کی نماز بجماعت ادا کی اس نے نصف شب کے قیام کا ثواب پایا اور جس نے

فجر بھی بجماعت ادا کی وہ تمام شب کے عبادت کرنے والے کی مثل ہے۔
اور وہ جو عرض کرتے ہیں اے ہمارے رب ہم سے پھیر دے جہنّم کا عذاب بے شک اس کا عذاب گلے کا غل ہے یعنی لازم جُدا نہ ہونے والا۔ اس آیت میں ان بندوں کی شب بیداری اور عبادت کا ذکر فرمانے کے بعد انکی اس دُعا کا بیان کیا اس سے یہ اظہار مقصود ہے کہ وہ باوجود کثرت عبادت کے اللہ تعالیٰ کا خوف رکھتے ہیں اور اس کے حضور تضرّع کرتے ہیں بے شک وہ بہت ہی بُرے ٹھہرنے کی جگہ ہے
اور وہ کہ جب خرچ کرتے ہیں نہ حد سے بڑھیں اور نہ تنگی کریں۔
اسراف معصیّت میں خرچ کرنے کو کہتے ہیں ایک بُزرگ نے کہا کہ اسراف میں بھلائی نہیں، دُوسرے بُزرگ نے کہا نیکی میں اسراف ہی نہیں اور تنگی کرنا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے مقرر کئے ہوئے حقوق کے ادا کرنے میں کمی کرے یہی حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا۔ حدیث شریف میں ہے سیّدِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے کسی حق کو منع کیا اس نے اقتار کیا یعنی تنگی کی اور جس نے ناحق میں خرچ کیا اس نے اسراف کیا یہاں ان بندوں کے خرچ کرنے کا حال ذکر فرمایا جاتا ہے کہ وہ اسراف و اقتار کے دونوں مذموم طریقوں سے بچتے ہیں اور ان دونوں کے بیچ اعتدال پر رہیں عبدالملک بن مروان نے حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اپنی بیٹی بیاہتے وقت خرچ کا حال دریافت کیا تو آپ نے فرمایا کہ نیکی دو بدیوں کے درمیان ہے اس سے مُراد یہ تھی کہ خرچ میں اعتدال نیکی ہے اور وہ اسراف و اقتار کے درمیان ہے جو دونوں بدیاں ہیں اس سے عبدالملک نے پہچان لیا کہ وہ اس آیت کے مضمون کی طرف اشارہ کرتے

ہیں۔ مفسرین کا قول ہے کہ اس آیت میں جن حضرات کا ذکر ہے وہ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اصحابِ کبار ہیں جو نہ لذت و تنعم کے لئے کھاتے نہ خوبصورتی کے لئے پہنتے۔ بھوک روکنا، ستر کا چھپانا، سردی، گرمی کی تکلیف سے بچنا، اتنا ان کا مقصد تھا۔

وَالَّذِيْنَ لَا يَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ وَلَا يَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا يَزْنُوْنَ ۚ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ يَلْقَ اَثَامًا ۝ يُّضٰعَفْ لَهُ الْعَذَابُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَيَخْلُدْ فِيْهٖ مُهَانًا ۝ اِلَّا مَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا فَاُولٰٓئِكَ يُبَدِّلُ اللّٰهُ سَيِّاٰتِهِمْ حَسَنٰتٍ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۝ وَمَنْ تَابَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَاِنَّهٗ يَتُوْبُ اِلَى اللّٰهِ مَتَابًا ۝

اور وہ جو اللہ کے ساتھ کسی دوسرے معبود کو نہیں پوجتے شرک سے بری اور بیزار ہیں اور اس جان کو جس کی اللہ نے حرمت رکھی اور اس کا خون مباح نہ کیا جیسے کہ مومن و معاہد اس کو ناحق نہیں مارتے اور بدکاری نہیں کرتے صالحین سے ان کبائر کی نفی فرمانے میں کفار پر تعریض ہے جو ان بدلیوں میں گرفتار تھے (حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ سب سے بڑا گناہ کونسا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تیرا اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک حالانکہ اسی اکیلے نے تجھے پیدا فرمایا ہے۔ پوچھا اس سے کم؟ فرمایا تیرا اپنی اولاد کو اس خوف سے مار ڈالنا کہ تو اسے کہاں سے کھلائے گا؟ پوچھا اس کے بعد؟ فرمایا تیرا اپنے پڑوس کی کسی عورت سے بدکاری

کرنا۔ پس ان جوابات کی تصدیق میں اللہ تعالیٰ نے آیات نازل فرمائیں)

اور جو یہ کام کرے وہ سزا پائے گا۔ بڑھایا جائے گا اُس پر عذاب قیامت کے دن یعنی وہ شرک کے عذاب میں بھی گرفتار ہوگا اور ان معاصی کا عذاب اس عذاب پر اور زیادہ کیا جائے گا اور ہمیشہ اس میں ذلّت سے رہے گا مگر جو توبہ کرے شرک وکبائر سے اور ایمان لائے سیّد عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر اور اچھا کام کرے یعنی بعد توبہ نیکی اختیار کرے تو ایسوں کی برائیوں کو اللہ بھلائیوں سے بدل دے گا یعنی بدی کرنے کے بعد نیکی کی توفیق دے کر۔ یا یہ معنی کہ بدیوں کو توبہ سے مٹا دے گا اور انکی جگہ ایمان وطاعت وغیرہ نیکیاں ثبت فرمائے گا (مدارک) مسلم کی حدیث میں ہے کہ روز قیامت ایک شخص حاضر کیا جائے گا ملائکہ بحکم الٰہی اس کے صغیرہ گناہ ایک ایک کرکے اس کو یاد دلاتے جائیں گے (اور کبیرہ گناہوں کو مخفی رکھا جائے گا) وہ اقرار کرتا جائے گا اور اپنے بڑے گناہوں کے پیش ہونے سے ڈرتا ہوگا اس کے بعد کہا جائے گا کہ ہر ایک بدی کے عوض تجھ کو نیکی دی گئی (تو وہ کہنے لگے گا میں نے تو اور بہت سے گناہ کئے تھے وہ مجھے آج دکھائی نہیں دے رہے) یہ بیان فرماتے ہوئے سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ کی بندہ نوازی اور اسکی شانِ کرم پر خوشی ہوئی اور چہرۂ اقدس پر سرور سے تبسّم کے آثار نُمایاں ہوئے (یہاں تک کہ دندان مُبارک ظاہر ہوگئے) اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔ اور جو توبہ کرے اور اچھا کام کرے تو وہ اللہ کی طرف رُجوع لایا جیسی چاہیئے تھی۔

وَالَّذِيْنَ لَا يَشْهَدُوْنَ الزُّوْرَ ۙ وَاِذَا مَرُّوْا بِاللَّغْوِ مَرُّوْا

كِرَامًا ۝ وَالَّذِيْنَ اِذَا ذُكِّرُوْا بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ لَمْ يَخِرُّوْا
عَلَيْهَا صُمًّا وَّعُمْيَانًا ۝ وَالَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا هَبْ لَنَا
مِنْ اَزْوَاجِنَا وَذُرِّيّٰتِنَا قُرَّةَ اَعْيُنٍ وَّاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ
اِمَامًا ۝

اور جو جھوٹی گواہی نہیں دیتے اور جھوٹوں کی مجلس سے علیحدہ رہتے ہیں اور ان کے ساتھ مخالطت نہیں کرتے اور جب بیہودہ پر گزرتے ہیں اپنی عزّت سنبھالے (باوقار ہوکر) گزرجاتے ہیں۔ اور اپنے آپ کو لہو و باطل سے ملّوث نہیں ہونے دیتے (یعنی) ایسی مجالس سے اعراض کرتے ہیں اور وہ کہ جبکہ انہیں ان کے رب کی آیتیں یاد دلائی جائیں تو ان پر بہ طریق تغافل بہرے اندھے ہوکر نہیں گرتے کہ نہ سوچیں نہ سمجھیں بلکہ بگوش ہوش سنتے ہیں اور بچشم بصیرت دیکھتے ہیں اور اس نصیحت سے پند پذیر ہوتے ہیں، نفع اُٹھاتے ہیں اور ان آیتوں پر (عمل کرنے کیلئے) فرمانبردارانہ گرتے ہیں (اور ان سے اعراض نہیں کرتے) اور وہ جو عرض کرتے ہیں اے ہمارے رب ہمیں دے ہماری بیبیوں اور ہماری اولاد سے آنکھوں کی ٹھنڈک یعنی فرحت و سرور مُراد یہ ہے کہ ہمیں بی بیاں (بیویاں) اور اولاد نیک صالح متّقی عطا فرما کہ ان کے حُسن عمل اور انکی اطاعتِ خدا و رسول دیکھ کر ہماری آنکھیں ٹھنڈی اور دل خوش ہوں اور ہمیں پرہیزگاروں کا پیشوا بنا یعنی ہمیں ایسا پرہیزگار، اور ایسا عابد و خُدا پرست بنا کہ ہم پرہیزگاروں کی پیشوائی کے قابل ہوں اور وہ دینی اُمور میں ہماری اقتدا کریں۔ **مسئلہ** بعض مفسّرین نے فرمایا کہ اس میں دلیل ہے کہ

آدمی کو دینی پیشوائی اور سرداری کی رغبت و طلب چاہیئے۔ ان آیات میں
اللہ تعالیٰ نے اپنے صالحین بندوں کے اوصاف ذکر فرمائے اس کے بعد
ان کی جزاء ذکر فرمائی جاتی ہے۔
أُولَٰئِكَ يُجْزَوْنَ الْغُرْفَةَ بِمَا صَبَرُوا وَيُلَقَّوْنَ فِيهَا
تَحِيَّةً وَّسَلَامًا ۝ خَالِدِينَ فِيهَا ۚ حَسُنَتْ مُسْتَقَرًّا وَّ
مُقَامًا ۝ قُلْ مَا يَعْبَؤُا بِكُمْ رَبِّي لَوْلَا دُعَاؤُكُمْ ۖ فَقَدْ كَذَّبْتُمْ فَسَوْفَ
يَكُونُ لِزَامًا ۝

ان کو جنّت کا سب سے اونچا بالاخانہ انعام ملے گا بدلہ ان کے صبر
کا اور وہاں دُعا اور سلام کے ساتھ ان کی پیشوائی ہوگی (استقبال
کیا جائے گا) ملائکہ تحیّت و تسلیم کے ساتھ ان کی تکریم کریں گے۔ یا اللہ
عزّوجلّ ان کی طرف سلام بھیجے گا۔ ہمیشہ اس میں رہیں گے۔ کیا
ہی اچھی ٹھہرنے اور بسنے کی جگہ (قیامگاہ ہے) تم فرماؤ
اے سیّد انبیاء صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم اہلِ مکّہ سے کہ تمہاری کچھ قدر
نہیں میرے ربّ کے یہاں اگر تم اُسے نہ پوجو (کیا پرواہ ہے میرے
رب کو اگر تم اسکی عبادت نہ کرو اور) تم نے تو (اُلٹا) جھٹلایا میرے
رسول اور میری کتاب کو تو اب ہوگا وہ عذاب کہ لپٹ رہے گا
(تمہارے گلے کا ہار بنا رہے گا) یعنی عذاب دائم وہلاک لازم۔
وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ
والسلام علی سیّد المرسلین۔

اِقتباس الحدیث

خلافِ پیمبر کسے راہ گزید ۔ کہ ہرگز بمنزل نخواہد رسید

ترجمہ : پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خلاف کوئی راستہ جس نے بھی راستہ اختیار کیا وہ کبھی منزلِ مقصود پر نہ پہنچ سکے گا۔

متنِ حدیثِ قدسی ــــ از ــــ **مشکوۃ شریف**

(عربی) : (کتاب الدعوات باب ذکر اللہ عزّ وجل والتقرب الیہ)

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم اِنَّ اللهَ تَعَالٰی قَالَ مَنْ عَادٰی لِیْ وَلِیًّا فَقَدْ اٰذَنْتُهٗ بِالْحَرْبِ وَمَا تَقَرَّبَ اِلَیَّ عَبْدِیْ بِشَیْءٍ اَحَبَّ اِلَیَّ مِمَّا افْتَرَضْتُ عَلَیْهِ وَمَا یَزَالُ عَبْدِیْ یَتَقَرَّبُ اِلَیَّ بِالنَّوَافِلِ حَتّٰی اَحْبَبْتُهٗ فَكُنْتُ سَمْعَهُ الَّذِیْ یَسْمَعُ بِهٖ وَبَصَرَهُ الَّذِیْ یُبْصِرُ بِهٖ وَیَدَهُ الَّتِیْ یَبْطِشُ بِهَا وَرِجْلَهُ الَّتِیْ یَمْشِیْ بِهَا وَاِنْ سَاَلَنِیْ لَاُعْطِیَنَّهٗ وَلَئِنِ اسْتَعَاذَنِیْ لَاُعِیْذَنَّهٗ وَمَا تَرَدَّدْتُ عَنْ شَیْءٍ اَنَا فَاعِلُهٗ تَرَدُّدِیْ عَنْ نَفْسِ الْمُؤْمِنِ یَكْرَهُ الْمَوْتَ وَاَنَا اَكْرَهُ مَسَاءَتَهٗ وَلَا بُدَّ لَهٗ مِنْهُ۔ (رواہ البخاری)

ترجمہ : (سیّدنا حضرت) ابو ہریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرماتا ہے اللہ تعالیٰ کہ جس نے بھی میرے کسی ولی سے عداوت رکھی میرا اس سے اعلانِ جنگ ہے۔ اور جن چیزوں (عبادات) کے ذریعہ میرا بندہ مجھ سے قرب حاصل کرتا ہے ان میں میرے نزدیک سب سے

زیادہ محبوب چیز (عبادت) وہ ہے جسے مَیں نے اس پر فرض کیا ہے۔ اور میرا بندہ نوافل کے ذریعہ ہمیشہ میرا قرب حاصل کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ میں اُس سے محبّت کرنے لگتا ہوں تو پھر جب مَیں اسے اپنا محبُوب بنالیتا ہوں تو مَیں ہی اُس کے وہ کان ہوجاتا ہوں جس سے وہ سُنتا ہے اور اُسکی وہ آنکھ ہوجاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے اور اُس کے وہ ہاتھ ہوجاتا ہوں جن سے وہ پکڑتا (حملہ کرتا) ہے اور اُس کے وہ پاؤں بن جاتا ہوں جن سے وہ چلتا ہے۔ اگر وہ مجھ سے مانگتا ہے تو اُسے ضرور عطا فرماتا ہوں اور اگر وہ مجُھ سے پناہ مانگتا ہے تو مَیں اسے ضرور پناہ دیتا ہوں اور میں اپنے کسی کام کو جو کرنے والا ہوتا ہوں، کرنے میں تردّد نہیں کرتا۔ ہاں اُس مومن (ولی کامل) کی رُوح نکالتے وقت جو ابھی موت کو دوست نہ رکھتا ہو (مَیں بھی توقّف و تامل کرتا ہوں) کیونکہ مجھے اسکی ناخوشی پسند نہیں حالانکہ موت اس کے لئے ضروری ہے (اسے امام بخاری علیہ الرحمۃ نے روایت کیا)۔

معانی ومطالب: سُبحان اللہ! اُس حدیثِ قُدسی یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان اقدس سے جاری ہونے والے فرمان باری تعالیٰ میں شانِ اولیاء و مراتبِ محبُوبانِ کبریا کا عجیب انداز میں وافی بیان موجود ہے لہذا علماء اہلِ السنۃ والجماعۃ خصُوصاً حضرت حکیم الامت مفتی احمد یار خان صاحب نعیمی ومحدّث ملتان غزالی زمان حضرت علّامہ سیّد احمد سعید شاہ صاحب کاظمی علیہما الرحمۃ کی کتب مفیدہ جن میں رُوح المعانی اشعۃ اللمعات، مرقاۃ، تفسیر کبیر، الیواقیت والجواہر اور فیض الباری وغیرہ کتب معتبرہ کے حوالہ جات بکثرۃ موجود ہیں سے خوشہ چینی کرتے ہوئے

یہ طفلِ مکتب چند فوائد نقل کرنے کی سعادت حاصل کرتا ہے۔ اللھم صلّ علی النبی الامیّ المختار وعلیٰ اٰلہ واصحابہٖ وبارک وسلم تسلیما کثیرا کثیرا۔

اللہ تبارک وتعالیٰ نے جس طرح سُود خوار کے لئے اپنے کلامِ پاک میں اعلانِ جنگ فرمایا ہے اسی طرح اس حدیثِ قدسی میں دشمنانِ اولیاء کے ساتھ بھی اعلانِ جنگ فرمایا ہے لہٰذا یہ دونوں سخت ترین گناہ ہیں اللہ تعالےٰ اپنے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی برکت سے ہم سب کو ان دونوں گناہوں سے محفوظ فرمادیں۔ آمین۔

معلوم رہے کہ ولی اللہ سے اختلافِ رائے رکھنا، جیسے صحابہ کرام علیہم الرضوان و ائمہ مجتہدین کے مابین تھا نہ کفر ہے نہ فسق البتہ کسی ولی سے محض اس لئے عداوت وعناد رکھنا کہ وہ ولی اللہ ہے کفر ہے اور اسی کا یہاں ذکر ہے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ تک پہنچنے کے بہت ذرائع ہیں جن میں اللہ جلّ شانہٗ کے نزدیک سب سے محبوب ذریعہ فرائض کی ادائیگی کا اہتمام ہے۔

اللہ تعالےٰ جاہل صوفیوں کی طرح نوافل و وظائف کے سبب فرائض میں کوتاہی سے محفوظ فرمادیں۔ آمین۔

فرضی عبادات سے فراغت حاصل کرنے پر نوافل میں بھی مصروف رہنے کی ترغیب دی گئی ہے پھر فرائض ونوافل کو جمع کرنے والے کو اپنا محبوب قرار دیا گیا ہے، جیسا کہ خود حق سبحانہٗ وتعالیٰ نے اپنے کلامِ پاک میں ارشاد فرمایا کہ اے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم! ان سے فرمادیجئے کہ اگر تم اللہ کو محبوب رکھتے ہو تو میری اتباع کرو نتیجتہً اللہ تعالیٰ تمہیں محبوب بنالیں گے۔

اس حدیث شریف میں موجود سب سے اہم موضوع کہ میں اس کے کان، آنکھ وغیرہ بن جاتا ہوں، سے فقط یہ مُراد لینا کہ محبوبیت کے درجہ پر فائز ہونے کے بعد ولی کامل کے تمام اعضاء اللہ تعالیٰ کی رضا کے تابع ہو جاتے ہیں لہٰذا وہ نافرمانی نہیں کرتا، یقیناً اس کے حقیقی معنی سے انحراف ہوگا کہ الفاظِ حدیث فکنت سمعہ الذی یسمع بہ الخ اس معنی کے متحمل ہیں نہ مؤید کیونکہ نصِ قرآنی سے یہ بات ثابت ہے کہ اتباعِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ہی محبوبیت کا مرتبہ حاصل ہوتا ہے اور اس اتباع یعنی تقویٰ و پرہیزگاری کے بغیر مقامِ محبُوبیتِ خُداوندی کا حُصول ناممکن ہے پھر اس حدیثِ قدسی میں اللہ تعالیٰ کا فرمان کہ میں نوافل کے ساتھ قُرب حاصل کرنے والے بندے کے کان، اسکی آنکھ اس کا ہاتھ اور اس کے پاؤں بن جاتا ہوں، فاذا احببتہ کے بعد ہے یعنی جب میں اسے محبوب بنا لیتا ہوں تو پھر اسے یہ بلند و بالا مرتبہ بھی عطا کرتا ہوں لہٰذا اس مرتبہ کا حاصل وہی قرار دیا جانا جو اسے محبوبیت سے پہلے حاصل تھا یعنی تقویٰ و پرہیزگاری اور اجتناب عن المعاصی، تو یہ تحصیل حاصل و ترقی معکوس ہوگی اور ضمناً بلندی مرتبہ سے اِنکار بھی پایا جائے گا۔

لہٰذا بدیہی طور پر یہ کہنا پڑے گا کہ حدیث شریف کے معنی یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی صفت سمع (سُننا) و بصر (دیکھنا) اور قدرت کے آثار و انوار بندے کی سمع، بصر اور قدرت میں ظاہر ہونے لگتے ہیں اور اس طرح یہ عبد متقرّب بالنوافل صفاتِ الٰہیہ کا مظہر بن جاتا ہے یعنی اب یہ بندہ اللہ تعالیٰ کے نور سمع سے سنتا ہے لہٰذا اس کے لئے دُور و قریب کا فرق نہیں رہ جاتا جیسے حضرت سلیمان علیہ السلام نے تین میل سے چیونٹی کی آواز سُن لی ——

اور یہ بندہ اللہ تعالیٰ کے نورِ بصر سے دیکھتا ہے جیسے حضرت یعقوب علیہ السلام نے کنعان میں بیٹھے ہوئے مصر سے چلی ہوئی حضرت یوسف علیہ السلام کی قمیص دیکھ کر اسکی خوشبو بھی سونگھ لی اور یہ بندہ اسی اللہ تعالیٰ کے ہی نور قدرت سے تصرّف کرتا ہے جیسے حضرت عاصف برخیا نے پلک جھپکنے سے بھی پہلے یمن سے تخت بلقیس لاکر شام میں حاضر کر دیا اور سیدنا حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مدینہ منورہ سے دوران خطبہ ہی نہاوند تک اپنی آواز پہنچا دی اور سیدنا حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے اکیلے خیبر کا دروازہ اکھاڑا۔ واضح رہے کہ ان صورتوں میں نہ حق تعالیٰ جل شانہٗ بندے میں حلول فرماتا ہے نہ یہ بندہ خود خدا ہو جاتا ہے العیاذ باللہ۔ بلکہ خداتعالیٰ کا یہ مقرب بندہ مظہرِ خدا بن کر کمالِ انسانیت کے اس مقام پر فائز ہوتا ہے جس کے لئے اس کی تخلیق ہوئی تھی۔ دوسرے معنیٰ یہ کہ جب بندہ اپنی انانیت اور صفات بشریت کو ریاضات و مجاہدات کے ذریعہ اپنے رب کی بارگاہ میں پامال کر کے خود کو فنا کر دیتا ہے تو نتیجتہً صفاتِ الٰہیہ اس میں متجلّی ہونے لگتی ہیں حتیٰ کہ صفاتِ حق سے وہ بندہ منوّر و مستنیر ہو جاتا ہے۔ لہٰذا جب اللہ کے جلال کا نور اس کی سمع ہو جاتا ہے تو وہ دُور و نزدیک کی آوازوں کو سُنتا ہے اور جب یہی نور اسکی بصر ہو گیا تو وہ دُور و نزدیک کی چیزوں کو دیکھتا ہے اسی لئے فرمایا کہ مومن کی فراست سے بچو کہ وہ اللہ تعالیٰ کے نور سے دیکھتا ہے۔ اور جب یہی نور جلال اس کا ہاتھ ہو گیا تو یہ بندہ مشکل اور آسان، دُور اور قریب چیزوں میں تصّرف کرنے پر قادر ہو جاتا ہے۔ لہٰذا بہ ایں معنیٰ ولی کی کسی کرامت کا

انکار گویا قدرتِ خُداوندی کا انکار ہوگا۔ العیاذ باللہ۔

نوافل کے ذریعہ قُرب حاصل کرنے والے اِس بندۂ خاص کے لئے اس حدیث شریف میں مستجاب الدعوات ہونے کی بھی خبر دی گئی ہے جیسا کہ دُوسری حدیث شریف میں مفہوماً یہ فرمایا ہے کہ بعض بندے اللہ تعالےٰ کے ایسے بھی ہیں کہ اگر وہ اللہ پر قسم ڈال دیں تو اللہ تعالیٰ ان کو سچّا کردے یعنی ان کی قسم پوری کردے۔ لہذا جب وہ اللہ تعالیٰ سے خیر مانگتا ہے تو اسے عطا کی جاتی ہئے اور جب شر سے پناہ مانگتا ہے تو اسے پناہ دی جاتی ہے تو چونکہ یہ اللہ کی پناہ میں ہونے کے علاوہ مقبول الدعاء بھی ہوتا ہے لہذا جو شخص اللہ والوں سے دُعاء کرائے قبول ہو اور جو ان کی پناہ میں آئے تو گویا وہ رب تعالیٰ کی پناہ میں آجائے گا۔

آخر حدیث میں عجب ناز و انداز والا کلام ہے جو حق تعالےٰ جل شانہٗ نے فرمایا کہ میں رب ہوں اور اپنے کسی فیصلے میں توقف نہیں کرتا جو چاہتا ہوں حکم کرتا ہوں مگر ایک موقعہ پر میں بھی تامّل کرتا ہوں وہ یہ کہ کسی ولی کی موت کا وقت آجائے اور وہ ابھی نہ مرنا چاہتا ہو تو ہم اسے فوراً نہیں مار دیتے بلکہ جنت کی نعمتیں اسے دکھا کر یا مصائب و پریشانیوں میں گھیر کر اسے دنیا سے متنفّر اور آخرت کا مشتاق بنا دیتے ہیں حتیٰ کہ پھر خوشی خوشی ہمارے پاس آنے کا خواہاں ہو جاتا ہے تو اس کا روح قبض کرتے ہیں۔

واٰخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی سیّد المرسلین۔

گلزارِ اوّل

○

دَر بیان حالات

حضور اعلیٰ حضرت فانی فی اللہ باقی باللہ محبوب اللہ
مولٰنا المولوی الحافظ المُفتی
مُحمّد عُبید اللہ المُلتانی الجشتی القادری

رضی اللہ تعالیٰ عنہ،

(مُشتمل بر شش چمن)

○

منقبت

از: حضرت مولوی محمد خیر الدین صابر ملتانی علیہ الرحمۃ

خواجۂ ذی صفا عبید اللہ — مرشدِ رہنما عبید اللہ
محوِ ذاتِ خدا عبید اللہ — خاص بود اولیاء عبید اللہ
یافت ہر کس ہدایت از فیضش — رہبر و مقتدا عبید اللہ
والہ و شیفتہ بذاتِ نبی — عاشق کبریا عبید اللہ
بود علامۂ زماں بے مثل — اہل علم و حیا عبید اللہ
مستقیم شریعت نبوی — پیرو مصطفیٰ عبید اللہ
عمر خود صرف کرد در طاعت — عابد بے ریا عبید اللہ
بود مسکین نواز حضرت من — برہِ حق فدا عبید اللہ
زبدۂ اصفیاء عبید اللہ — قدوۂ اتقیاء عبید اللہ
ہادیٔ گمرہاں عبید اللہ — اہل زہد و تقیٰ عبید اللہ
بود نورِ جمال ذات خدا — مہ لقا دلربا عبید اللہ
از خدا بخش بہرہ کامل یافت — آں محبِّ خدا عبید اللہ
کاشف سرّ لی مع اللہ بود — واقفِ اینما عبید اللہ
والیٔ ملکِ دین حق بیشک — آں ولیِّ خدا عبید اللہ
اللہ اللہ بود وردِ زباں — داشت شغلِ خدا عبید اللہ
دائما ذکر و فکرِ حق میداشت — در دل پر ضیا عبید اللہ
صابرا گو بوقتِ استقبال — مرحبا مرحبا عبید اللہ

رضی اللہ تعالیٰ عنہ وعن جمیع مشائخہ واولادہ واتباعہ واحبائہ وفوّض علینا من فیوضاتہ وبرکاتہ —— آمین ثم آمین۔

چمنِ اوّل

دَر بیانِ نسَب، مُولد شریف، حُصولِ تعلیم و بیعت

سِلسلۂ نسب: آپ کا نام نامی اور اسم گرامی محمد عبید اللہ ہے۔ القاب مبارکہ ہیں محبوب الٰہ، فانی فی اللہ باقی باللہ اور مظہر کلمات حق مشہور و معروف ہیں۔ چنانچہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے محبوب خلیفہ مولٰنا المولوی محمد ابوالخیر علیہ الرحمۃ کے برادرِ خورد جناب مولوی الٰہی بخش ولیسانی علیہ الرحمۃ اپنے مصنفہ رسالہ سیر الاتقیاء المعروف بہ مثنوی تذکرہ عبیدیہ میں حمد و صلوٰۃ کے بعد تحریر فرماتے ہیں۔

از طفیلِ انبیاء و اولیائے محترم — تو بفضلِ خود الٰہی بخش مارا از کرم
واز طفیلِ خواجگانِ چشت شاں اہلِ بہشت — سوختہ از عشق تو بیزار از دعوئ زشت
ذرّہ دعوی از ایشاں سر نزد اندر جہاں — فانی از خود متصف گشتہ بحق اوصافِ شاں
ھم بحق چشمۂ فیض و معین دینِ ما — شیخ و مولٰنا عبید اللہ زین الاتقیا
فانی فی اللہ تاج الاصفیا روشن ضمیر — ھست متوکل علی اللہ عاجزاں را دستگیر
مظہر کلمات حق ھم ناصر دین الٰہ، — قاطع جملہ علائق سالکاں را شمع راہ

ترجمہ: اے الٰہی تو اپنے فضل و کرم سے انبیاء و اولیاء اور خواجگانِ چشت کے طفیل ہمیں بخش دے۔ جو عشق میں جلنے کی وجہ سے بُرے دعویٰ سے بیزار ہو چکے ہیں اب ذرّہ برابر بھی ان میں دعویٰ نہیں رہا وہ اپنے سے فانی ہو کر متخلق بہ اخلاق اللہ ہو گئے ہیں نیز ہمارے چشمۂ فیض اور دین میں ہمارے مددگار رہبر روشن ضمیر مولٰنا محمد عبید اللہ

جو مُتّقین کی زینت ہیں، کے طُفیل بخش دے وہ فانی فی اللہ اور اصفیاء
کے تاج ہیں متوکل علی اللہ اور بے کسوں کے مددگار ہیں حق گو، دین کے
مددگار، تمام تعلّقات سے منقطع اور سالکین کے لئے راہ سلوک میں
شمع کی مثل ہیں۔

آپ کا سلسلۂ نسب یوں ہے مولٰنا محمد عُبیداللہ بن مولٰنا محمّد قدرۃ اللہ بن مولٰنا محمد صالح بن مولٰنا محمد داؤد بن مولٰنا یار محمد بن مولانا گل محمد بن مولانا محمد عبدالقدوس بن مولٰنا محمد عبدالحق بن مولٰنا خدا بخش بن مولٰنا محمد عبدالغفور رحمہم اللہ تعالٰے علیہم اجمعین۔ مَیں نے یہ نسب نامہ حضور اعلیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تیسری پشت میں حضرت مولٰنا محمد عبدالقدوس صاحب علیہ الرحمۃ کی قلم سے لکھا دیکھ کر نقل کیا ہے۔ مولٰنا محمد قدرۃ اللہ علیہ الرحمۃ کی بیعت بعض حضرات نے حضرت محُب اللہ المتعال خواجہ حافظ محمد جمال ملتانی چشتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کی ہے اور بعض حضرات صاحب السِیر شیخ محکم الدین اویسی سیرانی علیہ الرحمۃ سے ثابت کرتے ہیں۔ آپ اپنے وقت کے مایہ ناز علماء میں سے تھے ان کا مزار مبارک اندرون بوہڑ گیٹ ملتان شہر حضرت پیر بُرہان الدین علیہ الرحمۃ کے احاطہ میں زیارت گاہِ خلائق ہے۔ البتہ آپ کے پدرِ بُزرگوار اور اَجداد کرام کے مَدفن معلوم نہیں ہو سکے اسی طرح ان حضرات کے سِن وصال پر بھی میں مطلع نہیں ہو سکا۔ ہاں حضرت مولانا قدرۃ اللہ صاحب کی تاریخ وِصال ۲۴ رمضان المبارک خاندانِ عالیہ میں مشہور ہے۔ ان سے اُوپر سلسلہ غیر مصدقہ بلکہ نامعلوم ہے۔ مگر اِتنا مشہور اور زبان زد خاص و عام ہے کہ یہاں تک حضور اعلیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے آباؤ اجداد سب علماء صلحاء اور مقتداء زمانہ گزرے ہیں بحمداللہ تعالٰے آج تک آنحضور کی اولاد

احفاد میں بلند مرتبہ رفیع المثل علماء، لاثانی فقہاء، اور مفتی معنی پرور موجود ہیں گویا سینکڑوں برس سے یہ خاندان منصبِ افتاء پر فائز ہے، آپ کے آباء و اجداد کے فضل و کمال کے لئے اتنا کافی ہے کہ حضرت محبّ المساکین فخر العاشقین محبوب اللہ خواجہ خدا بخش ملتانی ثم الخیر پوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایسے بے طمع اور نقاد بزرگ، اپنی مجالسِ خاص میں انکے فضائل بیان فرماتے تھے، کما سیاتی ذکرہ انشاء اللہ تعالیٰ۔

حضرت مولٰنا محمد داؤد علیہ الرحمۃ کا مصنفہ رسالہ منظومہ مطبوعہ در علم تصوّف الموسوم بہ شیر و شکر انکے علمی کمال پر روشن دلیل ہے۔ نصیحت کے ہر موضوع کے ساتھ کم و بیش حکایات درج کی ہیں جو پڑھنے والے کے لئے نہایت مؤثر ثابت ہوتی ہیں۔ اسلئے اگر درسِ نظامی میں اِس رسالہ کو شامل کر لیا جائے تو اُمید ہے کہ طلباء کے لئے مُفید ثابت ہوگا، اِس رِسالہ شریفہ میں بہ عنوان ''فی مدح الجود''، جو اشعار درج ہیں، وہ تبرّکاً بطورِ نمونہ نقل کرتا ہوں۔

شیر و شکر چیست جود است و کرم ، دفع کردن صد بلا با یک درم
شیر و شکر چیست احسان بے سوال ، تا بمنّ نشود سوالش را نوال
چوں سخاوت از یکے دہ میکند ، پس بخیل از سود گمرہ مے شود
ہر چہ میخواھی تو اندر جمع مال ، از سخاوت یا بیش بے قیل و قال

حکایت

گفت با ابلیس عیسیٰ کائے شقی ، با کہ گشتی یار و دُشمن با کئی
گفت یارِ من بخیل زاہد است ، زانکہ پیشِ حق عملہائش رد است
دشمنم گفتا بود مَردِ جواد ، کہ بجودش محو سازد صد فساد

شرم بادت کنپئے مال اے غوی
دشمنِ حق یارِ شیطان مے شوی
زیورِ مردان همیں دادن بود
زیور زن بہر دست زن بود
کار گرچہ بے تامّل ناخوش است
بے تامّل دادن دنیا خوش است
درچنین سودا چہ خواھی آگھی
دوست میگیری و دشمن میرھی

بیان رفتن درویش پیش غنی و وی حاجت برآوردن او را

رفت مسکین غریق بحرِ وام
بر درِ مردِ کریم نیک نام
چوں نشست و باز پرسیدش زحال
کہ دادازوئے چارصد درھم سوال
آں سخی فی الفور رفت اندر حرم
بازآورد و سپردش آں درم
چونکہ سائل رفت گفتش مرحبا
دربکا آمد کہ یمے پرحیا
مردمان گفتند او را ایں چنیں
گرنمیدادی نمیگشتی حزیں
گفت کایں گریہ نہ بہر دادن است
بلکہ از سائلِ بغفلت ماندن است
بہر غفلت گشت برمن ایں وبال
کہ شد او محتاج ایں نان و سوال
لطف کرد است او کہ آمد بردرم
لطف او بیش است از چندیں درم
آں سوالش بود تنبیہے بمن
کہ مباش ایمن زفکرِ خویشتن

قومیّت: حضورِ اعلیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قومیت فقیر قادری مشہور و معروف ہے۔ آپ کے خویش واقارب میں بعض حضرات، جو ذوق نکو نامی میں آکر خود کو سیّد یا قریشی کہلواتے ہیں گویا وہ اَمرِ غیر محقق اور دعوی بلا دلیل ہے۔ تاریخِ ملتان کے مُصنف نے لکھا ہے کہ آپ کے اکابرین حضرت پیرِ پیران محبوب سُبحانی شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مخادیم کے ہمراہ عراق سے آئے تھے اور آپ کے جدِّ امجد حضرت مولانا

محمد عبد القادر حضرت مخدوم سیّد محمد غوث علیہ الرحمۃ کے مُرید اوّل اور انکے بچوّں کے اتالیق تھے، وہ اپنے آپ کو قادری تخلص کرتے تھے اس لئے حضرت موصوف بھی انکی نسبت سے فقیر قادری کہلاتے تھے۔ انتہیٰ کلامہ

آنحضور کی اولاد تاحال فقیر قادری کہلواتی ہے اور محکمہ مال میں اکابرین خاندان کے ناموں کے ساتھ قومیت بوقت انتقالات رقبہ جات زرعی "فقیر قادری" ہی درج شدہ دیکھی گئی ہے۔ کسی تذکرہ نویس کا یہ لکھنا کہ آنحضور نے اپنی قومیت قادری کے لحاظ سے محلّہ کا نام بھی خود قدیر آباد رکھا کوئی حقیقت پر مبنی نہیں لگتا کہ اگر ایسا ہوتا تو پھر محلّہ کا نام قادر آباد رکھا جاتا اور حضور اعلیٰ نے ایک وصیّت نامہ میں اپنی رہائش گاہ کی نشاندہی ان الفاظ سے کی ہے "حویلی کہ در شرقیہ باغ لانگہ خان است نزد محلہ کناسان" جن سے ثابت ہوتا ہے کہ اُس زمانہ میں اس جگہ کا اپنا کوئی نام نہ تھا۔ بلکہ محلہ کنّاساں کا قُرب وجوار کہلاتی تھی۔

فقیر کاتب الحروف نے اپنے پیر روشن ضمیر خاندان عُبید اللہی کی آن حضور سیّدی قبلہ مفتی محمد عبد الشکور ملتانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یوں سُنا کہ حضور اعلیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا کرتے تھے، میری قوم فقیر ہے اور اس کے ساتھ قادری کا اضافہ صرف اور صرف حضرت پیر پیران محبوب سُبحانی قطب ربانی غوث صمدانی الشیخ محی الدین ابو محمد عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے محبّت اور ان سے نسبت قائم کرنے کی وجہ سے کرتا ہوں کیونکہ حضرت موصوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا دامن بیعت اس قدر وسیع ہے کہ اُنہوں نے اپنی طرف نسبت کرنے والوں کو بھی اپنا مُرید فرما کر اپنے دامن پناہ میں جگہ دینے کی بشارت دی ہے جیسا کہ حضرت الشیخ المحقق شاہ عبد الحق المحدّث

الدھلوی علیہ الرحمۃ نے اپنی تصنیف اخبار الاخیار میں نقل فرمایا ہے۔

نقل است از مشائخ کہ از آنحضرت (قطب ربانی الشیخ محی الدین ابو محمد عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ) پرسیدند اگر شخصے خود را بتو بار بست و نام زد کرد منتسب شد بتو ولیکن بیعت نکرد و از دست تو خرقہ نپوشیدوی در اصحاب تو معدود باشد و در فضائل ایشاں شریک بود یا نہ فرمود ہر کہ انتساب کرد بمن و خود را بار بست بنام من قبول کند او را حق سبحانہٗ و تعالیٰ و رحمت کند بروی و توبہ بخشد او را اگرچہ بر طریق مکروہ باشد و وی از جملہ اصحاب و مریدان من است و پروردگار من عزّ و جلّ بفضلِ خود وعدہ کردہ است مرا کہ اصحاب مرا د اہلِ مذہب و تابعان طریق مراو ہر کہ محبّ من بود در بہشت در آورد۔"

ترجمہ: مشائخ کرام سے منقول ہے کہ غوثِ اعظم پیر پیران رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا گیا کہ اگر کوئی شخص اپنا بوجھ آپ پر رکھ دے اور خود کو آنجناب سے منسوب کر دے مگر بیعت نہ کرے اور آپ کے دستِ مبارک سے خرقہ بھی نہ پہنے تو کیا وہ آپ کے اصحاب میں شمار ہو کر اُن کے فضائل میں شریک ہو گا یا نہ تو فرمایا جس نے خود کو میری طرف منسوب کیا اور اپنا بوجھ مجھ پر رکھ دیا اسے حق تعالیٰ قبول فرما لیتے ہیں اور اس پر رحمت فرماتے ہیں اور اسکی توبہ قبول فرماتے ہیں اگرچہ بُرے طریقہ پر قائم ہو اور وہ میرے ہی اصحاب اور مُریدین میں شامل ہو جاتا ہے اور میرے پروردگار عزّ و جلّ نے اپنے فضل سے مجھ سے وعدہ فرمایا ہے کہ میرے اصحاب اور میرے ہم مذہب

اور میرے طریقہ کے پیروکار اور جو بھی مجھے دوست رکھنے والوں
سے ہو جائے گا اسے بہشت میں داخل کروں گا۔

علاوہ ازیں حضور اعلیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ چونکہ سلسلۂ قادریہ کے طریق پر بیعت کرنے میں مجاز تھے اسلئے اس نسبت سے بھی خود کو قادری کہلوانا مناسب تھا آنحضور رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے اپنے دیوان شریف میں بطرز مثنوی جو اشعار لکھے ان میں حضرت محبوب سُبحانی قطبِ ربّانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی غلامی پر اظہار فخر فرمایا۔ چنانچہ فرماتے ہیں ؎

من غلام شیخ عبدالقادرم : داز توجّہ ہای او من بافرم

ترجمہ: میں اصدق دل سے) حضرت الشیخ ابو محمد عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کا غلام ہوں اور میری تمام شان وشوکت انہی کی توجہات روحانیہ کی مرہون منت ہے

ولادت باسعادت: آپ کا سنِ ولادت مختلف فیہ ہے۔ آپ کی عمر شریف ۸۱ / ۸۶ / ۸۸ برس بہ اختلاف روایات نقل کی گئی ہے بعض رسائل میں آپ کی عمر شریف ۷۸ برس بیان کر کے سنِ ولادت ۱۲۲۷ھ لکھا گیا ہے جو غیر یقینی امر ہے کیونکہ آنحضور کے فرزند کلاں سرگردہ حلیمان حضرت مولٰنا محمد عبدالرحمان ملتانی ثم العربی کی ولادت بالاتفاق ۱۲۳۹ھ ہے تو کیا اس وقت آپ کی عمر صرف بارہ ۱۲ برس تھی، ایسا ہرگز نہیں۔ کاتب الحروف نے اپنے پیر روشن ضمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حضور اعلیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عُمر مبارک ۸۶ برس سُنی بر ایں حساب سِن ولادت ۱۲۱۹ھ بنتا ہے کیونکہ آپ کا وصال بالاتفاق ۱۳۰۵ھ میں ہوا۔ فقیر کاتب الحروف نے مظہر جمال (۱۲۳۹)، فیض قبلہ عالم (۱۲۳۹) اور بخت بیدار (۱۲۳۹) سے سنِ ولادت تلاش کیا ہے۔

آنحضور ملتان دارالامان اندرون بوہڑ گیٹ بازار کتب فروشان میں اپنے وقت کے عدیم المثال عالم حضرت مولٰنا محمّد قدرۃ اللہ صاحب علیہ الرحمۃ کے دولت خانہ میں پیدا ہوئے۔ آپ اپنے والدِ ماجد کے دُوسرے فرزندِ دلبند تھے۔ اگرچہ آپ کے بُرادرِ بزرگ جناب مولٰنا محمد عبداللہ صاحب علیہ الرحمۃ اہلِ علم و ورع تھے تاہم تشنگانِ حق کو اپنے چشمۂ علم و عرفان سے سیراب کرنے کی سعادت آپ ہی کے مُقدر میں تھی۔ آپ کے برادرِ بزرگ کو آپ سے بڑی عقیدت تھی اور آپ کے روحانی کمالات کو تسلیم کرتے تھے۔ آنحضور بھی اپنے بڑے بھائی کا دِل وجان سے احترام فرماتے، بلکہ بذریعہ وصیّت نامہ وِصال کے بعد آخری غسل کے لئے اپنے فرزندِ کلاں کے ساتھ اپنے برادرِ بزرگ کا بھی انتخاب فرمایا۔ وسیأتی ذکرہ انشاء اللہ العزیز۔

مولٰنا محمد عبداللہ صاحب علیہ الرحمۃ کا مزارِ شریف قبرستان حضرت جلال الدین باقری علیہ الرحمۃ نزد محلہ قدیر آباد میں تھا مگر بوجہ حادثاتِ زمانہ اب نشان باقی نہیں رہا۔ البتہ اسی قبرستان میں آپکی ایک ہمشیرہ صاحبہ کا مزار موجود ہے

حضرت صاحب السیر علیہ الرحمۃ کی پیش گوئی: نقل ہے کہ حضرت موصوف علیہ الرحمۃ ابھی چند دنوں ہی کے تھے کہ حضرت قبلہ عالم وعالمیان مہاروی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہم عصر اور سلسلۂ اولیسیہ کے باکرامت بزرگ جناب صاحب السیر حضرت الشیخ خواجہ محکم الدین سیرانی علیہ الرحمۃ ملتان تشریف لائے اور ایک روایت کے مطابق حضرت موصوف نومولود کے والد بزرگوار نے انکی دعوت کا اہتمام کیا۔ بہرحال آپ کے والدِ ماجد بزرگوار نے اپنے نومولود فرزند دِلبند کو اُٹھایا اور بہ غرضِ دعا حضرت صاحب السیر علیہ الرحمۃ کی خدمت میں لے جا کر

انکے دامن مبارک میں انکی نظر فیض اثر کے سامنے رکھ دیا اسپر حضرت صاحب السیر علیہ الرحمۃ نے ارشاد فرمایا "مولٰنا قدرۃ اللہ! مُبارک ہو معصوم سعادتمند ہے اور اسکی مبارک پیشانی سے علم و فضل کا جو نورُ درخشاں دیکھتا ہوں اس کا اثر انشاء اللہ العزیز سات پُشتوں تک متواتر رہے گا۔" الحمد للہ علٰے ذلک

اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت صاحب السیر نے معصوم چہرہ دیکھ کر ارشاد فرمایا "مولٰنا قدرۃ اللہ! آپ کا یہ بچہ سعادتِ دارین سے مالا مال ہے اور علم و فضل تو صدیوں سے آپ کے خاندان میں پایا جاتا ہے مگر اب حق تعالیٰ جلّ شانہ سے درستی اور ولایت بھی تمہارے خانوادہ میں ودلیعت ہو جائے گی۔"

مُبارکباد کن آں پاک جاں را — کہ زاید آں امیرِ کارواں را
ز آغوشِ چنیں فرخندہ مادر — خجالت میدھم حُورِ جناں را

ترجمہ: اس پاکیزہ جان (والدہ) کو مُبارک دیجیئے جو ایسے امیر کارواں کو جنم دیتی ہے میں ایسی ہی فرخندہ (زیبارو) والدہ کی آغوش (گود) سے بہشت کے حُورِ جناں کو شرمندگی دِلاتا ہوں۔

بحمدہ سبحانہٗ وتعالےٰ حضرت صاحب السیر علیہ الرحمۃ کا فرمان ذیشان حرف بحرف سچّا ثابت ہو رہا ہے تاحال آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد علمی دولت سے مالا مال نظر آتی ہے۔ ربّ ذوالجلال اپنے لُطف و کرم سے آئندہ بھی ہمیشہ ہمیشہ اِس مبارک خاندان کو علم و عمل کے نور سے مُنوّر رکھے اور متوسّلین پر اُنکی ہدایت کے لئے تا بہ ابد اس خاندان کا سایہ قائم رکھے۔

ع اِیں دُعا از من و از جملہ جہاں آمین باد

معلوم رہے کہ حضرت محب اللہ بالکمال خواجہ حافظ محمد جمال ملتانی رضی اللہ عنہ کا سِن وصال ۱۲۲۶ھ ہے۔ مجھے اگرچہ اُنکی بارگاہ میں آپکی حاضری کی کوئی

سند نہیں ملی تاہم احتمال کیا جاسکتا ہے کہ آپ نے حضرت موصوف کی دُعائیں بھی لی ہوں کہ آپ انکے وصال کے وقت ساتؓ سال کے ہوں گے۔

ابتدائی عُلوم: آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ چونکہ ایک علمی خاندان کے چشم وچراغ تھے اسلئے جب آپ نے ہوش سنبھالا تو آپ کے والدِ ماجد بُزرگوار نے اپنی زیرِ نگرانی تعلیم و تربیت شروع فرمائی۔ بچپن ہی میں آپ حفظِ کلام اللہ شریف سے مشرّف ہوئے پھر ابتدائی علوم اپنے پدر بزرگوار سے حاصل فرمائے۔ پدرِ بُزرگوار کے انتقال کے بعد آپ ملتان شریف میں ہی مسجد درس والی واقع درمیان النگ دولت گیٹ و دہلی گیٹ میں استاذ العصر خواجۂ خواجگان فخر العاشقین حضرت مولانا خدا بخش ملتانی ثم الخیر پوری رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی خدمت بابرکت میں حاضر ہو کر تحصیل علم کرنے لگے مدتوں یہاں آپ اپنے برادر بزرگ کے ہمراہ زیرِ تعلیم رہے۔ پھر جب ملتان شریف پر سکھوں کا غلبہ ہوا تو آپ کے استاذ محترم خیر پور شریف ہجرت فرما گئے۔ آپ کو ابھی علمِ حدیث و دیگر چند علوم میں کمال حاصل کرنا باقی تھا اسلئے آپ کو بھی سفر کی ضرورت پیش آئی۔

تحصیلِ علم کے لئے سَفر: جن دنوں حضرت محبوب اللہ خیر پوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہجرت فرمائی انہی دِنوں حضرت خواجہ گل محمد احمد پوری علیہ الرحمۃ خلیفہ مجاز شہسوارِ میدان وحدت حضرت خواجہ قاضی عاقل محمد کوٹوی علیہ الرحمۃ کی درسگاہ کو اہلِ علم طبقہ بڑی قدر و منزلت کی نظر سے دیکھتے تھے اس لئے آپ نے بھی احمد پور شریف ہی کا قصد فرمایا اور حضرت خواجہ گل محمد احمد پوری علیہ الرحمۃ کے سامنے زانوئے تلمذ تہہ کیا۔ ان سے علمِ حدیث کچھ عرصہ تک پڑھتے رہے یہاں آپ رضی اللہ عنہ نے

مختصر مُدت میں اگرچہ بہت کمال حاصل فرمالیا تھا تاہم بعض ظاہری و باطنی علوم میں ابھی آپ کو پیاس بجھانا باقی تھا۔ یہ تشنگی آنحضور رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے سابقہ استاذ مکرم خواجہ خواجگان حضرت محبوب اللہ خیر پوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حضور حاضر ہو کر انکے بحرِ بے پایاں سے دُور فرمائی۔ تمام تذکرہ نویسوں نے آپ کے اساتذہ کے نام اسی ترتیب سے گنے ہیں مگر آپ نے خود اپنی تصنیف سرِّ دلبراں میں صـ۶ پر حضرت علی مردان اویسی ملتانی متوفی سنہ ۱۲۸۲ھ علیہ الرحمۃ کا ذکر فرماتے ہوئے لکھا ہے:

"مولوی صاحب مولوی علی مردان جیو را کہ یکے از معتقدان او (حضرت محبوب اللہ خیر پوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ) واز استادان کاتب الحروف با مجذوبان وغیرھم اعتقاد وافراد است الخ"۔ جس سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ کے اساتذہ کرام میں حضرت مولوی شاہ علی مردان اویسی صاحب بھی شامل ہیں تذکرہ اولیاءِ ملتان میں بھی حضرت علی مردان صاحب کے قابلِ فخر شاگردوں میں آپ کا نام ذکر کیا گیا ہے۔ البتہ یہ معلوم نہیں ہوسکا کہ ان سے کیا تعلیم حاصل فرمائی۔ یہ بھی معلوم رہے کہ استاد صاحب مذکور حضرت موصوف کے بہنوئی بھی تھے۔

مُشرّف بہ بیعت ہونا: آنحضور رضی اللہ تعالیٰ عنہ احمد پور میں زیرِ تعلیم تھے کہ اِسی دَوران حضرت محبوب اللہ خیر پوری رضی اللہ تعالےٰ عنہ کسی سلسلہ میں یہاں تشریف لائے تو حضرت خواجہ گل محمد صاحب احمد پوری سے بھی ملاقات فرمائی۔ آپ نے خبر سُنی تو اپنے استاذ مکرّم کی زیارت فیض بشارت کے لئے حاضری دی۔ ان دنوں حضرت محبوب اللہ خیر پوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کمالات و کرامات کا چرچا چہار دانگ، عالم میں پھیلا ہوا تھا مشائخِ زمانہ میں آپ کو خصوصی اور منفرد مقام حاصل تھا۔ علم و عمل میں لاثانی مانے

جاتے تھے لہٰذا آپ رضی اللہ عنہ اسی ملاقات میں ہی حضرت محب المساکین فخر العاشقین محبوب اللہ خواجہ خدا بخش ملتانی ثم الخیر پوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حلقۂ ارادت میں شامل ہو گئے اور مشرّف بہ بیعت ہو کر سلسلۂ عالیہ چشتیہ بہشتیہ مرضیہ سے منسلک ہوئے الحمد للہ علےٰ ذٰلک ۔ کہ علمؔ حجابِ اکبر بنتا اس سے پہلے مرشد کریم کا سایہ ہُما پایہ نصیب ہوا اور علمؔ معرفتِ حق کا سبب بنا ۔

چمن دوم

دَربیانِ تکمیلِ علوم وکسبِ فیض ازمُرشدِ خود رضی اللہ تعالےٰ عنہٗ

خیر پور شریف روانگی : خاتمہ گلزارِ جمالیہ میں ہے ۔ "چونکہ اتفاقاً حضرت مولٰنا صاحب (خیر پوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ) آنجا (احمد پور شریف) تشریف آوردند بہ شرف بیعت مشرّف کردہ بطرف خیر پور ہمراہ خویش بردند"۔ یعنی حضرت محبوب اللہ خیر پوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت فانی فی اللہ باقی باللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مشرّف بہ بیعت فرمانے کے بعد احمد پور سے خیر پور شریف اپنے ہمراہ ہی لیتے گئے مُراد یہ کہ بیعت فرمانے کے بعد اپنے محبوب مرید اور سابقہ شاگرد رشید کو اپنی معیّت اور نظر فیض اثر سے دُور رہنے کا موقع نہ دیا ۔ لیکن حضور اعلیٰ رضی اللہ عنہٗ اپنی خود نوشت تصنیف فارسی الموسوم بہ سرِّ دلبراں مشتمل بر ملفوظات حضرت محبُوب اللہ خیر پوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں رقمطراز ہیں، جس کا ترجمہ ہے :

"جب میں پہلی بار اپنے پیر روشن ضمیر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی زیارت

کے لئے خیر پور شریف پہنچا تو مغرب کا وقت تھا حضرت شیخ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک پُرانی چارپائی گھر سے اُٹھا کر لے آئے پھر پہلی چارپائی کی طرح دُوسری بھی لے آئے شاید اس وقت آپکے پاس ایسی ہی چارپائیاں تھیں (جنکے بان کھلے ہوئے اور درست نہ تھے) اور خشک شلغم پختہ یا کوئی اور سبزی روٹی کے ساتھ بطورِ سالن بھی ساتھ لائے۔ غرضیکہ آنحضور رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لنگر شریف کے جُملہ انتظامی اُمور خود بدولت اپنے دستِ مبارک سے سَر انجام دیتے (اتفاقاً) کوئی خادم یا متوسل موجود نہ تھا۔ حالانکہ اس وقت (پیرانہ سالی کی وجہ سے) کمزوری آپ پر غالب آچکی تھی کہ کمزوری کی وجہ سے نقاہت کی آواز گاہے گاہے بے اختیار آپ کے منہ سے نکل جاتی تھی۔"

معلوم رہے کہ اس وقت حضرت محبوب اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عمر مبارک تقریباً اکیاسی ۸۱ برس تھی آپکا سن ولادت ۱۱۵۱ھ ہے اور حضور اعلیٰ بہ عمر تیرہ ۱۳ سال تقریباً ۱۲۳۲ھ میں خیر پور شریف پہنچے۔

لہٰذا اس عبارت سے کہ جب میں پہلی بار خیر پور شریف پہنچا ضمناً معلوم ہوتا ہے کہ آنحضور رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیعت کے کچھ عرصہ بعد تنہا آستانہ عالیہ خیر پور شریف حاضر ہوئے تاہم دونوں روایات میں تطبیق ممکن ہونے کے باوجود صحیح بات یہی معلوم ہوتی ہے جو آپکی تحریر سے معناً معلوم ہو رہی ہے کیونکہ دَوران قیام احمد پور شریف آپ کے جو اسباق شروع ہوں گے امکان غالب ہے کہ انکے ختم کے بعد ہی اُستاذِ محترم کی اجازت سے وہاں سے رخصت ہوئے ہوں گے۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصّواب۔

تکمیلِ عُلوم: حضرت محبُوب اللہ خیر پوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے آستانہ عالیہ پر حاضری کے بعد آنحضور شب و روز یہیں رہنے لگے۔
باطنی علوم کے علاوہ بقیہ ظاہری علوم حساب، ہیئۃ و علم فرائض (میراث) میں بھی آپ نے یہیں تکمیل فرمائی اور تادم حصُول خرقہ خلافت و شرفِ اجازت آستان ناز پر جبینِ نیاز ملتے رہے اور فیوضات حضرت محبوب اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مستفیض ہوتے رہے۔

اِجمالی فضائل حضرت محبُوب اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ: اس کتاب میں اگرچہ حضرت فانی فی اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حالات لکھنا مقصود ہیں تاہم تبرّکاً حضرت موصوف کے پیر روشن ضمیر حضرت محبوب اللہ خیر پوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فضائل کا اجمالاً ذکر کرتا ہوں تاکہ معلوم ہوجائے کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کِس قدر جلیل القدر، جامع کمالات اور صاحبِ فضیلت بزرگ کے زیرِ تربیت رہ کر انکے فیضِ بے پایاں سے مُستفیض ہوتے رہے۔

محُبّ المساکین فخر العاشقین جناب مولٰنا المولوی حضرت خواجہ خدا بخش ملتانی ثم الخیر پوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے شیخ محب اللہ المتعال حضرت خواجہ حافظ محمد جمال ملتانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے پہلے مرید اور خلیفہ اعظم تھے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اِس قدر کسب فیض کیا کہ حضرت موصوف بارہا فرمایا کرتے تھے کہ اگر بیعت اپنے مُرید سے روا ہوتی تو میں حضرت مولٰنا صاحب سے بیعت کر لیتا۔ آپ کو محبوب اللہ کا لقب بھی اپنے حضرت قبلہ پیر روشن ضمیر خواجہ حافظ ملتانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جناب ہی سے عطا ہوا۔ اِس پر بس نہیں کہ اپنے مرشد کے ہی نورِ نظر تھے بلکہ گلشنِ ابرار میں اس سے زیادہ

روح پرور الفاظ آپکے دادا پیر حضرت قبلہ عالم و عالمیان خواجہ نور محمد مہاروی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زبان گوہر فشاں سے نقل کئے گئے ہیں کہ جب حضرت قبلۂ عالم نے پہلی نظر حضرت محبوب اللہ کو دیکھا کہ اپنے پیر و مرشد کے ہمراہ مہار شریف حاضر خدمت ہوئے تھے تو فرمایا:

"یہ شخص مستثنیٰ سلسلہ عالیہ ہے اور اپنے خلیفہ جناب حضرت خواجہ حافظ ملتانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا تم نے ایک بڑا شیر اپنے جال میں پھنسایا ہے"۔

اسی طرح بار ہا حضرت قبلہ عالم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی زبان فیض ترجمان سے حضرت محبوب اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اوصاف بیان فرمائے اور انکی فطری قابلیّت و استعداد کا اظہار فرمایا۔ روایت ہے کہ آنحضور کم وبیش بیس مرتبہ حضرت قبلہ عالم و عالمیان رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی زیارت سے مشرف ہوئے اور ہر دفعہ نیا مرتبہ پایا اسی بناء پر حضرت قبلہ خواجہ حافظ ملتانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ حضرت مولٰنا صاحب کا تعلق میرے ساتھ تو صرف بیعت کا ہے ان کو جو بھی بلند مرتبہ حاصل ہوا، وہ خود حضرت قبلہ عالم و عالمیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے عطا ہوا ہے۔ بعض تذکرہ نگاروں نے حضرت موصوف خیر لوری رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی ملاقات اپنے پیر روشن ضمیر کے دادا پیر جناب مُحبّ النّبی حضرت خواجہ مولٰنا فخر الدین محمد فخر جہاں دہلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی ثابت کی ہے۔ ان دو شعروں میں، جو قوال عام طور پر پڑھتے ہیں بھی اسی طرف اشارہ ہے ؎

خواجہ حافظ کے گوشہ جگر قبلہ عالم کے نور نظر
خواجہ فخر کی آنکھ کے تارے ہیں خواجہ خدا بخش پیارے

حضرت خواجہ حافظ ملتانی رضی اللہ عنہ کا وِصال ہونے لگا تو بہ آواز بُلند اعلان فرمایا کہ ہمارے خزانہ کی چابیاں حضرت محبوب اللہ رضی اللہ عنہ کے حوالہ ہیں میرے بعد جس کو حاجت ہو انکے پاس جائے۔ آپ نہایت منکسر المزاج، حلیم الطبع، متبع شریعت اور جامع کمالاتِ ظاہریہ و باطنیہ تھے زندگی بھر عصر کی پہلی چار سُنّتِ غیر مؤکدہ آپ سے قضاء نہ ہوئیں۔

نقل ہے کہ بناءبر وصیۃ حضرت قبلہ عالم و عالمیان خواجہ نُور محمد مہاروی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہ انکی نمازِ جنازہ میں امامت کے لئے جنہیں مقرر کیا جائے ضروری ہے کہ اُن سے بعد از بلوغت نمازِ تہجد غسل کے بغیر قضا نہ ہوئی ہو اور انہوں نے عمر بھر کوئی مستحب ترک نہ کیا ہو۔ چنانچہ حضرت قبلہ عالم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خلفاء کرام اور اولاد امجاد علیہم الرحمۃ میں سے کسی کو اپنے تئیں بھروسہ نہ تھا چنانچہ حضرت محبوب اللہ خیرپوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی اس عزّت کے قابل ہوئے اور امامت فرمائی۔ جیسا کہ کُتبِ سیر میں درج ہے۔

مَیں نے اپنے حضرت قبلۂ حاجات سیّدی مرشدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ بھی سُنا کہ نمازِ جنازہ و دفن سے فراغت پر ہر کوئی مہار شریف روانہ ہونے لگا تو امام خلق جناب حضرت محبوب اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خُدّام و حاضرین کے اصرار کے باوجود اس چارپائی مبارک کو جس پر حضرت قبلہ عالم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا جسدِ اطہر مدفن تک لایا گیا تھا اپنے سرِ مبارک پر رکھ لیا اور عازم مہار شریف ہوئے۔ راستہ میں ایک درخت کے نیچے چارپائی رکھ کر آپ تھوڑی دیر کے لئے صلحاء زمانہ اور متوسلین کی ایک جماعت کے ساتھ جو اس ماہِ کامل کے گرد ستاروں کی طرح حلقہ زن ہو گئے تھے نہایت مودّبانہ تشریف فرما رہے پھر دعاء فرمائی اور چارپائی اُٹھا کر رَوانہ ہوئے۔ خُدّام خاص کو اس واقعہ

نے حیرت میں ڈالا کہ ظاہری حکمت اس میں کچھ دکھائی نہ دی تھی۔ خُدّام استفسار کرتے رہے آپ لیت ولعل سے کام لیتے رہے بالآخر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ راز ظاہر فرما کر خدّام کی تسلّی کرائی کہ خواجۂ خواجگان شیخ شیوخ العالم حریق المحبۃ سلطان الاولیاء حضرت فریدالدین محمد مسعودؒ الاجودھنی گنج شکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نمازِ جنازہ کے لئے تشریف لاتے تھے۔ واپسی پر بھی میرے ہمراہ تھے بوقت رخصت میری درخواست پر اسی مقام پر دعاء خیر فرمائی اور تشریف لے گئے۔ سُبحان اللہ تعالےٰ وبحمدہ۔

یہ شرف بھی آپ ہی کی ذات بابرکات کو حاصل تھا کہ اپنے متعدد پیر برادران بلکہ پیر برادران پیر خود علیہم الرحمۃ جو یکتائے زمانہ ومقتدائے روزگار تھے، کی تربیّت فرمائی اور اُنہیں اپنی نظر کیمیا اثر سے کامل تر فرما کر خلعتِ خلافت سے نوازا چند ایک کے اسماء گرامی نقل کرتا ہوں۔ حضرت مولوی نوراللہ خیرپوری، حضرت خواجہ غلام فرید مہاروی نبیرہ محترم حضرت قبلہ عالم رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت قاضی محمد عیسیٰ خانپوری۔ حضرت محمد بودھا شاہ، حضرت مولانا محمّد موسیٰ قریشی ملتانی، حضرت مولوی محمد حسین ملتانی، حضرت خواجہ منشی غلام حسن شہید ملتانی، حضرت شاہ محمد شاہ مظفر گڑھی حضرت قاضی محمّد بارسنگھڑی وغیرھم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین

بحر توحید میں مستغرق رہنے کے سبب بسا اوقات آپ کو آنے جانے والوں کی خبر بھی نہ رہتی۔ اسی سلسلہ میں ایک قصّہ مشہورہ بین الناس جسے جناب مولانا محمد عبدالغفور صاحب سیت پوری نے حضور اعلیٰ کے منظومہ سلسلہ کی شرح مطبوعہ ۱۲۸۸ھ میں درج کر کے آخر میں لکھا ہے۔

"دریں وقت بعضے کسان کہ مُعائنہ ایں قصّہ کردہ اند حیوۃ اند"

یعنی اس واقعہ کا معائنہ کرنے والے بعض حضرات تاحال زندہ ہیں۔
اب قارئین کے ذوق کے لئے آپ کے حال سے متعلقہ اس قصۂ غریبہ کا ترجمہ نقل کیا جاتا ہے۔

حضرت خواجہ شاہ محمد سلیمان تونسوی علیہ الرحمۃ مہار شریف جاتے ہوئے آپ کی مُلاقات کی غرض سے براستہ خیر پور شریف گزرتے مگر ایک مرتبہ تشریف لائے تو آپ پر حالتِ سکر غالب تھی تاہم حُضور اعلیٰ تونسوی مؤدبانہ طور پر بحالت دوزانو آپ کے سامنے بیٹھ گئے۔ خُدّام نے ہر چند جتلانے کی کوشش کی کہ حضرت تونسوی صاحب تشریف لائے ہیں مگر کچھ فائدہ نہ ہوا حتیٰ کہ خود حضرت تونسوی صاحب نے خُدّام کو یہ فرماتے ہوئے کہ ہم محض حُصولِ برکت و زیارت کے لئے حاضر ہوا کرتے ہیں، باز رہنے کی تاکید فرمائی۔
پھر کچھ وقفہ کے بعد اسی ہی روز حُضورِ اعلیٰ تونسوی علیہ الرحمۃ (اس حال کو غنیمت سمجھتے ہوئے) دوبارہ حاضر ہو کر یُوں عرض پرداز ہوئے:
"شما ایمان مرا ضامنید"؟ یعنی کیا آپ میرے ایمان کے ضامن ہیں؟ تب آپ نے فرمایا: "آری" یعنی ہاں۔ (سُبحان اللہ) حضرت تونسوی صاحب نے دوبارہ پوچھا کہ آیا آپ میری اولاد کے بھی ضامن ہیں؟ تو بھی فرمایا کہ ہاں۔ پھر تیسری مرتبہ پُوچھا کہ کیا میرے مُریدوں کے ایمان کے بھی ضامن ہیں؟ تو بھی فرمایا کہ ہاں ——— پس حضرت تونسوی صاحب (حمدِ خداوندی بجالاتے ہوئے) وہاں سے اُٹھے اور آپ کے کاشانۂ اقدس کے قریب درختوں کے سایہ میں آرام فرما ہوئے۔
الغرض حضرت محبوب اللہ خیر پوری رضی اللہ عنہ کو جب اس حالت سے فراغت ہوئی تو خدّامِ والا شان نے (حضور اعلیٰ تونسوی کی آمد اور قیام وغیرہ

کے متعلق، پھر عرضی گزاری تب آپ نے فرمایا کہ مجھے جلدی ان کی خدمت با برکت میں لے چلو لہٰذا آپ نے جاکر ان سے ملاقات فرمائی۔

میں نے اپنے مُرشدِ حقیقی سے سُنا کہ آپ کی ذات والاصفات نے خود کو اس قدر مٹایا ہوا تھا کہ کسی ہمسایہ کے کہنے پر کہ حضور! کسی طالبعلم کو روزانہ سودا سلف خریدنے کے لئے میرے گھر بھیج دیا کریں کیونکہ میں باہر جا رہا ہوں، آپ خود بنفسِ نفیس روزانہ اس کے گھر تشریف لے جاتے۔ اہلِ خانہ جو بھی حکم کرتے آپ تعمیل بجا لاتے۔ حتیٰ کہ وہ عرصہ دراز کے بعد جب واپس آیا تو یہ دیکھ کر از حد حیران ہوا کہ آپ اپنی کمر مبارک پر لکڑی کا گٹھ اُٹھائے اس کے گھر کے باہر کھڑے دستک دے رہے ہیں جس پر اُسنے شرمندگی کے اظہار کے ساتھ ساتھ کہا حضور! اگر آج طالب علم نہ تھا تو آپ اس خدمت کو موقوف فرما دیتے۔ آپ نے فرمایا میاں! کچھ حرج نہیں۔ اس نے گھر جاکر ناراضی ظاہر کی تو اہلِ خانہ نے بتایا یہی نیک سیرت شخصیت ہی آپ کی غیر حاضری کے دوران ہماری خدمت کرتے رہے ہیں اللہ اکبر!

اسی طرح یہ بھی سُناتے کہ کسی نے آموں کا ٹوکرا پیش کرتے ہوئے کہا حضور! اسے مہار شریف حضور قبلہ وعالمیان رضی اللہ عنہ کی جناب میں بھیجنا ہے کسی کو مقرر فرما دیں۔ چنانچہ اس کے جانے پر آپ نے خود وہ ٹوکرا سر مبارک پر رکھا اور پا پیادہ عازم مہار شریف ہوئے۔ راستہ میں سیّدنا حضرت خضر علیہ السلام ملاقی ہوئے مگر آپ نے توجّہ نہ فرمائی حتیٰ کہ مہار شریف پہنچ کر امانت اپنے دادا پیر رضی اللہ عنہ کے سپرد فرمائی۔ میرے مُرشدِ حقیقی مصدر الفرح والسرور حضور سراپا نور پر اس فرمان کے بعد گریہ طاری ہو گیا اور بعد ازاں فرمایا کہ حضور محبوب اللہ غریب نواز کے لئے یہ سفر معراج کی

حیثیت رکھتا تھا۔

سیرِ دلبران شریف میں آپ کے حُسنِ اخلاق کے متعلق یہ بات درج ہے کہ آنجناب والاصفات خود ارشاد فرمایا کرتے تھے کہ بسا اوقات ایسا ہوتا ہے کہ مَیں کسی سے غُصّہ کا ارادہ کرتا ہوں مگر بے اختیار میرے مُنہ پر تبسّم آجاتا ہے نیز ایک دن حضرت اقدس کے نزدیک کسی نے آپ کے ہم نام کو پُکار کر کہا "خدابخش" مگر آپ نے فوراً فرمایا "جیو جیو" یعنی حاضر جناب۔ چنانچہ اس نے متعدد بار خدابخش کے نام سے آواز دی اور آپ نے ہر بار جواباً فرمایا جیو جیو۔ حالانکہ آپ خُوب جانتے تھے کہ خالی نام سے مجھے کوئی نہیں پُکارتا مگر چونکہ اجابتِ دعوت ضروری تھی لہذا آپ نے ہر بار جواب مرحمت فرمایا اور یہ خیال نہ فرمایا کہ میں مولوی اور اُن لوگوں میں بزرگ ترین ہوں۔

سیرِ دلبراں ہی میں منقول ہے کہ کسی سفید ریش نے دَورانِ نماز آنجناب کے پس پُشت نماز کی نیّت باندھی تو آپ نے معلوم ہونے پر جگہ بدل لی تاکہ انہیں پُشت نہ ہو۔ سُبحان اللہ وبحمدہ۔

لہو ولعب سے آنجناب کی طبیعت مُبارکہ بچپن ہی سے متنفر تھی حتیٰ کہ خود بیان فرماتے کہ میں نے بچپن میں بھی کبھی گلی ڈنڈہ یا اس جیسا کوئی کھیل وغیرہ نہیں کھیلا۔

آپ نے کبھی کسی حاجت مند کو وظائف پُورے کرنے کے عُذر سے انتظار نہیں کرائی بلکہ جب بھی جو آیا فوراً اسکی حاجت پُوری فرماتے نیز آپ نے اپنے تن کے لئے کبھی مکلّف لباس نہ بنوایا تھا اور نہ ہی اپنے لئے خُصوصی طعام یا دوائی تیار فرمائی حتیٰ کہ موسمِ سرما میں ادنیٰ لباس یا آگ کا اہتمام بھی نہ فرماتے۔

حضور اعلیٰ نے سرِ دلبراں شریف میں درج فرمایا ہے کہ میں نے توحید حالی آپ کے سوا کسی میں نہیں دیکھی (معلوم رہے کہ قائلین بوحدۃ الوجود کے ہاں توحید کی جو اقسام مقرر ہیں ان میں توحیدِ ذاتی، صفاتی، حالی اور افعالی بھی ہیں) لہذا جب کسی شخص کو ضرر پہنچتا تو آپ بھی درد مند ہو جاتے اور اسی طرح کسی کو نفع پہنچتا تو آپ بھی راحت محسوس فرماتے۔

آپ کی عادتِ مُبارکہ میں یہ بھی تھا کہ کسی کو اِفْعَلْ وَلَا تَفْعَلْ یعنی یہ کام کرو اور یہ مت کرو ہرگز نہ فرماتے بلکہ جو کچھ فرمانا چاہتے حکایات و اشعار اور اشارات میں ہی فرما دیتے اور صریح طور پر آیات و احادیث کا حوالہ نہ دیتے کہ مبادا کوئی جہالت کی وجہ سے انکار کر کے کافر ہو جائے۔

آنجناب کی استغراقی کیفیّات، پابندی شریعت اور سادگی وغیرہ کے بے شمار واقعات سرِ دلبراں شریف و دیگر کتبِ سیر میں درج ہیں جن کی متحمل یہ کتاب نہیں ہو سکتی۔

یہ بھی منقول کہ آخر عمر میں آنجناب ءالاصفات کا سایہ مُبارکہ بھی نہ رہا تھا اور آپ رضی اللہ تعالےٰ عنہ اپنی سادگی، عاجزی، اِنکساری، حلم و حوصلہ، عفو و درگزر، علم و عمل، اور خدمت خلق میں ید طولیٰ رکھتے تھے۔ الغرض آپ ہمہ صفت موصوف سراپا برکات مقتدا، اولیا، اور پیشوائے صلحا، تھے آپ کے اوصاف حمیدہ پہ حضرت شیخ سعدی علیہ الرحمۃ کے یہ اشعار صادق آتے ہیں :

فزون است اوصاف شاہ از حساب نگنجد دریں تنگ میدان کتاب
گر آں جملہ را سعدی انشاء کند : مگر دفتر دیگر املا کند

ترجمہ: چونکہ میرے ممدوح کے اوصاف حساب د شمار سے زائد ہیں
لہٰذا اس کتاب میں انکی گنجائش نہیں ہاں البتہ (شیخ) سعدی
(علیہ الرحمۃ) اگر ان سب کو لکھنے کے درپئے ہو تو نئی کتاب بنانے
کی ضرورت پیش آئے گی۔

آپ کے کشف وکرامات دخوارق عادات کے بارہ میں گلشن ابرار میں لکھا ہے کہ اتنے زیادہ تھے کہ اگر عمر بھر بھی لکھتے رہیں ختم نہ ہوں گے۔ ان کے کمالات کو صفحۂ قرطاس پر لانا ایسا ہے جیسا کوہ قاف کو سوئی سے چھیدنا یا جنگل کو ترازو سے ناپنا ؎

کے توانم شرح وصفش کرد اندر قید کلک : زاں کہ موئے در نیاید گر کنم زاں صد کتاب

ترجمہ: ان کے صفات کو قلمبند کرنا کیسے ممکن ہے کہ اگر سو کتاب بھی لکھ
دوں تو انکے چند اوصاف بھی ان میں نہ سما سکیں گے۔

آپکے کمالات کا احاطہ ناممکن ہونے کے سبب اور طوالت کے خوف سے صرف اسی قدر پر کفایت کر کے اپنے اصل موضوع کی طرف رجوع کرنے سے پہلے اتنا عرض کرنا مفید سمجھتا ہوں کہ آپ کے عادات واطوار، خصائل وشمائل اور ملفوظات کے لئے سرّ دلبران مصنفہ حضرت فانی فی اللہ باقی باللہ مولنا محمد عبید اللہ ملتانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حالات وکرامات کے لئے حضرت خواجہ امام بخش مہاروی علیہ الرحمۃ کی تصنیف لطیف گلشن ابرار ومخزن چشت کا مطالعہ انتہائی مفید ہے۔

خدمتِ مرشد میں انہماک: خیر پور شریف میں علوم ظاہری کی تکمیل کے بعد متصل ہی باطنی علوم کا سلسلہ شروع ہو گیا شب و روز، سفر وحضر میں حضرت فانی فی اللہ رضی اللہ

تعالیٰ عنہ مرشدِ حقیقی حضرت محبوب اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ رہے اور انکی خدمت میں دن دیکھا نہ رات۔ خدمت ہی میں دونوں جہان کی سرخروئی سمجھی۔ طرفہ تر یہ کہ اس وقت آپ کوئی سن رسیدہ بھی نہ تھے لیکن خداداد صلاحیتیں تھیں کہ خدمات دیکھ کر حاضرین دنگ رہ جاتے۔ آپ بارہ[۱۲] سال کا دراز عرصہ آستانہ عالیہ پر ریاضات و مجاہدات وخدمت مرشدِ کریم میں مصروف رہے اور پچیس سال کی عمر میں منصب خلافت سے ممتاز ہوئے۔ بریں حساب جب آپ خیر پور شریف تشریف لائے ہوں گے تو آپ کی عمر صرف تیرہ[۱۳] برس ہو گی۔ یہ عمر ہی کیا ہے کہ اس میں علومِ شرعیہ پر کافی دسترس حاصل کر لینے کے بعد منازل سُلوک طے کرنا شروع کر دیئے تھے۔ پھر بارہ سال کا طویل عرصہ اس طرح گزارا کہ کبھی بازار تک بھی اپنی مرضی سے نہ گئے تھے۔ اگر حضرت محبوب اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت سے فرصت ملتی تو ریاضت و مجاہدہ و دیگر وظائف میں مصروف ہوتے گویا فَاِذَا فَرَغۡتَ فَانۡصَبۡ وَاِلٰی رَبِّکَ فَارۡغَبۡ کی مثال بنے رہے۔

ترجمہ: جب آپ فارغ ہوں تو ریاضت میں لگ جائیں اور اپنے رب کی طرف راغب ہو جائیں۔

نقل ہے کہ خیر پور شریف میں اقامت کا طویل عرصہ گزر جانے کے بعد ایک مرتبہ حضرت محبوب اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے اس منظورِ نظر مرید کو بازار کسی کام کے لئے بھیجا۔ آنحضور نے بازار کا راستہ تک بھی نہ دیکھا تھا مگر حسبِ ارشاد روانہ ہوئے جب چوک مچھلی کرڑا پر پہنچے تو آستان شریف کا راستہ بھُول گئے۔ حیران و پریشان ہر جانب دیکھنے لگے کہ اچانک ایک ہاتھ آپ کے شانہ مبارک پر آ لگا دیکھا تو خود حضرت محبوب اللہ رضی اللہ

تعالیٰ عنہ تھے راہنمائی فرمائی اور غائب ہو گئے۔ جب حاضرِ خدمت ہوئے تو ارشاد فرمایا عُبید اللہ! راستہ بھُول گئے تھے؟ اللہ اللہ کیا عشقِ مرشد تھا کہ شہر تک نہ دیکھا تھا اور ایک رِوایت کے مطابق جب آپ کو بازار بھیجا گیا تو آپ والاصفات چونکہ بازار کا راستہ تو جانتے نہ تھے اس لئے کام کئے بغیر ہی واپس آ گئے۔ حضرت محبوب اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ازراہِ تعجّب دریافت فرمایا کہ مولنٰا! اتنے عرصہ سے یہاں مقیم ہو اب تک بازار کا راستہ معلوم نہیں؟ عرض کی حضور! فداک رُوحی و قلبی مجھے خیر لودِ شریف میں آنحضور کے مصلّی شریف، آفتابہ مبارک و دیگر ضروری سامان اور پھر آپکی ذاتِ گرامی کے علاوہ کسی چیز کا علم نہیں، چنانچہ آپ نے اس مخلصانہ خدمت کو دیکھ کر اظہارِ مسرت فرمایا اور اپنی خصوصی توجہات سے نوازا۔

حضور اعلیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے مصنّفہ رسالہ سرِّ دلبراں مشتمل بر ملفُوظات و شمائل و خصائل حضرت محبوب اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں خود تحریر فرمایا ہے کہ۔ "یہ احقر (حضرت فانی فی اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ) حضرت اقدس محبوب اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضری کے دَوران بازار میں سَیر و تفریح کی خاطر ہرگز نہ جاتا بلکہ ہمہ وقت حاضر رہ کر خدمت میں منہمک رہتا۔ دربارِ مرشد میں مجھے ذاتی کام کوئی بھی نہ ہوتا تھا سوائے اس کے کہ حضرتِ اقدس کسی کام کے لئے مجھے خود بھیجتے۔ اس کے علاوہ اگر توفیقیہ شریف (تصنیف لطیف حضرت محبوب اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بر مسئلہ وحدت الوجود) پڑھنے کا حکم فرماتے تو میں پڑھتا اور اگر کسی کتاب کو لکھنے کا حکم فرماتے تو کتاب لِکھتا اور (باوجود مفلسی و تنگی رزق کے) اس دَوران کبھی فراخیٔ رزق کی خاطر دُعا تک کی عرضی بھی نہ کی تھی (کیونکہ یہ امر بھی امور ہائے ذاتیہ میں

شامل تھا) ہاں اگر حضرت اقدس اپنی مرضی سے کچھ عطا فرماتے تو لے لیتا تھا۔"

آستانِ مرشد پر حاضری کا معمول: سرِّ دلبراں میں حضور اعلیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تحریر فرمایا ہے کہ "جب تک اس کاتب الحروف (حضرت فانی فی اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے شادی نہیں کی تھی سفر و حضر میں ہمیشہ حضرت اقدس کی خدمت میں رہتا تھا لیکن جب شادی کر لی تو سال میں دو دفعہ خیر پور شریف جاکر زیارت فیضِ بشارت سے مستفید ہوتا اور کم و بیش مدتِ اقامت (پندرہ دن) تک رہ کر واپس آتا۔ البتہ حضرت اقدس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عمر شریف کے آخری سات ماہ میں تین مرتبہ بھی حاضرِ خدمت ہو کر دیدارِ فیض آثار سے بہرہ مند ہوا اور واپس آیا۔ مجھے ہر دفعہ کی حاضری پر دو، تین روپے بھی عنایت فرما کر ارشاد فرماتے یہ تمہاری سواری کے لئے کرایہ ہے اور اس دوران اگر میں کوئی کتاب یا کمبل وغیرہ خرید کرتا تو از راہِ تلطف اسکی قیمت بھی حضرت محبوب اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ از خود مرحمت فرماتے۔

یہاں ضمناً دو فوائد عرض کرتا ہوں انشاء اللہ العزیز قارئین کی معلومات میں ضرور اضافہ ہوگا۔ اوّلاً یہ کہ حضرت محبوب اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نماز جنازہ میں امامت کس نے کرائی مجھے اس کا ذکر حالات مشائخ کرام چشتیہ علیہم الرضوان پر مشتمل کسی مشہور کتاب میں نہیں ملا۔ زیبِ آستانہ عالیہ عبیدیہ صاحبِ سجّادہ حضرت مولٰنا المولوی الحافظ المفتی محمد عبداللطیف صاحب مدظلہم العالی سے اس بارہ میں اس فقیر کاتب الحروف نے اپنی اس تصنیف میں درج بعض واقعات کی تصدیق و تصحیح کے دوران پوچھا تو ارشاد

فرمایا کہ ہمارے حضور اعلیٰ حضرت فانی فی اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے پیر ومرشد حضرت محبوب اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وصال پر ملال کے وقت خیر پور شریف موجود نہ تھے (جیسا کہ سلطان اولیاء حضرت محبوب الٰہی شیخ نظام الدین محمد بن احمد البدوانی الدھلوی اور حریق المحبۃ شیخ العالم حضرت فریدالدین محمد مسعود الاجودھنی گنج شکر اپنے اپنے پیر ومرشد کی وفات حسرت آیات کے وقت انکے ہاں حاضر نہ تھے) اسلئے خیر پور شریف کے قریب ہی علاقہ چیلیہ داہن میں مقیم حضرت محبوب اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے خلافت یافتہ بزرگ (حضرت حافظ میاں غلام مرتضیٰ علیہ الرحمۃ برادرِ خورد حضرت خواجہ حافظ غلام حسن بھٹی علیہ الرحمۃ خلیفہ حضور قبلہ عالم رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے آپکے اشارہ فرمانے پر نماز جنازہ پڑھائی۔ چنانچہ ایک عرصہ بعد دوران مطالعہ اشارات فریدی مقبوس ہفتاد وہشتم جلد چہارم فارسی میں اسکی سند بھی مل گئی۔ الحمد للہ علی ذٰلک ــــــــ ثانیاً یہ کہ حضور اعلیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بعض عقیدت مند آپکے بارہ سال تک خیر پور شریف میں قیام فرمانے کو برسرِ منبر بطورِ حجت بیان کرتے ہیں کہ آپ تو بیوی، بچوں اور والدین کو چھوڑ کر بارہ سال کا طویل عرصہ برائے تربیت ظاہری و باطنی گھر سے باہر رہے جبکہ آج تبلیغی جماعت کے ساتھ چار ماہ سات ماہ اور سال ڈیڑھ سال کے لئے جانے پر اعتراض کیا جاتا ہے ان کی خدمت میں دست بستہ مؤدّبانہ گزارش ہے کہ کاش اس اعتراض سے پہلے وہ حضور اعلیٰ رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی خود نوشت کتاب سِرّ دلبران شریف کا مطالعہ فرما لیتے تو انہیں علم ہو جاتا کہ شادی سے پہلے تو آپ بے شک مسلسل خیر پور شریف ہی مقیم رہے (اور یہ وہ زمانہ تھا جبکہ آنحضور رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے والدِ محترم علیہ الرحمۃ کا انتقال

ہو چکا تھا جیسا کہ پہلے عرض کر چکا ہوں کہ حضور اعلیٰ رضی اللہ تعالےٰ عنہ اپنے والد گرامی علیہ الرحمۃ کے وصال کے بعد ہی بہ سلسلہ تعلیم حضرت محبوب اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حلقہ شاگردی میں شامل ہوئے تھے) کیونکہ اس وقت کسی قسم کی گھریلو ذمّہ داری آپ پر عائد نہ تھی اور شادی کے بعد کا معمول ابھی درج کر آیا ہوں کہ پندرہ ۱۵ یوم تک یا اس سے کم قیام فرماتے تھے جبکہ تبلیغی جماعت میں بے شمار لوگ والدین کو ناراض کر کے جواں سال بیویوں کو چھوڑ کر عرصہ دراز کیلئے دور سے دور تک سفر کرتے ہیں اسکی مثالیں ہر محلّہ میں نہیں تو ہر شہر میں کم ازکم بیسیوں موجود ہیں

ع ببیں تفاوت راہ از کجاست تا بکجا

حضرت محبوب اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا حُسنِ تربیت :

سرّ دلبراں میں خود حضور اعلیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے چند واقعات نقل فرمائے ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت محبوب اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے زیرِ تربیت رہنے والوں کی انتہائی شفقت و مہربانی سے تربیت فرماتے، اور سالکین راہ خُدا کی ظاہری باطنی ہر ضرورت کا احساس فرماتے، موقع محل اور ضرورت کے مطابق جہاں انکو تنبیہہ فرماتے وہاں پدرانہ وار مشفقانہ سلوک بھی فرماتے۔ بندہ یہاں چند ایک وہ واقعات درج کرے گا جن میں حُضور اعلیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ حضرت محبوب اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا حُسنِ سلوک اور حسین و مؤثر اندازِ تربیت ثابت ہوگا۔ چنانچہ تحریر فرماتے ہیں :

میں جب حضرتِ اقدس کی خدمت بابرکت میں حاضر ہوتا تو آپ

فداہ روحی وقلبی فرمایا کرتے ، مرحبا مرحبا (خوش آمدید خوش آمدید) ؎

آمدی و آمدنت بس خوش است — دیدنِ روئے تو عجب دِلکش است
قربِ روحی بشما دارم وبُعد بدنی — ہمچو در وقت نبی خواجہ اویس قرنی

ترجمہ: آپ آئے ہیں آپ کے آنے سے بہت خوشی ہوئی ہے آپ کا چہرہ دیکھنا کس قدر دلکش ہے تمہارے ساتھ مجھے روحانی قرب باوجود جسمانی دوری کے حاصل ہے جس طرح حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضور پُرنور رسول اللہ تعالےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا۔ گلشنِ ابرار میں اس پر مزید لکھا ہے کہ:

"حضرت محبوب اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اتنی نظر شاملِ حال تھی کہ حضرت فانی فی اللہ باقی باللہ مولٰنا محمد عبید اللہ رضی اللہ تعالےٰ عنہٗ جب اپنے وطن سے واپس آتے ان کی آمد پر آنحضور رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سر دقدا انکی تعظیم کے لئے کھڑے ہوجاتے اور بشاش چہرہ سے مندرجہ بالا اشعار زبان پر لاتے۔"

صرف آمد کے موقع پر ہی نہیں بلکہ جب کبھی بھی ان اشعار کے پڑھنے کا موقع ہوتا تو حضرت محبوب اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، بوجہ غایت محبّت و توجہ کے یہ اشعار زبان مبارک پر لاتے چنانچہ سرِ دلبران شریف میں ہے ایک روز مجھ کاتب الحروف (حضرت فانی فی اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ) اور مخدوم صاحب مخدوم سید حامد جیو علیہ الرحمۃ کو باغیچہ ظریف خان میں شرفِ ترخیص سے ممتاز فرمایا جبکہ خود حضرت اقدس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کسی داعی کی طرف دعوت پر تشریف لے جارہے تھے تو میں نے عرض کی کہ رخصت بدنی بیشک ہو خدارا روحانی رخصت سے محفوظ فرمائیں تو زبان گوہر فشان سے فرمایا۔

قرب روحی بشما دارم بعد بدنی : ہمچو در وقت، بنی خواجہ اویس قرنی

ایک روز مجھے (حضرت فانی فی اللہ باقی باللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو) دورانِ قیامِ خیرپور شریف اتنا بخار ہوا کہ میں بے ہوش ہوگیا اور بے طاقتی و کمزوری کی وجہ سے صاحبِ فراش ہوگیا۔ حضرت محبوب اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ازراہِ شفقت علماءِ کرام کی ایک جماعت جو قرآن شریف صحیح پڑھنے والی تھی کو جمع فرما کر انہیں ختمِ قرآن کا حکم فرمایا اور میری صحت یابی کے لئے (بمقتضاءِ اَلصَّدَقَةُ تَرُدُّ الْبَلَآءَ کہ صدقہ خیرات میں اللہ تعالےٰ نے یہ تاثیر رکھی ہے کہ مصیبت رَد ہو جاتی ہے) ایک بکری بھی ذبح فرمائی اور تعویذ بھی پہننے کو مرحمت فرمایا دریں اثناء میرے لئے دُعاء بھی فرماتے کہ اے باری تعالیٰ! یہ ہمارے پاس امانت ہے اس کو بخیر و عافیت ملتان پہنچا دے چنانچہ اسی دن یا دوسرے دن میں رُو بصحت ہوا۔ عافیت رُونما ہوئی تو آنحضور رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے (خُدّام) کو فرمایا کہ جو چیز بھی از قسم خوراک و دوائی وغیرہ یہ طلب کریں انہیں مہیا کی جائے۔

ایک روز خیرپور شریف حضرت اقدس کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آنحضور اندرونِ خانہ تشریف فرما تھے میرے دِل میں خیال آیا کہ اگر آج میں ملتان ہوتا تو سویاں کھاتا۔ اس خیال کے بعد آنحضور غریب نواز نے میرے نام سے آواز دی جب میں دروازہ شریف پر پہنچا تو دیکھا کہ آپ بنفسِ نفیس سویوں کا تھال لئے کھڑے ہیں جو مجھے بخشا اور فرمایا، کھاؤ چنانچہ میں نے وہ کھایا۔

حضور اعلیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جتنا عرصہ منازلِ سلوک طے فرماتے رہے

اس دَوران جب بھی رمضان المبارک آتا حضرت محبوب اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نمازِ تراویح میں شرفِ امامت سے آپ ہی کو مشرف فرماتے اور اپنے محبوب مرید سے قرآن شریف سُنتے۔ سرِّ دلبران میں اسکے بعد یہ بھی تحریر فرمایا ہے کہ رمضان المبارک میں جب میری طبیعت ناساز ہوتی اور بوجہ علالت روزہ رکھنے کی نیّت مستحکم نہ ہوتی تو (آنحضور سحور کے وقت) مجھ سے فرما دیتے عبید اللہ! کہہ دو کہ میں کل روزہ نہ رکھوں گا۔ حضرت زیب آستانہ عالیہ مدظلہم العالی نے اس کا مطلب یُوں سمجھایا کہ مبادا نیّت کرلیں اور طبیعت زیادہ ناساز ہوجانے پر روزہ افطار کرنے کی حاجت محسوس کریں تو احتمال کفّارہ کا واقع ہوسکتا تھا اگر نیّت نہ کی اور طبیعت دُرست ہوگئی تو نصفِ یوم شرعی تک نیت تو کی جاسکتی ہے اور اگر دن میں نیّت کی ہو تو خواہ روزہ کھولنا پڑے تو بھی کفّارہ لازم نہیں آتا۔ اس خطرہ سے بچنے کے لئے شفقتہً حضرت اقدس بوقت سحور نیّت کرنے سے منع فرماتے تھے۔

حضرت محبوب اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کامل مربّی کی حیثیّت سے اپنے محبوب مرید کی تربیّت فرماتے رہے اور کوئی موقعہ جس پر نصیحت کرنا مناسب ہوتا فروگزاشت نہ فرماتے حتیٰ کہ حضورِ اعلیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ لکھتے ہیں کہ "جب میں حضرت اقدس کے حجرۂ مبارکہ میں انکے سامنے بیٹھا ہوتا (اور دیدارِ فیض آثار سے بہرہ مند ہو رہا ہوتا تھا) اور آپ نے مجھے کسی کام کے لئے بُلانا ہوتا تو فرماتے عُبید اللہ! میں حاضری میں جلدی کرتا تو آپ فرماتے آہستہ آہستہ اور تعلیم آداب فرماتے۔ اسی طرح جب میں آپ کے سامنے کسی کے ساتھ کسی موضوع پر گفتگو (بہ انداز بحث) کر رہا ہوتا تھا تو آپ مُٹھی بند فرما کر خاموشی سے مجھے چُپ رہنے کی تلقین فرماتے تھے۔" مراد

یہ کہ جو کلام نامناسب ہوتا اس سے منع فرماتے یا اس امر کی تعلیم فرماتے کہ پیر و مرشد کی مجلس میں خاموش رہنا ہی نفع مند ہے اور یہ امر محقق ہے کہ مجلس مرشد میں فقط خاموش بیٹھنے سے ہی جس قدر ترقی ہوتی ہے، اتنی ورد و وظائف وغیرہ سے نہیں ہوتی۔

آپ ہمیشہ مختلف فیہ مسائل پر جھگڑنے سے منع فرمایا کرتے تھے۔ ایک روز حضرت قبلہ عالم و عالمیان رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی خانقاہ مبارک پر دو مولوی صاحبان مسئلہ وحدت الوجود پر بحث کر رہے تھے میں (حضور اعلیٰ رضی اللہ تعالےٰ عنہ) بھی ان سے ہمکلام ہوا تو مجھے (حضرت محبوب اللہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے) نصیحت فرمائی کہ اس موضوع پر (عوام الناس میں) گفتگو کرنا مناسب نہیں لَکُمْ دِیْنُکُمْ وَلِیَ دِیْنِ

ترجمہ: تمہارے لئے تمہارا دین میرے لئے میرا دین۔

اسی طرح مولوی محمد قاسم اور مولوی محمد عبدالرحمٰن بھڈیرا ایک دن اسی مسئلہ پر آپس میں بحث کرنے لگے اور میں نے ارادہ کیا کہ سُنوں تو آپ نے منع فرما دیا۔ الغرض حضرت محبوب اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آنحضور رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تربیت میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہ فرمایا۔ الحمد للہ علےٰ ذٰلک۔

بہ مے سجادہ رنگین کن گرت پیر مُغاں گوید: کتبِ سلوک میں اس بات کی صراحت موجود ہے کہ سالک کو اپنے پیر روشن ضمیر کے سامنے مردہ بدستِ غسال بن کر رہنا چاہیئے یعنی خود کو بے اختیار سمجھے اور مُرشد کریم پر مکمل اعتماد کرتے ہوئے ہر ہر امر میں بلا تامّل اسکی اطاعت کرتا رہے اور یقین جانے کہ یہ اپنے نفع نقصان سے اس قدر باخبر نہیں جتنا اس کا پیر روشن ضمیر۔ اسی لئے کہا

گیا ہے ؎

بہ مے سجادہ رنگین کن گرت پیر مغاں گوید : کہ سالک بے خبر نبود ز راہ و رسم منزلہا

ترجمہ: پیر کامل کے کہنے پر اپنا مصلیٰ شراب آلود کر دے کیونکہ پیر کامل ہی منازل سلوک کے راہ و رسم سے واقف ہے نہ کہ تو۔

بحمدہٖ سبحانہ و تعالےٰ حضور اعلیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جتنا عرصہ حضرت محبوب اللہ خیر پوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زیر تربیّت رہے تو باوجود علمی فضل و کمال کے جو آپ کو حاصل تھا خود کو خالی الذّہن سمجھتے رہے، اور اگر کبھی مرشد کریم کے کسی حکم کو اپنی علمی تحقیق کے خلاف پایا تو بھی سرِ تسلیم خم کرنے میں تاخیر کی نہ ہی حُجّتِ مخالفہ پیش کرنے کی ضرورت محسوس کی اور یہی منتہائے عِشق ہے کہ عاشق صادق میں انانیّت کا نام و نشان ہی نہ رہے اور محبوب کے سامنے خود کو لاشئی قرار دے دے۔ دیوانِ چراغِ عبیدیہ میں حضرت فانی فی اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خود فرمایا ہے ؎

دریں مجلس کہ مے آئی زخود خالی شدہ مے آ : چو خود خالی شدی از خویش خوش خرّم بناز اینجا

ترجمہ: اِس مجلس میں شرکت چاہتا ہے تو اپنی ہستی سے خالی ہو کر آ جب خود سے خالی ہو جائے یعنی اپنے سے بے خبری حاصل کر چکے تو پھر بیشک خوش ہو کر یہاں ناز کر۔

بندۂ عشق شدی ترک نسب کن جامی : کہ دریں راہ فلاں ابن فلاں چیزے نیست

ترجمہ: اے جامی! جب عشق کی غلامی اختیار کر لی تو نسب کا گھمنڈ ختم کر دے کیونکہ اس راستہ میں یہ چیز کوئی بھی حیثیت نہیں رکھتی کہ میں فلاں بن فلاں ہوں

یعنی شاہراہِ عشق پر قدم رکھنے سے پہلے اپنے فضل و کمالات کو کَاَنْ لَّمْ یَکُنْ سمجھنا پڑتا ہے گویا مجھے کچھ بھی کمال حاصل نہیں اور اسی تصوّر کو قائم کر کے ہی اس میدان میں استقامت کے ساتھ کودنا پڑتا ہے۔

دریں رہ جاں بدہ یا ترک ما گیر : بریں در سر بنہ یا غیر ما جوئی

ترجمہ: اس راستہ میں جان کا نذرانہ دیجئے یا ہمیں چھوڑ دیجئے اس دروازہ پر سر رکھ دیجئے یا (تربیت و محبت کے لئے) کسی دوسرے کو تلاش کیجئے۔

چنانچہ نقل ہے کہ ایک مرتبہ حضرت محبوب اللہ خیر پوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ملتان دارالامان کو اپنے ظاہری و باطنی حسن و جمال سے آراستہ و پیراستہ فرمایا ہوا تھا کہ کسی متوسل نے آپ کی خدمت میں عرض کیا کہ آپ کے محبوب شاگرد و مرید رشید مولانا محمد عبید اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب کبھی آپ کے شیخ عالیجناب محب اللہ بالکمال حضرت خواجہ حافظ محمد جمال ملتانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے روضہ پُر انوار پر زیارت کیلئے حاضر ہوتے ہیں تو آستانہ بوسی جیسے آداب زیارت بجا نہیں لاتے۔ چنانچہ اس مرتبہ حضرت محبوب اللہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ آپ کو برائے زیارت اپنے ہمراہ لے گئے۔ جب آستانہ عالیہ پر پہنچے تو حضرت محبوب اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کو خانقاہ شریف میں داخل ہونے کا امر فرمایا تو بتقاضائے اَلْاَمْرُ فَوْقُ الْاَدَبِ کہ حکم کا درجہ ادب سے بڑھ کر ہے آپ حضرت اقدس سے پہلے روضہ شریف میں حسبِ عادت بغیر آستانہ بوسی کے داخل ہو گئے اس پر حضرت محبوب اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے واپس بلا کر ارشاد فرمایا (مولانا عبید اللہ! آپ نے میرے پیر بکرّم بزرگوار

اصفیاء رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے صاحبِ کمال ہونے میں کون سی کمی پائی ہے
کہ انکی چوکھٹ کو بوسہ دینا رَوا نہیں رکھا لہذا پہلے چوکھٹ شریف کو پھر قبر
مُبارک کو بوسہ دے کر فاتحہ خوانی ایصالِ ثواب کیا کریں گویا ارشاد فرمایا ؎

کیمیا پیدا کن از مشت گلے : بوسہ زن بر آستان کاملے

ترجمہ :۔ مشت گل (کسی کامل ولی کی قبرِ مبارک) سے کیمیا (سونا بنانے
کے عمل) کی صلاحیت حاصل کر اور آستان کامل پر بوسہ دیا کر۔
مُراد یہ کہ جیسے عمل کیمیا سے تانبا سونا بن جاتا ہے اسی طرح تو جو کہ
مختلف انواع کی روحانی بیماریوں میں مُبتلا ہے اسے کامل ولی کی آستانہ
بوسی اور اِس سے عقیدت ومحبت کے اظہار سے باطنی شفا حاصل کر لے۔
چنانچہ حضرت فانی فی اللہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ فوراً تعمیلِ ارشاد بجالائے۔
الحمد للہ علیٰ ذلک۔ حضرت شیخ سعدی علیہ الرحمۃ نے کیا خوب فرمایا ہے

اگر بوسہ بر خاک مردم زنی : بمردی کہ پیش آیدت روشنی
کسانیکہ پوشیدہ چشم دل اند : ھمانا کزیں توتیا غافل اند

ترجمہ: اگر کسی کامل کی قبر کو بوسہ دے گا تو یقینی بات ہے کہ تجھے روشنی
ملے گی جو دِل کی آنکھوں میں نگاہ یعنی بصیرت نہیں رکھتے یقیناً
وہ اس (بوسۂ قبرِ ولی کے) سُرمہ سے غافل ہیں۔
مخالفین کے لئے یہاں اعتراضات کے بیشمار دروازے کھُل سکتے ہیں۔
مگر بحمداللہ تعالےٰ صوفیاء کرام وعلماء اہلسُنّت نے انکے جوابات میں مُستقل
تصانیف تیار کی ہیں یہ رسالہ چونکہ سیرت اولیاء پر مَبنی ہے نہ کہ تحقیق مسائل
پر اس لئے یہاں اس بحث میں پڑنا موزوں نہیں ؎

نہ در ہر سخن بحث کردن رَوا ست : خطائے بُزرگان گرفتن خطا ست

ترجمہ: ہر موضوع پر بحث کرنا جائز نہیں اور بزرگوں میں غلطی تلاش کرنا خود گناہ ہے۔

اور سچ تو یہ ہے کہ بندہ کاتب الحروف اِس قابل ہی نہیں کہ اس پر تحقیقی پہلو سے گفتگو کر سکے کہ تاحال طفلِ مکتب ہے۔

بہرحال اتنا معلوم رہے کہ حضرت فانی فی اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دامنِ شریعت کو کبھی ہاتھ سے چھوٹنے نہیں دیا۔ اُمورِ شریعت اور رموزِ طریقت سے آشنا لوگوں کے سامنے یا رات کی تاریکی اور تنہائی میں ہی آستانہ بوسی جیسے آداب زیارت بجا لاتے ورنہ عوام الناس کے مجمع میں آپ کا یہ معمول نہ تھا آپ نے اپنے وصیت نامہ میں بھی از راہ عجز و انکساری اپنی قبر شریف کو بوسہ دینے اور سجدہ کرنے سے منع فرماتے ہوئے لکھا ہے کہ یہ جاہل صوفیاء کا طریقہ ہے یعنی اس کام کی عادت بنا لینا یا ضروری سمجھنا اور ہر کس و ناکس کی قبر سے ایسا کرنا آپ کو پسند نہ تھا۔ چنانچہ عالمگیری جلد چہارم کتاب الکراہتیہ میں ہے۔ وَلَا بَأْسَ بِتَقْبِيْلِ قَبْرِ وَالِدَيْهِ، یعنی اپنے والدین کی قبر کو بوسہ دینے میں کچھ حرج نہیں یعنی والدین یا انہی کی مثل دوسرے مربّی، اساتذہ و مشائخ کرام ہی کی قبور مبارکہ کو بوسہ دینا جائز ہے نہ کہ ہر شخص کی قبر کو۔

علمِ حدیث سے محبت: حضور اعلیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سرِّ دلبراں میں ہی تحریر فرماتے ہیں کہ مجھے چونکہ شروع ہی سے علم حدیث سے گہری محبت تھی اس لئے میں نے (زمانہ سلوک میں) اجازت طلب کی کہ مجھے حدیث شریف یاد کرنے کا شوق ہر وقت دامن گیر رہتا ہے کون سی کتاب یاد کروں اور اسے بطورِ منزل پڑھا کروں اس پر حضرت محبوب اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ قصہ زبان گوہر فشاں سے سنایا کہ حضرت محبّ النبی خواجہ فخر الدین محمد

فخرِ جہاں دہلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کتاب مشارق الانوار زبانی یاد تھی اور اسقدر پختہ تھی کہ حضرت موصوف دہلوی رضی اللہ عنہ اس کتاب کو بوقت شب بطورِ منزل اسطرح پڑھا کرتے تے کہ چراغ کی جانب پشت فرما لیتے سبحان اللہ تعالیٰ وبحمدہٖ۔ چنانچہ یہ اشارہ پاکر میں نے مشارق الانوار کو حفظ کرنا شروع کر دیا۔ کبھی یاد کرتا کبھی سات منزلیں مقرر کر کے ہفتہ میں ختم کرتا اور گاہے گاہے تیس پاروں میں تقسیم کر کے مہینہ میں ختم کرتا۔ زیب آستانہ عالیہ حضرت مولٰنا مفتی محمدؐ عبداللطیف صاحب سجّادہ مدّظلّہم العالی فرماتے ہیں۔ مَیں نے اس نسخہ کی جس پر آپ مشارق الانوار کا ورد فرماتے زیارت کی ہے۔ اسکے اوراق بسبب ورق گردانی کے ضعیف ہو چکے تھے۔ سب تعریفیں اسی ذات بابرکات جلّ مجدہٗ کے لئے ہیں جس نے اپنے محبوب ختم المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی اُمت میں اسقدر ذی مرتبۂ علم دوست اولیاء پیدا فرمائے۔ ربّ ذوالجلال جلّ مجدہٗ ہمیں انکی اتباع اور محبت نصیب فرماویں۔ آمین۔

غُصّہ فرو ہونا: حضرت فانی فی اللہ باقی باللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طبیعت میں ابتداءً غصّہ بہت زیادہ تھا۔ چنانچہ یہ غُصّہ حضرت محبوب اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی توجہ باطنی سے ایسا فرو ہوا کہ پھر زندگی بھر کسی سے تلخ کلامی کی نوبت بھی پیش نہ آئی اِلاّ للّٰہ وفی اللہ یعنی مگر حق بات پر حق تعالیٰ کی رضا کے لئے۔

اب اس بارہ میں آپ کا خود نوشت قصّہ سِرِّ دلبراں سے نقل کرتا ہوں، لکھتے ہیں: ایک دن میری احمد بخش کمبوہ جو حضرت اقدس کا خادم تھا، کے ساتھ تلخ کلامی ہو گئی، اس نے کوئی ایسی بات دَوران گفتگو کی جس پر مجھے غصّہ آیا۔ مَیں نے مُناسب سمجھتے ہوئے حضرت پیر روشن

ضمیر کی خدمت میں حاضر ہو کر ماجرا من وعن بیان کر دیا۔ آپ نے اسے بُلا کر اسقدر ڈانٹا اور رنجیدہ خاطر ہوئے کہ مجھے شرم آئی اور میں نے توبہ کر لی کہ آئندہ ذاتی رنجش اور نفس کی خاطر حضرت قبلہ کو کبھی بے ذوق نہ کروں گا چنانچہ مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ اس دن کے بعد میں نے کسی کے ساتھ جھگڑا نہیں کیا اور میرا غصہ جو زائد الحد تھا، رفتہ رفتہ کم ہو گیا۔ حضرت اقدس اس فقیر کو یہ بھی فرمایا کرتے تھے ؎

سنگھر امت ہو سجن آ سیب میٹھی کے مون بیٹھ
ترشش نیبو سا نہی گھٹی کو لے کرنا ہے کیا

یہ واقعہ جہاں حضرت محبوب اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نظرِ فیض اثر پر دلالت کرتا ہے وہاں اس امر کو بھی واضح کرتا ہے کہ آپ والاصفات اپنے مرشدِ حقیقی کو کس قدر عزیز تھے کہ آپ کے ساتھ کسی خادمِ خاص کی بدکلامی بھی آپ کو گوارا نہ تھی۔ باوجود خادم خاص ہونے کے اسے سخت سے سخت تنبیہہ فرمائی حتیٰ کہ آپ کو خود شرم آ گئی۔ حالانکہ اس طرح خفا ہونا حضرت محبوب اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عاداتِ مبارکہ سے نہ تھا کیونکہ آپ تو اکثر و بیشتر صرف اشارۃً کنایۃً ہی نصیحت فرما دیا کرتے تھے جیسا کہ خود سرّ دلبران میں صراحت ہے۔

حضرت محبوب اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نظر میں آپ کا مقام:

سرّ دلبران میں ہے کہ حضرت محبوب اللہ خیر پوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عادتِ شریفہ تھی کہ جب بھی خاصانِ وقت کی مجلس قائم ہوتی اور معتبر حضرات جمع ہوتے تو میری (حضرت فانی فی اللہ باقی باللہ رضی اللہ عنہ کی علمی قابلیت

ان پر واضح فرماتے اور میرے حسَب نسَب (کی فضیلت) کو بیان فرماتے تاکہ لوگ مجھے عزیز رکھیں اور میرے آباء واجداد اور آنحضور محبوب اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے درمیان جو محاسن اخلاق (اور علمی تعلّقات) تھے ان کا بھی ذکر فرماتے۔
اور انتہائی معتبر روایت سے یہ بھی ثابت ہے کہ میزبان جب حضرت اقدس کی خاطر بوقت دعوت خصوصی نشست گاہ مثلاً علیحدہ چارپائی یا امتیازی فراش کا انتظام کرتے اور حضرت فانی فی اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کے ہمراہ ہوتے تو آپ ان کے لئے بھی ویسی جگہ تیار کرنے کا حکم فرماتے اور ان کو آپکے فضل وکمال سے آگاہ فرماتے۔

جس طرح حضرت فانی فی اللہ باقی باللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنے پیر روشن ضمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جُدائی گوارا نہ تھی اسی طرح حضرت محبوب اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی اپنے اس منظورِ نظر مُرید کو اپنی نظر کیمیاء اثر سے دُور نہ ہونے دیتے ۔

دلِ را بدل رہیست دریں گنبد سپہر — از روئے کینہ کینہ داز سُوئے مہر مہر

ترجمہ:۔ اس آسمانی گنبد (دنیا) میں دل کو دل سے راہ ہوتی ہے۔
لہذا محبّت والے دل سے محبت، اور کینہ والے سے کینہ ہی ہوا کرتا ہے۔

چنانچہ سِرّ دلبران میں حضورِ اعلیٰ رضی اللہ تعالےٰ عنہ تحریر فرماتے ہیں کہ میری شادی سے قبل (اگرچہ میری عادت مسلسل خیرپور شریف رہنے کی تھی جیسا کہ پہلے گزرا تاہم) ایک روز حضرت محبوب اللہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے مجھے فرمایا عبید اللہ! اسی جگہ (ایک مخصوص مدت تک) میرے قریب ہی رہو کیونکہ تمہیں خصوصی عنایات سے نوازنا ہے) میں نے عرض کی کیوں نہ رہوں گا۔ اس کے بعد حسب ارشاد میں آپ کی معیت میں ہی وقت گزارنے

لگا (جب فیوضات کی بارش مکمل ہو چکی اور) دو تین دن گزر گئے تو بندہ نے (کسی اہم کام کے لیئے) رخصت طلب کی تو حضرت اقدس نے رخصت عطا فرمائی اور یہ اشعار بھی پڑھے ؎

اُرِیْدُ وِصَالَه وَیُرِیْدُ هَجْرِیْ فَاَتْرُكُ مَا اُرِیْدُ لِمَا یُرِیْدُ

ترجمہ: مجھے وصلِ محبوب کی آرزو ہے اور محبوب ہجر کا متمنی، پس میں اسکی خواہش پر اپنا ارادۂ وصل ترک کرتا ہوں۔

ہجرے کہ بود رضائے محبوب : از وصلِ ہزار بار بہتر

ترجمہ: جس جُدائیگی میں محبوب کی رضا ہو وہ ملاقات سے ہزار درجہ بہتر ہے (کیونکہ عاشق صادق کے نزدیک اصل چیز محبوب کی رضا ہوتی ہے نہ کہ وصل و فراق) انتہی کلامہ۔

حضرت حافظ شیرازی علیہ الرحمۃ نے کیا خوب فرمایا ہے ؎

فراق و وصل چہ باشد رضائے دوست طلب : کہ حیف باشد از و غیر ایں تمنائے

ترجمہ: فراق اور ملاقات کیا حیثیت رکھتے ہیں تو دوست کی خوشنودی اور رضا ہی طلب کر کہ دوست سے اس کے علاوہ کوئی چیز طلب کرنا مقامِ افسوس ہوتا ہے۔

الغرض یہ دو اشعار سن کر میری آنکھ نمناک ہو گئی اور مَیں نے آنسو بہائے اور پھر روانگی کا ارادہ ہی ترک کر دیا۔ سُبحان اللہ وبحمدہ کیا اعلیٰ مقام ہے کہ پیر روشن ضمیر مُرید کو درجہ محبُوبی میں رکھ کر کلام فرما رہے ہیں۔

اگر کبھی حضرت محبوب اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کسی غرض سے رقم ضرورت ہوتی تو مجھ سے فرماتے اگر کچھ نقد موجود ہے تو بطورِ قرضِ حسنہ مجھے دیجئے ہیں جو بھی حاضر ہوتا پیشِ خدمت کر دیتا اور یوں کہتا ؎

مالِ عالم ملک تست مالکانِ مملوک تو : . باوجود بے نیازی داقرضوا اللہ گفتۂ

ترجمہ : سارے جہان کا مال آپکی ملکیت ہے اور اس مال کے عارضی مالک آپکے غلام ہی ہیں اس شانِ بے نیازی کے باوجود آپ نے (قرآن میں) فرمایا ہے کہ تم اللہ تعالےٰ جلّ شانہٗ کو قرضہ دو۔

تو اسپر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، (حسن جواب پر خوشی کا اظہار کرتے ہوئے) ارشاد فرماتے "ہیں! یہ کیا کہہ رہے ہو؟"

حضرت محبوب اللہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ اپنے قبلہ گاہ حضرت محب اللہ المتعال خواجہ حافظ محمد جمال ملتانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی خانقاہ شریف میں تشریف فرما تھے (غالباً اسوقت کسی جگہ روانگی کا ارادہ تھا) آپ نے مجھ سے دریافت فرمایا کہ مجھے کہاں تک پہنچاؤ گے (یعنی سفر میں میرے ساتھ کہاں تک رفاقت کا ارادہ ہے) میں عرض پرداز ہوا کہ حضور! فداک روحی وقلبی جہاں تک آپ کی تمنا ہو گی یعنی آپ نے اپنے اختیار کو پیر روشن ضمیر کی رضا کے سپرد کر دیا گویا عرض کی ع بندہ را باخواست چہ کار

ترجمہ :۔ غلام کو اظہارِ تمنّا سے کیا سروکار ؟

چنانچہ آپ نے (حسن جواب پر اظہارِ مسرّت کے طور پر) فرمایا،

ع نہ مثل زبیدا است ہر بیوہ

یعنی جس طرح ہر عورت (فرمانبرداری وطاعت میں) حضرت بی بی زبیدہ علیہا الرحمۃ کی مثل نہیں (اسی طرح ہر شخص فرمانبرداری اور حسن جواب میں) آپکی مثل نہیں۔" زیب آستانہ عالیہ حضرت مولنا محمد عبد اللطیف مدظلہم العالی نے اس فقیر کاتب الحروف کو ع نہ مثل زبیدا است ہر بیوہ کا معنی یوں بیان فرمایا ع نہ مثل عبید است ہر بندہ یعنی حضرت محبوب اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

نے ارشاد فرمایا مولانا عبید اللہ! ہمارا ہر خادم آپ کی مثل نہیں ہو سکتا۔ مخفی نہ رہے کہ حضورِ اعلیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی تصنیف لطیف میں اس مصرع "نہ مثلِ زبیدا ست ہر بودۂ کے بعد تحریر فرمایا ہے کہ غالباً حضرت اقدس کی مُراد اس سے حدیث شریف عَلَیْکُمْ بِدِیْنِ الْعَجَائِز کی طرف اشارہ ہوگا۔

ترجمہ: تم لوگ مدینہ شریف کی بوڑھی عورتوں سا مذہب یعنی عقائد رکھو۔

فقیر کاتب الحروف کہتا ہے اس سے مراد یہ کہ عام لوگوں کے لئے بوڑھی عورتوں کی طرح عقائد کی درستی اور فرائض کی پابندی کافی ہے اگرچہ خواص کے لئے بلندی مراتب کے حصول کے لئے مجاہدات ہیں۔ لیکن یہ معنی حضورِ اعلیٰ نے عجز و انکساری کی بنیاد پر لیا واللہ اعلم۔

حضرت محبُوب اللہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا اپنی جان فرمانا:

حضرت محبوب اللہ خیر لوری رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ لوگ کہتے ہیں میری اولاد نہیں ہے حالانکہ میں حق تعالےٰ جلّ شانہٗ کا شکر بجا لاتا ہوں کہ اس ذاتِ پاک نے مجھے گیارہ اور ایک روایت میں سات (روحانی) لڑکے عطا فرمائے ہیں پھر آپ اپنے خلفاء کرام کے نام ذکر فرماتے کہ یہ سب میرے (رُوحانی) فرزند ہیں۔

فقیر کاتب الحروف کہتا ہے کہ فی الواقع فرزند وہی ہوتا ہے جو والد کا نام زندہ رکھے اور اس کے لئے صدقۂ جاریہ بنے۔ علاوہ ازیں بمقتضائے اَلْوَلَدُ سِرٌّ لِاَبِیْہِ کہ بیٹا باپ کا راز ہوتا ہے۔ یہ سب خلفاء کرام آپ کے روحانی فرزند ہی تھے بعد ازاں خاص طور پر حضرت محبوب اللہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ ارشاد فرماتے میرے سب خلفاء میرے بدن کی مثل ہیں اور یہ مدلوی

صاحب مُلتانی (حضور اعلیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ) میری رُوح کی مثل ہیں۔ خاتمہ گلزارِ جمالیہ میں ہے۔ "حضرت مولانا (محبوب اللہ خیر پوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ) ایشاں (حضرت فانی فی اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ) را بسیار دوست می داشتند و بسیار می فرمودند کہ فلاں (حضرت فانی فی اللہ باقی باللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ) جان من است" یعنی حضرت اقدس خیر پوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور اعلیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بہت عزیز رکھتے تھے اور اکثر دبیشر فرماتے تھے کہ یہ تو میری جان ہیں۔ الحمد للہ علیٰ ذٰلک۔

مراد یہ کہ اگر باقی خلفاء مجھے بدن کی طرح عزیز ہیں تو آپ رُوح کی طرح عزیز تر ہیں یا یہ کہ اگر باقی خلفاء میرے ظاہر کا مظہر ہیں تو آپ میرے باطن کا مظہر ہیں اور اس میں شک نہیں کہ بدن کو عالمِ برزخ میں فنا ہونا ہے لیکن روح کو اتنا عرصہ بھی فنا نہیں بعینہٖ اسی طرح انشاء اللہ العزیز حضرت محبوب اللہ خیر پوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے محبوب خلیفہ حضور اعلیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے روحانی فیوضات کو روح کی مثل کبھی فنا نہ آئے گی،

ع ثبت است بر جریدۂ عالم دوامِ تو

کہ آپ کا دوام اور آپکی بقا انشاء اللہ العزیز نوشتہ تقدیر ہے۔

یہاں ضمناً ایک فائدہ عرض کرتا ہوں کہ کسی تذکرہ نویس نے حضرت محبوب اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارہ میں لکھا ہے کہ عمر بھر شادی نہیں فرمائی حالانکہ سِرِّ دلبراں شریف میں آپکی شادی کا واقعہ اور اہلیہ محترمہ کا متعدد بار ذکرِ خیر موجود ہے علاوہ ازیں گلشنِ ابرار شریف میں آپ کے ایک فرزند دلبند کے پیدا ہونے اور عہدِ طفولیت ہی میں وصال فرمانے کا ذکر بھی موجود ہے

شاہزادۂ تونسوی علیہ الرحمۃ کی تعلیم کے لئے آپ کی تقرّری:

سرّ دلبراں میں ہے کہ ایک دفعہ یہ فقیر (حضرت فانی فی اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سخت سردیوں میں خیرلپور شریف بحضور قبلہ خود رضی اللہ تعالےٰ عنہ آیا ہوا تھا۔ حضرت اقدس کو چونکہ سلطان المتوکلین حضرت خواجہ شاہ محمد سلیمان تونسوی علیہ الرحمۃ سے کمال درجہ محبت اور دوستی تھی اسلئے مجھے فرمایا کہ تونسہ شریف جاکر حضرت موصوف کے صاحبزادے جناب حضرت خواجہ گل محمّد تونسوی علیہ الرحمۃ کو شرح چغمینی، بیست بابی اور فلاں فلاں کتاب کی تعلیم دیں۔ چنانچہ میں اس وقت اچانک تیاری اور بے سروسامانی کے سبب محوِ حیرت ہوا کہ یہ تکلیف مالایطاق حضرت اقدس کی طرف سے میرے لئے کیسے تجویز ہوئی (چنانچہ آپکے آئینہ قلب پر میرے دِلی خطرہ کا عکس پڑ گیا) تو جونہی میرے دِل میں خیال آیا آپ نے فرمایا کہ فکرمت کرو، خیر! میں نے کسی خیال میں یہ بات کہہ دی تھی ابھی (فوری طور پر) اسکی ضرورت نہیں لیکن چونکہ حضرت اقدس کی زبان درفشان سے یہ الفاظ نکل چکے تھے اس ناچیز کی تیاری خان عبدالاحد خان شاغل بخدا کی مصاحبت میں ہو گئی یہ اُن دِنوں کی بات ہے جب شجاع الملک انگریزوں کے ساتھ کابل جا رہا تھا۔ الغرض تونسہ شریف پہنچ کر حضرت سلطان المتوکلین خواجہ شاہ محمد سلیمان تونسوی علیہ الرحمۃ کی زیارت فیض بشارت سے مشرف ہوا اور صاحبزادہ از خلق آزادہ حضرت خواجہ گل محمد صاحب کے ڈیرہ میں سکونت اختیار کی۔ اس دن سے اعلیٰ حضرت تونسوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ مجھ فقیر پر (بسبب استاد ہونے صاحبزادہ کے) بہت کرم فرمایا کرتے تھے اور صاحبزادہ صاحب نے بھی بہت مہربانی

فرمائی کہ ایک مصلیٰ کلاں (بڑی جائے نماز) مجھے بخشا۔ نیز تونسہ شریف میں قیام کے دوران ایک رات عالم رویاء (خواب) میں اعلحضرت تونسوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زیارت سے حضرت محب اللہ المتعال خواجہ حافظ محمد جمال ملتانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خانقاہ شریف کی شمالی بحر میں مشرف ہوا آنحضرت تونسوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے (خواب ہی میں) مجھے اپنا بچا ہوا مشروب (تبرّکا) عطا فرمایا جس کے سبب مجھے خواب میں بہت خوشی محسوس ہوئی اس کے بعد جو تحریر فرمایا وہ قارئین کے ذوق میں اضافہ کے لئے تبرّکاً مع اصل عبارت نقل کرتا ہوں۔

"باز چوں تفحص کردم خود ہموں صورت قبلہ من بود رضی اللہ تعالیٰ عنہ، پس معلوم شد کہ ہمہ اہل اللہ یکے اند بحسب الحقیقۃ اگرچہ در صورت جدا جدا اند"

یعنی بعد میں جب غور سے دیکھا تو وہی صورت میرے اپنے قبلہ گاہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی کی تھی اس سے معلوم ہوا کہ سب اولیاء اللہ حقیقت میں ایک ہیں اگرچہ صورت میں جدا جدا ہیں۔

فقیر کاتب الحروف عرض پرداز ہے کہ حضرت محبوب اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا شاہزادہ تونسوی علیہ الرحمۃ کی تعلیم کے لئے حضور اعلیٰ رضی اللہ تعالےٰ عنہ، کا انتخاب فرمانا یقیناً اس امر کی دلیل ہے کہ آپ کے شاگردوں اور خلفاء میں آپ یقیناً علم وعمل اور زہد وتقویٰ میں امتیازی حیثیت رکھتے تھے۔ الحمد للہ تعالےٰ کہ اس گلزار کے دوسرے چمن کی رنگا رنگ دلکش بہاریں جو میں نے جمع کیں۔ آپ بھی دیکھ چکے اور اسی پہ ہی اکتفا کرتے ہوئے اس چمن کو ختم کرتا ہوں ۔

یا خدا بخش جملہ جرم وگناہ بہ برکتِ خواجۂ عُبید اللہ

چمن سوم

در بیان حصولِ خرقہ خلافت، سلاسل حسب و شرح خصال

حضرت فانی فی اللہ باقی باللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پیر بھائی خواجۂ خواجگان زبدۃ العاشقین حضرت مولانا امام بخش مہاروی علیہ الرحمۃ نے اپنی مایہ ناز تصنیف گلشنِ ابرار میں آپ کے بارہ میں فرمایا ہے کہ برسوں پیر کی صحبت سے مستفید رہے علوم ظاہری و باطنی دونوں میں تحصیل تمام کی جب حضرت محبوب اللہ خیر پوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عشق و محبّت کا غلبہ اور اپنی تاثیرِ صحبت کا جذبہ ان میں بدرجہ کمال پایا تو خرقہ خلافت سے ممتاز فرمایا اور مثنوی عُبیدیہ میں ہے

خواجۂ ما بر شریعت بر طریقہ استوار — در حقیقت معرفت، غرقہ چو قطرہ در بحار
بوحنیفہ پیشوائش مذہبش حنفی متین — بر رہ سُنّت جماعت صوفی المشرب الیقین
ہست اندر سلسلہ چشتیہ شیخ و مقتدا — خرقۂ فقر از شہ مسکین نوازش شد عطا
از جمالِ حق دِلش پر نور شد اندر جہان — از خدا بخش و عطائے یافت امجد و کمال

ترجمہ: ہمارے پیر روشن ضمیر شریعت و طریقت پر مضبوطی سے قائم رہتے ہوئے حقیقت و معرفت کے لباس میں ایسے گم ہوئے جیسے قطرہ سمندر میں حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ ان کے پیشوا اور ان کا دین متین حنفی ہے آپ یقیناً صوفی المشرب ہونے کے ساتھ ساتھ اہل السنۃ والجماعۃ کے عقائد پر قائم ہیں۔ آپ سلسلہ چشتیہ میں بہت بڑے بزرگ اور پیشوا ہیں آپ کو منصب خلافت غریب پروروں کے بادشاہ (حضرت محبوب اللہ خیر پوری رضی اللہ تعالےٰ عنہ)

سے عطا ہوا حق تعالےٰ اجلّ شانہ کے جمال (جہاں آرام) سے ان کا دل منوّر ہوا اور اللہ تعالےٰ سے انہوں نے بے حد و شمار بخششیں اور عطائیں حاصل کیں۔

حصولِ خلافتِ عُظمیٰ: بعض تذکرہ نگاروں نے حضرت فانی فی اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضور محبوب اللہ خیر پوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا خلیفہ اعظم اور خلیفہ اوّل شمار کیا ہے لیکن آپ کا خلیفہ اول ہونا کچھ صحیح معلوم نہیں ہوتا۔کیونکہ آپ تقریباً ۲۵ سال کی عمر ۱۲۴۴ھ میں مشرّف بہ خلافت ہوئے اور اس وقت حضور محبوب اللہ خیر پوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عمر مبارک ۹۳ سال تھی آپکے متعدد خلفاء اس سے پہلے موجود تھے۔ البتہ اتنا ضرور ہے کہ جب حضرت محبوب اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کو ماذون بہ بیعت کیا تو اپنی نیابت کاملہ اور خلافتِ عظمیٰ سے بھی نواز دیا کہ اس کے بعد حضرت محبوب اللہ نے آپ کی موجودگی میں سلسلۂ بیعت بند کر دیا تھا جیسا کہ خاتمہ گلزارِ جمالیہ میں ہے۔

"اکثر درحال ضعف واستغراق کہ مردمان لبشرف بیعت و زیارت مولانا مشرف می شدند تلقین مفوّض ایشاں بود۔"

ترجمہ: حضرت محبوب اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ ضعف و پیرسالی اور استغراق میں جو حضرات بھی برائے زیارت و بیعت حاضرِ خدمت ہوتے تھے انکو تلقین وارشاد کی مکمل تر ذمہ داری حضرت فانی فی اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سپرد کر دی گئی تھی۔

اور خود سرّ دلبراں میں حضور اعلیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس سے زیادہ وضاحت کے ساتھ صہ ۲۹ پر رقمطراز ہیں:

"چوں ایں فقیر را برائے بیعت کہ دن مردمان رخصت فرمودند گفتند کہ تا شما ہستید مرا چہ مقدار است کہ بیعت کنم یا کسے را وردے از اوراد بگویم الخ"

ترجمہ: جب حضرت اقدس نے اس فقیر راقم الحروف کو مجاز فرماکر لوگوں کو بیعت کرنے کا حکم دیا تو یہ بھی ارشاد فرمایا "اب جبکہ تم موجود ہو تو مجھے بیعت کرنے یا وظائف بتانے کی کیا ضرورت ہے الخ"

سُبحان اللہ! حضرت محبوب اللہ جیسی مایۂ ناز اور دعویٰ سے بیزار شخصیّت کے اس فرمان ذی شان میں کمال درجہ انکساری کے سبب جہاں ان کا ذاتی کمال نمایاں ہے وہاں حُضور اعلیٰ کے اعلیٰ ترین مقام کی طرف بھی خُوب اشارہ ہے بلکہ میں تو کہوں گا کہ یہ فرماکر مُرشدِ کامل نے آپ کو "من توشدم تو من شدی" کے درجہ پر فائز کر دیا گویا ارشاد فرمایا جب تم میں ہماری صفات بتمامہ موجود ہیں تو پھر تمہارا بیعت کرنا اور وظیفہ بتلانا ایسا ہے جیسے ہم نے خود بیعت کیا ہو یا وظیفہ بتایا ہو۔

سرِّ دلبراں اور دوسری کتب سیر کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ آخر عمر میں صاحبِ استغراق ہو چکے تھے جو مقامِ تفرید ہے ــــــ معلوم رہے کہ مقام تفرید مقام تجرید سے بھی بلند ہے کہ تجرید کا مطلب خلق سے علیحدہ ہونا اور تفرید سے مُراد اپنے آپ سے علیحدہ ہونا اور ذات احدّیت کے ساتھ ایک ہو کر لاتعین میں چلے جانا ہے۔ یہی استغراق کی وجہ معلوم ہوتی ہے کہ جب حضرت محبوب اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے اس محبوب خلیفہ کو شرف اجازت سے ممتاز فرمایا تو خود بیعت فرمانا بند کر دیا۔

سلاسل حسب: مخفی نہ رہے کہ حضورِ اعلیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اگرچہ ہر چہار سلاسل فقر (چشتیہ، قادریہ، نقشبندیہ، سہروردیہ) میں بیعت فرمانے کے مجاز تھے تاہم آپ نے اپنے مشائخ عظام علیہم الرضوان کی موافقت میں بیعت عام کے لئے چشت اہلِ بہشت کے طریقہ کو اختیار فرمایا اور اسی سلسلہ عالیہ ہی کی ترویج و اشاعت میں کوشاں رہے۔ چنانچہ مرأۃ العاشقین ملفوظات حضرت شمس العارفین شمس الدین سیالوی علیہ الرحمۃ مطبوعہ ۱۳۰۲ھ / ۱۸۸۵ء صفحہ ۲۲۳ اور ۱۷۔ پر ہے کہ کسی نے حضرت موصوف سے عرض کی کہ خاندانِ نقشبندیہ میں سلوک کی بنیاد لطائف پر ہے اور آپ کے خاندان چشتیہ میں کیا معمول ہے اس پر حضرت خواجہ سیالوی علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ: ایک زاہد شخص حضورِ اعلیٰ حضرت مولوی محمد عبید اللہ صاحب ملتانی (معلوم رہے کہ اس وقت آپ بقیدِ حیات تھے) کی خدمت میں گیا اور خواہش ظاہر کی کہ حضور! مجھے لطائف والا طریقہ ارشاد فرمادیں (سلسلہ نقشبندیہ میں بیعت کا متمنی ہوا) تو حضرت مولوی صاحب ملتانی نے فرمایا۔ "من طالب لطیفم نہ طالب لطائف"۔ یعنی میں لطیف (ذات باری تعالےٰ) کا طالب ہوں نہ کہ لطائف کا۔ انتہی کلامہ گویا آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میرا سلسلہ چشتیہ عشق و مستی پر مبنی ہے نہ کہ ذکر لطائف پر ع عشق مولیٰ از ہمہ اولیٰ

ترجمہ: راستہ عشق خداوندی کا سب سے افضل ہے۔

خدا تعالےٰ ہم سب کو نصیب فرمائیں۔ آمین۔

بخش دے اپنی محبت قطع کر دے ماسوا ؛ برکتِ پیرانِ شجرہ چشتیہ کیواسطے

فقیر کاتب الحروف کہتا ہے کہ حضرت خواجہ سیالوی صاحب علیہ الرحمۃ کا اپنی مجلس میں حضور اعلیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قول کو بطورِ حجّت و جواب

پیش کرنا آپ کے علو شان پر دلالت کرتا ہے۔

حضور اعلیٰ کے سلاسل فقر اظہر من الشمس ہیں منظومہ سلسلہ چشتیہ نظامیہ جمالیہ عبیدیہ متوسلین حضرات بطورِ وظیفہ پڑھ کر برکات حاصل کرتے ہیں۔ آستانہ عالیہ سے عند الطلب مفت حاصل کیا جا سکتا ہے بارہا زیور طباعت سے آراستہ ہو کر تقسیم ہو چکا ہے۔ سلسلہ قادریہ امامیہ منظومہ بزبانِ عربی بھی صرف ایک دفعہ ۱۲۹۸ھ مطابق ۱۸۸۲ء میں حضور اعلیٰ رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی حیات مبارکہ ہی میں باہتمام منشی قادر بخش صاحب مطبع قادری لاہور سے طباعت پذیر ہوا جس سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ کے بعض خدام نے اسی سلسلہ قادریہ امامیہ کی نسبت سے آپ سے تعلق قائم کیا تھا اگرچہ اسے بعد میں پذیرائی نہ ملی۔ واللہ تعالےٰ اعلم۔

سلاسل اربعہ کے مشائخ عظام علیہم الرضوان کے اسماء گرامی بالترتیب مع سن وصال و مدفن ذکر کرنا ضروری سمجھتا ہوں تاکہ قارئین کو معلوم رہے کہ کن وسائط سے آپ تک حضور پُر نور سید یوم النشور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فیض بے پایاں پہنچا البتہ سلسلہ چشتیہ کے پیرانِ عظام کے تفصیلی حالات کے لئے مخزن چشت مصنفہ حضرت خواجہ امام بخش صاحب مہاروی کا مطالعہ انتہائی مفید ہے۔

سلسلہ عالیہ چشتیہ بہشتیہ مرضیہ

۱۔ حضور سرورِ کائنات خاتم النبیین سید المرسلین ابو القاسم حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وبارک وسلم، ۱۲ ربیع الاوّل شریف ۱۱ھ۔ مدینہ منورہ

۲۔ حضرت مولائے کائنات امام المشارق والمغارب ابو الحسن علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ، ۲۱ رمضان المبارک ۴۰ھ نجف اشرف

۳۔ حضرت خواجہ ابوالنصر حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۴ محرم الحرام یا ۵ رجب المرجب ۱۱۱ھ بصرہ
۴۔ حضرت خواجہ ابوالفضل عبدالواحد بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۷ یا ۲۷ صفر المظفر ۱۷۶ یا ۱۷۷ھ بصرہ
۵۔ حضرت خواجہ ابوالفیض فضیل بن عیاض رضی اللہ تعالیٰ عنہ محرم الحرام یا ۳ ربیع الاول ۱۸۷ یا ۱۷۰ھ جنت المعلیٰ مکہ مکرمہ۔

۶۔ حضرت خواجہ سلطان ابراہیم بن ادھم بلخی فاروقی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۲۶، ۱۶ جمادی الاول یا ۱۶ شوال المکرم ۱۶۲ھ یا ۱۸۰ یا ۱۸۷ھ شام / مدینہ منورہ
۷۔ حضرت خواجہ سدید الدین حذیفہ مرعشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۱۴، ۲۴ یا ۲۵ شوال المکرم ۲۵۲ھ
۸۔ حضرت خواجہ امین الدین ابو ہبیرہ بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۸ یا ۱۷ شوال المکرم ۲۷۹ھ
۹۔ حضرت خواجہ ابو ممشاد علی دینوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۴ یا ۱۴ محرم الحرام ۲۹۹ یا ۲۹۸ھ دینور
۱۰۔ حضرت خواجہ ابو اسحٰق شامی چشتی سر سلسلہ چشت رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۱۴ ربیع الثانی ۳۴۳ھ یا ۳۰۲ھ عکہ ملک شام۔
۱۱۔ حضرت خواجہ سید ابو احمد ابدال حسنی چشتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، یکم یا ۱۰ جمادی الثانی ۳۵۵ھ چشت۔
۱۲۔ حضرت خواجہ سید ابو محمد بن خواجہ ابو احمد ابدال حسنی چشتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ربیع الثانی ۴۱۱ھ چشت۔
۱۳۔ حضرت خواجہ سیّد ناصر الدین ابو یوسف چشتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۴ ربیع الثانی ۴۵۹ھ چشت
۱۴۔ حضرت خواجہ سید قطب الدین مودود چشتی بن خواجہ ابو یوسف چشتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، یکم رجب المرجب ۵۲۷ھ چشت۔
۱۵۔ حضرت خواجہ مخدوم حاجی محمد شریف زندنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۳ یا ۶ یا ۱۰ یا ۱۳ رجب المرجب ۶۱۲ ہجری قنوج بخارا
۱۶۔ حضرت خواجہ محمد عثمان ہارونی رضی اللہ عنہ ۵ یا ۶ یا ۱۶ شوال ۶۰۷ یا ۶۱۷ھ مکہ معظمہ

۱۷۔ حضرت خواجہ بزرگ سلطان الہند سید معین الدین حسن سنجری چشتی اجمیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۶ رجب المرجب ۶۳۲ یا ۶۳۳ھ اجمیر شریف

۱۸۔ حضرت خواجہ سید قطب الدین بختیار اوشی کاکی رضی اللہ تعالےٰ عنہ ۱۴ ربیع الاول ۶۲۳ھ یا ۶۳۳ یا ۶۵۳ھ مہرولی شریف دہلی

۱۹۔ حضرت خواجہ فرید الدین محمد مسعودؒ الاجودھنی گنجشکر فاروقی رضی اللہ تعالےٰ عنہ ۵ محرم الحرام ۶۵۹ھ یا ۶۶۴ھ پاک پتن شریف

۲۰۔ حضرت خواجہ سید نظام الدین محمد بن احمدؒ البدایونی الدہلوی رضی اللہ تعالےٰ عنہ ۱۷ یا ۱۸ ربیع الثانی ۷۲۵ھ مضافات دہلی

۲۱۔ حضرت خواجہ نصیر الدین مخدوم سید محمد محمود چراغ دہلوی رضی اللہ تعالےٰ عنہ ۱۳ یا ۱۸ رمضان المبارک ۷۵۲ھ یا ۷۵۷ھ دہلی شریف

۲۲۔ حضرت خواجہ کمال الدین علامہ دہلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۲۷ ذوالعقدہ ۷۵۶ یا ۷۵۷ھ۔ دہلی

۲۳۔ حضرت خواجہ سراج الدین بن علامہ کمال الدین رضی الدین رضی اللہ تعالےٰ عنہ ۲۱ جمادی الاول ۸۱۷ھ پیراں پتن برکات پورہ گجرات

۲۴۔ حضرت خواجہ علم الدین بن خواجہ سراج الدین رضی اللہ تعالےٰ عنہ ۲۶ صفر المظفر ۸۹۵ھ پیراں پتن گجرات

۲۵۔ حضرت خواجہ محمود راجن بن خواجہ علم الدین رضی اللہ تعالےٰ عنہ ۱۲ یا ۲۲ صفر المظفر ۹۰۰ھ پتن والا نہر گجرات

۲۶۔ حضرت خواجہ جمال الدین جمن بن خواجہ محمود راجن رضی اللہ تعالیٰ عنہ، ۲۰ ذوالحجہ ۹۰۸ھ یا ۹۴۰ھ احمد آباد۔ گجرات

۲۷۔ حضرت خواجہ شیخ المشائخ حسن محمد نوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۹۸۲ھ احمد آباد گجرات

۲۸۔ حضرت خواجہ شمس الدین محمد بن خواجہ حسن محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۲۹ ربیع الاول

سنہ ۱۰۴۱ھ احمد آباد گجرات

۲۹۔ حضرت خواجہ محی الدین شیخ محمد یحییٰ مدنی نبیرہ حضرت خواجہ محمد رضی اللہ
تعالیٰ عنہ ۲۷ صفر المظفر سنہ ۱۱۲۲ھ جنت البقیع شریف مدینہ منورہ

۳۰۔ حضرت خواجہ شاہ کلیم اللہ جہان آبادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۲۴ ربیع الاول ۱۱۴۲ھ

۳۱۔ حضرت خواجہ نظام الدین اورنگ آبادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۱۲ ذوالقعدہ
سنہ ۱۱۴۲ھ اورنگ آباد شریف۔

۳۲۔ حضرت خواجہ محب النبی فخر الدین محمد فخر جہان دہلوی بن خواجہ نظام الدین
رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۲۷ جمادی الثانی سنہ ۱۱۹۹ھ مہر دلی شریف مضافات دہلی

۳۳۔ حضرت خواجہ قبلہ عالم و عالمیان نور محمد مہاروی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۳ ذوالحجہ
سنہ ۱۲۰۵ھ چشتیاں شریف

۳۴۔ حضرت خواجہ محب اللہ المتعال حافظ محمد جمال ملتانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
۵ جمادی الاول سنہ ۱۲۲۶ھ ملتان شریف

۳۵۔ حضرت خواجہ محب المساکین فخر العاشقین محبوب اللہ مولانا خدا بخش ملتانی
ثم الخیر پوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۳۰ محرم الحرام سنہ ۱۲۵۱ھ خیر پور شریف ضلع بہاولپور

۳۶۔ حضرت خواجہ فانی فی اللہ باقی باللہ محرم اسرار اللہ حضرت اعلیٰ مولانا
محمد عبید اللہ الملتانی الچشتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۶ جمادی الاول سنہ ۱۳۰۵ھ ملتان شریف

سلسلہ عالیہ امامیہ قادریہ بہشتیہ

۱۔ حضور سرور کائنات خاتم النبیین سید المرسلین ابو القاسم حضرت محمد مصطفیٰ
احمد مجتبیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ۱۲ ربیع الاول شریف سنہ ۱۱ھ مدینہ منورہ

۲۔ حضرت مولائے کائنات امیر المومنین امام المشارق والمغارب ابو الحسن علی
بن ابی طالب کرم اللہ تعالیٰ وجہہ ۲۱ رمضان المبارک سنہ ۴۰ھ نجف اشرف/افغانستان

۵۔ حضرت سیّدنا امیر المومنین حب الرسول سبط النبی امام حسین شہید کربلا رضی اللہ تعالٰی عنہ
۱۰ محرم الحرام ۶۱ھ کربلا معلی شریف
۔ حضرت سیّدنا امام زین العابدین صاحب الکرامات رضی اللہ تعالٰی عنہ
۱۸ محرم الحرام ۷۵ھ جنت البقیع شریف مدینہ منورہ
۔ حضرت سیّدنا امام باقر صاحب العطاء رضی اللہ تعالٰی عنہ ۱۱۴ھ جنت البقیع شریف مدینہ منورہ
۔ حضرت سیدنا امام جعفر صادق، صادق المقال رضی اللہ تعالٰی عنہ ۱۵ رجب المرجب
۱۴۷ھ یا ۱۴۸ھ جنت البقیع شریف مدینہ منورہ۔
۷۔ حضرت سیدنا امام موسیٰ کاظم صاحب الحیاء رضی اللہ تعالٰی عنہ ۲۵ رجب المرجب
۱۸۳ھ کاظمین شریف عراق
۸۔ حضرت سیدنا امام علی موسیٰ رضا صاحب الرضاء رضی اللہ تعالٰی عنہ صفر المظفر
۲۰۳ھ مشہد شریف ایران
۹۔ حضرت خواجہ معروف کرخی رضی اللہ تعالٰی عنہ ۲ یا ۲۰ محرم الحرام ۲۰۰ھ بغداد شریف عراق
۱۰۔ حضرت خواجہ ابو الحسن سرّی سقطی رضی اللہ تعالٰی عنہ ۳ رمضان المبارک ۲۵۰ھ
بغداد شریف، عراق۔
۱۱۔ حضرت خواجہ سید الطائفہ ابو القاسم جنید بغدادی رضی اللہ تعالٰی عنہ
۲۷ رجب المرجب ۲۹۷ھ یا ۳۰۲ھ بغداد شریف عراق
۱۲۔ حضرت خواجہ صاحب العلم والبہا محمد ابو بکر شبلی رضی اللہ تعالٰی عنہ ۳۴۲ھ
بغداد شریف۔ عراق
۱۳۔ حضرت خواجہ ابو الفضل عبد الواحد بن عبد العزیز تمیمی رضی اللہ تعالٰی عنہ
۲۶ جمادی الثانی ۴۲۵ھ

۱۴۔ حضرت خواجہ ابوالفرح علاؤالدین طرطوسی رضی اللہ تعالےٰ عنہ ۲ شعبان المعظم ۴۴۸ھ
طرطوس۔ شام

۱۵۔ حضرت خواجہ ابوالحسن علی بن محمود القرشی الہکاری رضی اللہ تعالےٰ عنہ ۴۸۶ھ تیونس

۱۶۔ حضرت خواجہ امام کبیر ابوسعید بن علی مبارک مخزومی رضی اللہ تعالےٰ عنہ
۷ شعبان المعظم ۵۱۳ھ بغداد شریف۔ عراق

۱۷۔ حضرت خواجہ محبوب سبحانی قطب ربانی غوثِ صمدانی امام ہمام سیدنا شیخ
محمد عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۱۱ یا ۱۸ ربیع الثانی ۵۶۲ھ یا ۵۶۱ھ
بغداد شریف۔ عراق

۱۸۔ حضرت خواجہ ضیاء الدین ابوالنجیب عبدالقاہر سہروردی صدیقی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
۱۷ جمادی الثانی ۵۶۳ھ بغداد شریف عراق

۱۹۔ حضرت خواجہ شیخ الشیوخ عمار بن یاسر اندلسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ،
۱۶ ربیع الاول شریف ۵۸۲ھ

۲۰۔ حضرت خواجہ شیخ المشائخ نجم الدین احمد الکبری شہید بن عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ
۶۱۸ھ۔ خوارزم

۲۱۔ حضرت خواجہ ابوسعید مجدالدین شہید رضی اللہ تعالےٰ عنہ ۶۰۷ یا ۶۱۲ھ خوارزم

۲۲۔ حضرت خواجہ رضی الدین المعروف بہ حضرت علی لالا ابن علی بن سعید لالا غزنوی
رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۳ ربیع الاوّل ۶۴۲ھ

۲۳۔ حضرت خواجہ زین العارفین جمال الدین احمد جورفانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ ،
۱۴ جمادی الاول ۷۰۰ھ بغداد شریف عراق

۲۴۔ حضرت خواجہ نورالدین عبدالرحمٰن اسفرانی المعروف بالکبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ
۱۴ جمادی الاوّل ۷۰۰ھ بغداد شریف، عراق۔

۲۵ - حضرت خواجہ فیض الوریٰ رکن الدین احمد بن محمد علاؤ الدولہ سمنانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ ۷۳۶ھ سمنان ترکستان

۲۶ - حضرت خواجہ شرف الدین محمود عارف بن عبداللہ المز وفانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۲۱رجب ۷۳۶ھ

۲۷ - حضرت خواجہ شیخ کبیر قطب الاقطاب امیر سید علی بن شہاب بن محمد الہمدانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ ۷۸۶ھ ختلان سرحد بدخشان

۲۸ - حضرت خواجہ شیخ الاولیاء سیّد اسحاق ختلانی الحسینی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ، ۱۵ ذوالحج ۷۸۸ھ ہجری ختلان

۲۹ - حضرت خواجہ سید السادات محمود محمد نور بخش اسیری بن یحییٰ گیلانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ ۱۳ رجب ۸۵۷ھ ہجری پشاور

۳۰ - حضرت خواجہ مرشد مزہد سید محمد غوث نور بخش رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۱۵ شوال ۸۹۸ھ کرت پور گجرات ۔

ان کے خلیفہ حضرت خواجہ قطب شمس الدین محمد چشتی احمد آبادی گجراتی رضی اللہ تعالےٰ عنہ ہیں جن کا ذکر سلسلہ عالیہ چشتیہ میں اٹھائیسویں نمبر پر ہوا ہے اس طرح یہ سلسلہ ، سلسلہ عالیہ چشتیہ میں ضم ہو کر انتالیسویں ۳۹ کڑی میں حضور اعلیٰ حضرت فانی فی اللہ باقی باللہ محبوب الہ مولینا محمد عبید اللہ الملتانی الچشتی القادری رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے مُنسلک ہوتا ہے ۔

سلسلہ عالیہ سُہروردیہ بہشتیہ

۱ - حضور سرورِ کائنات سیّد المرسلین رسول الثقلین ابوالقاسم حضرت محمّد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ وبارک وسلم ۱۲ ربیع الاوّل ۱۱ھ مدینہ منورہ ۔

۲۔ حضرت مولائے کائنات امیر المومنین مظہر العجائب والغرائب مفتاح المقاصد والمطالب ابوالتراب سیدنا مولانا علی ابن ابی طالب رضی تعالےٰ عنہ ۲۱ رمضان المبارک ۴۰ھ نجف اشرف/افغانستان

۳۔ حضرت خواجہ سید التابعین ابوالنصر حسن بصری رضی اللہ تعالےٰ عنہ، ۴ یا ۵ رجب المرجب ۱۱۱ھ۔ بصرہ

۴۔ حضرت خواجہ ابوالفضل عبدالواحد بن زید رضی اللہ تعالےٰ عنہ ۷ یا ۲۷ صفر المظفر ۱۷۰ھ یا ۱۷۶ یا ۱۷۷ھ بصرہ

۵۔ حضرت خواجہ ابوالفیض فضیل بن عیاض رضی اللہ تعالیٰ عنہ محرم الحرام یا ۳ ربیع الاول شریف ۱۷۰ یا ۱۸۷ھ جنت المعلیٰ مکہ مکرمہ۔

۶۔ حضرت خواجہ امان الارض سلطان ابراہیم بن ادھم بلخی فاروقی رضی اللہ تعالےٰ عنہ ۱۶ یا ۲۶ جمادی الاول یا ۱۶ رشوال المکرم ۱۶۲، ۱۸۰، ۱۸۷ھ شام / مدینہ منورہ

۷۔ حضرت خواجہ شیخ المشائخ ابو علی شفیق بلخی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۸۔ حضرت خواجہ شیخ المشائخ حاتم اصم رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۹۔ حضرت خواجہ شیخ المشائخ ابوالتراب النخشبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۱۰۔ حضرت خواجہ شیخ المشائخ ابو عمرو اصطخری رضی اللہ عنہ

۱۱۔ حضرت خواجہ شیخ المشائخ ابو محمد جعفر رضی اللہ تعالےٰ عنہ

۱۲۔ حضرت خواجہ شیخ المشائخ ابو عبداللہ خفیف رضی اللہ تعالےٰ عنہ

۱۳۔ حضرت خواجہ شیخ المشائخ ابوالعباس نہاوندی رضی اللہ تعالےٰ عنہ

۱۴۔ حضرت خواجہ شیخ المشائخ اخو فرج زنجانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ

۱۵۔ حضرت خواجہ شیخ المشائخ محمد بن عبداللہ سہروردی رضی اللہ تعالےٰ عنہ

۱۶۔ حضرت خواجہ شیخ المشائخ وجیہ الدین ابو حفص عمر سہروردی رضی اللہ تعالےٰ عنہ

۱۷۔ حضرت خواجہ شیخ المشائخ ضیاء الدین ابوالنجیب عبدالقاہر رضی اللہ تعالےٰ عنہ

۱۸۔ حضرت خواجہ شیخ الشیوخ شہاب الدین ابو حفص عمر سہروردی رضی اللہ عنہ
یکم محرم الحرام ۶۳۲ھ بغداد شریف وردیہ

۱۹۔ حضرت خواجہ غوث المسلمین شیخ بہاؤالدین زکریا ملتانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ
۷ صفر المظفر ۶۵۶،۶۶۱ھ ۶۶۵ یا ۶۶۶ھ ملتان شریف

۲۰۔ حضرت خواجہ شیخ المشائخ صدرالدین عارف باللہ ملتانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ
۲۳ ذوالحج ۶۸۴ھ

۲۱۔ حضرت خواجہ شیخ المشائخ ابوالفتح رکن الدین فیض اللہ ملتانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ
۱۳ جمادی الاول ۷۳۵ھ ملتان شریف

۲۲۔ حضرت خواجہ سید السادات مخدوم جہانیاں سید جلال الدین بخاری رضی اللہ تعالےٰ عنہ ۱۰ ذوالحج ۷۸۵ھ

۲۳۔ حضرت خواجہ شیخ المشائخ صدرالدین راجو رضی اللہ تعالےٰ عنہ

۲۴۔ حضرت خواجہ شیخ المشائخ قاضی علم الدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۲۵۔ حضرت خواجہ شیخ المشائخ قارن الملۃ رضی اللہ تعالےٰ عنہ

ان کے خلیفہ حضرت خواجہ شیخ المشائخ محمود راجن گجراتی رضی اللہ تعالےٰ عنہ ہیں جن کا ذکر سلسلہ عالیہ چشتیہ میں پچیسویں نمبر پر ہوا ہے اس طرح یہ سلسلہ، سلسلہ عالیہ میں ضم ہو کر سینتیسویں کڑی میں حضورِ اعلیٰ حضرت فانی فی اللہ باقی باللہ مولانا محمد عبید اللہ ملتانی چشتی سہروردی رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے منسلک ہوتا ہے۔

سلسلہ عالیہ نقشبندیہ بہشتیہ

۱۔ حضور سرورِ کائنات سید المرسلین رسول الثقلین رحمۃ للعٰلمین ابوالقاسم حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبےٰ صلی اللہ تعالےٰ علیہ و آلہٖ و بارک وسلّم۔

۲۔ حضرت امیر المومنین امام المسلمین افضل الصحابہ واولٰہم بالتحقیق سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۲۲ جمادی الثانی ۱۳ھ گنبدِ خضریٰ

۳۔ حضرت سید المہاجرین سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۱۰ رجب ۳۳ھ مدائن

۴۔ حضرت الشیخ سیدنا قاسم بن محمد بن ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ، ۲۴ جمادی الاول ۱۰۷ھ

۵۔ حضرت الشیخ سیدنا ابوبکر رازی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۶۔ حضرت امیر المومنین سیدنا امام جعفر صادق صادق المقال رضی اللہ تعالیٰ عنہ ، ۱۵ رجب ۱۴۷، ۱۴۸ھ جنت البقیع شریف مدینہ منورہ

۷۔ حضرت سلطان العارفین ابویزید بسطامی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ، ۱۴ یا ۱۵ ، شعبان المعظم ۲۶۱ھ بسطام

۸۔ حضرت الشیخ سلطان خواجہ ابوالحسن خرقانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ، ۱۰ محرم الحرام ۴۳۴ھ خرقان

۹۔ حضرت الشیخ خواجہ ابوالقاسم گرگانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۲۳ صفر المظفر ۴۵۰ھ

۱۰۔ حضرت الشیخ خواجہ علی فارمدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۴۷۷ھ طوس

۱۱۔ حضرت الشیخ خواجہ ابویوسف ہمدانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۵۳۵ھ مرو مضافات ہراۃ

۱۲۔ حضرت الشیخ خواجہ عبدالخالق غجدوانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۱۲ ربیع الاول شریف ۵۷۵ھ غجدوان۔

۱۳۔ حضرت الشیخ خواجہ محمد عارف ریوگری رضی اللہ تعالیٰ عنہ یکم شوال ۶۱۶ھ ریوگر بخارا

۱۴۔ حضرت الشیخ خواجہ محمود انجیر فغنوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۱۷ ربیع الاول شریف ۷۱۷، ۷۱۵ھ

۱۵۔ حضرت الشیخ خواجہ علی "عزیزاں" رامیتنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۲۸ ذوالقعدہ ۷۱۵ یا ۷۲۱ھ خوارزم

۱۶۔ حضرت الشیخ خواجہ محمد بابا سماسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۱۰ جمادی الثانی ۷۵۵ھ سماس

۱۷۔ حضرت الشیخ خواجہ سید امیر کلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۸ جمادی الاول ۷۷۲ھ سوخار

۱۸۔ حضرت الشیخ خواجہ امام الطریقہ بہاؤ الدین نقشبندی بخاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۳ ربیع الاول شریف ۷۹۱ھ

۱۹۔ حضرت الشیخ خواجہ یعقوب چرخی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۵ صفر المظفر ۸۵۱ھ بلغنور

۲۰۔ حضرت الشیخ خواجہ عبید اللہ احراری رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۲۹ ربیع الاول ۸۹۵ھ

۲۱۔ حضرت الشیخ خواجہ محمد قاضی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۹۱۱ یا ۹۱۲ھ

۲۲۔ حضرت الشیخ خواجہ خواجگی امکنگی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۱۰۰۸ھ قریہ امکنگ

۲۳۔ حضرت الشیخ خواجہ مکّی کلاں دھبیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۲۴۔ حضرت الشیخ خواجہ محمد ہاشم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۵ ربیع الاوّل ۱۰۴۶ھ

۲۵۔ حضرت الشیخ خواجہ محمد مسکین رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۲۶۔ حضرت الشیخ خواجہ امیر محترم اللہ المتوکل علی اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ان کے خلیفہ حضرت خواجہ شیخ المشائخ حسن محمد نوری احمد آبادی گجراتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں جن کا ذکر سلسلہ عالیہ چشتیہ میں ستائیسویں[27] نمبر پر ہوا ہے اس طرح یہ سلسلہ، سلسلہ عالیہ چشتیہ میں ضم ہو کر چھتیسویں کڑی میں حضورِ اعلیٰ حضرت فانی فی اللہ باقی باللہ محبوب الٰہ محرم اسرار اللہ مولٰنا محمد عبید اللہ ملتانی چشتی نقشبندی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منسلک ہوتا ہے۔

ملتان جنّت نشان میں آمد: بارہ سال کا دراز عرصہ آستانِ ناز پر جبینِ نیاز ملنے کے بعد مقام ولایت کے حصول پر جب آپ خرقۂ خلافت سے مُمتاز ہوئے تو ایک عرصہ تک خیر پور شریف ہی میں مقیم رہے کیونکہ حضرت محبوب اللہ خیر پوری رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی بارگاہ میں حاضر ہونے والوں کو تلقین و ارشاد کی مکمل ذمّہ داری آپ پر

ہی عائد تھی جیسا کہ اس کا تفصیلی ذکر ابھی گزرا تدریج و اشاعتِ سلسلہ کو وسعت دینے کے لئے حضرت محبوب اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مناسب سمجھا کہ حضورِ اعلیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے وطن میں قیام پذیر ہونے کے علاوہ سفر کے ذریعہ اس کام کو رونق بخشیں اور جو فیض ان کو پہنچا اسے دوسروں تک پہنچائیں چنانچہ حضرت اقدس کی طرف سے جہاں ملتان دارالامان آنے کی اجازت ملی وہاں اپنے محبوب خلیفہ کو یہ بھی تلقین کی گئی کہ جھنگ کا علاقہ ان دِنوں خالی ہے یعنی کوئی صاحب ولایت وہاں اپنے روحانی تصرّف سے فریضۂ تبلیغ ادا نہیں کر رہا لہٰذا آپ ملتان کے علاوہ جھنگ بھی آمد و رفت رکھیں تاکہ محروم باشندگان مستفید ہوں۔ الغرض یہ اشارہ پانے کے بعد اگرچہ سب سے پہلے آپ نے اپنے آبائی وطن ملتان دارالامان کو اپنے قدوم میمنت لزوم سے نوازا تاہم جھنگ بھی آمد و رفت رکھی جس کا تفصیلی حال انشاءاللہ العزیز آئندہ اَوراق میں آپ پڑھیں گے۔

اس وقت آپ کی رہائش اَندرون بوہڑ گیٹ تھی۔ محلہ قدیر آباد جو اس وقت ملتان میں رشکِ گلزار بنا ہوا ہے اور بحمداللہ تعالیٰ علم و عرفان کا مرکز تصوّر کیا جاتا ہے۔ اُس وقت ریت کے ٹیلوں کی وجہ سے غیر آباد تھا۔ آپ نے یہیں خانقاہ مبارک کی بنیاد رکھی جس میں ظاہری و باطنی علوم کا چرچا شروع ہوا۔ آپ برائے درس و تدریس عرصہ دراز تک اندرون بوہڑ گیٹ سے اسی محلہ میں تشریف لاتے رہے۔ مسافر طلباء کرام کی خوراک کا انتظام اپنے دولت خانہ سے ہی کر کے لاتے۔ مسجد عبیدیہ واقع قدیر آباد جب تک تیار نہ ہوئی یہ سلسلہ اسی طرح چلتا رہا۔

اس سے قوی تر روایت یہ ہے کہ آپ مسجد عُبیدیہ کی تعمیر سے پہلے کا زمانہ یعنی ۱۲۴۴ھ سے ۱۲۶۸ھ تک بجائے قدیر آباد تشریف لانے کے اندرون بوہڑ گیٹ اپنی آبائی رہائش گاہ کی قریبی مسجد حافظ صاحب والی جو آج تک اسی نام سے مشہور ہے یہیں ہی درس و تدریس اور سالکین راہ ھدیٰ کی تربیت ہی میں مشغول رہے۔ اسی مسجد کے متوّلی حضرات جو شاہِ مَردان حضرت علی مردان صاحب اویسی علیہ الرحمۃ سے نسبی نسبت رکھنے کے سبب اویسی کہلاتے ہیں کا کہنا ہے کہ حضور اعلیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسجد کی اگلی صَف میں دائیں جانب رونق افروز ہو کر طلبا ، حاضرین و متوسّلین کی حاجت رَدائی فرمایا کرتے اور فارغ اوقات میں اسی جگہ کو عبادت و ریاضت سے معمور رکھتے چنانچہ آج تک اجابت دُعا کے لئے متوسلین و معتقدین کے حق میں یہ مُبارک مقام مجرّب ہے۔ مسجد شریف تاحال قدیمی نقشہ پر قائم ہونے کے سبب اس قدر پرکشش ہے کہ ہر آنے والا ذوق پاکر کچھ دیر تک مصروفِ عبادت ہونے کی تمنّا کرنے لگتا ہے۔ بوہڑ گیٹ سے اندرون بوہڑ گیٹ کتب بازار کی طرف آتے ہوئے دائیں جانب حضرت پیر برہان الدین صاحب علیہ الرحمۃ کا مزار شریف ہے اسی احاطہ میں حُضور اعلیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پدر بزرگوار مولانا محمد قُدرۃ اللہ صاحب علیہ الرحمۃ کا مزار بھی ہے اور یہاں سے چند قدم آگے بائیں جانب یہ چھوٹی سی مسجد آج بھی بحمدہٖ تعالیٰ آباد ہے۔

مُحبّت باپیر روشن ضمیر خود رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

نقل ہے کہ حضور اعلیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنے پیر روشن ضمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جو والہانہ محبت تھی وہ وطن واپسی کے بعد روز بروز بڑھتی رہی

اور محبت سے بڑھ کر عشق کا درجہ پا گئی۔ یوں معلوم ہوتا ہے کہ آپ فقط حضرت اقدس کے فرمان واجب الاذعان پر عمل کرتے ہوئے رونق افروزِ ملتان ہو کر سلسلۂ رُشد و ہدایت میں مصروف ہوئے ورنہ آپکی خواہش تھی کہ تادمِ آخر خاکِ پائے پیرِ روشن ضمیر کو اپنی آنکھوں کا سُرمہ بناتے رہیں اور لمحہ بھر ان سے جُدا نہ ہوں۔

خواہم کہ ہمیشہ در رضائے تو زیم — خاکی شوم و بزیر پائے تو زیم
مقصودِ من خستہ ز کونین توئی — از بہر تو میرم و برائے تو زیم

ترجمہ: مَیں تو چاہتا ہوں کہ ساری عمر اس حال میں جیوں جس میں آپ راضی ہوں اور خاک بن کر آپکے قدموں میں رہتے ہوئے زندگی گزاروں مجھ خستہ حال کا مقصود دونوں جہانوں میں آپ ہی تو ہیں آپ ہی کے لئے زندہ رہوں اور مَروں تو آپ ہی کے لئے مَروں۔

چنانچہ عشقِ مرشد میں اس حال تک غلبہ نصیب ہوا کہ جب آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حاضرین مجلس سے انکے نام دریافت فرماتے تو ہر شخص بصد آداب اپنا نام عرض کرتا۔ اگر کوئی آپ کے مُرشدِ کریم حضرت محبوب اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہم نام بھی حاضرِ خدمت ہوتا اور عرض کرتا "خدا بخش"۔ تو یہ سُنتے ہی آپ پر حالتِ وجد طاری ہو جاتی اور ایک رِوایت کے مطابق آپکی زبانِ مُبارک پر دورانِ وَجد "یا خدا بخش، یا خدا بخش" کا وِرد جاری ہو جاتا اور کافی دیر تک آپ اسی حال میں رہتے سُبحان اللہ کیا عشق و محبت کی عجب لہر تھی۔

پیر و مُرشد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ عشق و محبت کا یہ رِشتہ اتنا مضبوط تھا کہ حضرت فانی فی اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے منظوم کلام میں اکثر مقامات پر اپنے تخلّص "عبید" کے ساتھ حضرت محبوب اللہ رضی اللہ تعالےٰ کا نام نامی

"خدا بخش" بھی ذکر فرماتے تھے خواہ وہ دُعائیہ معنیٰ میں مستعمل ہو یعنی خدا بخش سے مراد اے خدا مجھے بخش ہو یا تبرکاً ذکر پیر روشن ضمیر ہو۔ جیسا کہ دیوان چراغِ عبیدیہ میں ایک غزل کے آخری دو شعر ہیں ؎

مرا یک جرعہ از خود دیا خدا بخش — اگر چہ بندہ مستِ ایں شراب است
عبیدت جز تو ماُ وائی ندارد، — جگر بریان زہجرت چوں کباب است

ترجمہ:- اے خداوندا یا اے خدا بخش مجھے اپنے عشق و محبت کی شراب کا ایک گھونٹ مزید عطا فرمائیے اگر چہ آپ کا غلام اسی شراب نوشی کی وجہ سے پہلے ہی سے مست ہے آپ کا عبید آپ کے بغیر کوئی جائے پناہ نہیں رکھتا اور آپ کے فراق میں اس کا جگر کباب کی مثل بھُن چکا ہے۔

اسی محبت کے پیش نظر آپ نے اپنے منظومہ سلسلہ کا رَدیف ہی "خُدا بخش" مقرر فرمایا جس کی تفصیل چمنِ پنجم میں آنیوالی ہے۔ یہاں دیوان چراغ عبیدیہ کی ایک مختصر غزل جس کا رَدیف خدا بخش ہے متوسلین سلسلہ عالیہ کے ذوق میں اضافہ کے لئے مکمل نقل کرتا ہوں اور یہ سب بطورِ نمونہ کے ہے ورنہ آپ کا تمام منظوم کلام فارسی پنجابی ہندی اور اردو وغیرہ میں یہی انداز نمایاں ہے۔

نظر فرما بحالم یا خدا بخش — عطا فرما نوالم یا خدا بخش
ندارم جز تو در عالم پناہے — بحق مصطفائم یا خدا بخش
نیاید در دو چشمم جز تو چیزے — بحق مرتضائم یا خدا بخش
توئی از ہر دو عالم آرزو — توئی مطلوبُ کامم یا خدا بخش

خم و ساقی و مے ہر سہ تو ہستی | توئی نقل و تو جامم یا خدا بخش
بحقِ پختگانِ عشق بر من | تفضّل کن کہ خامم یا خدا بخش
حجاب من ہمہ پندار و وہم است | تو روز و من چو شامم یا خدا بخش
شب و روزم توئی ہم دیر و دیہور | توئی دانہ تو دامم یا خدا بخش
چو دانستم کہ غیرت نیست موجود | مسمّٰی تو و نامم یا خدا بخش
بہ بخشا یا خدا بر حال زارم | غریبم بے نوالم یا خدا بخش
نظام فخر دین کن از عبُیدت | ہمہ نور و جمالم یا خدا بخش

اس غزل کے اکثر اشعار دونوں معانی یعنی دعا بجناب حق تعالےٰ جل شانہٗ اور فریاد بخدمت مرشد کریم رضی اللہ تعالےٰ عنہ پر مشتمل ہیں مگر میں بوجہ اختصار کسی ایک معنی کو لیتے ہوئے ترجمہ کروں گا۔

ترجمہ: اے خدا بخش! میرے حال (زار) پر نظر فرمائیے مجھے کچھ خیرات عطا فرمائیے۔ اے خداوندا! مجھے حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی طفیل بخش دیجئے کیونکہ دونوں جہان میں آپ کے علاوہ میری جائے پناہ کوئی نہیں۔ میری دونوں آنکھیں آپ کے بغیر کچھ نہیں دیکھتیں حضرت علی مرتضٰے رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا صدقہ اے خداوندا مجھے بخش دیجئے دونوں جہان (کی نعمتوں) میں سے آپ ہی میری آرزو ہیں اور آپ ہی میرا مطلوب و مقصود ہیں۔ اے خداوندا بخش دیجئے۔ (مریضِ محبت کے لئے تینوں چیزیں، صراحی، ساقی اور شراب آپ ہی ہیں میری شیرینی اور جام آپ ہی ہیں اے خدا بخش۔ میدانِ عشق میں پختہ لوگوں کی طفیل مجھ خام پر بھی مہربانی فرمائیے اے خدا بخش، آپ سے میرا حجاب یہ تو

صِرف گمان ہی ہے آپ دن اور میں رات ہوں اے خدا بخش،
(بلکہ) میرے دن رات اور میرا عبادت خانہ آپ ہی ہیں (مجھے
شکار کرنے کے لئے) میرا دانہ اور جال آپ ہیں اے خدا بخش،
جب میں نے جان لیا کہ آپ کا غیر موجود ہی نہیں تو میں فقط نام اور
مسمّیٰ آپ ہی ہیں اے خدا بخش۔ میرے حالِ زار پر اے خدا مہربانی
فرمایئے کہ بیکس و بے سہارا ہوں۔ ایسا نظام جس سے دین میں فخر
نصیب ہو اپنے عبید سے قائم کرا دیجئے کہ میرا تمام نور اور جمال آپ
ہی ہیں اے خدا بخش۔

معلوم رہے آخری شعر میں حضرت فانی فی اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے مرشدِ کریم، دادا پیر پھر انکے مُرشد کریم، دادا پیر اور پردادا پیر سب کا ذِکر فرما کر عجب حُسن پیدا کر دیا ہے۔

عشق و محبت کے غلبہ پر ایک دلیل یہ بھی ہے کہ حضور اعلیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جس مقصد کیلئے بھی تعویذ عطا فرماتے اس پر حضرت محبوب اللہ غریب نواز خیر پوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اسم گرامی بہ اضافہ حرفِ ندا "یا خدا بخش" تحریر فرماتے یہاں بھی اہلِ محبت کے لئے دونوں معانی کا لحاظ بلا تاویل دُرست ہو سکتا ہے مگر معاندین و مخالفین اور عشق و محبت سے خالی حضرات کے لئے بھی بحمدہٖ تعالیٰ انکار و اعتراض کی گنجائش نہیں کہ اتنا میٹھا اور پیارا نام ہے کہ اس کے عام فہم معنی اور ظاہری مطلب "یا خُدا بخش" پر ہی ذوق آجاتا ہے۔

حق سبحانہ وتعالیٰ بہ طفیل محبوب خود علیہ الصلوٰۃ والسلام سِلسلہ عالیہ کے ہر متوسّل کو اپنے پیر و مرشد بلکہ سلسلہ پیرانِ کبار کے تمام مشائخ عظام علیہم الرضوان کی محبت کاملہ عطا فرماویں۔ آمین ثم آمین۔ اپنے پیر و مرشد

رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے محبّت کے سلسلہ میں آپکے چند اور قابلِ ذکر واقعات انشاء اللہ العزیز اپنے اپنے موقع پہ درج کروں گا۔

حفظِ اوقات وادائیگی وظائف:

نقل ہے کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اوقات کی بڑی حفاظت فرماتے فضول کاموں، فارغ رہنے اور فارغ رہنے والوں کو بالکل پسند نہ فرماتے۔ گلزارِ جمالیہ میں ہے:

"مردمان معطل و مہمل را بسیار دشمن میداشتند و ہر کس را وصیّت مشغول بودن بکارے میفرمودند۔"

ترجمہ:- آپ بے کار اور بیہودہ لوگوں کو سخت دشمن رکھتے تھے اور ہر شخص کو کسی اچھے کام میں مصروف رہنے کی وصیّت فرماتے۔

سچ ہے اگر انسان اپنے نفس کو کسی اچھے کام مثلاً دینی شغل، مطالعہ کتبِ دینیہ، طلبِ رزقِ حلال، خدمتِ خلق اور درس و تدریس وغیرہ میں مصروف نہ رکھے گا تو یقینی امر ہے کہ پھر نفس اس کو اپنا تابع بنا کر بُرے کاموں میں مشغول کردے گا ؎

بیکار مباش کچھ کیا کر خونِ دل عاشقاں پیا کر

آپ نے اپنے اوقات کو تقسیم کیا ہوا تھا ایک کام کے وقت میں دوسرا کام نہ فرماتے مثلاً درس و تدریس کے لئے جو وقت مقرر تھا اس کو اُسی میں صرف فرماتے۔ اس کے علاوہ وِرد و وظائف، تلاوت، کلام اللہ شریف، تلقین و ارشاد، وعظ و نصیحت، اور تصنیف و تالیف کے لئے جو جو اوقات مقرر تھے ان کو انہی مشاغل سے آباد رکھتے۔

آپ فرمایا کرتے تھے کہ لوگ میرے وقت کے چوہے ہیں یعنی چوہوں

کی طرح میرے قیمتی اوقات کو کترنے میں مصروف رہتے ہیں چنانچہ ایک دفعہ ایک نووارد اس حال میں حاضرِ خدمت ہوا کہ آپ اپنی چارپائی پر ایک ہاتھ میں کھجور کی چھڑی بطورِ پنکھا اور دُوسرے میں تسبیح لئے ہوئے جلوہ افروز تھے بعد از سلام، دُعا و پرسشِ احوال آپ نے آنے کا سبب دریافت کیا تو اس نے عرض کی حضور! محض زیارت کے لئے حاضرِ خدمت ہُوا ہوں۔ اسپر آپ نے فرمایا زیارت کا مطلب ہوتا ہے دیکھنا یا ملاقات کرنا۔ لہٰذا آپ نے مجھے دیکھا میں نے آپ کو گویا حصول مقصد ہو گیا پھر آپ نے خود ہی دعاءِ خیر فرما کر رخصت کر دیا اور خود اپنے شغل میں مصروف ہو گئے کسی نے کیا خوب کہا ہے ؎

بالضّرورت زیں جہاں خواہی شدن   بار بار اینجا نخواہی آمدن
در ضروری کارہا مشغول شو   از فضولی و از فضولاں دور شو

ترجمہ:۔ اس دارِ فانی سے ایک نہ ایک دن ضرور رُخصت ہونا ہے یہاں تُو (آخرت کی تیاری کے لئے) بار بار نہیں آئے گا (بلکہ یہ موقعہ صِرف ایک دفعہ دیا گیا ہے) لہٰذا ضروری کاموں میں مصروف رہ اور بے کار کاموں اور بے کار رہنے والوں سے دُور دور رہ

نقل ہے کہ ایک دفعہ آپ اپنی نشست گاہ پر لیٹے ہوتے تھے کہ ایک صاحبِ دل مرید حاضرِ خدمت ہوا اس خیال سے کہ آپ آرام میں نہ ہوں۔ اس نے آپکی نشست گاہ پر آہستہ سے اپنا ہاتھ مَلا۔ آپ چونکہ بیدار تھے فرمایا ہوں؟ یعنی کون اس نے اپنا نام عرض کرتے ہوئے بیان کیا کہ حضور کا فلاں غلام ہوں۔ بعد از سلام دعا اس نے خود ہی عرض کی آپ کو تنہا دیکھ کر حاضرِ خدمت ہوا ہوں تاکہ آپ کی تنہائی دُور ہو اسپر آنحضور حضرت اعلیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا میاں! فقیر تو کسی کے ساتھ تنہا اسے

تو آپ ہی نے آکر تنہا کر دیا ہے۔ سُبحان اللہ وبحمدہ کیا خوب سچّی بات فرمائی هُوَ مَعَكُمْ اَيْنَمَا كُنْتُمْ، ترجمہ:۔ وہ ذات جلّ مجدہ تمہارے ساتھ ہے تم جہاں کہیں بھی ہو۔ فرمان حق تعالیٰ کا بالکل سچا ہے۔ اللہ والے تنہا ہوتے ہی کب ہیں۔ داغ نے کیا ہی خوب کہا ہے ؎

داغ کو کبھی ہم نے تنہا نہ دیکھا — تیری یاد ہے یا تصوّر ہے تیرا

قرآن وحدیث سے یہ بات ثابت ہے کہ ذاکر ہمنشینِ رحمان اور غافل، قرینِ شیطان ہوتا ہے ؎

گر زمانے غافل از رحمان شوی — اندراں دم ہمدم شیطان شوی

ترجمہ: جو گھڑی اللہ تعالےٰ کی یاد سے غفلت میں گزارے گا سمجھ لے کہ اس گھڑی تو شیطان کا ساتھی بنا رہے گا۔

فقیر کاتب الحروف کہتا ہے کہ حضرت فانی فی اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ فرمانا کہ مجھے تُو نے تنہا آ کیا ہے بھی مبنی علی العجز تھا کیونکہ خدا رسیدہ لوگ، خلوت در انجمن کی نعمت سے سرفراز ہوتے ہیں۔ قلبی ذکر کی ایسی نعمت انہیں میسّر ہوتی ہے کہ وہ ہر لحظہ اپنے منعم حقیقی کے ساتھ راز و نیاز میں اس طریقہ پر مشغول رہتے ہیں کہ کراماً کاتبین کو بھی اس کا علم نہیں ہوتا ؎

میان عاشق و معشوق رمز یست — کراماً کاتبین را ہم خبر نیست

ترجمہ:۔ عاشق و معشوق کے درمیان ایک ایسی پوشیدگی ہوتی ہے جس سے کراماً کاتبین بھی بے خبر ہوتے ہیں۔

چنانچہ مثنوی تذکرہ عبیدیہ میں ہے ؎

با زبانِ دل بذکر و فکر حق شاغل مدام : از ضرورت خوردنش باشد دگر نوم و کلام

ترجمہ:۔ حضور اعلیٰ رضی اللہ تعالےٰ عنہ دل کی زبان کے ساتھ اللہ تعالےٰ

کے ذکر دفکر میں ہمیشہ مصروف رہتے۔ آپ کا کھانا، سونا اور گفتگو فرمانا انتہائی حاجت کے وقت ہوتا تھا۔

مغرب اور عشاء کی نماز کا درمیانی وقت آنحضور رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے وظیفہ اسم ذات کے لئے مختص کیا ہوا تھا مکمل توجہ انتہائی یکسوئی فراغ دلی اور تلفظ کی صحیح ادائیگی کے ساتھ "یَا اَللّٰہُ"۔ تین ہزار گیارہ ۳۰۱۱ مرتبہ پڑھتے۔ فقیر کاتب الحروف غفرلہ کے پیر روشن ضمیر خاندان عبیدیہ کی آن سراپا نور حضرت مولٰنا مفتی محمد عبدالشکور رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے جدامجد مفتی اعظم حضرت مولٰنا محمد عبدالعلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل فرماتے تھے کہ وہ ارشاد فرماتے تھے میں نے اپنے جدِامجد حضورِ اعلیٰ رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو اس وِظیفہ کو وقت کی پابندی کے ساتھ بڑی ملازمت سے اُدا فرماتے دیکھا اور یہ بھی ارشاد فرماتے سُنا کہ اگرچہ حضرت محبوب اللہ خیرپوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وظیفہ اسمِ ذات "یَا اَللّٰہُ"۔ کی مقدار چوبیس ۲۴۰۱۱ ہزار گیارہ مقرر کی ہوئی تھی مگر میں اسکی طاقت نہیں رکھتا اگر تلفّظ کی صحیح اَدائیگی کے ساتھ فراغ دل سے پڑھوں تو میرے لئے یہی مقدار یعنی ۳۰۱۱ مرتبہ کافی ہے۔

قرآن پاک کی تلاوت کے علاوہ حدیث شریف کی کتاب مشارق الانوار کو بطورِ ہفت منزل یا انیس ۱۹ پارہ تقسیم فرما کر روزانہ پڑھنے کا معمول تھا۔ اس کے علاوہ ختم سرّی، ختم خواجگان' سلاسل اربعہ' دلائل الخیرات، الاسبوع شریف' اسم ذات، اسماء حسنیٰ واسماء گرامی حضور پرنور علیہ الصلوٰۃ والسلام ودیگر وظائف معمول بہ مشائخ چشت اہل بہشت پر ملازمت فرمانے کے ساتھ ساتھ کلمہ شریف' درود شریف' استغفار' کلمہ تمجید وادعیہ ماثورہ سے آپ رطب اللسان رہتے ان وظائف کے علاوہ پاس انفاس، نفی اثبات اور مراقبہ جیسے اشغال ہیں

بھی ہر دم مشغول رہتے گویا شب و روز کا ہر حصہ بے ریا خالصۃً لِلّٰہ طاعت الٰہی میں گزارتے، مخصوص ایام اور مہینوں میں مخصوص اوراد و وظائف کی بھی پابندی فرماتے مثلاً رمضان المبارک میں تلاوت کلام اللہ شریف، ربیع الاول شریف میں درود شریف رجب المرجب میں استغفار کی کثرت فرماتے۔ اور ان سب کی ادائیگی میں اخفائے حال کی مکمل کوشش فرماتے۔

اہتمام نماز روزہ: آپ کو اگرچہ سادگی بہت پسند تھی مگر ازراہِ تقویٰ اپنی جائے نماز اور آفتابہ عوام الناس سے جدا رکھتے کیونکہ عوام الناس طہارت کے مسائل سے پوری واقفیت نہیں رکھتے۔ اجنبی لوگوں کا دُھلا ہوا لباس یا بالکل نیا کپڑا بھی آپ پاک کئے بغیر استعمال نہ فرماتے لباس پر نجاست کی اِتنی مقدار جو مانع نماز نہ ہوتی اگر لگ جاتی تو بھی اسے دھوکر پھر نماز ادا فرماتے۔ اجنبی آدمی کو وضو و استنجا کے لئے آفتابہ میں پانی بھرنے کی خدمت پر مامور نہ فرماتے بلکہ اس کام کے لئے صرف اسے حکم فرماتے جس کے بارہ میں آپ کو اطمینان ہوتا کہ یہ مسائل طہارت سے بخوبی واقف ہونے کے ساتھ ساتھ محتاط بھی ہے۔ عموماً سفر و حضر میں اس خدمت کے لئے مُصنّف تذکرہ عُبیدیہ کے بھائی مولینا ابوالخیر صاحب مقرر تھے جو وضو کا پانی جائے نماز وغیرہ مہیا فرماتے۔ یہ بھی آپکی عادات مُبارکہ میں تھا کہ نماز کے لئے آدابِ وضو کا اہتمام فرماتے ہوئے وضو گھر سے ہی فرماکر مسجد تشریف لے جاتے چنانچہ مولوی الٰہی بخش صاحب خادمِ خاص حضورِ اعلیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی مُصنّفہ مثنوی تذکرہ عبیدیہ میں لکھتے ہیں

کوزۂ آب وضوئش خاص باشد زاتّقا — غیرِ واقف را نفرماید کہ پُر سازد ورا
ہم مصلّٰی باشدش خاص و جدا از ہمکناں — در مکان خود وضو کردہ شدہ مسجد رواں

جامۂ نوشستۂ ناواقفاں سازد طہیر گر پلیدی قدریکدانہ رسد شست پیر
اخویم بوالخیر را کردہ زخدمت بہرہ یاب در حضر ہم سفر در حکم آں عالیجناب
او مہیّا دار د اسباب وضوء ہم نماز چوں مصلّا ڈارزار پاک آب و پا فراز

ان اشعار کا ترجمہ بوجہ اختصار نہیں کیا کیونکہ ان کا خلاصہ پہلے بیان کر کے ہی انہیں لکھا گیا ہے۔

مثنوی تذکرہ عُبیدیہ کے مطابق وضو اور غسل کے لئے آپ نہری یا جاری کنویں کا پانی استعمال فرماتے۔ یہ اہتمام از راہ تقویٰ تھا کہ مُبادا چھوٹے کنوئیں کا پانی کسی کی بے توجہی سے ناپاک ہو گیا ہو اور اس کا علم کسی کو نہ ہوا ہو، چُنانچہ مرقوم ہے ؎

از پئے غسل و طہارت آب میخواہد چناں کو بود از چاہ جاری باز انہار رواں

نمازوں کو اوقاتِ مستحبّہ میں رعایت آدابِ نماز کرتے ہوئے مسجد میں باجماعت ادا کرنے کا خوب اہتمام فرماتے متوسلین کو بھی اسی اَمر کی نرمی و سختی سے تاکید فرماتے۔ صبح کی نماز اسفار تک مؤخر کر کے ادا فرماتے، کیونکہ مسند امام اعظم کی حدیث شریف میں ہے۔

اَسْفِرُوْا بِالصُّبْحِ فَاِنَّہٗ اَعْظَمُ لِلثَّوَابِ۔

ترجمہ: نمازِ صبح کی ادائیگی کے لئے صبح کو خوب ظاہر ہونے دو کیوں کہ اس میں زیادہ ثواب ہے۔

اور ترمذی شریف میں ہے۔ اَسْفِرُوْا بِالْفَجْرِ فَاِنَّہٗ اَعْظَمُ لِلْاَجْرِ

ترجمہ: فجر کی نمازِ صبح کی خوب روشنی میں ادا کرو اسی تاخیر میں ہی بڑا اجر ہے۔

ایک دفعہ کسی نے اعتراض کیا کہ حضرت! یوں معلوم ہوتا ہے جیسے ابھی

سُورج نکلا لہذا آپ اتنی تاخیر نہ فرمایا کریں۔ اِس پر حُضور اعلیٰ رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے بجائے نقلی دلائل پیش فرمانے کے اسے اسطرح مسکت جواب دیا کہ اگر سُورج نکلنے والا ہے تو پھر کیا ہوا۔ سُورج بھی خدا تعالیٰ کی مخلوق ہے یہ بھی انشاء اللہ روزِ محشر گواہی دے گا کہ باری تعالےٰ! جب بھی مَیں نکلنا تھا تو تیرے بندے (حضرت مولینا محمد) عبیداللہ (رضی اللہ تعالےٰ عنہ) کو مسجد میں ہی بحالتِ ذکرِ الٰہی مصروف ہی پاتا تھا۔

جب ملتان میں سکھّوں کی شرارتیں روز بروز بڑھنے لگیں اور امن کو زوال آنے لگا تو آپ نے صبح کی نماز کے بعد کلمہ شریف کا وِرد فرما کر درود شریف کا ایک دَور مقتدیوں سمیت ختم فرمانے کا معمول بنا لیا بعدہٗ دعاؤں میں اس دُعا کا اہتمام بھی فرماتے۔ اَللّٰھُمَّ رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا فِتْنَۃً لِّلْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ وَنَجِّنَا بِرَحْمَتِکَ مِنَ الْقَوْمِ الْکَافِرِیْنَ ۔

ترجمہ: اے اللہ ہمارے پروردگار! ہمیں ظالم قوموں کے لئے آزمائش نہ بنا اور ہمیں کافروں کے شر سے بچا رحمت کے ساتھ نجات عطا فرما۔

بحمدہٖ تعالیٰ آنحضور رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد امجاد کے علاوہ متوسلین بھی تاحال اس معمول کو اپنائے ہوئے ہیں اللہ تبارک وتعالیٰ اس کی برکت سے پیارے وطن کی سرزمین کو ہر قسم کے فتنہ و فساد سے محفوظ فرمادے۔ آمین

عصر کی نماز ہمیشہ تاخیر سے ادا فرماتے، موسم گرما میں ظہر اور موسمِ سرما میں عشاء کی نماز تاخیر سے پڑھنے کا معمول تھا۔ نماز مغرب میں ہمیشہ تعجیل فرماتے گویا حنفی مذہب کی استحبابی اُمور میں بھی رعایت فرماتے۔

بعد از نماز جمعۃ المبارک ظہر کی نماز احتیاطاً قضا فرماتے کیونکہ ہمارے بلاد میں نماز جمعہ کی ادائیگی کا جواز بوجہ عدم موجودگی شرائط نماز جمعۃ مختلف فیہ

ہے بلکہ یہ بھی ارشاد فرماتے کہ میں تو جمعہ کی نماز احتیاطاً ادا کرتا ہوں ورنہ اصل تو ظہر کی نماز ہے جسے پڑھ لیتا ہوں اور یہ اس لئے فرماتے کہ مبادا کوئی ظہر کی نماز بروز جمعہ پڑھنے میں سُستی کرے یا اس نماز کو صرف احتیاطی سمجھ کر اس میں آداب کی رعایت نہ رکھے۔

بعض علماء کرام کا یہ فرمانا کہ: "جمعہ کے دن نماز جمعہ کے بعد ظہر کی نماز پڑھنا گویا نماز جمعہ کی صحت کو شک میں ڈالنا ہے جو از رُوئے شرع منع ہے لہذا ظہر احتیاطی نہ پڑھی جائے"۔۔۔۔ کچھ خاص وزن نہیں رکھتا کیونکہ از روئے شرع شریف نماز میں نیا شک ڈالنا منع ہے نہ کہ سابقہ پڑے ہوئے شک کو رفع کرنا اور اُٹھانا منع ہے ظہر کی نماز احتیاطاً پڑھنا یہ سابقہ موجود شک کو رفع کرنا ہے نہ کہ نیا شک ڈالا جا رہا ہے۔ ہمارے پاس اس دعویٰ کی سند موجود ہے کہ موجود شک کو اُٹھانا منع نہیں جیسا کہ گدھے خچر کا جھوٹا پانی جسے شرع شریف میں مشکوک کا درجہ دیا گیا ہے، موجود ہے اور دوسرا پانی نہیں تو اس صورت میں اس شک کو جو پہلے سے موجود ہے اُٹھانے کے لئے وضو کے ساتھ تیمّم بھی کیا جاتا ہے اور کوئی نہیں کہتا کہ تیمّم کر کے اپنے وضو کو تم نے شک میں ڈال دیا۔ یہ تقریر زیب آستانہ عالیہ حضرت مولٰنا مفتی محمد عبد اللطیف مدظلہم العالی سے سُنی جسے انہوں نے اپنے جدِ امجد ولی لاثانی حضرت مولانا محمد عبد الکریم ملتانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف منسوب کیا۔

جمعہ کے روز خطبہ اولیٰ حضور اعلیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ عربی عبارت کے ترجمہ سمیت پڑھا کرتے تھے جیسا کہ آج تک بحمدہ تعالیٰ آپ کے متوسلین و اولاد احفاد میں یہی طریقہ رائج ہے۔ معلوم رہے کہ خطبہ سیّدنا امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نزدیک فقط ذکر ہے جو الحمد للہ کہنے سے بھی ادا ہو جاتا ہے اور صاحبین علیہما الرضوان کے

نزدیک تذکیر یعنی نصیحت کرنا ہے جو اس زمان وحشت اقتران میں کہ جہالت اس میں عام ہے بزبان عربی ممکن نہیں لہذا حصولِ تذکیر کے لئے ترجمہ لازمی ہے لہذا خاندان عالیشان میں آپ کی اس رسم کا تا حال جاری رہنا بحمدہ تعالےٰ خلافِ شرع نہیں جیسا کہ بعض کو وہم گزرا فتاویٰ عالمگیری میں اس کے جواز پر اشارہ موجود ہے اور حضرت مفتی اعظم نبیرہ محترم حضور اعلیٰ رضی اللہ تعالےٰ عنہما کا عربی میں مُدلّل فتویٰ بھی موجود ہے مگر خوفِ طوالت کو مدِنظر رکھتے ہوئے اسے نقل نہیں کر رہا۔ البتہ خود حضور اعلیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے اس طریقہ کا ذکر اپنی تصنیفِ لطیف "قول فصل فی البیعۃ والسماع" کی شرح الموسوم بہ شرح مفصل فارسی میں ضمناً فرمایا ہے جس کا اردو ترجمہ نقل کرتا ہوں انشاء اللہ فائدہ سے خالی نہ ہوگا۔

"کیونکہ یہ کتاب عوام الناس کے فائدہ کے لئے لکھی جارہی ہے لہذا اس میں عبارات عربیہ کو شامل کرنا مناسب نہیں کیونکہ عوام کلام عربی کو صرف جادو منتر ہی گمان کرتے ہیں اور یہی حال انکا نماز خطبہ اور مسنون دعاؤں میں ہے کہ پڑھ سُن لیتے ہیں مگر مقصد سمجھنے سے قاصر رہتے ہیں حالانکہ بعض علماء کرام نے علم نحو، صرف اور لغت کو سیکھنا واجب قرار دیا ہے فقیر (حضرت فانی فی اللہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ) کہتا ہے اگرچہ علماء کرام کی مراد اس سے واجب کفایہ کیوں نہ ہو بہر حال امورِ دینیہ ضروریہ کا ترجمہ جاننا واجب معین ہے لہذا میں فارسی ترجمہ پر ہی کفایت کروں گا جیسا کہ مجھ بے ہیچ (فانی فی اللہ باقی باللہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ) کی رسم ہے کہ جمعۃ المبارک کے پہلے خطبہ کو ہندی (سرائیکی) ترجمہ کے ساتھ پڑھتا ہوں اور دوسرے خطبہ کو مروّج طریقہ پر عربی ہی میں پڑھتا ہوں تاکہ کسی کے لئے طعن و تشنیع کا موقعہ نہ رہے کہ سیدنا حضرت امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے کہ اگر لفظ الحمد (الحمد للہ) خطبہ کی نیّت سے پڑھ لیا جائے تو خطبہ ادا ہو جائے گا اور آپ

رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہی مذہب میں ایسا اُمّی (ان پڑھ) کہ جس کی زبان پر قرآن شریف کا جاری ہونا ممکن بھی نہ ہو اگر بزبانِ عجمی (غیر عربی) قرآن شریف کا فقط ترجمہ پڑھ لے تو اسکی نماز جائز ہو جائے گی۔"

شب و روز میں ایک دن رات کی فرض اور واجب (وتر) نماز احتیاطاً قضا بھی فرما لیتے جیسا کہ مثنوی تذکرہ عبیدیہ میں ہے ؎

ہم نماز و روزہ ہا بگزشتہ گزارد مدام　　احتیاطاً فرضہا و وتر یکرو زہ تمام

نوافل میں نمازِ تہجّد و اوّابین اور حفظ الایمان پر دوام حاصل تھا۔ دن کے نوافل مثلاً اشراق چاشت اور صلوٰۃ التسبیح وغیرہ اگر موقع پاتے تو ادا فرماتے کیونکہ آپ کی عادت مبارکہ نوافل میں مکمل طور پر اخفاء کی تھی کہ انہیں عموماً ایسے اوقات میں پڑھتے جب لوگوں کی آمد و رفت کم سے کم ہوتی کہ شہرت سے بھی محفوظ رہا جائے اور انکی حاجت روائی میں بھی فرق نہ آئے۔

چنانچہ اس بارہ میں ایک مشہور، سبق آموز واقعہ منقول ہے کہ حضور اعلیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ خیرپور شریف میں اپنی تعمیر شدہ مسجد کے شمالی حجرہ میں جہاں آپ خلقِ خدا کی فریاد رسی اور ہدایتِ عام کے لئے جلوہ افروز رہتے ایک مرتبہ نماز میں مشغول تھے کہ کوئی شخص زیارت کے لئے حاضر خدمت ہوا اور ایک روایت میں ہے کہ سجادہ نشین صاحب جناب مولٰینا محمد عبدالمجید خیرپوری علیہ الرحمۃ جو حضور اعلیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خلفاء کرام میں سے تھے، نے محفل سماع شروع ہونے کی اطلاع کے لئے کسی کو بھیجا بہرحال خلیفہ صاحب جو حاضرِ خدمت تھے، نے باہر ہی سے کہہ دیا کہ حضرت اعلیٰ ابھی نوافل میں مصروف ہیں۔ آنحضور رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ کلام سُن لی تو خلیفہ صاحب کو بعد از فراغت نماز بُلا کر فرمایا میاں! تمہیں کس نے بتلایا تھا کہ میں نوافل پڑھ رہا تھا۔ میں تو اپنی

فرض نمازیں قضا کر رہا تھا مجھے فرائض کی قضا سے فرصت نہیں اور تم نوافل کا چرچا کرتے ہو۔ آخر اس کا کیا فائدہ، آپ نے دیوانِ عبیدیہ میں بھی فرمایا ہے:

اے عبید! ایں نفس تو آلودہ اندر گندگی : پس چہ سود از آنکہ از زہدت فسانہ کردہ اند

ترجمہ: اے عبید تیرا نفس تو برائیوں کی نجاسات سے آلودہ ہے، پھر تیرے زہد کے افسانے جو بیان کرتے ہیں ان کا کیا فائدہ؟

یعنی آنحضور نوافل بہ نیت نفل ادا نہ فرماتے تھے بلکہ ان میں بھی فرضی نمازوں کو قضا کی نیت سے ادا فرماتے تاکہ اگر خدا نخواستہ فرضی نمازیں ذمہ میں باقی ہوں تو وہی ادا ہو جائیں اگر عنداللہ فرضی نمازیں ذمہ میں نہ ہوں گی تو نفل تو از رُوئے شرع بن ہی جائیں گے اگرچہ نیت فرض کی ہی کی ہو علاوہ ازیں اس طریقہ میں ذوق نکو نامی سے پرہیز اور خود بینی سے اجتناب کے علاوہ اختلاف مذاہب سے بھی آدمی بچ جاتا ہے کہ حضرت سیدنا امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ کے نزدیک اگر فرض ذمہ میں باقی ہوں تو اس شخص کا نفل پڑھنا دُرست ہی نہیں بہرحال حضور اعلیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اس سچی اور پُر حکمت کلام میں کئی فوائد پوشیدہ ہیں

اگر کوئی بے نمازی آپ کے سامنے آتا تو اسے پیار و محبت سے وعظ و نصیحت فرماتے اور بوقت ضرورت زجر و توبیخ سے بھی کام لیتے اگر باوجود تنبیہہ کے وہ نماز کا عادی نہ بنتا تو اُسے اپنی جناب سے دُور فرما دیتے گویا اپنی مجلس میں بیٹھنے کی اجازت مرحمت نہ فرماتے تاکہ اس سے اسے مزید تنبیہہ ہو اور حکمِ شرع شریف کا اَلحُبُّ لِلّٰہِ وَالبُغضُ لِلّٰہِ فَرضٌ پورا ہو جس کا ترجمہ ہے:

حق تعالےٰ جل شانہ کے لئے کسی کو دوست رکھنا اور اس سے محبت کرنا اور اللہ تعالیٰ ہی کے لئے کسی سے بُغض رکھنا فرض ہے، مثنوی تذکرہ عُبیدیہ میں ہے۔

شاعر کامل زبانش کاشف اسرار دوست : قرۃ العینش نماز و ذکر یزداں کار اوست

گر بیاید بے نماز اندر حضور ش ناگہاں کرد زجرش گوشمالی تا نمازی شد عیاں
ورنمی خواند بامرش دور سازد از جناب وائی آں کز آب دریا تشنہ ماند اندر سراب

ترجمہ: شاعر کامل کی حیثیت سے آپ کی زبان دوست کے اسرار و رموز کھولنے والی تھی۔ نماز آپ کے آنکھوں کی ٹھنڈک اور ذکر الٰہی آپ کا مشغلہ تھا اگر کوئی بے نمازی آپ کی مجلس میں آبیٹھتا تو اسے زجر و توبیخ فرماتے اور اتنی گوشمالی کرتے کہ وہ نمازی بن جاتا۔ اور اگر آپ کی تنبیہ اور حکم کے بعد بھی وہ نماز نہ پڑھتا تو اسے اپنی مجلس سے دُور فرما دیتے ہائے افسوس اس شخص پر جو دریا پر پہنچنے کے باوجود سراب میں رہنے والے کی طرح پیاسا رہا یعنی افسوس اس پر جو حضور اعلیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مبارک صحبت اور نصیحت کے باوجود ہدایت پر نہ آسکا۔

سفر کے دَوران خود بھی نماز اپنے اوقات پر باجماعت اَدا کرنے کا اہتمام فرماتے اور متوسّلین کو بھی اسکی تاکید فرماتے چنانچہ آپ کے مُعتقدین میں کوئی شخص جب حج کر کے واپس آیا تو آپ نے اس سے سفر کے دَوران نمازوں کے اہتمام کے بارہ میں پوچھا تو اس نے کہا حضور اتنا لمبا سفر تھا آخر، بعض نمازیں وقت پر اُدا نہ ہو سکیں بعض میں جماعت رہ گئی وغیرہ تو اس پر آپ نے اسے بجائے مبارک دینے کے تنبیہ فرمائی کہ اسلام کا ایک رکن حج ادا کرنے گئے اور کئی ارکان یعنی چند نمازوں کو ناقص طور پر اَدا کیا تو اس عمل سے تجھے کیا حاصل ہوا۔ اور ایک روایت میں ہے کہ آپ نے اسے فرمایا تیں حج نہیں کیتا بلکہ حَج مار آئیں (ہندی زبان ہے بمعنی نکمّا اور فضول کام کر آیا ہے، حج کا حق ادا نہیں کر آیا)

آپ دُنیا دوست امام جسے ہر وقت جائز و ناجائز طریقہ سے دنیا جمع کرنے کا شوق دامن گیر رہتا، کی اقتدا میں نماز کو بہتر نہ سمجھتے۔ رسالہ ملائیتہ کے نام سے

آپ کی ایک ہندی نظم جس میں امام کی صفات کا ذکر ہے کہ کیسا ہونا چاہیئے ؟ ان شاء اللہ العزیز پانچویں چمن میں نقل کروں گا۔ اسی طرح غیر محلوق الراس امام (جس کا سر مُنڈا ہوا نہ ہو) کی اقتداء میں نماز ادا کرنے کو بہتر نہ سمجھتے۔ تذکرہ عقیدؔ میں ہے ۔

قبلہ ما در پس سرنا تراشیدہ امام ⁂ بہ نمی داند نماز ازراہ تقوی تمام

در فرائض سُنّت اسلام گفت آں ذی نسب ⁂ حلق سر اشعار نیکان است در عجم و عرب

ترجمہ: ہمارے اعلیٰ نسب قبلہ گاہ سرنا تراشیدہ امام کی اقتداء کو ازراہِ تقویٰ فرضی نمازوں میں بہتر نہ سمجھتے۔ سر منڈانے کو آپ مذہب اسلام کی ایک سنت اور عرب و عجم کے اولیاء و صلحاء کا طریقہ قرار دیتے۔

فقیر کاتب الحروف کہتا ہے کہ بالوں کا منڈوانا زلفیں رکھنے سے بہتر ہے کیونکہ نجاستِ حکمیہ کا دُور کرنا محلوق کی نسبت غیر محلوق کے لئے مشکل تر ہے۔ امام المشارق والمغارب امام الاولیاء حضرت سیدنا امیر المومنین مولیٰ علی کرم اللہ تعالےٰ وجہہ کا معمول بھی اس دن سے حلق کرانے کا رہا جب سے آپ نے یہ حدیثِ نبوی علیہ الصلوٰۃ والسلام سنی مَنْ تَرَكَ مَوْضِعَ شَعْرَةٍ مِنْ جَنَابَةٍ لَمْ يَغْسِلْهَا فُعِلَ بِهَا كَذَا وَكَذَا مِنَ النَّارِ قَالَ عَلِيٌّ فَمِنْ ثَمَّ عَادَيْتُ رَأْسِي فَمِنْ ثَمَّ عَادَيْتُ رَأْسِي فَمِنْ ثَمَّ عَادَيْتُ رَأْسِي ثَلَاثًا ۔ (رواہ ابوداؤد)

ترجمہ: حضرت سیّدنا امام علی رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں رسول مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو غسلِ جنابت میں ایک بال کے برابر جگہ کو بھی دھوئے بغیر چھوڑ دے تو اُسے آگ کے عذابوں میں سے فلاں فلاں قسم کا عذاب دیا جائیگا۔ یہ سُن کر حضرت سیّدنا امام علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا پس اسی وجہ سے مَیں نے اپنے سر کو دشمن رکھا ہوا ہے میں نے اپنے سر کو دشمن

رکھا ہوا ہے، مَیں نے اپنے سَر کو دشمن رکھا ہوا ہے۔ (اسے ابو داؤد نے روایت کیا) ـــــ صاحب مرقاۃ نے اس حدیث شریف کی شرح میں فرمایا اس کا خلاصہ یہ ہے کہ سَر منڈانا اس خوف سے تھا کہ مبادا بالوں کے نیچے کوئی جگہ خشک رہ جائے اور میں نے سَر کو دشمن رکھا یعنی اِس سے معاملہ دشمنوں جیسا کیا کہ جیسے دشمن کو قطع کرکے ہی آدمی آرام پاتا ہے اِسی طرح مَیں سمجھتا ہوں کہ سَر کے بالوں کو بھی مکمل تراش دینے سے ہی جنابت کا غسل تسلی بخش ہو سکتا ہے کیونکہ حدیث شریف سے ثابت ہے کہ ہر بال کے نیچے جنابت ہوتی ہے یعنی غسلِ جنابۃ میں ہر بال کو اسکی جڑ تک دھونا ضروری ہے لیکن عوام الناس کی دین و دینی اُمور سے بے پرواہی و غفلت اس اہتمام میں سخت رکاوٹ ہے۔

حریق المحبۃ سلطان الاولیاء حضرت خواجہ فریدالدین مسعود گنج شکر و حضرت سُلطان المشائخ محبوبِ الٰہی و حضرت قبلہ عالم و عالمیان مہاروی و حضرت محب اللّٰہ المتعال خواجہ حافظ ملتانی رضی اللّٰہ عنہم و دیگر مشائخ چشت اہلِ بہشت سے بھی غیر محلوق امام کی اقتداء میں نماز کو بہتر نہ سمجھنا یا نہ پڑھنا منقول ہے۔ حلق کرانے کو غیر شرعی یا قبیح کہنے والوں کی رَدّ میں حضور اعلیٰ رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ نے ایک مستقل رسالہ میمونہ المسمّٰی بہ ردالانکار علی حلق الراس بھی تصنیف فرمایا ہے چمن پنجم میں انشاء اللّٰہ العزیز اس میں سے کچھ نقل کروں گا۔

سبع سنابل میں حضرت الشیخ میر محمد عبدالواحد بلگرامی نے تو ہدایۃ السعداء کے حوالہ سے خلفاء راشدین، اکثر صحابہ کرام علیہم الرضوان، ائمہ اربعہ اور مشائخ جمیع طبقات کا معمول حلق کرانے کا نقل کیا ہے اور جامع نصرت سے نقل کیا ہے کہ: "مومن کا جمال سر مُنڈانا ہے اور حدیث شریف میں وارد ہے کہ

کسی سَر مُنڈے ہوئے شخص کو موت کی تلخی، قبر کا عذاب اور قیامت کا خوف نہ ہو گا۔ ایسے شخص کو انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ قبر سے اُٹھایا جائے گا اور رسولوں کے پاس اسے جگہ دی جائے گی اور اس کے سَر سے جتنے بال جُدا ہوں گے ہر بال کے عِوض ایک فرشتہ پیدا کیا جائے گا جو قیامت تک اس کے لئے مغفرت کرتا رہے گا۔" (بشرطیکہ وہ محلوق الرأس صحیح العقیدہ ہو)

فقر و فاقہ: خرقہ خلافت سے مشرف ہونے کے بعد ایک عرصہ تک فقر کا زمانہ عروج پر رہا لیکن عزم و استقلال کے پہاڑ ہر مشکل وقت کا مقابلہ حق تعالےٰ کی اِعانت سے کرتے ہیں، توکّل کا اعلیٰ مقام جو انہیں حاصل ہوتا ہے کوئی سخت سے سخت ہوا بھی اس میں کمزوری واقع نہیں کر سکتی بلکہ اس فقر کو عطاءِ خداوندی سمجھ کر راضی بَرضا بلکہ شاکر بخدا رہتے ہوئے اس پر اتباعاً لّسنّۃ النبیّ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہٖ وسلم فخر فرماتے ہیں کیونکہ فضائل فقر اور اس کا بہتر انجام انکے سامنے ہوتا ہے۔ مثنوی تذکرہ عبیدیہ میں ہے۔

فخر داند فقر را ہم عشق حق دیں را نظام باشدش در طور قرب حق کلیم آسا کلام

ترجمہ: آپ فقر کو قابلِ فخر اور نظام دین کو عشق حق تعالیٰ میں پوشیدہ سمجھتے یا یہ معنیٰ کہ آپ فقر کو قابلِ فخر، عشق کو حق اور دین کو مکمل ضابطۂ حیات سمجھتے۔ اور جو ایسا ہو اسے اللہ تعالےٰ قرب والے طور میں حضرت موسیٰ علیہ السّلام کی طرح ہم کلامی سے مشرّف فرماتے ہیں۔

حضرت فانی فی اللہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ اس زمانہ فقر سے اس حد تک دوچار ہوئے کہ آپ طلباء کرام اور اہل و عیال کی خاطر شام کے وقت سبز منڈی کی طرف تشریف لے جاتے اور گری پڑی سبزی اکٹھی فرما لاتے اور اسی کو صاف و پاک کر کے

پکا لیتے جس سے آپ مع طلباء کرام و اہلِ خانہ بسر اوقات فرماتے۔

آپ کی اہلیہ محترمہ کا چرخہ کاتنا بھی ثابت ہے کہ سُوت کات کر بقدرِ ضرورت روزی کما لیتی تھیں۔

ایک عرصہ تک آپ قرآن نویسی بھی فرماتے رہے۔ یہ قلمی نسخے معقول ہدیہ پر فروخت کر کے اہل و عیال و دیگر مصالح پر خرچ فرماتے ایک روز جب آیتِ شریفہ اِنَّ اللّٰہَ هُوَ الرَّزَّاقُ ذُو الْقُوَّةِ الْمَتِیْنُ۔

ترجمہ: بے شک اللہ تعالٰی ہی بڑا رزق دینے والا قوت و قدرت والا ہے

پر پہنچے تو فوراً خیال آیا کہ ربّ ذوالجلال رزّاقِ عالم ہر چیز پر قادر ہیں اور بغیر کسی ذریعہ معاش کے بھی رِزق عطا فرما سکتے ہیں تو اپنی طرف سے ان وسائل کا پیدا کرنا بھی توکّل کے منافی ہے لہٰذا اسی دن سے رزق کا یہ ظاہری سبب بھی بند فرما دیا اور محض توکّل پر زندگی گزارنا شروع کر دی ؎

کارسازِ ما بفکرِ کارِ ما
فکرِ ما در کارِ ما آزارِ ما

ترجمہ: ہمارے کام بنانے والا (اللہ تعالٰی) ہمارے کام بنانے میں ہے اور ہماری فکر تو اپنے کاموں میں بھی ہمارے لئے مُصیبت ہے (کیونکہ بعض دفعہ بڑی سوچ بچار کے بعد بھی ہمارا فیصلہ ہمارے حق میں انتہائی مضر ثابت ہوتا ہے)۔ ؎

باخلق خُلق کرنا تسخیر ہے تو یہ ہے
مانند خاک رہنا اکسیر ہے تو یہ ہے
سب کاروبار کر دے تقدیر کے حوالے
نزدیک عارفوں کے تدبیر ہے تو یہ ہے

رزق حلال کی خاطر وسائل کا مہیّا کرنا شرع شریف میں قطعاً ممنوع نہیں لیکن یاد رہے کہ یہ امر عوام الناس کو زیبا ہے خواص کے لئے جو احکام کتبِ تصوّف میں مشائخ و صوفیاء کرام نے لکھے ہیں انکے مطالعہ سے یہی نتیجہ

نکلتا ہے کہ توکّل علی اللہ پر گزر اوقات کرنا ایک خاص مقام ہے جب یہ حاصل ہو جائے تو ظاہری اسباب سے منقطع ہو جانا رَوا ہے اور ذرائع آمد میں سب سے زیادہ حلال ذریعہ آمد کا بعض علماء ظاہری نے بھی یہی لکھا ہے کہ اللہ جل شانہٗ بغیر طلب اور سوال کے اپنے بندے کو از خود غیب سے عطا فرمادیں،

ع ہرچہ از غیب آید بے عیب آید

یعنی غیب سے جو بھی آتا ہے وہی بے عیب ہوتا ہے۔

حجۃ الاسلام حضرت امام غزالی علیہ الرحمۃ نے اپنی تصانیف میں اس امر پر سیر حاصل روشنی ڈالی ہے جو حریص تحقیق کے لئے تسلّی کا باعث بنتی ہے

زوال فقر:

نقل ہے کہ ملتان جنّت نشان سے تقریباً آٹھ دس کلومیٹر پر علاقہ بیج کوہا میں آپکا ایک خوشحال پیر بھائی رہتا تھا جو ہر سال حضرت محبوب اللہ خیر پوری رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی خدمت میں کچھ گندم بطور ہدیہ پیش کیا کرتا تھا۔ آپکی خلافت سے کچھ عرصہ بعد ایک سال حسب معمول اس نے گندم لے کر خیر پور شریف روانگی کا ارادہ کیا تو رات کو عالم خواب میں اپنے پیر روشن ضمیر حضرت محبوب اللہ خیر پوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا کہ ارشاد فرما رہے ہیں میاں! اس سال گندم ہماری بجائے اپنے پیر بھائی مولانا محمد عبید اللہ ملتانی کی خدمت میں نذر گزار دو چنانچہ وہ شخص عازم ملتان شریف ہوا اور حضور اعلیٰ رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو تمام ماجرا من وعن بیان کیا تو آپ نے اپنے حضرت قبلہ حاجات رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی طرف سے وہ عطیہ قبول کر لیا۔ بحمدہ سبحانہ وتعالےٰ، اسی روز کے بعد فتوحات کا پے درپے سلسلہ اس قدر شروع ہوا کہ حضور اعلیٰ حضرت فانی فی اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فقر صوری زوال پذیر ہو گیا، اگرچہ فقر معنوی عروج پر ہی رہا۔ الحمد للہ علی ذالک۔

میرا طریق امیری نہیں فقیری ہے : خودی نہ بیچ فقیری میں شان پیدا کر

فقیر کاتب الحروف کہتا ہے کہ فرمانِ حق سبحانہ وتعالیٰ کا حضور اعلیٰ رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی زندگی پر حرف بحرف صحیح ثابت ہو رہا ہے۔ وَمَنْ یَّتَّقِ اللّٰہَ یَجْعَلْ لَّہٗ مَخْرَجًا ۝ وَّیَرْزُقْہُ مِنْ حَیْثُ لَا یَحْتَسِبُ ط وَمَنْ یَّتَوَکَّلْ عَلَی اللّٰہِ فَہُوَ حَسْبُہٗ ط جس کا ترجمہ ہے۔

اور جو اللہ تعالےٰ سے ڈرے اللہ تعالےٰ اس کے لئے نجات کا راستہ نکال دے گا اور اسے وہاں سے روزی دے گا جہاں سے اس کا گمان بھی نہ ہو۔

قارئین کے فائدہ کے لئے سورۃ طلاق کی اس آیۃ شریفہ کی مختصر تفسیر خزائن العرفان کے حوالہ سے نقل کرتا ہوں انشاء اللہ العزیز مفید ثابت ہوگی

حضور سیدِ عالم باعثِ تخلیق کائنات نورِ مجسّم ابوالقاسم محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے اسی آیت شریفہ کے بارہ میں ارشاد فرمایا کہ میرے علم میں ایک ایسی آیت ہے جسے لوگ محفوظ کر لیں تو انکی ہر ضرورت و حاجت کے لئے کافی ہے۔ آیۃ شریف کا شان نزول یہ ہے کہ حضرت عوف بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فرزند دلبند کو مشرکین نے قید کر لیا تو حضرت عوف بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے کعبہ حاجات قبلہ مرادات حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا میرا بیٹا مشرکین نے قید کر لیا ہے اور اسی کے ساتھ اپنی مُحتاجی و ناداری کی شکایت بھی کی حضور سیدِ انس و جان صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا ڈر رکھو اور صبر کرو اور کثرت سے لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ، ترجمہ :۔ گناہ سے بچنے اور نیکی کرنے کی طاقت صرف اللہ بلند و بڑائی والے کی طرف سے ہے۔" پڑھتے رہو۔ حضرت عوف بن مالک رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے اپنے دولت خانہ پر آکر اپنی زوجہ محترمہ رضی اللہ

تعالیٰ عنہما سے یہ کہا اور دونوں نے پڑھنا شروع کیا وہ پڑھ ہی رہے تھے کہ بیٹے نے دروازہ کھٹکھٹایا اور ملاقات پر اپنا قصہ سنایا کہ دشمن کے غافل ہونے پر اس نے موقع پالیا اور قید سے نکل بھاگا پھر چلتے ہوئے دشمن کی چار سو بکریاں بھی ساتھ لے آیا ہوں۔ حضرت عوف بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خدمت اقدس میں حاضر ہو کر دریافت کیا کہ کیا یہ بکریاں انکے لئے حلال ہیں؟ حضور پرنور سیّد یوم النشور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اجازت دی اور یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی۔ حق سبحانہ وتعالیٰ ہم سب کو تقویٰ اور پرہیز گاری والی زندگی نصیب فرمادیں کہ دارین کی سعادت اسی میں پوشیدہ ہے۔

شرائط قبولیتِ نذرانہ: مندرجہ بالا واقعہ کے بعد فتوحات کا سلسلہ اگرچہ شروع ہو چکا تھا مگر آنحضور رضی اللہ تعالیٰ عنہ بلا تامّل ہر کسی سے نذرانہ جات قبول نہ فرماتے بلکہ حلال حرام کا ازحد خیال فرماتے۔

جو معتقد ہر ہر ملاقات پر کچھ نذر پیش کرنے کی کوشش کرتا آپ اسے فرماتے: "میاں ٹھک نہ بنڑا، ٹھک نہ بنڑا"۔ ٹھک بزبان ملتانی بمعنی عادت استعمال ہوتا ہے یعنی اس کام کی عادت نہ بنا۔ مزید ارشاد فرماتے کہ ہر بار کچھ نہ کچھ لینے سے توکل میں کمی واقع ہوتی ہے کہ دیکھتے ہی خیال آتا ہے فلاں آیا ہے تو فلاں چیز دے گا اور اس طرح تمہارے لئے بار بار آنے میں رکاوٹ ہوگی کہ سوچو گے اب ملاقات کو جاؤں تو پہلے اتنی رقم کا بندوبست کر دوں، بہر حال دونوں کے لئے یہ عادت مناسب نہیں نہ تمہارے لئے ہر بار دینا نہ میرے لئے لینا۔

یہ بھی آپ کی مستقل عادت تھی کہ نذر گزارنے والے سے اس کا ذریعہ معاش دریافت فرماتے۔ اگر اسکی آمد وجہ حلال سے ہوتی وہ بدمذہب اور سُود خور نہ ہوتا تو پھر قرض کی بابت سوال فرماتے اگر وہ مقروض ہوتا تو اسکی بھی

نذر قبول نہ فرماتے بلکہ بعض دفعہ از گرہ خود اسکی امداد فرماتے اور دُعائے خیر دے کر اسے ادائیگی قرض کی سخت تنبیہہ فرماتے کہ مجھے دینے سے بہتر ہے کہ قرض کا بوجھ اپنے سَر سے اُتار دو۔ اسی طرح جس مال میں یتیم کا حق ہوتا وہ بھی قبول نہ فرماتے۔ بالآخر ہمسائیوں اور رشتہ داروں کے حقوق کے بارہ میں سوال فرماتے اگر ان میں کوئی مستحق امداد و حاجتمند ہوتا تو پہلے اسکی امداد کا حکم فرماتے کہ اسمیں دوگنا اجر ہے اس تحقیق کے بعد وہ ہدیہ منجانب حق تعالےٰ قبول فرماکر ارشاد فرماتے تُونے اس بوجھ سے خود کو آزاد کر کے مجھے زیربار کر دیا ہے کہ اس رقم کا سوال روزِ قیامت تجھ سے ہوتا اب مجھ سے اسکی پرسش ہوگی گویا آمد پر اظہارِ ملال فرماتے۔

مثنوی تذکرہ عُبَیدیہ میں ہے۔

ہم نگیر د صدقہ و ہدیہ نیازے قرضدار کہ بقہر حق فتادی کافرانت سود خور
مال تو قبل از قضائی دَین تو بر من حرام مومنم من نرنجام مسلماں اہلِ دام
چوں مرا دادہ خدا روزی فراخم کے رواست بار خود بر تنگ روزی ہا نہادن ناسزاست
قرض چوں کردی ادا بدھی بگیرم بعد ازاں اینچنیں پیرے کجا یابی دلا درایں زماں،
شکر للہ کزسگان کوئے ایں ارحم شدم حق بزیر سایہ اش دارد دھد عشق خودم

ترجمہ: آپ قرض دار کی طرف سے ہدیہ وغیرہ قبول نہ فرماتے...... فرماتے تیرا مال ادائیگی قرض سے پہلے میرے لئے لینا حرام ہے کیونکہ میں مومن کی حیثیّت سے کسی قرض دار مسلمان کو تکلیف نہیں دیتا جب مجھے حق تعالےٰ نے فراخ روزی عطا فرمائی ہے تو میرے لئے ناجائز ہے کہ تنگ دست پر اپنا بوجھ رکھوں جب تو قرضہ ادا کر چکنے کے بعد مجھے دے گا تو تجھ سے لے لوں گا (یہ اسکی دلجوئی کے لئے فرماتے کہ ہدیہ ردّ کرنے سے اسکی دل شکنی نہ ہو) اے دل اس زمانہ میں ایسا پیر تو کہاں پائیگا اللہ تعالےٰ

کا شکر ہے کہ میں اسی مہربان پیر روشن ضمیر کی گلی ہی کا ایک ادنیٰ سائل ہوں، حق تعالیٰ مجھے انکے سایۂ عاطفت میں رکھ کر اپنا عشق نصیب فرما دے۔

نقل ہے کہ ایک مرتبہ بھٹی کمہاراں واقع بر کنارۂ دریا آپ کسی کمہار کے ہاں مدعو تھے اس نے واپسی پر کچھ نذرانہ پیش کرتے ہوئے خلاصی قرضہ کے لئے دعا کی درخواست کی۔ آپ نے وہ ہدیہ اور کچھ رقم مزید از گرہ خود ملا کر اسے عطا فرمائی، اور ادائیگی قرضہ میں کوشاں رہنے کی نصیحت فرمائی وہ کمہار کہتا تھا کہ میں نے ادائیگی قرض کا پختہ ارادہ کر لیا، آپکے فرمان کی برکت اور تصرف کہ گھر کی پونجی اور اثاثہ بھی مجھے دے دینے میں ذرہ بھر تامل نہ ہوا بلکہ فی الفور اپنے قرضہ میں یہ چیزیں دے کر اس بوجھ سے آزاد ہو گیا تو مجھے راحت نصیب ہوئی حالانکہ میں اس قربانی کا سوچ بھی نہیں سکتا تھا اور نہ ہی گھر کا ساز و سامان اتنی مالیت کا لگتا تھا کہ اس سے قرضہ پورا ہو جاتا۔ الغرض آپ حاجتمند سے نذر قبول نہ فرماتے۔

ملتان کے مشہور نواب غلام قادر خان خاکوانی م ۱۹۸۶ئہ ایک ھمیانی بھر کر حضور اعلیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں لائے۔ آپ اس وقت چارپائی پر آرام فرما تھے۔ ایک مرتبہ انہوں نے وہ ھمیانی آپکی پائنتی کی طرف رکھ کر نذر قبول کرنے کی درخواست کی۔ آپ نے بلا تامل اس ھمیانی کو پاؤں مبارک سے ٹھوکر مار کر نیچے گرا دیا اور فرمایا غریبوں پر ظلم اور انگریز حکام کی خوشامد سے جو مال تمہیں حاصل ہوا وہ تمہارے لئے بھی حرام اور میرے لئے بھی حرام ہے۔ خود بھی حرام کھاتے ہو اور مجھے بھی حرام کھلاتے ہو۔ میں اس میں سے ذرہ بھر قبول نہ کروں گا چنانچہ یہ کلماتِ حقہ سن کر وہ شرمندہ ہو واپس ہو گئے۔

آئینِ جواں مرداں حق گوئی و بے باکی ۔ اللہ کے شیروں کو آتی نہیں روباہی

نقیر کاتب الحروف نے اس حکایت کا ذکر خاکوانی خاندان میں

تاریخی معلومات رکھنے والی شخصیّت جناب محمد اعظم خان خاکوانی صاحب سے کیا تو انہوں نے تاریخی معلومات اور حقائق بیان کرنے کے ساتھ ساتھ یہ بھی فرمایا کہ تاریخ اور ہماری خاندانی روایات کچھ بھی کہیں، حضرت فانی فی اللہ باقی باللہ مولانا محمد عبید اللہ قدس سرّہٗ العزیز کی شخصیّت کے تقویٰ اور پرہیزگاری میں کسی کو شک و شبہ نہیں بلکہ آپ کی ذات گرامی اپنے معاصرین کے لئے مقامِ تقویٰ میں حجّت کا درجہ رکھتی تھی۔

ایک دفعہ کوئی رئیس کبیر کثیر رقم لیکر خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور نذرانہ پیش کر کے کہنے لگا نذرانہ لے لیں اور میرے لئے دعا فرمادیں کہ میرے ہاں لڑکا پیدا ہو۔ چنانچہ آپ نے رقم واپس فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا میں نے خدا سے ٹھیکہ تو نہیں کیا کہ نذرانہ لوں اور لڑکا دلواؤں۔

زراندوزی سے پرہیز: تحقیق اور جستجو کے بعد جو بھی بے طمع وجہِ حلال سے آپ کو حاصل ہوتا اسے جمع کئے بغیر کسی مصرف میں خرچ فرمادیتے۔ گویا قبول ہدایا میں آپکا مذہب لَا طَمَعَ وَلَا مَنْعَ وَلَا جَمْعَ تھا یعنی دوسرے کے مال میں طمع اور حرص نہ فرماتے اگر شرائط مذکورہ بالا سے کوئی نذرانہ پیش کرے تو رکاوٹ نہ فرماتے پھر بلا تاخیر اسے خرچ فرمادیتے اور جمع نہ فرماتے ؎

بازیچۂ طفل فریب است این متاع دھر : بے عقل مرداں کہ بدو مبتلا شدند

ترجمہ: دنیا کا ساز و سامان دھوکہ اور بچّوں کا کھلونا ہے۔ وہ بے عقل لوگ ہیں جو اسکی محبّت میں مُبتلا ہو گئے ہیں۔

زراندوزی عقلمندوں کا شیوہ نہیں اور اللہ والے تو اس چیز سے کوسوں دُور رہ کر زندگی حدیث شریف کے مطابق گزارتے ہیں۔ چنانچہ صحیح حدیث شریف میں وارد ہے فرمایا حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ——

كُنْ فِي الدُّنْيَا كَأَنَّكَ غَرِيْبٌ أَوْ عَابِرُ سَبِيْلٍ وَّعُدَّ نَفْسَكَ مِنْ أَصْحٰبِ الْقُبُوْرِ

ترجمہ: زندگی مُسافروں کی طرح گزارو (مسافر جیسے مختصر ضرورت کا سامان رکھتا ہے تم بھی ایسے رکھو) یا راہ گزرنے والوں کی طرح (یہ اس سے اعلیٰ درجہ ہے کہ صرف راستہ عبور کرنے والا، مسافر کی نسبت ساز و سامان کا ذخیرہ کم کرتا ہے) اور اپنے آپ کو قبر والوں میں شمار کرو (یہ درجہ دوسرے سے بھی بڑھ کر ہے اور (مُوْتُوْا قَبْلَ الْمَوْتِ کہ مرنے سے پہلے مرجاؤ) کے مترادف ہے۔ مثنوی تذکرہ عُبیدیہ میں ہے۔

آنچہ حق بدہد زمالش بے سوال و بے طلب — می بگیر د جز یتامی قرض داری پر تعب
خرچ سازد بر مصالح ہر چہ باشد بیش وکم — در رہ خیرات غیر طمع جمعش از کرم
نفقۂ اہل عیال و زاد راہ و طالبان — خانۂ مہمان و تعمیر مساجد چاہ آں
گفت من در ہیچگہ عادت ندارم حبس زر — جز پئی قصد و قضاء دَین یا زاد سفر

ترجمہ: آپ کو حق سبحانہٗ تعالیٰ بغیر سوال اور خواہش کے اپنے مال سے یتیم اور قرض دار بیچارے رنج کے مارے کے علاوہ جس کے ذریعہ سے بھی عطا فرماتے آپ لے لیتے اور وہ تھوڑا یا زیادہ ہوتا اسے اُمور ہائے خیر میں جمع کئے بغیر خرچ فرما دیتے۔ اہل وعیال وطلباء کرام کا نفقہ ادا فرماتے، سرائے، مساجد اور کنویں نفع رسانی خلق کے لئے تیار کرواتے خود ارشاد فرماتے کہ میں زر اندوزی کی عادت نہیں رکھتا ہاں اگر سفر درپیش ہو یا کسی کا قرضہ ادا کرنا ہو تو بقدر ضرورت رکھ کر باقی خرچ کر دیتا ہوں (اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ گاہے گاہے مقروض بھی ہو جاتے۔) آپ نے کتنی مساجد تعمیر کرائیں اس بارہ میں عنقریب ذکر آئیگا انشاء اللہ

زندگی بھر آپ نے اتنی رقم جمع نہ فرمائی کہ آپ پر زکوٰۃ یا حج کا فریضہ عائد ہوتا چونکہ فرض ہونے کی صورت میں ان فرائض کا صحیح طور پر ادا کرنا انتہائی دشوار گزار ہے لہذا اس چیز پر حمدِ خداوندی بجا لاتے کہ مجھ پر حج اور زکوٰۃ فرض نہیں اور ایک روایت میں ہے کہ فرماتے میں نے اپنے اوپر حج اور زکوٰۃ فرض نہیں ہونے دیئے لہذا اب ان ۲ دو فرضوں کے سوال سے روزِ محشر محفوظ رہوں گا باقی رہا نماز اور روزہ بتوفیق الہٰی حتی الوسع صحیح طور پر ادا کرنے کی کوشش کرتا ہوں رب ذوالجلال قبول فرما کر اسکے سوال سے بھی محفوظ فرما دیں۔

کسی نے آپ رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے حج نہ فرمانے کا سبب دریافت کیا تو فرمایا ربّ ذوالجلال نے مجھ پر فرض ہی نہیں فرمایا باقی رہی زیارت حرمین شریفین زادھما اللہ تعالےٰ تعظیماً وتشریفاً کہ ہر مسلمان کو انکی زیارت کا دلی شوق ہوتا ہے تو دستِ مبارک سے اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ ہے حرم مکہ اور یہ ہے حرم مدینہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام، یعنی بیت اللہ العتیق اور روضہ مبارکہ سرورِ عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام میرے مشاہدہ میں ہیں۔ اس میں شک نہیں کہ اولیاء اللہ کی توجہ ہو جائے تو پوری دنیا ان کے لئے چند قدموں سے بڑھ کر نہیں

علاوہ ازیں جس کا تعلق خود خدا تعالےٰ سے مضبوط ہو اُسے خانۂ خدا کی خواہش کیسی ؎

ہر کوئی آکھے قبلہ کعبہ　　میں آکھاں توں ہیں توں
او کی جانڑن کعبہ قبلہ　　جیہڑے رُخ دلبر دے سُونہہ

آپ رضی اللہ تعالےٰ عنہ کیونکہ تمام فتوحات فی الفور خرچ فرما دیتے اس لئے خدامِ خاص میں سے کسی نے پوچھا حضور! آپ اپنی مکمل آمد مساجد مدرسہ وغیرہ کی تعمیر میں یا دیگر مصالح خدمت مشائخ و مسافران و طلباء وغیرہم میں خرچ

فرما دیتے ہیں بچوّں کے لئے کچھ بھی جمع نہیں فرماتے اور بچا کر نہیں رکھتے، آخر کیا وجہ ہے تو فرمایا میری اولاد دو میں سے ایک حال سے خالی نہیں نیک ہے یا بد، اگر نیک ہے تو وَهُوَ يَتَوَلَّى الصّٰلِحِيْنَ یعنی اللہ تعالےٰ خود نیکوں کے کفیل ہیں مجھے فکر کی ضرورت نہیں اور اگر خدانخواستہ بُرے ہیں تو انکے لئے کچھ بچا کر جانا گویا اعانت علی المعصیۃ ہے یعنی بُرائی کے کاموں میں دُوسروں کی مدد کرنا اور یہ بات فرمان خداوندی وَتَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ کے خلاف ہے جس کا ترجمہ ہے

"اور نیکی اور پرہیز گاری کے کاموں میں ایک دوسرے کی معاونت کرو اور گناہ اور ظلم کے کاموں میں ایک دوسرے سے معاونت نہ کرو۔

شاہزادگانِ مہاروی علیہم الرحمۃ کی وصیّت : حضرت قبلہ عالم و عالمیان خواجہ نور محمدّ

مہاروی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے فرزند ثانی امام الصلحاء حضرت خواجہ نور احمد مہاروی علیہ الرحمۃ کا زمانہ سجادگی حضور اعلیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پایا ——— حضرت صاحب سجادہ رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ اپنے شاہزادگان کے ساتھ ملتان جنت نشان بر موقع عرس مبارک حضرت محبّ اللہ المتعال خواجہ حافظ محمد جمال ملتانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ تشریف لاتے تو حضور اعلیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان حضرات کی اپنے دولت خانہ پر دعوت فرماتے یا خانقاہ شریف پر مشرف بزیارت ہوتے تو تمام شاہزادگان مہاروی کو نصف نصف روپیہ نذر گزارتے۔ ایک مرتبہ حضرات مہاروی علیہم الرحمۃ والغفران نے نذر قبول فرماتے ہوئے آپ کو ارشاد فرمایا کہ مولینا صاحب! ہمیں اچھی طرح معلوم ہے کہ آپ کی آمد کس قدر وجہ حلال سے ہوتی ہے اور آپ کس قدر تحقیق کے بعد ہدایا قبول

فرماتے ہیں اس لئے ہم آپ کی نذر علیحدہ رکھ کر شمار کرتے رہتے ہیں) ہم میں سے کوئی کہتا ہے کہ اب میرے پاس حضرت مولٰنا صاحب ملتانی کی نذر کے چار نصف روپے ہیں۔ کوئی کہتا ہے کہ پانچ ہیں الغرض ہم آپکی طرف سے ہدیہ بطور فخر قبول کر کے علیحدہ رکھ لیتے ہیں اور ہم نے وصیّت کر رکھی ہے کہ ہمارے کفن دفن پہ اس حلال رقم سے خرچ کیا جائے چنانچہ آپ یہ سُن کر آداب بجا لائے ع قدرِ زر زرگر بداند قدرِ جوہر جوہری

ترجمہ: سونے کی قدر و منزلت زرگر جانتا ہے اور موتی کی جوہری۔

چنانچہ یہ بھی مشہور روایت ہے کہ کسی شاہزادہ مہاروی علیہ الرحمۃ کو نذر گزارنے میں ایک دفعہ حضور اعلیٰ رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے نسیان ہو گیا تو تب ان شاہزادہ علیہ الرحمۃ نے وہ معیّنہ وظیفہ جو بطورِ نذر وصول ہوتا تھا خود طلب فرماتے ہوئے یہ راز افشاء کیا کہ ہم کفن دفن کی خاطر آپ کے ہدیہ کی رقم علیحدہ رکھتے ہیں اس لئے مانگنا بھی رَوا رکھا۔ سبحان اللہ تعالےٰ وبحمدہٖ۔

شاہزادگان واجب الاحترام حضرات مہاروی علیہم الرحمۃ کی خدمت میں آنحضور خود پیش ہو کر نذر گزارتے ایک دفعہ کسی قوی عذر کی بناء پر آپ خود حاضرِ خدمت نہ ہو سکے تو اپنے خلیفہ جناب مولوی ابوالخیر ملتانی علیہ الرحمۃ کو اس کام کے لئے بھیجا چنانچہ خلیفہ صاحب یہ فریضہ ادا کرنے کے لئے جب حضرت خواجہ مولٰنا محمد کمال الدین صاحب مہاروی علیہ الرحمۃ جو بڑے صاحب جلال وَ باکرامت بزرگ تھے کی خدمت میں حاضر ہوئے تو ایک روپیہ پیش کر کے عرض کی کہ حضور! نصف قبول فرمالیں اور نصف مجھے عنایت فرمادیں تو حضرت خواجہ صاحب کو کسی وجہ سے یہ بات ناگوار گزری اور روپیہ واپس دے کر ارشاد فرمایا، یہاں کوئی ریزگاری کی دکان کھلی ہوئی ہے تم تو ابوالخیر

کی بجائے مجھے ابوالشّر معلوم ہوتے ہو۔ خلیفہ صاحب دل آزردہ ہو کر واپس ہوئے اور حضرت فانی فی اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ماجرا من وعن بیان کر کے عرض کیا کہ حضور! حضرت خواجہ صاحب مہاروی کو گویا آج ناراض کر آیا ہوں۔ سبحان اللہ! اسپر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے از راہِ محبت با پیران خود و آلِ پیران خود علیہم الرضوان فرمایا ابوالخیر! یاد رکھو پھر میں بھی تم پر ناراض ہوں جب تک کہ ان کو راضی نہ کر لو۔

تعمیرِ مساجد: جیسا کہ پہلے بیان کیا گیا ہے کہ آپ فتوحات کی رقم فی الفور کسی مصرف میں خرچ فرما دیتے اور آپ کے مصارف میں تعمیر مساجد بھی ایک مستقل مصرف رہا چنانچہ آپ نے اپنی حیات مبارکہ میں تین مساجد تعمیر کروائیں انکی تفصیل درجِ ذیل ہے۔

مسجد عبیدیہ المعروف بہ مسجد حضرت مولینا مولوی محمد عبید اللہ صاحب والی واقع محلہ قدیر آباد ملتان آپ نے ۱۲۶۸ھ میں تعمیر فرمائی اس کے ساتھ ایک کنواں بھی احداث فرمایا۔ اور ایک روایت کے مطابق مسجد شریف کے قریب ہی ایک باغ میں قدیمی کنواں موجود تھا جس سے مسجد کی ضرورت پوری ہوتی رہی لیکن اول الذکر بات کو چند وجوہ سے قوّت ملتی ہے جس وجہ سے وہی روایت درست معلوم ہوتی ہے۔ بہر حال اب جدید انتظامات کے پیشِ نظر وہ کنواں بند کر دیا گیا ہے۔ کچھ زمین خرید فرما کر اس کے ساتھ اپنی رہائش اور مہمان مسافروں و طلباء کے لئے چند کمرہ جات بھی تیار کروائے گویا اس مسجد شریف کو ایک مدرسہ کی شکل بھی دی۔ یہ سب کام انتہائی سادگی سے پایۂ تکمیل تک پہنچایا۔ یہ مسجد شریف آپ کی خانقاہ مبارکہ سے شرقی جانب واقع ہے لیکن اب اپنی اصلی اور قدیمی حالت میں موجود نہیں کیونکہ ایک صدی گزرنے کے بعد گنبد والے کمرہ کو آپکی پشت سے

تیسری جگہ جناب حاجی محمد عبدالقیوم صاحب علیہ الرحمۃ نے ۱۳۷۳ھ میں شہید کرا کے دوبارہ تعمیر فرمایا مسجد شریف کے بیرونی دروازے پر نقاشی کی اینٹوں پر حضور اعلیٰ حضرت فانی فی اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وہ اشعار جو آپ نے تعمیر مسجد کے وقت تحریر فرمائے تھے لکھے ہوئے ہیں، اشعار یہ ہیں،

عبید قد بنیٰ للہ بیتا : لعل اللہ یبنی فی الجنان ؛ بناء مثلہ بل منہ احسن : لان اللہ اکرم کل بان باحسان واعطاء وعمل : ولیسقینا کؤسا بامتنان ؛ الٰہی فاعف عنا کل ذنب : وانعمنا اللقاء مع الامان مع الاحسان والرضوان والعفو : لہ ولکل ساع فی المکان ؛ کلیم اللہ بناء لہٰذا : بحب القلب عن صدق الجنان

من الہجرۃ مضی ستون سنۃ ؛ وماتان والف والثمان

ترجمہ: ایک بندے (مولٰنا عبیداللہ قدس سرہٗ العزیز) نے اللہ جلّ جلالہ کے لئے گھر بنایا اس اُمید پہ کہ اللہ تعالیٰ جنت میں اسکی مثل بلکہ اس سے بہتر گھر عطا فرمائیں گے کیونکہ وہ تمام بانیوں سے احسان واعطا اور عمل میں بزرگ تر ہیں اور اپنے فضل سے ہم (تشنگان) کو جام (دیدار) سے سیراب فرمائیں گے۔ میرے معبود ہمارے تمام گناہوں کو مُعاف فرما اور حفظ وامان میں اپنے لقا سے مشرف فرما۔ احسان، خوشنودگی اور لطف کا معاملہ فرمائیے اس (مولٰنا عبیداللہ) کے ساتھ اور جنہوں نے اسکی تعمیر میں کسی طرح بھی سعی کی۔ اس کا معمار کلیم اللہ ہے جس نے محبّت اور صدق قلب سے کام کیا۔ اسکی تکمیل بارہ سو اڑسٹھ (۱۲۶۸) ہجری میں ہوئی۔

مسجد شریف کی غربی جانب ایک مختصر سا باغیچہ بھی تیار فرمایا جس میں آپ مختصر سی چارپائی پر جلوہ افروز ہو کر زائرین کی تسلّی کا باعث بنتے۔ گویا یہی باغیچہ آپ کی زندگی میں آپ کی نشست گاہ تھا، اور اب آپ کا روضہ شریف اسی جگہ زیارت گاہِ خلائق ہے۔

مسجد عُبیدیہ واقع نزد خانقاہ شریف خیرپور شریف جو آج تک تعمیری

لحاظ سے اپنی اصلی شکل میں موجود ہے۔ چھوٹی اینٹوں سے تعمیر شدہ مسجد تین گنبدوں پر مشتمل ہے صحن انتہائی کشادہ عمارت نہایت خوشنما اور سادہ ہے۔ حضرت محبوب اللہ خیر پوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وصال کے بعد آپ کے رشتہ داروں میں بر معاملہ سجادگی اختلاف ہوا تو دو فریق مستقل امیدوار بنے دونوں صاحب علم تھے اسلئے آپ نے جو عمر میں چھوٹے تھے انکو ارشاد فرمایا کہ میں آپ کو نئی مسجد تعمیر کر دیتا ہوں آپ اپنا علمی شغل وہیں رکھیں چنانچہ آپ نے مسجد تعمیر کرائی کنواں کھدوایا جو اب ضرورت نہ ہونیکے باعث حال ہی میں بند کر دیا گیا ہے۔ مسجد شریف سے ملحق تقریباً چھ بیگھہ زمین خرید کر کے دی تاکہ اسکی آمد سے کفایت ہوتی رہے اور فراغ دل دینی خدمت میں مصروف رہیں۔ اسی مسجد شریف کے کمرہ سے شمالی جانب ایک حجرہ بنوایا جہاں آپ خود دورانِ قیام خیر پور شریف سکونت پذیر رہتے اور آپکی اولاد امجاد تاحال بر موقعہ عرس مبارک اسی حجرہ شریف میں رونق افروز ہوتے ہیں۔ مسجد شریف تاحال نمازیوں اور طلباء سے آباد ہے۔

اس مسجد شریف کا سن تعمیر معلوم نہیں ہو سکا البتہ مولانا محمد عبدالجمیل صاحب نے اپنے جدِ امجد حضور ولی لاثانی مولانا محمد عبدالکریم ملتانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا یہ فرمان نقل فرمایا ہے کہ محلہ قدیر آباد کے قریب ہی کڑی افغاناں میں مسجد خدکہ اور یہ مسجد شریف ایک ہی معمار نے ایک ہی سن میں بنائی تھی اور اس مسجد خدکہ پر جو تاریخی اشعار لکھے ہوئے ہیں اس میں اس کا سن تعمیر ۱۲۹۰ھ درج ہے۔

مسجد عبیدیہ المعروف بہ مسجد مولانا محمد عبید اللہ صاحب والی محلہ سلطان والا جھنگ (مگھیانہ) بہت کشادہ اور وسیع مسجد ہے جو بحمدہ تعالےٰ آج تک اپنے قدیمی نقشہ میں موجود ہے صرف کمرہ کے باہر برآمدہ بعد میں بنایا گیا ہے ایک کنواں بھی آپ نے یہیں کھدوایا جو اب جدید انتظامات کے

مدِّ نظر بند کر دیا گیا ہے۔ اس مسجد شریف کی تعمیر بھی باقی مساجد کی طرح گنبد سے مزّین ہے۔ جیسا کہ پہلے ذکر کیا گیا ہے کہ حضرت محبوب اللہ خیر پوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپکو جھنگ آمد و رفت رکھنے کا حکم فرمایا تھا تو اسی بناء پر آپ نے سوچا کہ بغیر مسجد اور گھر کے چونکہ کہیں بھی زیادہ تعلّق نہیں رکھا جا سکتا، لہٰذا آپ نے یہاں مسجد بنوائی اور ۱۲۷۱ھ میں یہیں شادی بھی فرمائی۔ مسجد شریف کیساتھ ہی آپکی رہائش گاہ میں آپکی اہلیہ محترمہ کا مزار شریف موجود ہے۔

اِسی مسجد شریف کی تعمیر آپ نے توکلاً علی اللہ شروع فرمائی از غیب انتظام ہوتا رہا اور کام چلتا رہا حضور زیبِ آستانہ عالیہ مدظلہم العالی فرماتے ہیں کہ پاک پتن شریف میں مقیم معمار کے دادا نے یہ مسجد تعمیر کی تھی وہ بیان کرتا تھا کہ ایک مرتبہ حضور فانی فی اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حسب معمول جمعرات کو معماروں اور مزدوروں کو ہفتہ بھر کی اُجرت بوجہ تنگدستی ادا نہ فرمائی حتیٰ کہ دوسرا ہفتہ بھی اِختتام پذیر ہوا آپ نے آئندہ جمعرات کو دینے کا وعدہ فرما دیا اگلی جمعرات آ گئی اسوقت تک کچھ دوسرے اخراجات بھی آپ قرضہ لے کر فرما چکے تھے وہ لوگ بھی حاضر تھے مگر آپ کے پاس کچھ نہ تھا ہم سب جب اُجرت وغیرہ لینے کے لئے جمع ہوئے کہ حضور آپکا وعدہ تھا تو فرمایا میاں ابھی ہے تو کچھ نہیں البتہ میرے مُصلّٰی کے نیچے دیکھ لو کچھ ہو تو اپنا حساب چُکا لو چنانچہ دیکھا گیا تو بحمدہٖ تعالیٰ از غیب خلافِ معمول کچھ رقم موجود تھی اسے شمار کیا گیا تو تمام معماروں مزدوروں اور قرض خواہوں کا حساب بے باق ہو گیا۔

تبلیغ و اِرشاد و درس و تدریس و معاصرین: حضورِ اعلیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے گوناگوں صفات و کریمانہ اخلاق اور بارگاہِ ذوالجلال میں مقبولیت کے سبب ہر دلعزیز

اور مقبول عام و خواص ہوئے۔ گلشنِ ابرار میں ہے۔
"بہت سے علماء، وصلحاء زمانہ آپکی صحبت و بیعت سے مستفید ہوئے"۔
اور خاتمہ گلزارِ جمالیہ میں ہے:

"بسیاری از مردمان از علماء و غیر ایشاں بشرف بیعت مشرف شدہ اند و از ورغلانیدنِ مردمان بر بیعت چنانچہ اہلِ عادت زمان است بسیار متنفر۔ محبان و مخلصان خود را ازیں امر منع میفرمودند کنایۃً وصراحۃً و می فرمودند کہ اصلِ ایں کار محبت است و اخلاص و بیکار بودن را بظاہر بسیار بد می دانستند۔"

ترجمہ: علماء و عوام کی کثیر تعداد آپکی بیعت سے مشرف ہوئے اور آپ اپنے دوستوں اور مخلصوں کو اس بات سے منع فرماتے کہ وہ کسی کو آپ سے بیعت کرنے کی رغبت دیں اشارۃً اور صراحۃً جیسا کہ اہلِ زمانہ کی عادت ہے کہ وہ بیعت کے لئے ترغیب دیتے ہیں۔ آپ اس کا سبب بیان فرماتے کہ اس کام (بیعت ہو کر مستفید ہونے) کی اصل محبت و اخلاص پر مبنی ہے اس کام کے درپے ہونے کو انتہائی برا سمجھتے۔

خلاصہ یہ کہ مرید کا نفع حاصل کرنا اسی صورت میں زیادہ متوقع ہوتا ہے جب وہ اپنے شوق سے وابستہ دامن گرفتہ ہو اور یہ کہ آپ کو شہرت کا شوق ذرہ بھر نہ تھا۔

ہر کرا ذوق نکو نامی بود، خاص مشمارش کہ او عامی بود

ترجمہ: جسے بھی نکو نامی کا ذوق ہو اُسے عوام الناس سے سمجھئے نہ کہ خواص سے۔
آپ نے اپنے رسالہ "عیوب النفس" میں ایسے پیروں کی مذمت فرمائی ہے جن کو مریدوں

کی کثرت کا شوق ہو چمن پنجم میں اس رسالہ سے کچھ نقل کر دوں گا۔ انشاء اللہ العزیز۔
کشف المحجوب میں حضرت داتا گنج بخش غریب نواز علیہ الرحمۃ نے تحریر فرمایا ہے
کہ مرید کو دنیا جمع کرنے کا حرص اور پیر کو مرید جمع کرنے کا شوق دونوں برائیاں
برابر کی ہیں ان میں کوئی دوسری سے کم نہیں۔

عمومی طور پر کہ جب کوئی بیعت ہوتا یا مجلس میں وعظ و نصیحت کے علاوہ خصوصی
طور پر بھی آنحضور رضی اللہ تعالٰے عنہ کا معمول تھا کہ ہر جمعرات آپ مجلسِ وعظ قائم
فرماتے۔ طلباء و شاگردوں کے علاوہ سالکین راہِ خدا بھی پند و نصائح پر مشتمل آپ کا
پُر حکمت کلام سُننے کے لئے دُور و قریب سے جمع ہو جاتے۔ وعظ و نصیحت کی یہ مجلس
بہت لمبی نہ ہوتی بلکہ مختصر وقت میں انتہائی سادگی سے آپ گنے چُنے الفاظ میں
وعظ فرماتے کہ خَیْرُ الْکَلَامِ مَا قَلَّ وَ دَلَّ یعنی بہترین کلام وہ ہے جو مختصر
بھی ہو اور مُدلل بھی۔ اس کام میں آپ اتنے محتاط تھے کہ اگر بعد از اختتام مجلس
محسوس فرماتے کہ فلاں مسئلہ یا فلاں بات خلافِ واقعہ کہی گئی ہے تو آئندہ ہفتے
پہلے اسی کی نشاندہی فرما کر اصلاح فرماتے اور ایک روایت کے مطابق آپ اپنی
مجلسِ وعظ قائم فرمانے سے پہلے کسی بھی ایک دو اہلِ علم حضرات کو بطورِ نقاد مقرر
فرما دیتے کہ وہ تقریر بغور سنیں اگر کوئی کمی بیشی محسوس کریں تو بعد از مجلس آپ
کو اس سے باخبر کریں۔ چنانچہ اگر کبھی اس قسم کا کوئی واقعہ پیش آتا تو آپ شرم
نہ فرماتے بلکہ اصلاحِ نفس و عوام کی خاطر بصد خوشی آئندہ مجلس میں اسکی درستی
فرما دیتے۔ سبحان اللہ اسکی مثال ملنا مشکل ہے کہ مختصر وعظ و نصیحت پھر اس
میں اتنی احتیاط، آج جبکہ کئی کئی گھنٹوں تک تقریروں کا سلسلہ قائم کیا جاتا
ہے اور خوب رطب و یابس ملا کر اس کام کو مصنوعی رونق دی جاتی ہے مگر

اس کا اہتمام نہیں کہ کوئی مقرّبین حضرات کو اُنکی غلطیوں سے آگاہ کرے۔

عرصہ دراز تک وعظ و نصیحت کا یہ سلسلہ اندرون بوہڑ گیٹ واقع مسجد حافظ صاحب والی میں قائم رکھا بعد میں جب طلباء و سالکین کی تعداد میں اضافہ ہوا تو آپ نے بیرون شہر محلہ قدیر آباد میں زمین خرید کر اپنی رہائش بھی اندرون بوہڑ گیٹ سے یہیں منتقل کی اور مسجد بھی تعمیر فرمائی پھر یہ سلسلہ یہیں شروع فرمایا لیکن معلوم رہے کہ ملتان، جھنگ، خیر پور شریف اور دوران سفر زیادہ تر آپ بجائے قولی کے عملی نصیحت سے لوگوں کو مستفید فرماتے یعنی آپکے نمونہ زندگی سے لوگ زیادہ متاثر ہوتے۔

روحانی تعلیمات کے علاوہ علوم متداولہ ظاہریہ کی تعلیم میں بھی آپ کی درسگاہ سے بڑے علماء فارغ التحصیل ہو کر مختلف مقامات پر علم و عمل کی روشنی پھیلانے میں مصروف ہوئے۔ صرف و نحو سے لے کر علوم جدیدہ تک کا درس آپ خود دیتے علم میراث میں آپ کا مدرسہ ایک سند کی حیثیت رکھتا تھا علاوہ ازیں جن علوم کی تعلیم و تدریس کے لئے حضرت محبوب اللہ خیر پوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کو خصوصی نصیحت فرمائی تھی انکو بڑی محبت، محنت اور جانفشانی سے دوسروں تک پہنچایا، چنانچہ آپ سرِّ دلبراں میں تحریر فرماتے ہیں:

"حضرت قبلہ محبوب اللہ خیر پوری رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے مجھے علم میراث کی تدریس کا حکم فرمایا تھا کیونکہ آپ نے خود مجھے یہ علم پڑھایا تھا۔ اسی طرح خلاصۃ الحساب، شرح چغمینی، بیست بابی و رسالہ ہائے اصطرلاب اور اس کے کرّہ جات بنانا اور زیچ و شرح ہدایۃ الحکمۃ و تحریر اقلیدس کی ترغیب دیتے اور وصیّت فرماتے ہوئے ارشاد فرماتے کہ یہ علوم متروک ہو چکے ہیں اور لوگ ان کے حصول میں سستی کرتے ہیں تم انہیں

خوب پڑھایا کرو۔ یہ بھی ایک وجہ تھی کہ حضرت اقدس کو یہ علوم خود بڑی دشواری اور محنت سے حاصل ہوئے تھے۔ لہٰذا اب پسند نہ فرماتے کہ کسی دوسرے کو بھی انکے حصول میں دشواری اور مشقّت ہو۔"

آپ کا طرزِ تعلیم نہایت سادہ تھا آپ کے فرزند اکبر کامل الحیاء والایمان حضرت مولانا محمد عبدالرحمٰن ملتانی ثم العربی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے تھے کہ حضورِ اعلیٰ رضی اللہ تعالےٰ عنہ کتب عربیہ و فارسیہ کا لفظی ترجمہ بیان فرما دیتے اور سوائے چند ایک مشکل مقامات کے ہر مقام پر تقریر و شرح بیان فرمانے کی عادت نہ تھی مزید فرماتے تھے جب میری ایک کتاب اختتام پذیر ہوتی تو دوسری لے آنے کا حکم فرماتے میں لے آتا اور سوچتا کہ پہلی کتاب پر مجھے مکمل عبور تو حاصل نہیں ہوا دوسری کس طرح سمجھوں گا الغرض جس قدر مجھے تعلیم دینا مقصود تھا آپ تعلیم فرماتے رہے۔ لیکن فی الفور اس کے برکات کا ظہور واقع نہ ہوتا تھا حتیٰ کہ میں بروز جمعۃ المبارک ایک مرتبہ شیخ الاسلام غوث المسلمین حضرت بہاؤ الدین زکریا ملتانی علیہ الرحمۃ کی زیارت کے لئے گیا تو کسی نے پوچھ لیا رَجُلٌ اسم مذکر ہے یا مؤنث تو میں اس کا جواب بھی نہ دے سکا۔ مگر جونہی مجھے کسی طالب علم کو کوئی کتاب تعلیم فرمانے کا حکم فرماتے میرے لئے اس میں کوئی مشکل باقی نہ رہتی مسائل اور عبارات مجھ پر روزِ روشن کی طرح واضح ہو جاتے۔ حضرت عربی غریب نواز کا علمی مقام کس قدر بلند تھا اس کا ذکر گلزارِ دوم چمن اوّل میں آئے گا انشاء اللہ العزیز۔ فقیر کاتب الحروف کہتا ہے کہ یہ حضورِ اعلیٰ رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا اپنا تصرّف تھا کہ جب تک اجازت نہ فرماتے شاگرد میں قوتِ ابلاغ پیدا نہ ہوتی اس میں چنداں فوائد پوشیدہ ہیں ایک یہ کہ اکثر دیکھا گیا ہے کہ ظاہری علوم کے حصول سے بعض دفعہ تکبّر پیدا ہو جاتا ہے جس کے ازالہ ہی کے لئے باطنی

علوم اور صحبتِ شیخ حاصل کرنا پڑتی ہے تو حضرت فانی فی اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نہ چاہتے تھے کہ انکے شاگردوں کے لئے ان کا علم وبال بنے۔ بلکہ جب ان کو باطنی علوم کا کچھ حصّہ آپ کے چشمۂ فیض سے مل جاتا تو انہیں اجازت فرماتے۔

علاوہ ازیں سلف صالحین میں بھی یہی طریقہ رائج تھا کہ سادگی سے صرف عبارت کا ترجمہ فرمادینے پر ہی کفایت کرتے تھے قطب الاقطاب حضرت شاہ کلیم اللہ جہاں آبادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے فرماتے ہیں جب میں مدینہ طیبہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام قطبِ مدینہ جناب شیخ المشائخ حضرت یحییٰ مدنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت اقدس میں پہنچا تو آپ "کنز الدقائق" دبروایت تکملہ سیر الاولیا "شرح وقایہ" تعلیم فرما رہے تھے طریقہ اتنا سادہ تھا کہ میں متاثر نہ ہوا، بلکہ سمجھا کہ حضرتِ قطب مدینہ کا علم سطحی ہے چنانچہ زیارت فیضِ بشارت سے محبت میں اضافہ کی بجائے کمی واقع ہوئی۔ فی الفور آپ کے تصرّفِ باطنی سے میرے سب علوم سلب ہو گئے۔ آنحضور نے فوراً میرے ہاتھ میں وہی کتاب دے دی۔ میں نے غور کیا تو معلوم ہوا کہ عبارت پڑھنا بھی میرے بس میں نہیں رہا۔ چنانچہ مجھے سخت ندامت ہوئی اور میں نے اپنے دل ہی دل میں اپنی خطاء کا اقرار کیا اور عرض کی الٰہی میری توبہ، الٰہی میری توبہ۔ چنانچہ حضرت قطب مدینہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی نظر کیمیا اثر سے مجھے میرے سلب شدہ علوم عفو تقصیر کے بعد عنایت فرما دیئے جس سے میرے علم کی جولانیاں عود کر آئیں۔ الحمد للہ علیٰ ذالک

باوجود سادہ طرزِ تعلیم کے آپ کی علمی شہرت کا سکّہ نہ معلوم کہاں کہاں تک مسلّم تھا کہ انسانوں کے علاوہ جنّات بھی آپ سے فیضیاب ہوتے تھے۔ اس بارہ میں مجھے اپنے پیر روشن ضمیر نے اپنے جدِ امجد حضرت مولیٰنا مفتی اعظم محمد عبد العلیم ملتانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے بارہ میں فرمایا کہ وہ فرمایا کرتے تھے جب میں اپنے جدِ امجد

حضورِ اعلیٰ رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے درسی علوم پڑھتا تھا تو متعدد ساتھی میرے ہم سبق رہتے تھے۔ ان میں ڈو ساتھی روزانہ آتے اور بعد از فراغ سبق فوراً غائب ہوجاتے۔ وہ میرے ہمسایہ تھے نہ ہی ہم وطن اور طرفہ تر یہ کہ آثارِ سفر سے بھی اُن پر کچھ نمایاں نہ ہوتا لہٰذا ایک روز میں نے ان سے انکی سکونت کے بارہ میں دریافت کیا تو اُنہوں نے کسی دُور دراز واقع ملک میں اپنی سکونت بتلا کر یہ انکشاف بھی کیا کہ ہم دونوں جِنّ ہیں اور حضرت محترم اُستاذ مکرم سے یہ اسباق پڑھ کر اپنے وطن واپس چلے جاتے ہیں۔ حضرت مفتی اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے تھے کہ اس کے بعد مجھے دورانِ سبق ان سے وحشت سی آتی تھی کہ غیر جنس کیساتھ بیٹھا سبق پڑھ رہا ہوں۔

محب اللہ المتعال خواجہ حافظ محمد جمال ملتانی کے خلیفہ مجاز جناب حضرت خواجہ حافظ محمد موسیٰ قریشی ملتانی علیہ الرحمۃ متوفی ۱۲۶۱ھ اپنے فرزند دلبند جناب حضرت حافظ خدا بخش ملتانی المعروف بہ محبوب اللہ ثانی ملتانی علیہ الرحمۃ م ۱۳۱۱ھ کی ظاہری علوم میں تکمیل سے پہلے ہی مرض الوصال میں مُبتلا ہوگئے تھے انہی دِنوں جبکہ آپ صاحب فراش تھے اپنے فرزند دلبند کو باقی علوم کے حصول کے لئے حضرت فانی فی اللہ حضور اعلیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حلقۂ شاگردی میں داخل ہونے کی وصیّت فرمائی۔ چنانچہ اپنے پدر بزرگوار کے وِصال پُر ملال کے بعد انکے فرمان ذیشان کے مطابق آپکے ہاں حاضر خدمت ہوکر زانوئے تلمّذ تہہ کیا ایک روز اثناء سبق آپ نے اپنے اُس نئے شاگرد رشید کو کسی غلطی پر زجر و توبیخ کی جس سے مولٰنا موصوف دل آزردہ ہوئے اور رنجیدہ خاطر ہوکر اپنے گھر تشریف لے گئے حتیٰ کہ دوسرے روز پڑھنے کی خاطر بھی آنے کی تکلیف گوارا نہ کی۔ ایک دو راتیں ہی گزری تھیں کہ انکے پدرِ بزرگوار علیہ الرحمۃ انکے خواب میں تشریف لائے اور سخت تنبیہہ فرمائی

حضورِ اعلیٰ حضرت فانی فی اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت بابرکت میں حصولِ علم کے لئے حاضری کو لازم پکڑو اور اسی رات ہی آپ سے بھی عالم رؤیا میں ملاقی ہوئے اور ارشاد فرمایا کہ میں نے اپنے بیٹے کو سختی سے تاکید کر دی ہے وہ صبح سویرے انشاء اللہ العزیز حاضرِ خدمت ہوں گے آپ بھی براہِ کرم شفقت و مہربانی سے انکی تعلیم و تربیت میں کوشاں رہیں۔ چنانچہ صبح جب حضرت محبوب اللہ ثانی صاحب علیہ الرحمۃ حاضر خدمت ہوئے تو حضورِ اعلیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا مولانا کسی کے بھیجنے سے آئے ہو نہ کہ اپنی مرضی سے۔

اسی طرح تذکرہ اولیائے ملتان میں آپ کے تلامذہ کے تحت حضرت قطب العاشقین خواجہ غلام فرید صاحب کوٹھی علیہ الرحمۃ کا ذکر کیا گیا ہے میں نے اس روایت کی صحّت کے بارہ میں زیب آستانہ عالیہ حضرت مولینا محمد عبداللطیف دامت برکاتہم العالیہ سے پوچھا تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ بچپن سے یہ آواز کانوں میں پڑتی رہی ہے مگر کوئی یقینی بات اپنے بزرگوں سے سُنی یاد نہیں ایسا ہو تو بھی ممکن ہے نہ ہو تو بھی حضورِ اعلیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تبحّرِ علمی جو مسلّم تھا اس میں فرق نہیں پڑتا۔ فقیر کاتب الحروف نے اسی تحقیق کے لئے اشاراتِ فریدی المعروف بہ مقابیس المجالس کی پانچوں جلدوں کا مطالعہ کیا مگر یہ ذکر نہ ملا۔ واللہ تعالےٰ اعلم بالصواب۔

بہرحال گذشتہ حکایت سے میری مراد یہ بیان کرنا تھا کہ آپ کے چشمۂ فیض سے عوام ہی نہیں بلکہ خواص بھی سیراب ہوتے رہے بلکہ بڑے بڑے مشہور زمانہ بزرگ اپنی اولاد اور اپنے عزیزوں کے لئے آپ کو استاذ مقرر کرتے رہے چنانچہ چمنِ دوم میں حضرت محبوب اللہ خیر پوری رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی طرف سے حضرت شاہزادہ

تونسوی علیہ الرحمۃ کی تعلیم کے لئے آپ کی تقرری لکھ آیا ہوں۔ اسی طرح حضرت شیخ نجم الدین معروفی کرخی م ۱۳۱۲ھ سجادہ نشین حضرت خواجہ گل محمد احمد پوری علیہ الرحمۃ بھی آپ کے زیرِ تربیّت رہے چنانچہ اس کا اظہار انہوں نے تکملہ سیر الاولیاء فارسی ص۱۳۴ مطبوعہ دہلی پر حاشیہ بعنوان حضرت مولوی صاحب شیخ المشائخ مولٰنا خدا بخش صاحب خیر پوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ لکھتے ہوئے اس طرح کیا ہے "نیز خلفای و یاران ایشان حضرت مولوی صاحب فیاضی مولوی محمد عبید اللہ صاحب ملتانی کہ پیر صحبت این فقیر اند و حضرت.... الخ"

ترجمہ: نیز حضرت محبوب اللہ خیر پوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خلفاء اور دوستوں میں مجھے فیض پہنچانے والے مولوی محمد عبید اللہ صاحب ملتانی جو اس فقیر کے پیر صحبت بھی ہیں اور حضرت..... الخ"

چنانچہ حضرت محبوبؒ اللہ خیر پوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خلفاء کا ذکر نام بنام کرنے کے بعد انہوں نے صرف حضور اعلیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خلفاء کے اسماء گرامی بھی لکھے ہیں شاہزادگان مہاروی علیہم الرحمۃ کی وصیّت کے بارہ میں عنقریب جو کچھ لکھ چکا ہوں وہ بھی آپ کے علوِ شان پر دال ہے۔

فقیر کاتب الحروف کے استاذ مکرم جناب مستغنی عن الالقاب حضرت خواجہ مولٰنا حافظ محمد عبد العلی صاحب دامت برکاتہم العالیہ بیان فرماتے ہیں کہ مَیں ایک مرتبہ حضرت شیخ الاسلام محمد قمر الدین سیالوی علیہ الرحمۃ کی زیارت فیض بشارت سے مشرف ہوا تو انہوں نے حسبِ عادت کریمانہ مجھے اپنا تعارف کرانے کا حکم فرمایا تو مَیں نے حضور اعلیٰ اور اپنے جدِ امجد رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی نسبت سے تعارف کرایا تو حضرت شیخ الاسلام نور اللہ تعالیٰ مرقدہٗ سرّ قد

تعظیم کے لئے کھڑے ہو گئے اور ارشاد فرمایا ہمارے حضرت اعلیٰ شمس العارفین حضور خواجہ شمس الدین سیالوی علیہ الرحمۃ اپنی اولاد کو تاکید فرمایا کرتے تھے کہ جب کبھی آپ کے علاقہ سے حضور اعلیٰ حضرت فانی فی اللہ مولینا محمد عبید اللہ ملتانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی پالکی مُبارک گزرے یا قرب وجوار میں تمہیں انکا قیام معلوم ہو جائے تو تم ضرور انکی صحبت و زیارت سے مستفیض ہوا کرو پھر آپ کے فضائل بھی شُمار کرواتے ۔ سچ ہے ولی را ولی مے شناسد یعنی ولی کو ولی ہی پہچانتا ہے

سُبحان اللہ، شمس العارفین ہی کیا ان کے پیر و مُرشد خواجہ خواجگان قبلہ شاہ محمد سلیمان تونسوی علیہ الرحمۃ کی جناب میں بھی آپ کو خصُوصی مقام حاصل تھا جیسا کہ " فوز المقال فی خلفائے پیر سیال " مطبوعہ کے ص ۳۰ کی اس عبارت سے ظاہر ہے ۔

" حضرت خواجہ خواجگان قبلہ شاہ محمد سلیمان تونسوی قدس سرہٗ ملتان شریف میں خواجہ عُبید اللہ ملتانی قدس سرہٗ کے ہاں تشریف فرما تھے ۔ حضرت قبلہ شمس العارفین بھی اس سفر میں ہمراہ تھے ۔ مسجد کے ایک جانب حضرت قبلہ تونسوی اور دوسری جانب حضرت شمس العارفین بیٹھے تھے ۔ خواجہ عُبید اللہ ملتانی نے حضرت خواجہ شمس العارفین سیالوی کو فرمایا آپ درود کبریت احمر بھی پڑھا کریں ۔ حضرت خواجہ شمس العارفین نے جواباً فرمایا مَیں تو وہی کچھ پڑھوں گا جو میرے پیر و مُرشد فرمائیں گے ۔ حضرت قبلہ ملتانی نے فرمایا ۔ ان سے عرض کر دیتے ہیں ۔ چُنانچہ انکی خدمت میں عرض کیا گیا تو آپ نے دَرود کبریت احمر پڑھنے کی اجازت عطا فرمائی یہی وجہ ہے کہ حضرت خواجہ شمس العارفین کے تمام خُلفاء میں

درود کبریت احمر شاملِ وظائف ہے۔"

ایک دفعہ غوثِ زماں حضرت اعلیٰ تونسوی علیہ الرحمۃ کے گنبد کے زیرِ سایہ حضور شیخ الاسلام سیالوی علیہ الرحمۃ نے میرے انتہائی محسن جناب شیخ غلام محمد نظامی کو فرمایا "جمعیت علماء پاکستان نے ۱۹۷۰ء کے الیکشن میں جھنگ کی سیٹ پر کرنل عابد حسین (والد عابدہ حسین) کے مقابلہ میں مہر غلام حیدر بھروانہ کو ٹکٹ دیا، جو بھاری اکثریت سے کامیاب ہوا بہر حال اسی کمپین کے دَوران نگر نگر جانے سے ہمیں معلوم ہوا کہ یہاں ملتان شریف کے خاصے والے پیر حضور اعلیٰ فانی فی اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گہرے رُوحانی اثرات ہیں۔ ہمارے کام کا تو نام ہی ہو گیا۔ در حقیقت یہ شاندار تاریخی کامیابی ہمیں حضور فانی فی اللہ ملتانی کی روحانی برکتوں سے نصیب ہوئی اور ثابت ہو گیا کہ جھنگ میں سُنّی پاور کو سُپر پاور کی حیثیت آپ ہی کے جہاد کے ثمرہ میں عطا ہوئی اور آپ ہی مسلمانانِ جھنگ وسیال کے محسن و ہمدرد تھے"

حضرت محبّ اللہ باکمال خواجہ حافظ محمد جمال ملتانی کے عرس مبارک پر محفل شریف میں حضرت خواجہ محمد غوث مہاروی علیہ الرحمۃ م ۱۳۹۶ھ میر مجلس کے طور پر رونق افروز تھے۔ مدرسہ رحمانیہ کے طلباء و خانقاہ عبیدیہ سے حاضر ہونے والوں کو اس پُر کشش صُورت نے دعوت دی کہ زیارت سے مشرّف ہوا جائے چنانچہ ان طلباء نے حافظ احمد بخش تونسوی صاحب اور مولوی محمد عثمان صاحب سیشن جج کے ہمراہ آپ کے مکان پر حاضری کی سعادت حاصل کی اور قدمبوس ہوئے تو آنجناب والاصفات نے حضرت شیخ غلام محمد نظامی صاحب سے پوچھا برخوردار کہاں سے آئے ہو انہوں نے عرض کی حضور! حضرت مولانا محمد عبید اللہ ملتانی قدس سرہ کی خانقاہ شریف سے تو آپ نے دونوں ہاتھ ادباً اپنی جبینِ ناز پر رکھتے ہوئے سلام کیا اور فرمایا: " او تاں کامل اکمل جنڑا ہا "۔ یعنی وہ تو

کامل بلکہ انتہائی کامل ولی اللہ تھے۔ خانقاہی نظام میں سُنیّت کی بہار آپ کی مرہونِ منت ہے پھر فرمایا "مڑ دردی ہے غلام دا سلام عرض کرنڑاں نالے کھنڑاں"۔ یعنی حاضرین کو قسم دیکر فرمایا کہ میرا سلام انہیں ضرور پہنچانا اور یہ بھی عرض کرنا" اساں بھُل جاندے ہیں تُسی یاد کریندے ہو۔" یعنی ہم اگرچہ بھول جاتے ہیں مگر آپ کی مہربانی ہے کہ یاد فرما لیتے ہیں۔

فقیر کاتب الحروف کہتا ہے کہ ممکن ہے آپ نے سلام خود حضور اعلیٰ کے نام دیا ہو یا اُس زمانہ میمونہ کے سجادہ نشین حضور قبلہ ام کے نام کا دیا ہو۔ واللہ تعالےٰ اعلم

حضور اعلیٰ کی پُشت سے تیسری جگہ جناب مولانا محمّد عبدالقدوس صاحب نے ایک مرتبہ صدر المشائخ حضرت خواجہ نظام الدین تونسوی علیہ الرحمۃ م ۱۳۸۵ھ کی خدمت میں اپنے صاحبزادگان کے لئے راہ راست پر ثابت قدمی کی دعا کرائی۔ تو آپ نے فرمایا "سائیں والوں کا مال کوئی نہیں لوٹ سکتا آپ کے بزرگ حضور اعلیٰ مولٰنا محمد عبیداللہ ملتانی تو حضرت محبوب اللہ خیر پوری قدس سرہ کے خزانہ کے مالک ہیں آپ کے بچّوں کا کوئی بال بیکا نہیں کرسکتا۔

ع ہر ولی را نوح کشتیباں شناس

یعنی ہر ولی کو سیدنا حضرت نوح علیہ السلام کی طرح (اپنے متوسلین کا) کشتی بان سمجھئے اور یہاں (آپ کے خاندان میں) تو اولیاء کی قطار ہے انشاء اللہ العزیز انہیں شتر بے مہار نہ بننے دے گی۔"

مندرجہ بالا تینوں روایات چونکہ ماضی قریب کے اِن تین کامل شخصیتوں کے اکابرین اور خود ان کے ساتھ، حضور اعلیٰ اور انکے خاندان عالیشان کے بہتر روابط کی آئینہ دار تھیں لہذا یہیں درج کر دیا کہ ان عارفینِ کاملین نے یقیناً اپنے اکابرین سے حضور اعلیٰ کی گوناں گوں صفاتِ حمیدہ سنکر ہی یہ تاثر ظاہر کیا تھا۔

مجھے یہ تینوں روایات جناب حضرت شیخ غلام نظامی صاحب نے بیان فرمائیں۔

زیبِ آستانہ عالیہ حضرت قبلہ میاں صاحب مدظلہم العالے نے ارشاد فرمایا کہ جناب حکیم شیر محمد صاحب ملتانی بیان کرتے تھے کہ ہمارے بزرگوں میں کوئی صاحب چند اختلافی مسائل کاغذ پر لکھ کر آنجناب حضورِ اعلیٰ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ہر مسئلہ کا جواب علیحدہ علیحدہ پوچھتے رہے مسائل اتنے اہم نہ تھے لیکن عوامی حلقوں میں اختلافات کی بنیاد پر لوگ انہیں بہت اہم سمجھنے لگے تھے اس لئے آپ نے مختصر جوابات مرحمت فرمادیئے اور زیادہ تفصیل میں نہ گئے انہوں نے کچھ بحث کا انداز اپنانا شروع کیا۔ آپ نے فرمایا مولوی صاحب مسائل عمل کرنے کے لئے پوچھے جاتے ہیں نہ کہ نکمّی بحث اور وقت ضائع کرنے کے لئے، اُنہوں نے کچھ نہ سُنا اور پھر اپنی بے فائدہ گفتگو شروع کردی آپ چونکہ اوقات کی بڑی نگہبانی فرماتے تھے۔ لہذا مولوی صاحب کو آپ نے ہلکا سا تھپیڑ رسید فرمادیا جس سے وہ اسوقت تو دِل برداشتہ ہو کر چلے گئے مگر بعد میں فرمایا کرتے تھے کہ مَیں نے ان مسائل کی تحقیق کے لئے بہت سے علماء کے پاس حاضری دی اور وقت لگایا مگر نتیجہ نہیں نکلا تو یقین ہو گیا کہ حضورِ اعلیٰ رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا فرمان ذیشان دُرست تھا کہ ان اختلافی مسائل میں وقت خرچ کرنا اکثر اوقات بے سُود ہوتا ہے۔ اس کے بعد جناب حکیم شیر محمد صاحب نے فرمایا کہ آخر حضورِ اعلیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ غوث زمان تھے (انکی بات حق کیوں نہ ہوتی) حضور زیبِ آستانہ عالیہ مدظلہم العالے فرماتے ہیں، مَیں نے حکیم صاحب سے حضور خواجہ غریب نواز کے بارہ میں پوچھا تو فرمایا "ولی مادر زاد تھے" پھر مَیں نے زبدۃ المحققین حضرت قبلہ مفتی اعظم ہند کے بارہ میں پوچھا تو فرمایا "عالم بے مثال تھے"

اسیطرح حضرت خواجہ شمس العارفین سیالوی کے ملفوظات شریفہ مرآۃ العاشقین

ہیں حضرت خواجہ صاحب سیالوی علیہ الرحمۃ کا اپنی مجالس میں حضورِ اعلیٰ رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے قولِ مبارک کو نقل فرمانا اسی چمن کے شروع میں بعنوانِ سلاسل حسب لکھ آیا ہوں ۔ اسی طرح اپنے ہم عصر دیگر بزرگوں مثلاً جامی دوران حضرت خواجہ منشی غلام حسن شہید و حضرت غوث زماں خواجہ قاضی محمد عیسیٰ خانپوری وشاہ مرداں حضرت مولٰینا علی مردان اویسی ملتانی وغیرہم رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہم اجمعین سے آپکے روابط کا سلسلہ نہایت خوشگوار تھا بحمدہ تعالےٰ آپ کی علمی روحانی قابلیت سب حضرات کے نزدیک مسلّم تھی ۔

ملتان جنت نشان وجھنگ مگھیانہ و دیگر علاقوں میں جہاں آپ کا تعلق تھا، آپ کا مدرسہ یہاں کے باشندگان کے نزدیک فتویٰ کے لحاظ سے مرکزی حیثیت کا حامل تھا آپ کی بعض تصانیف کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اپنے زمانہ کے مایہ ناز بزرگان وعلماء کرام کی خواہش اور درخواست پر آپ نے وہ کتابیں تصنیف فرمائیں جس سے طبقہ علماء میں آپکے بلند پایہ علمی مقام کا اندازہ کیا جاسکتا ہے ــــ بروایت "فقہائے ملتان" تیرھویں صدی ہجری کے آخری دور میں ملتان میں فقہ اسلامی کے چار چاند، مولانا علی مردان صاحب وحضرت خواجہ عُبیداللہ صاحب و مولانا خدابخش صاحب اور غلام حسین شاہ صاحب قاضی مظفر گڑھ مشہور تھے

حاضری اعراس مبارکہ ومعمول بہ سفر: پیرانِ کبار سلسلہ عالیہ علیہم الرضوان کے اعراس مبارکہ پر آپ دل وجان سے حاضر ہوتے محافلِ سماع میں شرکت فرماتے اور انتظامی اُمور میں حصہ لیتے ۔حضرت محبوب اللہ خیرپوری رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی حیاتِ طیبّہ میں خیرپور شریف حاضری کا معمول نقل کر آیا ہوں البتہ بعد از وفات

حسرت آیات حضرت اقدس نوراللہ تعالےٰ مرقدہٗ آپ کا دربارہٗ حاضری خیر پور شریف کیا معمول تھا اس کا ذِکر کہیں نہیں ملا۔ البتہ خاندان عالیشان میں یہ بات زبان زد عام ہے کہ آپ فرمایا کرتے تھے کہ خیر پور شریف میرا آنا جانا ہل پر چلنے والے بیل کے چکر کی مثل ہے جس سے حاضری کی کثرت کی طرف اشارہ ملتا ہے کہ میرے لئے خیر پور شریف پہنچنا بیل کے ایک چکر کے مترادف ہے یا یہ کہ جدھر بھی سفر کو نکلتا ہوں گھوم گھما کر خیر پور شریف کی حاضری کو سعادت سمجھتا ہوں۔ آپ کسی بھی ضرورت کے وقت خیر پور شریف جا کر وہاں کی خاک کو سرمہ بناتے اور وہاں کی سرزمین کا بوسہ لے کر اپنا مطلوب پاتے چنانچہ تذکرہ عُبیدیہ میں ہے ؎

گاہ بامطلوب خود خیر پور باشد قرین ؞ سرمہ داند خاک کویش بر درش بوسد زمین

خیر پور شریف اس عمومی حاضری کے علاوہ بر موقع عرس مبارک آپ تاحیات بڑی پابندی سے ۱۲۵۱ھ کے بعد سے ۱۳۰۵ھ تک کا دراز عرصہ حاضری دیتے رہے۔ اس سالانہ سفر کا معمول یہ تھا کہ آپ گھر سے برائے شرکت عرس مبارک حضرت حامی دوران جناب منشی غلام حسن شہید علیہ الرحمۃ ملتانی ۱۶ محرم الحرام کو تشریف لے جاتے پھر یہیں سے ہی بذریعہ پالکی جسے خاصہ یا پنگھوڑہ بھی کہتے ہیں ، عازم خیر پور شریف ہوتے اور عرس شریف شروع ہونے سے چند روز قبل یا بروقت خیر پور شریف پہنچ جاتے ۔ یہاں اکثر حضرات جو آپکی بیعت سے مشرف ہو چکے تھے آپکی آمد کے منتظر رہتے اور وقت معلوم کر کے شہر سے باہر نکل کر آپ کا استقبال فرماتے جوق در جوق لوگ راستوں پر آپ کے دیدارِ فیض آثار کے لئے قطار بنائے یہ منظر پیش کر رہے ہوتے تھے ؎

ہمہ آہوان صحرا سر خود نہادہ برکف ؞ بہ اُمید آنکہ روزے بہ شکار خواہی آمد

ترجمہ:۔ صحرا کے تمام ہرن اپنے سر ہتھیلی پر لئے کھڑے ہیں اس اُمید پر کہ کبھی تو محبوب ان کے شکار کے لئے تشریف لائے گا۔

اور تشریف آوری پر "چشمِ ما روشن دل ما شاد" کہتے ہوئے حاضرین زبانِ حال سے کہہ رہے ہوتے تھے ؎

آنا تیرا مبارک اے جاہ و شان والے ؛ خیر البلاد والے خوش ہیں جہان والے

اسطرح آپ بڑی شان و شوکت سے خیر پور تشریف لے جاتے۔

حضرت فانی فی اللہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ بوجہ غلبۂ محبت باپیر روشن ضمیر خود انکے عرس مبارک پر تین دن کم از کم یا اس سے زائد بھی حاضری دیتے جب کہ دادا پیر حضرت خواجہ حافظ محمد جمال ملتانی رضی اللہ عنہ کے عرس مبارک میں دو دن اور خواجہ حافظ محمد موسیٰ قریشی ملتانی و حضرت مولانا علی مردان اویسی ملتانی و حضرت منشی غلام حسن شہید ملتانی علیہ الرحمۃ کے اعراس مبارکہ میں ایک ایک دن شمولیت فرماتے چنانچہ آج تک آپکی اولاد کا بھی یہی معمول ہے، حق تعالےٰ ہم سب کو اپنے اپنے پیر روشن ضمیر سے محبتِ کاملہ صادقہ عطا فرما کر مُستفید و مستفیض فرمادیں۔ آمین

اور یہ بھی منقول ہے کہ آپ اپنی اولاد امجاد کو وصیّت فرمایا کرتے تھے کہ میرے پیر روشن ضمیر کے عرس مبارک پر چھوٹے بڑے سب کے سب حاضری دیا کرو۔

نقل ہے کہ ہر عرس مبارک پر آپ برائے ایصالِ ثواب حضرت محبوب اللہ خیرپوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کلام اللہ شریف کا ایک ختم باوجود مصروفیات کے خود بھی فرماتے، مثنوی تذکرہ عبیدیہ میں ہے ؎

میرود ہر سال از بہر زیارت پیر خویش ؛ برمزارش عرس میسازد با تدبیر خویش
صد ہزاراں خلق میگردند ازوی بہرہ مند ؛ از طعامش و از کلام پر زحکمت وعظ وپند
می نشیند در حضورش خواجہ عبدالمجید ؛ شکر می گوید کہ ابر فضل حق برما رسید
مولوی عبدرحمان باادب شیند حضور ؛ کز حیاؤ حلم گشتہ ہمچو عثمان پر زنُور

ترجمہ :- آپ ہر سال اپنے پیر روشن ضمیر کی زیارت کے لئے (خیر پور شریف) تشریف لے جاتے۔ انکے مزار مبارک پر اپنی تدبیر سے عرس مبارک کرتے لاکھوں مخلوق (کثیر مقدار میں لوگ) آپکے پُر حکمت اور وعظ و نصیحت پُر مشتمل کلام اور لنگر شریف سے مُستفید ہوتے آپکی خدمت میں خواجہ عبدالمجید صاحب آکر بیٹھتے اور شکر خداوندی بجالاتے کہ حق تعالٰی کے فضل کا بادل ہم پہ پہنچا ہے۔ اسی طرح مولوی عبدالرحمٰن صاحب جو حلم و حیا میں حضرت امیرالمومنین ذوالنورین سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالٰی عنہ کی مثال تھے بھی حاضر خدمت ہو کر باادب بیٹھتے۔

پاک پتن شریف اور چشتیاں شریف کے اعراس مُبارکہ میں باقاعدہ شمولیت آپ کے معمولات میں شامل نہ تھی۔ اور اجمیر شریف دہلی شریف اور دیگر مشائخ چشت علیہم الرضوان کے دُور دَراز علاقوں میں موجود مزارات شریفہ پر حاضری کی کوئی روایت نہیں ملی۔

دورانِ سفر جہاں کہیں اولیاءِ کرام علیہم الرحمۃ کے مزارات ہوتے وہاں فاتحہ خوانی ایصال ثواب کے علاوہ حاضری کا شرف حاصل فرماتے چنانچہ ٹبہ سلطانپور میلسی وغیرہ کی طرف جاتے ہوئے ایک مرتبہ حضرت الشیخ مخدوم عبدالرشید حقانی علیہ الرحمۃ جن کا مزار مبارک اُن دنوں ایک عام قبرستان میں درختوں کے درمیان واقع تھا اور اسپر کوئی قبہ بنا ہوا نہ تھا کی زیارت فرما کر ایصالِ ثواب کرتے ہوئے فرمایا انکے مزار مبارک پہ اگر قبہ نہیں بنا ہوا تو کیا انکا مقام حضرت غوث المسلمین شیخ الاسلام بہاؤالدین زکریا ملتانی علیہ الرحمۃ سے کم ہے مراد یہ کہ قبہ کا تعلّق نفع رسانی کے سلسلہ میں زائرین و حاضرین سے ہے نہ کہ صاحبِ مزار سے یعنی اب ہم فاتحہ خوانی کو آئے ہیں تو محض

انکی بُزرگی کو دیکھ کر نہ کہ قبہ دیکھ کر، اس میں ان معترضین کے اعتراض کا رَدّ موجود ہے جو کہتے ہیں کہ قبہ حصولِ شہرت کے لئے بنایا جاتا ہے ۔جہاں بھی قبہ بنا دو لوگ آنے لگیں گے حالانکہ ایسا نہیں ۔ واللہ اعلم ۔

ملتان دارالامان آپ کا وطن اصلی تھا اور جھنگ مگھیانہ میں حضرت محبوب اللہ خیر پوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اشارہ پاکر آپ نے آمدورفت شروع فرمائی حتیٰ کہ وہاں ازدواجی تعلّق قائم فرمایا اور مسجد شریف بھی تعمیر کی جس کی تفصیل پہلے گزر چکی ۔بہر حال یہ دونوں مقامات چونکہ آپ کے مراکز رشد و ہدایت تھے اور اسلئے بھی کہ دونوں مقامات پر آپ کے پردہ خانہ موجود تھیں آپ برابر برابر وقت گزارتے بہ اختلاف روایات دو دو تین تین اور چھ چھ ماہ دونوں مقامات کو رونق بخشتے ۔ زیادہ رِوایات چھ ماہ یا ایک سو اسی دن کی ہیں جو صحیح معلوم ہوتی ہیں ۔مَیں نے حضور زیبِ آستانہ عالیہ منبع علوم لدنیہ سے پوچھا کہ آخر اس معمول بہ سفر کی وجہ سے درسی کتب پڑھنے والے طلباء کرام کی تعلیم میں حرج آتا ہوگا تو فرمایا اس زمان سعادت نشان میں دین کیخاطر یہ سفر بھی معمول بہ تھے لہذا یا تو طلباء آپ کے ہمراہ سفر کرتے ہوں گے یا آپ کسی کو انکی تعلیم کے لئے مقرر فرماتے ہوں گے ۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب ۔

یہ سفر بھی آپ بذریعہ پالکی فرماتے ملتان سے جھنگ کے درمیان اکثر قصبہ جات جو آپ کی گزرگاہیں تھیں میں تبلیغ دین کا فریضہ احسن طریق پر انجام دیا، جو بے حد مؤثر ثابت ہوا ۔ ملتان دارالامان یا جھنگ مگھیانہ جہاں بھی قیام پذیر ہوتے دُور دَراز سے مخلوق خداوندی آکر فیضیاب ہوتی ۔مثنوی تذکرہ عُبیدیہ میں ہے ۔

ہست دولت خانہ اش مگھیانہ ہم ملتان شریف بہر عدل و تسویہ در ہر دو جائے باشد الیف
گاہ مگھیانہ منوّر سازد از نورِ وصال گاہِ ملتان راخدا بخشد ازو حسن و جمال
گاہ ملتان راکند یک روضۂ خلد برین شمس گاہی بر فلک باشد گہی زیر زمین

ہر کجا تابد سراج حق کجا ماند ظلام گہ براہی ہمچو ماہی نور بخش خاص و عام
حسبۃً للہ تا دین خدا یابد وفور آمرِ معروف ناہی منکر اندر ہر امور

ترجمہ:- حضور اعلیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا دولت خانہ ملتان شریف اور مگھیانہ میں ہے۔ عدل و تسویہ (برابری و انصاف) کی خاطر دونوں مقامات سے اُلفت فرماتے کبھی مگھیانہ کو اپنے وِصال کے نُور سے منور فرماتے اور کبھی خدا تعالےٰ ملتان کو انکے قدوم میمنت لزوم سے حُسن و جمال بخشتے، کبھی ملتان شریف کو روضۂ خلد بریں بناتے، شمس (ولایت) کبھی آسمان پر طلوع ہوتا اور کبھی زیر زمین کبھی چاند کی مثل راستوں پر ہی عام و خاص کو نور (ہدایت) بخشنے کے لئے رونق افروز ہوتے۔ جہاں بھی اللہ تعالےٰ کی ہدایت کا سورج چمکنے لگتا ہے۔ وہاں (گمراہی) کا اندھیرا نہیں رہتا۔ ہر کام میں نیکی کا حکم فرمانے اور بُرائی سے روکنے کا کام صِرف اللہ تعالیٰ کی رضا اور طلب ثواب کی خاطر فرماتے تاکہ خدا تعالےٰ کا دین رونق پائے۔

ایک ہندی شاعر نے بھی اپنے کلام میں اس طرف اشارہ کیا ہے۔

وِچ ملتان دے جھن ٹکانڑے
یا وَت رہندے وِچ مگھیانڑے
حق شرع انصاف کون جانڑے

چشتی مَرد فرید دا ثانی ❊ خواجہ عُبیداللہ ملتانی

ملتان اور جھنگ کے علاوہ آپ پنجاب کے دیگر اضلاع میں بھی متوسلین کی فرمائش پر تشریف لے جاتے اور فریضۂ تبلیغ اَدا فرماتے۔ بہاولپور، احمد پور شرقیہ مظفر گڑھ، علی پور، احمد پور سیال، شورکوٹ، حویلی شیخ راجو اور ان کے قرب و جوار میں وسیع علاقہ کے لوگ آپ کی تربیت اور حُسن صحبت سے فیضیاب

ہوئے۔ خوشاب، سرگودھا، میانوالی، رحیم یارخان کے اضلاع ہیں اگرچہ آپکے تشریف لے جانے کی کوئی صحیح روایت نہیں ملی تاہم یہاں بھی آپ کے متوسّلین کی کافی تعداد موجود تھی انہی علاقوں میں بعض کو شرفِ اجازت سے بھی ممتاز فرمایا تفصیل اپنے موقعہ پر انشاء اللہ العزیز درج کی جائے گی۔

عزتِ سلسلہ عالیہ: آپ کو جمیع پیرانِ سلسلہ عالیہ علیہم الرضوان سے بے حد محبّت و عقیدت تھی۔ انکی تعلیمات کو اپنے لئے مشعلِ راہ سمجھتے۔ انکے عقائد و افکار کو ہر لحاظ سے دُرست سمجھتے اور انکے معمولات کو حرزِ جان بناتے۔

دورانِ سفر آپ سلطان العاشقین حضرت خواجہ سلطان باہو علیہ الرحمۃ جو سلسلۂ عالیہ قادریہ کے مشہور بزرگ ہیں، کے مزار پُرانوار سے گزرتے تو حاضری نہ دیتے اگرچہ آپ اُنکی وِلایت کے قائل تھے۔ کسی نے سبب پوچھا تو فرمایا کہ حضرت موصوف علیہ الرحمۃ سے ہمارے سلسلۂ عالیہ کے عظیم روحانی پیشوا زہد الانبیاء سلطان المتوکلین حریق المحبّۃ حضرت شیخ فریدالدین محمد مسعودؒ الاجودھنی گنجشکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارہ میں کچھ کلمات ناہنجار سرزد ہوئے ہیں (اگرچہ حالتِ سکر و مستی میں وارد ہوئے ہیں جو قابلِ مواخذہ نہیں) تاہم مجھے ناگوار گزرے ہیں اور اب عزتِ سلسلۂ عالیہ مجھے اجازت نہیں دیتی کہ حاضری دوں تفصیل بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ حضرت موصوف نے ایک بار فرمایا تھا "اگر حضرت بابا فریدالدین محمد مسعود گنجشکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہمارے دَور میں ہوتے اور ہمارے حلقہ ارادت میں داخل ہوتے تو ہم انکو ایک ہی نظر میں منزلِ مقصود تک پہنچا دیتے اور انہیں اسقدر مجاہدات، ریاضات اور تکالیف میں نہ ڈالتے۔" حضور اعلیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے کہ "یہ کلام صرف حضرت شکربار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان پر نہیں بلکہ انکے پیر و مرشد شہید محبّت حضرت خواجہ

قطب الدین بختیار اوشی کاکی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان عالی پر بھی اثر انداز ہوتی ہے کہ وہ بھی ایک نظر میں اپنے محبوب خلیفہ کو اس مقام پر نہ پہنچا سکے جس پر وہ اس مُشقّت کے بعد پہنچے۔ ایک روایت، یہ بھی ملی ہے کہ اس کے بعد آپ نے اِرشاد فرمایا اگر سلطان العاشقین سلطان باہو علیہ الرحمۃ اب میرے پاس تشریف لادیں تو میں اُنہیں اُنکے اور حضرت شکر بار غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مقام کا فرق دِکھا دوں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ مرأۃ العاشقین ملفوظات حضرت شمس العارفین شمس الدین سیالوی علیہ الرحمۃ میں بھی یہ تذکرہ مِلتا ہے اُنہوں نے تاویل فرمائی ہے کہ مست لوگوں کے اقوال و افعال قابلِ مؤاخذہ نہیں ہوتے تاہم اُنکو شکر بار حضرت بابا صاحب غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مقام سے کیا نسبت بلکہ ان سے فیض پانیوالے بھی سب پر سبقت لے گئے ہیں

آپ کے ہم زماں عالم خلیل الرحمٰن خوشابی نے حضرت محبوب اللہ خیر لوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مشہورِ زمانہ تصنیف "توفیقیہ شریف" برمسئلہ وحدت الوجود کی رَد میں ایک کتاب لکھی چُونکہ اُنکے نزدیک اس کتاب میں موجود تمام مسائل حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی علیہ الرحمۃ کے نظریات و افکار کے خلاف تھے لہذا اُنہوں نے ادب کا دامن ہاتھ سے چھوڑتے ہوئے اپنی تحریر میں حضرت محبوب اللہ خیر لوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کلام کو جا بجا اسطرح نشانہ بنایا کہ حضرت مجدّد صاحب علیہ الرحمۃ نے تو یوں فرمایا مگر (حضرت فخر العاشقین محبّ المساکین محبوب اللہ مولانا) مولوی خدا بخش خیر پوری (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے یوں لکھا۔ یہ بھی معلوم رہے کہ خلیل الرحمان خوشابی کے علاوہ مولوی غلام محی الدین نقشبندی نے بھی آپکی ذات بابرکات پر اپنے چند عالم ساتھیوں سمیت فتویٰ کفر کا بھی صادر کر دیا، مگر جب تصدیق کے لئے حضرت خلیفہ صاحب غلام اللہ لاہوری کو پیش کیا گیا تو اُنہوں نے توفیقیہ شریف کا مطالعہ فرما کر فرمایا اگر اس کتاب کے فاضل مصنف کو کافر کہہ دوں

تو مسلمان کہاں سے لاؤں گا جیسا کہ اشاراتِ فریدی جلد چہارم مقبوس نمبر ۱۳ میں مُفصّل ذِکر موجود ہے ۔ الغرض حضور اعلیٰ رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی نگاہ اس کتاب پر پڑی تو آپکی رگِ چشتیائی میں بھی حد درجہ تک جوش آیا۔ آپ نے بھی اسکے رَدّ میں ایک رسالہ "اعانۃ المریدین فی رَدّ الشیاطین والمعاندین" تصنیف فرمایا جس کا تفصیلی ذکر چمن خامس میں آپ پڑھیں گے۔ الغرض اس کتاب میں ایک مقام پر بڑے واضح الفاظ میں تحریر فرمایا :

"چندیں ہزار ہمچوں مجدّد کہ مستند تست قربان برآں یگانہ روزگار۔ چہ جای مجدّد کہ بہاؤ الدین نقشبند کہ از کمّل اولیاء است ومعتقد ہر کس است اگر زندہ بودے از خادمانِ ایں جناب بودے وائے بر تو بر صد ہمچو تو"

ترجمہ : مجدد صاحب جن کا تُو نے سہارا لیا ہے انکی مثل ہزاروں، اس یگانۂ روزگار (حضرت محبوب اللہ خیرپوری) پر قربان۔ مزید براں یہ کہ صرف مجدد صاحب ہی کا کیا کہوں بلکہ سر سلسلۂ نقشبند حضرت الشیخ سلطان بہاؤ الدین نقشبندی علیہ الرحمۃ جو کامل ترین اولیاء کرام سے ہیں اور عالمِ اسلام کا ہر شخص ان کا معتقد ہے، بھی اگر زندہ ہوتے تو آنجناب (حضرت محبوب اللہ خیرپوری)، ہی کے خدام میں شامل ہوتے افسوس تجھ پر تجھ جیسے سینکڑوں پر۔

سبحان اللہ ! عشقِ مرشد کا گویا حق اَدا کیا، کہتے ہیں مُرید کا عقیدہ پیر کے ساتھ جیسا ہوتا ہے مُرید اُتنی ترقی کرتا ہے۔ حضرت سلطان الاولیاء محبوب الٰہی شیخ نظام الدین دہلوی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے مُرید تین طرح کے تھے۔ ایک قسم وہ تھی کہ اپنے حضرت قبلہ کو بے مثل زمانہ سمجھتے تھے چنانچہ وہ خود بھی بے مثل بنے دوسری جماعت حضرت قبلہ کو عام بزرگ اور وَلی سمجھتے تھے چنانچہ آپ کے مُریدین کی وہ جماعت عام بُزرگ

بنی تیسرا گروہ آپ کو فقط نیک سیرت آدمی سمجھتا تھا وہ خود بھی نیک سیرت ہی رہے اور درجہ ولایت سے سرفراز نہ ہو سکے۔

البتہ اتنا عرض کرتا چلوں کہ مرآۃ العاشقین ملفوظات حضرت شمس العارفین شمس الدین سیالوی میں صراحت ہے کہ "مسئلہ وحدت الوجود پر صرف حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ نے اختلاف کیا ہے ورنہ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے متقدمین مشائخ اس مسئلہ میں ہمارے موافق ہیں اور حضرت مجدد صاحب کے خلیفہ صاحب کی طرف سے نقل کیا ہے کہ یہ حضرت موصوف کی اجتہادی غلطی تھی جس پر انہیں بجائے مواخذہ کے ایک اجر ملے گا"۔ واللہ تعالےٰ اعلم۔

بہشتی دروازہ: نقل ہے کہ کسی نے آپ سے پاک پتن شریف میں موجود بہشتی دروازہ کے بارہ میں سوال کیا تو آپ نے ارشاد فرمایا "میری نظر میں حضرت بابا فریدالدین محمد مسعود گنجشکر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے آستانہ عالیہ پر موجود صرف دروازہ مبارک ہی بہشتی دروازہ نہیں بلکہ ہر بزرگ کامل ولی کا مکمل آستان بہشتی دروازہ ہوتا ہے"۔ یعنی اللہ والوں سے منسوب اشیاء اتنی قیمتی ہوتی ہیں کہ انکی تعظیم کرنا اور انہیں محبت و عقیدت سے دیکھنا حصولِ بہشت کا سبب بن جاتا ہے اور ایک دوسری روایت میں ہے کہ فرمایا۔ "اگر پاک پتن شریف کو کوئی اس فقیر عبید اللہ کی نگاہ سے دیکھے تو وہاں کا ہر ٹیلہ بہشتی ٹیلہ ہے"۔ یعنی آپ نے سبق دیا کہ اولیاء اللہ سے محبت اور انکی اتباع، جیسے حصولِ رضاء خداوندی اور حصولِ بہشت کا سبب ہے اسی طرح ان سے منسوب تمام اشیاء بھی واجب التعظیم ہوتی ہیں کہ حق تعالےٰ جل شانہ، کے فرمان ذیشان وَمَنْ يُّعَظِّمْ شَعَآئِرَ اللّٰهِ فَاِنَّهَا مِنْ تَقْوَى الْقُلُوْبِ میں اس کے شعائر کی تعظیم کو دلوں کا تقویٰ قرار دیا گیا ہے اور دوسرے فرمان ذیشان اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ۔ میں

صفا اور مَروہ کی پہاڑیوں کو اللہ تعالےٰ نے اپنے شعائر میں شمار فرمایا ہے اور اس بات سے کون واقف نہیں کہ ان دونوں پہاڑیوں کو یہ شرافت اُمم سابقہ کی ایک ولیہ کاملہ حضرت بی بی سیدہ ہاجرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا کے قدوم میمنت لزوم سے ہی ملی حتیٰ کہ انہیں شعائر اللہ اور اجابتِ دُعا کا محل قرار دے دیا گیا۔ لہٰذا اگر حضور پُرنور سید یوم النشور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اُمتِ مرحومہ جو تمام اُمم سابقہ کی سردار ہے کے اولیاء عظام کی طرف منسوب متبرک اشیاء کو اس اُمت کے اولیاء و علماء قدر و منزلت کی نگاہ سے دیکھتے اور تعظیم و اکرام کرتے رہے ہوں تو اس میں کون سی قباحت ہے کہ حدیث شریف میں آتا ہے۔

مَارَاٰہُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَسَنًا فَھُوَ عِنْدَ اللّٰہِ حَسَنٌ۔

جن امور کو (کامل) مومنین اچھا سمجھیں وہ خود اللہ تعالےٰ کے نزدیک بھی اچھے ہوتے ہیں

نیز یہ کہ علماء کرام نے شعائر اللہ سے دین کے اعلام اور نشانیاں مراد لی ہیں خواہ وہ مکانات ہوں جیسے کعبہ شریف، میدان عرفات، صفا و مروہ اور مساجد وغیرہ یا ازمنہ جیسے رمضان المبارک، عیدین اور جمعہ وغیرہ یا دیگر علامات مثلاً اذان نماز باجماعت اور ختنہ وغیرہ یہ سب شعائر میں ہی داخل ہیں۔ چنانچہ آیت شریفہ

وَاِذْ قُلْنَا ادْخُلُوْا ھٰذِہِ الْقَرْیَۃَ فَکُلُوْا مِنْھَا حَیْثُ شِئْتُمْ رَغَدًا وَّادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا وَّقُوْلُوْا حِطَّۃٌ نَّغْفِرْ لَکُمْ خَطٰیٰکُمْ وَسَنَزِیْدُ الْمُحْسِنِیْنَ ○

اور جب ہم نے فرمایا اس بستی میں جاؤ پھر اس میں جہاں چاہو بے روک ٹوک کھاؤ اور دروازہ میں سجدہ کرتے داخل ہو اور کہو ہمارے گناہ معاف ہوں۔ ہم تمہاری خطائیں بخش دیں گے اور قریب ہے کہ نیکی والوں کو اور زیادہ دیں۔

کے تحت مفسّرین علماء کرام نے جو مسائل اخذ کئے ہیں اُن میں یہ بھی ہیں کہ زبان

سے استغفار کرنا اور سجدہ کرنا متمّم توبہ ہے اور مشہور گناہ کی توبہ اعلانیہ ہونی چاہیئے اور مقامات متبرکہ جو رحمت الٰہی کے مورد ہوں وہاں توبہ کرنا اور طاعت بجالانا نیک ثمرات اور سُرعت قبول کا سبب ہوتا ہے۔ (فتح العزیز)

چنانچہ اسی لئے صلحاء اُمت کا دستور رہا ہے کہ انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسّلام اور اولیاء کاملین علیہم الرضوان کے موالد و مزارات پر حاضر ہو کر استغفار و طاعت بجا لاتے ہیں عرس و زیارت میں بھی یہ فائدہ منصوّر ہے۔ (خزائن العرفان)

یہ عرض کرنا بھی ضروری سمجھتا ہوں کہ خدارا یہ ہرگز نہ سمجھا جائے کہ بہشتی دروازہ شریف گزرنے کے لئے گھنٹوں تک لائن میں لگ کر کئی نمازیں ضائع کر کے ہی العیاذ باللہ کیونؑ گزرا جائے تب بھی اسے مفید اور بہتر ہی سمجھا جائے ایسا ہرگز نہیں یا دروازہ شریف گزر کر کوئی یہ سمجھ لے کہ اب سارا سال نماز و دیگر طاعات کی حاجت نہیں رہتی، ایسا کوئی پیر، ولی اور عقیدتمند کہنے کی جرأت نہیں کرتا ہاں اس بیان سے میرا مقصود اولیاء اللہ کی محبّت اور انسے منسوب اشیاء کی تعظیم و تکریم کا جواز ثابت کرنا تھا نہ کہ امرِ حق تعالےٰ میں تغیّر تبدّل نعوذ باللہ من ذالک۔

آخر میں مختصراً یہ بھی عرض کرتا جاؤں کہ پاک پتن شریف آستانہ عالیہ پر موجود بہشتی دروازہ شریف کے بارہ میں سیر و ملفوظات کی معتبر کتب میں جو مختلف باتیں لکھی ہیں ان میں ایک بات بھی مذکور ہے کہ سلطان المشائخ حضرت محبوب الٰہی نظام الدین دہلوی رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے بعد از وصال پر ملال حضرت بابا فرید الدین شکر بار رضی اللہ تعالےٰ عنہ جب انکا روضہ شریف بنوانے کا ارادہ کیا تو حُفّاظ کرام کی جماعت کو اس کام پر مامور کیا کہ ہر اینٹ جو عمارت میں خرچ ہو اس پر ایک ختم قرآن مجید کا کیا جائے چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔ جب روضہ شریف مکمل ہوا، تو حضرت سلطان المشائخ محبوب الٰہی رضی اللہ تعالےٰ عنہ خواب میں حضور پر نور سیّد

یوم النشور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی روضہ شریف کے اسی جنوبی دروازہ میں زیارت فیض بشارت سے مشرف ہوئے کہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرما رہے ہیں مَنْ دَخَلَ هٰذَا الْبَابَ كَانَ اٰمِنًا ۔
جو اس دروازہ میں داخل ہوگیا وہ امن میں آگیا۔ لہٰذا اس روز کے بعد اس دروازہ شریف کو بوجہ متبرک ہو جانے کے ساتھ قدمین شریفین حضور رسولِ مقبول سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہر کوئی بہشتی دروازہ کہنے لگا اور اسے وہ مقبولیت نصیب ہوئی جو صدیوں گزرنے پر بھی روز افزوں ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ بڑھتی رہے گی ؎

اگر گیتی سراسر باد گیرد ٭ چراغ مقبلاں ہرگز نمیرد

ترجمہ:۔ زمانہ میں نری (مخالفت کی) ہوائیں ہی کیوں نہ چلتی رہیں۔
اللہ تعالیٰ کے مقبول بندوں (کی مقبولیت) کا چراغ ہرگز بجھنے نہ پائے گا ؎

بادشاہاں تے ناں امیراں دے ڈیوے بلدے ہمیشہ فقیراں دے

خورد و نوش: فتوحات کا سلسلہ شروع ہونے کے بعد اگرچہ دنیا کی تمام نعمتیں خود بخود قدموں میں جگہ لینے لگیں، مگر حضور اعلیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا دنیا و ما فیہا سے استغناء اور سامان تعیش سے لاپرواہی اور عیش و عشرت کی زندگی سے نفرت باقی رہی۔

پالکی پر سفر فرمانا جس طرح آپ کے معمولات و خصائص میں تھا اسطرح زندگی بھر آپ نے پینے کے لئے دریائی پانی استعمال فرمایا۔ آپکا یہ معمول ازراہ تقویٰ تھا کہ دریائی پانی بالاتفاق پاک و طاہر ہوتا ہے یا لخوف الحساب تھا کہ بزرگوں سے سنا ہے کہ بہتے یعنی جاری پانی کا حساب اور مؤاخذہ آخرت میں نہ ہوگا۔ واللہ

تعالیٰ اعلم ۔کنویں کا پانی احتیاطاً استعمال نہ فرماتے کہ مُبادا کسی کی معمولی بے توجہی سے ناپاک ہوگیا ہو مثنوی تذکرہ عبُیدیہ میں ہے ؎

ہر زماں جز آب دریا می نگیرد بہر نوش ۔ داد اُجرت ہر اجیر برا بلطف آں تیز ہوش

ترجمہ :- آپ پینے کے لئے صرف دریائی پانی استعمال فرماتے اور جو مزدور دریا سے پانی لے آتا آپ ازراہِ کرم و دانشمندی اسے ضرور اُجرت عطا فرما دیتے ۔

نقل ہے کہ اگر گرمیوں میں ٹھنڈے پانی کی طلب ہوتی تو کھجور کی چھڑی جو پنکھے کے طور پر آپ کے پاس رہتی تھی، سے ہی پانی کے مٹکے یا برتن کو ہوا دیتے تاکہ پانی کچھ ٹھنڈا ہو جائے اور اس سے زائد اہتمام نہ فرماتے ۔میرے پیر صحبت و استاذ مکرّم حضور معدن جود مولینا محمد عبدالودود نوراللہ تعالیٰ مرقدہٗ یہ بیان کر کے فرمایا کرتے تھے کہ یہ صرف نفس کو دھوکا دینے کے لئے اہتمام ہوتا تھا ورنہ پنکھا جھلنے سے پانی کتنا ٹھنڈا ہوجاتا ہے ۔چنانچہ ایک دفعہ کسی خادم کو پیالہ بھر کر دیا کہ اسکو ذرا پنکھا جھل دو وہ پیالہ نیچے رکھ کر پنکھا اوپر کی طرف جیسے لوگوں کو جھلا جاتا ہے جھلنے لگا آپ نے فرمایا تجھے پیالے کو ہوا دینے کا کہا تھا یہ کیا کر رہا ہے اس نے عرض کی حضور! " بھوئیں پئی ہلدی ہے "، یعنی کوئی آہستہ سے ہوا نہیں دے رہا بلکہ میرے جھلنے سے پوری دھرتی یا زمین ہل رہی ہے یعنی مجھے معلوم ہے کہ آپ کیسا ٹھنڈا پانی استعمال فرماتے ہیں یا جس مقصد یعنی نفس کو دھوکا دینے کے لئے ہوا کا حکم دیتے ہیں وہ پورا ہو رہا ہے

ہر کسی کا ہدیہ قبول نہ کرنے کی طرح سب کی دعوت بھی قبول نہ فرماتے اور مشرکین نجس خوار، کفّار اور سُود خور کے گھر کا کھانا تناول نہ فرماتے بلکہ سُود کے

معاملہ میں چار شخصوں یعنی سُود لینے اور دینے والا سُودی دستاویز لکھنے والا اور سُودی معاملہ میں گواہ بننے والے کو بموجب حدیث شریف برابر کا گنہگار سمجھتے اور خود بھی انکے اختلاط سے پرہیز فرماتے اور متوسّلین کو بھی ان سے دُور رہنے کی تاکید فرماتے۔ تذکرہ عُبیدیہ میں اسکی صراحت ہے اختصاراً نقل نہیں کر رہا۔ کتب تصوّف میں سالک کو ایسے امُور سے مجتنب رہنے کی بڑی تاکید درج ہے۔

صوفیاء کرام کے نزدیک یہ مسئلہ متفق علیہ ہے کہ اگر محنت مجاہدہ عبادت و ریاضت سے سالک کی کمر کمان کی طرح ٹیڑھی اور تیر کی طرح پتلی ہو جائے تو اس کو ذرّہ بھر فائدہ نہ ہوگا اگر اس کا رِزق حرام سے ہو اسی لئے بُزرگانِ دین کا کہنا ہے کہ لاکھوں درم حلال رِزق سے صدقہ و خیرات کرنے کا اجر اتنا نہیں جتنا ایک دَرم حرام رِزق سے بچنے کا۔

نقل ہے کہ آپ دن میں صرف ایک بار اور صرف ایک قسم کا کھانا تناول فرماتے اور لکھ لیتے کہ آج میں نے اتنا کھایا۔ چند دِنوں یا ہفتوں کے بعد نفس کو تنبیہ کی خاطر وہ لکھا ہوا سامنے رکھتے اور فرماتے اتنا اتنا سامان تو کھا گیا ہے روزِ محشر کیسے حساب دے گا۔ سُبحان اللہ اس طرح سے تقویٰ کی زندگی گزارنے والے اور یہ خوفِ حساب۔ یہ بھی منقول ہے کہ آپ اگر دو چار مختلف قسموں کے کھانے دیکھتے تو نفس کی گوشمالی کے لئے انہیں ایک ہی برتن میں جمع فرما کر استعمال فرماتے تاکہ نفس علیحدہ علیحدہ ذائقہ چکھنے کی لذّت سے محروم رہے اور سرکش نہ ہو۔

نقل ہے کہ دَورانِ سفر آپ اپنا طعام اپنے ہمراہ رکھتے تاکہ ہر کس و ناکس کے گھر کا پکا ہوا کھانا کھانے سے محفوظ رہا جائے۔ دورانِ سفر اور اخیر عمر پیرانہ سالی میں آپ کو بھت یا کھیرنی یعنی نرم نرم چاول دُودھ میں پکے ہوئے

بہت پسند تھے۔ سفر میں آپ یومیہ تقریباً ایک چھٹانک، چاول اور اتنی بقدار دال کی گھی میں پکا کر تناول فرماتے۔

اکثر اوقات، دودھ بغیر چینی ملائے استعمال فرمالیتے اور ارشاد فرماتے چینی ملا دودھ پینا گویا، شربت نوشی کرنا ہے نہ کہ دُودھ پینا۔ یہ بھی فرماتے اگر چینی والے دُودھ کو پینے کے دَوران سوال کیا جاؤں کہ کیا پی رہے ہو اور کہہ دوں کہ "دُودھ" تو ممکن ہے جھُوٹ شمار ہو کیونکہ دُودھ چینی استعمال ہو رہا تھا نہ کہ فقط دُودھ۔ سُبحان اللہ! یہ احتیاطیں خواص ہی کو زیبا ہیں۔

جھنڈیر حضرات جو آپ کی غلامی پر فخر فرمایا کرتے اور آنجناب کی صُحبت میں رہ کر صائم الدہر قائم اللیل بن گئے تھے۔ انھی حضرات میں سے کسی نامعلوم غلام کا قلمی نسخہ بزبان فارسی غیر مطبوعہ مشتمل بر ملفوظات و معمولات خورد و نوش و کرامات آنحضرت حضور اعلیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اِس فقیر کاتب الحروف کو بصورتِ نامکمل صِرف چند اَوراق پر لکھا ہوا مِلا۔ انتہائی فوائد پر مشتمل دلچسپ اور محبت بھری باتیں اس میں درج ہیں۔ اسی میں لکھا ہے کہ ایک دن مگھیانہ میں فجر کی نماز کے بعد اس فقیر کو فرمایا کہ میں نے کچھ نہیں کھایا کیونکہ اس طرف کے لوگوں کا طریقہ روٹی اور طعام پکانے کا ملتان کی طرح نہیں ہے اس طرح پکاتے ہیں کہ مُجھ سے کھایا نہیں جاتا۔ بندہ نے عرض کیا کہ آج میری دعوت قبول فرمالیں۔ فرمایا "منظور ہے" الغرض چاول اور گھی تو میرے پاس موجود تھے سفید چینی اور میوہ آدمی بھیج کر شہر مذکور سے خرید کر دائے پھر کھیر نی آپ کی مرضی کے مطابق تیار کر کے بخدمتِ اشرف لایا تو آپ نے اپنے خادم خاص مولانا ابوالخیر کو فرمایا کہ چمچہ لاؤ۔ چنانچہ چمچہ سے کھیرنی تناول فرمائی آدھی سے کچھ کم باقی تھی فرمایا کہ یہ اپنے لئے رکھ لو

کہ افطار کے وقت کھالینا (یہ غالباً آپ کے خلیفہ مجاز شیخ محکم الدین جھنڈیر ہونگے کہ انکا صائم الدھر ہونا مشہور ہے۔ واللہ اعلم) میں نے عرض کیا کہ میں نے یہ طعام اپنے نفس کے لئے نہیں بلکہ محض حضور والا کی ذات کے لئے بنایا ہے لہٰذا اس بچے ہوئے کو گھر بھیجنا چاہیئے تاکہ مائی صاحبہ کھالیں فرمایا بہتر، خود بدولت اُٹھے اور طعام اپنے پیرہن کے دامن کے نیچے چھپا کر گھر تشریف لے گئے اور خوش ہو کر فرمایا طعام موافق تھا زیادہ کھا گیا ہوں۔ دوسرے روز مجھے فرمایا میرے لئے جو طعام پکایا تھا اس میں کیا کیا چیز اور کتنی کتنی مقدار خرچ ہوئی تھی۔ میں نے آپ کی خدمت میں اسکی تفصیل عرض کی کہ چاول ایک پاؤ گھی ڈیڑھ چھٹانک چینی ایک چھٹانک اور آدھا سیر دودھ بھینس اور دو آنے کا میوہ بادام پستہ اور چلغوزہ کا مغز کوٹ کر پکتے وقت اس میں ڈال دیا تھا۔ یہ تفصیل سُن کر ارشاد فرمایا آئندہ اس طرح کی مقوّی غذا تیار کر کے میرے سامنے نہ لانا۔ میں نے پریشان ہو کر سبب پوچھا تو فرمایا خیر ہے مگر غذا مقوّی تھی اور میں بھوکا لہٰذا کچھ زیادہ مقدار کھائی گئی تھی۔ جو مُسہل ثابت ہوئی ہے کہ دوبارہ قضائے حاجت کو گیا ہوں اب اتنی مقوّی غذا برداشت نہیں کر سکتا۔

یہ فرمان بھی نقل کیا گیا ہے کہ ارشاد فرماتے صبح سویرے بھوک کی موری یعنی معمولی سوراخ کھلا ہوتا ہے جو چند لقمہ جات ہی کھانے سے بند ہو جاتا ہے اگر دیر کر دی جائے تو وہی سوراخ "بارا" یعنی بڑے راستہ کی مانند ہو جاتا ہے یعنی کم خوری پسند ہونے کی وجہ سے یہ پسند تھا کہ ناشتہ صبح سویرے بھوک لگنے پر فوراً کر لیا جائے واللہ اعلم۔ یہ جو نقل کیا گیا ہے کہ کھانا آپ رات دن میں ایک قسم کا ایک وقت تناول فرماتے تھے اس سے بھی مراد غالباً مکمل کھانا ہو گا ورنہ چکھنے کی چیز سفر اور گھر میں آدمی کوئی نہ کوئی کھا ہی لیتا ہے۔ واللہ تعالےٰ اعلم۔

نقل ہے کہ خیر پور شریف بہ موقعہ عرس مبارک ایک دفعہ کنوئیں سے مُردہ چوہا برآمد ہوا۔ اسی کنویں کے پانی سے طعام تیار کیا جا چکا تھا مفتیٰ بہ قول کے مطابق یہ طعام پاک تھا کیونکہ اگر چوہا کنوئیں میں پایا جائے تو اس کا پانی فی حق الطعام وقت رؤیت سے ناپاک سمجھا جاتا ہے۔ لیکن آپ نے بوجہ عادتاً اہتمام تقویٰ کے اس طعام میں سے کچھ بھی تناول نہ فرمایا کیونکہ ایک مرجوح قول کے مطابق اس کنویں کا پانی جس سے چوہا وغیرہ جاندار چیز مردہ بغیر آماس شدہ برآمد ہوا ایک شب و روز سے ناپاک کہا گیا ہے۔ اگرچہ علماء نے اس قول کو فی حق العبادات مقیّد فرمایا ہے تاہم اہل ورع و تقویٰ ہمیشہ احتیاط کا پہلو اختیار فرماتے آئے ہیں۔ اسی موقعہ پر کسی نے عرض کیا حضور! جب آپ نہیں کھاتے ہے تو ہم کھا سکتے ہیں؟ فرمایا جو لوگ کفّار کے گھر کا پکا ہوا طعام کھا لیتے ہیں وہ یہ بھی کھا لیں ہیں چونکہ وہ نہیں کھاتا اس لئے یہ بھی نہیں کھاتا۔

ذکر لباس و فراش:

لباس و خوراک میں آپ کی سادگی و اسراف سے اجتناب ضرب المثل تھا۔ اپنے لئے خصوصی قسم کے لباس وغیرہ بنوانے کا اہتمام ہرگز نہ تھا

آپ عموماً سفید کرتہ قدرے لمبا بغیر جیب کے، چھوٹے عرض کی نیلی چادر اور چہار ترکی ٹوپی زیب تن فرماتے۔ گرمیوں میں بعض دفعہ کرتہ تاکی بجائے صرف سفید رومال کی شکل کا جسے بزبان ملتانی ڈلا کہتے ہیں سر سے گزار کر شانوں پر ڈال لینے کا معمول تھا۔ بوقت خواب بجائے چادر کے تنگ پائینچہ والی چوڑی دار شلوار پہن کر آرام فرماتے۔

لباس کی مرمت اور پیوندکاری بھی فرماتے جس کی تفصیل بہ ذیل عنوان

درسِ قناعت بحالِ قناعت وسادگی میں آئے گی۔

چمڑے کی سادہ نعلین زیبِ پا فرماتے اور دستِ مبارک میں بطورِ سُنّت حضور سید الانام علیہ الصلوٰۃ والسلام عصا رکھتے۔

آپ جس چارپائی پہ آرام فرماتے وہ اس قدر مختصر ہوتی کہ آپ پاؤں مبارک پوری طرح پھیلا بھی نہ سکتے تھے اور ارشاد فرماتے کہ پاؤں پھیلا کر سونا غفلت میں ڈالتا ہے۔ فرماتے ہیں اُسترہ کی طرح آرام کرتا ہوں یعنی جیسے اُسترے کا پھل اپنے دستہ میں بند ہو کر آرام کرتا ہے مَیں بھی اپنی رانیں پیٹ کی طرف اکٹھی کر کے سوتا ہوں اور ضرورت کی نیند اسطرح پوری ہو جاتی ہے۔

آپ اکثر اوقات رضائی استعمال نہ فرماتے بلکہ دن میں اُوپر لینے والی شال کو دوہرا کر کے رات کا وقت بسر فرما لیتے۔

آپ رات کو ایک نیند سوتے یعنی پہلی نیند کے بعد جب بیدار ہوتے تو پھر یادِ الٰہی میں مشغول ہو جاتے اور فرمایا کرتے ضرورت کی نیند وہی ہے جو پہلی مرتبہ آجائے۔ جاگ ہونے پر پھر سو جانا غافلین کا طریقہ ہے گویا اکثر شب ذکر و فکر میں گزار دیتے ؎

دیدہ باشند از رُخِ یار اندک جلوۂ ؛ ورنہ از احیارِ شب، شب زندہ داراں راچہ حظ

ترجمہ: یقیناً رُخِ یار کا کچھ جلوہ دیکھا ہو گا ورنہ شب بیداروں کو شب بیداری سے کیا فائدہ ہوتا ہو گا؟

چہار ترکی ٹوپی جو سلسلہ عالیہ چشتیہ قادریہ میں رائج ہے کپڑوں کے چار ٹکڑوں کو ملانے سے بنتی ہے اسکی ابتداء کب سے ہوئی کس بزرگ نے کی اس بارہ میں کوئی تحقیقی بات معلوم نہیں ہاں البتہ حضرت میر محمد عبدالواحد بلگرامی چشتی علیہ الرحمۃ نے اپنی تصنیف سبع سنابل کے دوسرے سنبلہ میں حضرت

شیخ کبیر مخدوم فرید الدین محمد مسعود گنج شکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ملفوظات سے اتنا نقل کیا ہے کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام بہشت سے چار ٹوپیاں بالترتیب یک ترکی، دو ترکی، سہ ترکی اور چہار ترکی لے کر حضور اقدس سیّد الکونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ فرمان باری تعالیٰ جلّ شانہ ہے کہ آپ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم یہ چاروں ٹوپیاں سرِ مبارک پر رکھنے کے بعد جسے چاہیں مرحمت فرمادیں۔ حسبِ فرمان ذیشان حق تعالیٰ جلّ مجدہٗ، آپ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے انہیں زیب رأس فرما کر کلاہ یک ترکی امیر المومنین سیّدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہ، دو ترکی امیر المومنین سیّدنا حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور سہ ترکی امیر المومنین سیّدنا حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے سرہائے مبارکہ پر رکھی اور ہر ایک کو ارشاد فرمایا یہ تمہاری ٹوپی ہے جسے چاہو عطا کرو۔ اور پھر چہار ترکی امیر المومنین امام المشارق والمغارب امام الاولیاء سیّدنا حضرت علی المرتضےٰ رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے سرِ مبارک پر رکھی اور فرمایا یہ آپکی ٹوپی ہے جسے اس کے لائق سمجھیں اور جو اس کا حق ادا کر سکے اسے عطا کریں اور مزید ارشاد فرمایا کہ مجھے یہی فرمان تھا کہ یہ چہار ترکی ٹوپی آپ ہی کو پہناؤں۔

اس کو چہار ترکی کیوں کہتے ہیں ظاہری وجہ تو یہی معلوم ہوتی ہے کہ اس کے چار گوشے ہونے کی وجہ سے اسے چہار ترکی کہتے ہیں۔ صوفیاء کرام میں عارفوں کے سردار خواجۂ خواجگان حضرت محمد عثمان ہارونی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ملفوظات میں درج ہے کہ آپ نے فرمایا جب مجھے میرے مرشدِ حقیقی حضرت خواجہ مخدوم حاجی محمد شریف زندنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ چہار ترکی ٹوپی پہنائی تو فرمایا: کہ اس ٹوپی کے پہننے والے پر لازم ہے کہ وہ چار چیزوں کو ترک کر دے اسلئے

اسے چہار ترکی یعنی چار چیزوں کو ترک کرا دینے والی ٹوپی کہتے ہیں۔

اوّل: ترک دنیا یعنی اسکی محبت اور جائز و ناجائز طریقوں سے اس کو جمع کرنے کا شوق ترک کر دینا لہذا لنگوٹ پہن کر جنگل میں بیٹھ جانا ترک دنیا نہیں بلکہ مراد یہ ہے کہ دل دُنیا سے معلّق نہ رہے۔ اور یاد رہے کہ ہر اس چیز کا نام دنیا ہے جو خدا تعالےٰ سے غافل کر دے۔

دوم:- ترک عقبیٰ یعنی یہ کہ طاعت وعبادت میں صرف رضائے مولا تعالےٰ مقصود ہو جنّت کی طلب ہو نہ دوزخ کا خوف۔ چنانچہ حضرت سیّدہ بی بی رابعہ بصریہ رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہا کا قصہ مشہور ہے کہ ایک روز ایک ہاتھ میں پانی دوسرے میں آگ لئے جا رہی تھیں کسی نے سبب دریافت کیا تو فرمایا دِل چاہتا ہے کہ جنّت کو جلا دوں اور دوزخ کو بجھا دوں تا کہ لوگ جنّت کی طلب اور دوزخ کے خوف سے عبادت نہ کریں بلکہ حق تعالیٰ جل شانہٗ کو مستحق عبادت سمجھ کر اسکی عبادت کریں اور محض رضائے پروردگار اپنا مقصود بنائیں۔ رُباعی۔

اے طالب دُنیا تو بسے مغروری ‏ ‏ ‏ وی طالبِ عقبیٰ تو یکے مزدوری

وی آنکہ زمیل ہر دو عالم دُوری ‏ ‏ ‏ تو طالبِ نورُ بلکہ عین النّوری

ترجمہ:- اے دنیا کا طالب تو بہت دھوکہ میں ہے اور اے آخرت کا طالب تو ایک مزدور ہے۔ اور اے وہ شخص جو ان دونوں جہان یعنی دنیا و آخرت کی محبت سے دُور ہے تو ہی نور کا طالب بلکہ عینِ نور ہے

یہ بھی کہا گیا ہے کہ: طَالِبُ الدُّنیا مُخَنَّثٌ وَطَالِبُ العُقبیٰ مُؤنّثٌ وَطَالِبُ المُولیٰ مُذَکَّرٌ۔

یعنی دنیا کا طالب مخنث (ہیجڑا) ہے اور آخرت کا طالب مؤنث ہے اور طالبِ مولیٰ تعالےٰ مذکر ہے۔

سوم : ترک خواب وخور مگر بقدرِ ضرورت یعنی ہر کام جو ضرورت کی وجہ سے وقوع پذیر ہو وہ تو دُرست ہے اگر محض حُصولِ راحت، اور عیش پرستی کے لئے ہو تو مذموم ہے۔

چھارم :۔ ترک ہوائے نفس یعنی نفسانی خواہش کے مطابق سالک کو کوئی کام نہ کرنا چاہیئے اور ایک روایت میں بجائے "ترک ہوائے نفس" کے "ترکِ ترک" ہے یعنی پہلی تین چیزیں جو چھوڑ چکا ہے انکا خیال کہ میں نے کوئی بڑا کارنامہ سرانجام دیا ہے اس کو بھی ترک کر دے یہ اگرچہ بہت مشکل ہے مگر حق تعالےٰ جلّ شانہ کے وصال او رمشاہدہ کے بعد اس کا حصول قطعی ہو جاتا ہے کیونکہ کوئی شخص بادشاہ کی ملاقات کا متمنی ہو اور دربار کے کتے مُلاقات میں رُکاوٹ بنتے ہوں تو یہ اگر چند پیسوں کا گوشت خرید کر انکو ڈال دے کہ وہ کھانے میں مصروف ہو جائیں اور اتنے میں اسے ملاقات کا موقعہ مِل جائے تو یہ چند پیسوں کی قربانی اسے حُصول ملاقات پر بھول ہی جائے گی اگرچہ قرضہ اُٹھا کر ہی گوشت کیوں نہ لیا ہو بعینہٖ اسی طرح دنیا وعقبیٰ کی قربانی اِس ملاقات کے آگے کوئی حیثیت نہیں رکھتی۔

لہذا جو ان چار چیزوں کو چھوڑ دے وہ اس ٹوپی کے استعمال کا اہل ہے ورنہ اس ٹوپی کا ترک اولیٰ ہے۔ البتہ ان اشیاء کے ترک کی کوشش کے دوران اپنے مشائخ کرام علیہم الرضوان کی اتباع میں بایں نیّت کہ مُرید کے لئے پیر روشن ضمیر کی ظاہری اُمور میں اتباع ایک دن باطن کو بھی صاف کر دیتی ہے پہنے تو مضائقہ نہیں ؎

چوں بیاری طہارت ظاہر ۔۔۔ باطنت نیز حق کند طاہر

ترجمہ:۔ جب ظاہری پاکیزگی حاصل کرے گا تو باطن خود حق تعالےٰ پاک فرما دیں گے۔

انسانوں کے بس میں ہے بھی ظاہری آراستگی اور باطن کی درستی اللہ تعالیٰ ہی فرماتے ہیں
الغرض یہ تشبّہ حسن و محمود ہے کیونکہ حدیث شریف مَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ۔ یعنی کسی قوم سے بہ تکلّف مشابہت پیدا کرنے والا انہی میں شمار ہوگا۔ کسی نے کیا خُوب کہا ہے ؎

اِنْ لَمْ تَكُوْنُوْا مِنْهُمْ فَتَشَبَّهُوْا ۔ اِنَّ التَّشَبُّهَ بِالْكِرَامِ فَلَاحٌ

ترجمہ: تم اگر اہل اللہ سے نہیں ہو تو ظاہری اُمور میں انکی مشابہت اور نقل تو کرو کہ بلاشبہ معزّز لوگوں کے ساتھ مُشابہت پیدا کرنے میں ہی کامیابی ہے۔

نیلا پوشی بھی بزرگان سلف صالحین میں سے ایک گروہ کا پسندیدہ لباس ہے۔ حضرت خواجہ مخدوم الملّۃ نصیر الدین محمود چراغ دھلوی کے ملفوظات شریفہ خیر المجالس کی مجلس نمبر ۹۵، حضرت سلطان العارفین داتا گنج بخش علی ہجویری ثم اللاہوری کی کشف المحجوب میں باب نمبر ۴ دربارہ خرقہ پوشی کی فصل دوم اور عوارف المعارف مصنفہ شیخ الشیوخ حضرت عمر بن محمدؒ شہاب الدین سہروردی کے باب نمبر ۱۲ دربارہ خرقہ مشائخ وغیرہ کتب تصوّف میں نیلا پوشی کی وجوہات و فوائد کا ذکر موجود ہے چند عام فہم وجوہات و فوائد درج ذیل ہیں۔

اوّل یہ کہ نیلا لباس عام طور پر مریضوں کو ہسپتال میں پہنایا جاتا ہے تو سالک پر بھی یہ لازم کہ خود کو رُوحانی مریض سمجھ کر مریضوں جیسا لباس پہنے تا کہ علاجِ نفس میں کوشاں رہے۔

دوم یہ کہ شوخیٔ رنگ کی وجہ سے بار بار کپڑے دھونے سے تضیع اوقات

سے محفوظ رہے گا۔
سوم یہ کہ نیلگوں رنگ ملبوس کرنا اصحاب غم وارباب محنت کا شیوہ سمجھا جاتا ہے اور چونکہ دُنیا صوفی کے لئے دارِ محنت و مصائب ہے اور اس کا تمام کام مہجوری واندوہ سے وابستہ ہے تو ارباب ارادت نے اس دنیا میں لباسِ غم اختیار کر لیا ہے۔
چہارم یہ کہ ہلکے رنگ کا استعمال دنیا داروں کی پسند ہے تو صوفیاء کرام دنیادار دل کی محبوب چیزوں سے دُور رہنے کیلئے شوخ رنگ استعمال کرتے ہیں۔
پنجم یہ کہ ایک جماعت نے جب حضور پُرنور سیّد یوم النشور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وصال پر ملال کی رُوح فرسا خبر سُنی تو انھوں نے لباسِ ماتم کے طور پر نیلا لباس پہنا اور پھر کہا کہ یہ فراق کا غم چونکہ رہتی دنیا تک باقی رہنا ہے لہٰذا اس غم کا ماتم بھی ہمیشہ رہے گا تو اُنھوں نے اس غم کی یاد کو ہر وقت تازہ رکھنے کے لئے اسے مستقل طور پر اختیار کر لیا ہے

بیچارہ حسن بماتم عشق : پیراہنِ نیلگوں گرفتہ

اسی طرح چند فوائد اور بھی ہیں جن کا تعلّق حال سے ہے قال سے نہیں۔

حضورِ اعلیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نبیرۂ محترم مفتی اعظم حضرت مولینا محمد عبدالعلیم ملتانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کسی نے عرض کیا حضور! نیلا تو اس کو پہنایا جاتا ہے جو باؤلے کُتے کے کاٹنے کی وجہ سے خود بھی باؤلا ہو جاتے، آپ کیوں پہنتے ہیں؟ فرمایا، میاں سچ کہا میں نے باؤلے نفس پر اسے ڈالا ہوا ہے تاکہ اس کا باؤلا پن درست ہو۔

فقیر کاتب الحروف کہتا ہے کہ سالک کے لئے یہ بھی لازم ہے کہ وہ اپنے

سوا جسے بھی یہ لباس پہنے دیکھے اسے مریض و مجرم تصور نہ کرے بالخصوص مشائخ کرام کو خدانخواستہ ان کو مجرم تصور کیا تو کسب فیض نہ ہو سکے گا بلکہ یہ گمان کرے کہ انہوں نے دوسرے فوائد کو مدنظر رکھنے کے علاوہ ہم غلاموں و مجرموں کی موافقت میں یہ لباس پہنا تاکہ ہم ان سے وحشت نہ کریں اور زیادہ سے زیادہ وقت انکی صحبت میں رہ کر مستفید ہو سکیں کیونکہ عام طور پر دیکھا گیا ہے کہ اپنے ہم مشرب و ہم طریقہ سے ہی اُنس و محبّت زیادہ پیدا ہوتی ہے اور انکی صحبت میں رہ کر مستفیض ہوا جاتا ہے۔ سالک اگر اس معاملہ میں کوئی نیّت درست قائم نہ کر سکے تو وہی تشبّہ والی نیّت ہی قائم کرے کہ عوارف المعارف میں خرقہ کی دو اقسام لکھی ہیں پہلا خرقہ ارادت جو مشائخ اپنے مُریدوں کو پہنلتے ہیں دوسرا خرقہ تبرک جو اُن کے لئے ہوتا ہے جو حقیقی مرید نہیں ہوتے مگر انکے مشابہ بننا چاہتے ہیں، بہرحال جو کوئی کسی جماعت کے مشابہ ہو جائے تو اس کا شمار بھی انہی میں ہوتا ہے۔ اسی باب میں ایک اور مقام پر لکھا ہے کہ خرقہ تبرّک چونکہ طالب صادق کو آخرکار خرقہ ارادت کے قابل بنا سکتا ہے اسی وجہ سے خرقہ تبرک ہر طالبِ حقیقت کو پہنا دیا جا سکتا ہے مگر خرقہ ارادت صرف مخلص طالب کے علاوہ ہر کسی کو پہنانا ممنوع ہے۔ انہتی کلامہ۔ بہرحال ہر کام سے پہلے نیّت کی درستی اشد ضروری کام ہے جس میں حد درجہ احتیاط چاہیئے اگر نیّت صحیح اور خلوص نہ ہو تو عمل بے کار جاتا ہے اللہ تبارک وتعالےٰ اس احقر العباد سمیت تمام دوستوں کو درستی نیت کے ساتھ ساتھ خلوص کی لازوال دولت سے مالا مال فرما کر اپنی رضا نصیب فرمائے۔ آمین۔

درس قناعت بحالِ قناعت و سادگی : حضرت فانی فی اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زندگی

میں جس طرح تقویٰ پرہیز گاری سادگی و اتباعِ شریعت کا خصوصی اہتمام تھا۔ اِسی طرح فضول خرچی و فضول کاموں سے اجتناب اور قناعت و کفایت شعاری بھی آپ کی ضرب المثل تھی، متوسلین کو بھی اسی اہتمام کا درس دیتے اور ایسا کیوں نہ ہوتا کہ قناعت کو فقہ اکبر کہا گیا ہے چنانچہ حضرت امیر المومنین سیّدنا عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالےٰ نے کسی بزرگ کو دیکھا کہ کسی بچے کو بیٹھے مختلف نصیحتیں کر رہے تھے کہ بیٹا فلاں کام کیا کرو فلاں مت کیا کرو اس طرح بہت لمبی تفصیل سمجھا رہے تھے تو حضرت امیر المومنین رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے فرمایا کہ اسے ایک ہی دفعہ فقہ اکبر سکھا دو انہوں نے عرض کی وہ کیا ہے؟ تو فرمایا اَلْقَنَاعَةُ وَالْكَفُّ عَنِ الْاَذٰى۔

یعنی قناعت اختیار کرنا اور ایذا رسانی سے بچنا۔

حضور اعلیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بطورِ تحدیث بالنعمۃ فرمایا کرتے تھے کہ میں لباس کا حق ادا کرتا ہوں گویا لباس کو استعمال کرنے کا جو صحیح طریقہ قالغ کو اختیار کرنا چاہیئے بحمدہٖ تعالےٰ اسی پر عمل پیرا ہوں وہ طریقہ یہ تھا کہ آپ کا لباس جب ضعیف ہو جاتا اور کہیں کہیں سے پھٹ جاتا تو ادائیگی سنّت کی خاطر آپ اسے مرمت فرماتے پھر بتقاضائے ضرورت بعض مقامات پر پیوند کاری بھی فرماتے اور جب کپڑا اس قابل نہ رہتا تو اس کے چھوٹے چھوٹے رومال تیار فرما کر کچھ طلباء اور درویشوں کو استعمال کے لئے مرحمت فرماتے اور بعض کو بعد از استنجا اپنے بدن سے پانی خشک کرنے کے لئے رکھ لیتے کیونکہ آپکی عادت تھی کہ استنجا کے بعد فوراً کھڑے نہ ہوتے بلکہ بدن خشک فرما کر ہی کھڑے ہوتے۔ یہ رومال کچھ عرصہ اسی استعمال میں رہتے پھر بوجہ کثرتِ استعمال جب ضعیف ہو جاتے تو آپ انکی بتیاں بنا کر چراغوں میں

استعمال فرماتے اور لکھ لیتے کہ مَیں نے اتنے عرصہ میں اتنا کپڑا استعمال کیا ہے" تاکہ نفس کو حِساب کا خوف دِلا کر مُتنبہّ فرماتے رہیں۔ آپ فرمایا کرتے تھے کہ اسطرح مجھے کئی کئی سال ڈبر دیتے ایک سال کے لئے ایک جوڑہ کافی ہو جاتا ہے

اسی طرح آپ کے مختصر رہائشی مکان اور اسبابِ خانہ کے متعلق بھی آپ چمنِ ششم میں زیر عنوان "تبرکات" پڑھیں گے۔ (انشاء اللہ العزیز)

چوں ہم حساب است نمد پوشی بہ ∴ چوں گفتہ نو بسند بخاموشی بہ

چوں میگذرد عمر بدرویشی بہ ∴ چوں رزق مقدراست کم کوشی بہ

ترجمہ:۔ جب (روز محشر) حساب کا خوف ہے تو نمدہ (ٹاٹ کی قسم کا ایک کپڑہ جو گھوڑے کی زین کے نیچے رکھتے ہیں) پہن کر گزارہ کر لینا بہتر ہے جب (فرشتے) ہر کہی بات لکھ لیتے ہیں تو خاموش رہ کر وقت گزار لینا بہتر ہے۔ جب عمر گزر رہی جاتی ہے تو درویشی سے گزار لینا بہتر ہے جب رزق مقرر ہے تو اس کے لئے (دن رات مارا مارا پھرنے سے) تھوڑی کوشش کرنا بہتر ہے۔

سورۃ بقرہ شریف میں قصّہ جالوت و طالوت سے اہلِ معرفت نے جو عجیب سبق حاصل کیا ہے دِل کہتا ہے کہ نقل کر دوں۔ چنانچہ فرمان باری تعالےٰ ہے۔

فَلَمَّا فَصَلَ طَالُوتُ بِالْجُنُودِ قَالَ إِنَّ اللَّهَ مُبْتَلِيكُمْ بِنَهَرٍ فَمَنْ شَرِبَ مِنْهُ فَلَيْسَ مِنِّي وَمَنْ لَمْ يَطْعَمْهُ فَإِنَّهُ مِنِّي إِلَّا مَنِ اغْتَرَفَ غُرْفَةً بِيَدِهِ فَشَرِبُوا مِنْهُ إِلَّا قَلِيلًا مِنْهُمْ	پھر جب طالوت لشکروں کو لے کر شہر سے جُدا ہوا بولا بیشک اللہ تمہیں ایک نہر سے آزمانے والا ہے تو جو اس کا پانی پیئے وہ میرا نہیں اور جو نہ پیئے وہ میرا ہے مگر وہ (بھی میرا ہے) جو ایک چلو اپنے ہاتھ سے لے لے تو سب نے اس سے

فَلَمَّا جَاوَزَهٗ هُوَ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ قَالُوْا لَا طَاقَةَ لَنَا الْيَوْمَ بِجَالُوْتَ وَجُنُوْدِهٖ ؕ قَالَ الَّذِيْنَ يَظُنُّوْنَ اَنَّهُمْ مُّلٰقُوا اللّٰهِ كَمْ مِّنْ فِئَةٍ قَلِيْلَةٍ غَلَبَتْ فِئَةً كَثِيْرَةًۢ بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ ○

پیا مگر تھوڑوں نے۔ پھر جب طالوت اور اس کے ساتھ کے مسلمان نہر کے پار گئے بولے ہم میں آج طاقت نہیں جالوت اور اس کے لشکروں کی۔ بولے وہ جنہیں اللہ سے ملنے کا یقین تھا کہ بارہا کم جماعت غالب آئی ہے زیادہ گروہ پر اللہ کے حکم سے اور اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔

مختصر تفسیر: جب طالوت عمالقہ کی سرکوبی کے لئے موسم گرما کی شدّت میں روانہ ہوئے تو انکے ہمراہ بنی اسرائیل کی کثیر جماعت تھی، راستہ میں ایک نہر پر سے گزر ہوا تو انہیں حکم ملا کہ اب تمہارا امتحان لیا جائے گا اور وہ یہ ہے کہ اس نہر سے پانی پینے کی اجازت نہیں مگر بحالت سخت پیاس صرف ایک چُلّو بھر پینے کی۔ لیکن سوائے تین سو تیرہ کے جو مخلص تھے باقی سب ٹوٹ پڑے اور خوب سیر ہو کر پانی پیا چنانچہ انکے ہونٹ سیاہ ہو گئے تشنگی اور بڑھ گئی اور ہمت ہار کر انہوں نے لشکر سے علیحدگی اختیار کر لی اور جنہوں نے صبر کیا تو صرف ایک ہی چُلّو انکے اور انکے جانوروں کے لئے کافی ہو گیا انہی کے ایمان و قلب کو قوّت ملی تو نہر سے سلامتی سے گزر گئے اور جالوت کے مقابلہ میں فتح و کامرانی اور اپنے لئے صبر و استقامت کی دعا بارگاہِ ایزدی میں کی جو قبول ہوئی اور انہیں باوجود مٹھی بھر ہونے کے اللہ تعالےٰ کی تائید و نصرت سے دشمن کے لشکرِ جرّار پر فتح نصیب ہوئی۔

اس مختصر تفسیر بیان کرنے کے بعد اب عرض کرتا ہوں کہ تفسیر حسینی فارسی میں لکھا ہے کہ حضرت عارف سلمی علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ اہلِ معرفت نے اس قصّہ سے

دین و دنیا کی مثال سمجھی ہے وہ اس وجہ پر کہ قوم طالوت گویا سالکین کی جماعت ہے جو لشکرِ جالوت جو نفس و ہوا ہے سے جنگ کی خاطر متوجہ ہوئی اور وہ پانی کی نہر گویا متاعِ دنیا ہے جس نے بھی اس سے بقدرِ ضرورت معاش سے زیادہ نفع حاصل کیا اور اس میں رغبت کی، وہ حرص کی پیاس نہ بجھنے والی بیماری میں مبتلا ہوا کہ کبھی بھی اس کو زیادتی کی خواہش کی وجہ سے اطمینان حاصل نہ ہوا

کاسۂ چشم حریصاں پُر نشد ✣ تا صدف قانع نشد پُر دُر نشد
گر بریزی بحر دُر در کوزۂ ✣ چند گنجد، قسمت یک روزۂ

ترجمہ:۔ حریصوں کی اُمید کا پیالہ کبھی پُر نہیں ہوا جب تک صدف قناعت نہ کرے پُر نہیں ہوتی۔ تو اگر موتیوں کا سمندر بھی کوزے میں انڈیل دے تو جان لے کہ اس میں ایک دن کی قسمت کا اندازہ ہی سمائے گا۔

اور ایسا شخص دنیا کی نہر پر ہی رہا اور جو بھی اس نہر دُنیا سے ایک چُلّو لے کر قناعت کر گیا یعنی متاعِ دنیا سے اتنا نفع حاصل کیا جس کے بغیر گزارہ ناممکن ہو وہی خوش ہوا اور اسے ہی اللہ تعالیٰ نے اپنے قرب کی دولت سے نوازکر دُنیاوی تفکرات و مشقتوں سے مستغنی و بے نیاز کر دیا ہے

قناعت توانگر کند مرد را ✣ خبر کن حریص جہاں گرد را

ترجمہ: دنیا میں مارا مارا پھرنے والے حریص اور لالچی شخص کو بتلا دو کہ انسان کو قناعت ہی غنی کرتی ہے۔

اے قناعت توانگرم گردان ✣ کہ ورائے تو ہیچ نعمت نیست
کنج صبر اختیار لقمان است ✣ ہر کرا صبر نیست حکمت نیست

ترجمہ: اے قناعت مجھے غنی کر دے کہ تیرے بغیر کوئی نعمت (غنی کرنے والی) نہیں۔ سیّدنا حضرت لقمان علیہ السلام نے (باوجود درازیٔ عمر کے) صبر کا

گوشہ اختیار فرمایا (اور حکیم کامل بنے) تو جسے صبر کی دولت میسّر نہیں اُس میں حکمت (کے انمول جوہر) بھی نہیں۔

اگر کوئی حضور اعلیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اس قدر سادگی اور زندگی کی آسائشوں سے دور دور رہنے کے طرزِ عمل پر بہ سبب باطنی خرابی کے اعتراض کرے تو اسے چاہیئے کہ قرنِ اولیٰ کے مقتداؤ پیشوا لوگوں کی زندگی کا مطالعہ کرے طبقہ اُولیٰ کے مشائخ کرام کا طرزِ عمل دیکھے بالخصوص خلفاء راشدین اہلِ بیت عظام علیہم الرضوانُ خود حضور پُرنور سیّد یوم النشور علیہ الصلوٰۃ والسّلام کی زندگی جو ہم سب کے لئے نمونہ اور قابلِ تقلید ہے کا مطالعہ کرے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم عمداً زندگی کی آسائشوں، لذیذ کھانوں اور شاندار مکانات سے اجتناب فرمایا کرتے تھے۔ ایک موقعہ پر امیر المومنین سیدنا حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فخرِ دو عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو چٹائی پر جو ریت پر بچھی ہوئی تھی آرام فرماتے دیکھا کہ ریت بھی پہلوئے اقدس کو لگی ہوئی ہے اور سرِ اقدس کے نیچے چمڑے کا گدا جس میں کھجور کی چھال بھری ہوئی ہے تھا تو عرض کیا قیصر و کسریٰ یوں آرام وعیش کی زندگی بسر کریں، اور اللہ جل شانہٗ کا حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم یوں ریت پر لیٹے۔ یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک دعا فرماویں اللہ تعالیٰ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اُمت کو وسعتِ رزق سے نوازیں سرورِ کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اَمَا تَرْضٰی اَنْ تَکُوْنَ لَھُمُ الدُّنْیَا وَلَنَا الْاٰخِرَۃُ۔ یعنی اے عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کیا تم اس پر راضی نہیں کہ انہیں دنیا دے دی جائے اور ہمیں آخرت۔ اسی حُسنِ تربیت اور نگاہِ شفقت کا نتیجہ تھا کہ فتح بیت المُقدس کے سلسلہ میں جب حضرت سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ ملک شام کو تشریف لے گئے تو آپ کے اعزاز میں پُرتکلف دعوت کا اہتمام کیا گیا دستر خوان پر رنگ برنگ کھانے دیکھ

کہ فرمایا یہ تو ہمارے لئے ہیں ان فقیر مسلمانوں کو کیا ملا جنہوں نے عمر بھر جَو کی روٹی بھی شکم سیر ہو کر نہ کھائی حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی لَهُمُ الْجَنَّةُ اِن کے لئے جنّت ہے تو سُنکر حضرت سیّدنا امیر المومنین عمر بن خطاب رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے اور فرمایا کہ اگر ہمارے لئے دنیا کا یہ ایندھن ہے اور ان کے لئے جنّت تو وہ ہم سے بہت آگے نکل گئے۔ سورۃ احقاف میں ہے۔

وَيَوْمَ يُعْرَضُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا عَلَى النَّارِ ؕ اَذْهَبْتُمْ طَيِّبٰتِكُمْ فِيْ حَيَاتِكُمُ الدُّنْيَا وَاسْتَمْتَعْتُمْ بِهَا ۚ فَالْيَوْمَ تُجْزَوْنَ عَذَابَ الْهُوْنِ بِمَا كُنْتُمْ تَسْتَكْبِرُوْنَ فِي الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَبِمَا كُنْتُمْ تَفْسُقُوْنَ ○

اور جس روز لا کھڑا کر دیا جائے گا کُفّار کو آگ کے سامنے (تو انہیں کہا جائیگا) تم نے ختم کر دیا تھا اپنی نعمتوں کا حصّہ اپنی دنیوی زندگی میں اور خوب لُطف اٹھالیا تھا آج تمہیں رُسوائی کا عذاب دیا جائیگا بوجہ اس گھمنڈ کے جو تم زمین میں ناحق کیا کرتے تھے اور بوجہ تمہاری نافرمانیوں کے۔

طبقہ اُولیٰ کے بعض مشائخ کے بارہ میں منقول ہے کہ اُنہوں نے ساٹھ سال تک ایک ہی کُرتہ سے گزارا کر لیا کہ پیوند پہ پیوند لگتا رہا۔ مگر خوف حساب کے سبب نیا کپڑا استعمال نہ فرمایا۔ اس مضمون کو اگر بالتفصیل بیان کیا جائے تو ایک دفتر درکار ہے لہٰذا اسی پر اکتفا کرتے ہوئے اپنے مقصد کے درپئے ہوتا ہوں۔

نقل ہے کہ ایک مقروض شخص آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اپنے مقروض ہونے کی شکایت کر کے طالب دعا ہوا۔ آپ چونکہ متوسلین میں عملی زندگی کا مطالعہ کرنا چاہتے تھے اس لئے اس کے خورد و نوش کے بارہ میں

سوال کیا کہ کیا چیز کھانے کی عادت ہے؟ اُس نے بزبان ہندی (سرائیکی) عرض کیا۔ "حضور! اِیہو بوڑ روٹی، بیا کیا کھانداں؟ یعنی یہی سالن روٹی کھاتا ہوں اور کوئی انوکھی چیز نہیں کھاتا۔ تو آپ نے اسکی کلام کے موافق فرمایا۔ "اِیہو بوڑ تاں تیکوں بوڑی ویندے۔" یعنی یہی روزانہ سالن روٹی کھانا تو تجھے قرضوں کے دریا میں غرق کئے جاتا ہے۔ کبھی لسّی سے کھالیا کر کبھی بغیر سالن رُوٹی کھا کر گزارہ کر لیا کر کہ پیٹ تو ہر شئے سے بھرا جا سکتا ہے۔ پھر پوچھا کہ سَر پر کیا رکھا ہے اس نے عرض کی حضور! پَٹکا یعنی پگڑی۔ فرمایا اِیہو تاں تیکوں پھٹکائی ویندے یعنی اتنی قیمتی پگڑی کا استعمال تیرے مفلوک الحال اور مقروض ہونے کا سبب ہے جب سَر پر قرضہ کا بوجھ ہے تو ٹوپی سے گزارہ کر لے۔ بعد ازاں آپ نے قناعت اور کفایت شعاری کا سبق دیا۔

گزشتہ قصّہ کے موافق آپ کا ایک عقیدت مند لبتی لوٹھڑاں سے حاضرِ خدمت ہو کر خلاصی قرضہ کا طالب ہُوا آپ نے حسبِ معمول دُعا کے ساتھ دَوا کرنے کی بھی تاکید فرمائی کہ میاں قناعت سے گزارا کیا کرو فضول خرچیوں سے پرہیز کیا کرو اس نے عرض کی حضور! بہت قناعت کرتا ہوں تب آپ نے اس کے لباس کی قیمت لگانا شروع کی کہ یہ چادر، قمیص، پگڑی اور جوتی الغرض تمام لباس چونکہ کافی قیمتی اور مہنگا تھا۔ لہذا شمار کیا اور فرمایا تیری ایک پگڑی سے میرے لئے زندگی بھر کی ٹوپیاں بن سکتی ہیں اسی طرح تیرے لباس کی قیمت سے میرے کئی سالوں کا لباس بن سکتا ہے اور اسی کی مثل کچھ تنبیہہ فرما کر ارشاد فرمایا تو نے قانع ہونے کا دعویٰ کیسے کر دیا ہے جس سے وہ شرمندہ ہو کر ادائیگی قرض کی فکر اور جستجو کرنے لگا۔ سچ ہے قطرہ قطرہ دریا بنتا ہے ویسے تو سب کو سادہ زندگی گزارنا چاہیئے کہ لباس کی سادگی کو ایمان کی علامتوں میں شمار کیا گیا ہے

بالخصوص مقروض کو ایسی عیاشی ہرگز زیبا نہیں۔ اللہ تعالےٰ توفیقِ عمل بخشیں اور خلوص کی دولت سے نوازیں۔ آمین !

نقل ہے کہ ملتان کا مشہور نواب محمد صادق خان بادوزئی ۱۸۶۳ء ہاتھی پر سوار ہو کر عید کے روز مبارکبادی کے لئے آپ کی خدمت میں لطف آباد سے حاضر ہوا۔ معلوم ہے کہ آپ اسے صادق کی بجائے ہاتھی والا فرمایا کرتے تھے اور اسکی علّت بیان فرماتے۔ کہ نہ معلوم صادقؔ سچا ہے یا جھوٹا۔ چنانچہ ایک دفعہ آپ اپنے پیراہن مبارک کو پیوند فرما رہے تھے کہ خلیفہ صاحب نے جلدی سے آکر اُسکی آمد سے مطلع کیا ان کا مقصد تھا کہ آپ اس سے ملاقات کے لئے اگر کوئی تیاری فرمانا چاہیں گے تو فرمالیں گے۔ آپ اسی طرح معمول کے مطابق اپنے کام میں سادگی سے مصروف رہے۔ خلیفہ صاحب نے پھر عرض کیا تو فرمایا میں کوئی کنجری ہاں جو سجھ بہاں، یعنی مَیں کوئی ہرجائی ہوں کہ نواب کے لئے بن سَنور کر بیٹھوں۔

مثنوی تذکرہ عُبیدیہ میں ہے ؎

خُلق او خُلقِ محمد اشفق وارحم بخلق ؂ بے طمع از خلق عالم بادشاہی زیر دلق

ترجمہ: آپ کا اخلاق حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام جیسا تھا اور مخلوق خدا پر آپ بہت شفیق و بہت مہربان تھے آپ مخلوق سے بے طمع گودڑی پوش بادشاہ تھے۔

نقل ہے کہ ایک مرتبہ کوئی شخص دُور دَراز سے آپ کے رفیع المثال، بدیع الحال ہونے کی خبر سُنکر عازم ملتان جنت نشان ہوا جب وہ آستانہ عالیہ پر پہنچا تو دیکھا کہ ایک شخص سادہ سے لباس میں تنہا کھڑا ہے۔ مسافر جُوں کہ تھکا ماندہ پہنچا تھا اسے کہنے لگا باباجی، ذرا کنواں چلانا تاکہ مَیں ہاتھ منہ دھو کر سفر کی تھکاوٹ دُور کر لوں چنانچہ اسے بلا تامّل کنواں چلانا شروع کر دیا فراغت پر مسجد شریف

میں اذان ہوئی یہ بھی مسجد میں چلا گیا اور مسافر بھی بغرض نماز سوئے مسجد چل دیا اس کے تصوّر میں نا معلوم کیا تھا کہ حضرت فانی فی اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ انتہائی خوش پوش شاہانہ انداز میں خدّام سے جُدا جُدا رہتے ہوں گے اور نماز کے لئے بھی خصوصی اہتمام سے تشریف لاتے ہوں گے لیکن اس نے جب کوئی ایسی بات مسجد میں نہ دیکھی تو پوچھنا پڑا کہ حضرت مولٰنا محمّد عُبید اللہ ملتانی (رضی اللہ تعالےٰ عنہ) کی ملاقات کے لئے آیا ہوں یہاں موجود نہیں، تو بتایا گیا کہ صف میں فلاں مقام پر تشریف فرما ہیں پھر تو اسکی حیرت کی انتہا نہ رہی اور کہنے لگا کہ ربِّ ذوالجلال جلّ مجدہ معاف فرماویں ان سے تو میں ابھی کنواں چلواتا رہا ہوں چنانچہ سخت نادم ہوا اور حاضرِ خدمت ہو کر قدم بوسی کی اور معافی کا خواستگار ہو کر عفو تقصیر چاہی اس روایت کی صحت کے بارہ میں میں نے اپنے مرشدِ حقیقی خاندانِ عُبیدیہ کی آن حضرت پیر روشن ضمیر مفتی محمد عبدالشکور ملتانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے پوچھا تو فرمایا ایسے واقعات خدمتِ خلق اور سادگی کے حضورِ اعلیٰ رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی زندگی میں اَن گنڈھ یعنی ان گنت اور پے در پے واقع ہوئے تھے۔

الا گر طلبگار اہلِ دلی ؛ ز خدمت مکن یک زمان غافلی

ترجمہ:۔ خبردار! اگر اہلِ دل بننے کی طلب ہے تو خدمت خلق سے ایک لحظہ بھی غافل نہ رہے

ز قعرِ بحرِ فنا گوہر بقا یابی ؛ ورنہ غوطہ خوری ایں گہر کجا یابی

ترجمہ: فنا کے سمندر کی گہرائی سے ہی تو بقا والا موتی پا سکے گا ورنہ جہاں مرضی غوطے مارتا رہے یہ بقا والا موتی کہیں نہ پا سکے گا۔

حق گوئی اور آپکی ہیبت:

بہ ایں ہمہ سادگی آپ کبھی امراء سے مرعوب نہ ہوتے اور نہ ہی حق گوئی

سے آپ کو کوئی چیز مانع تھی۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے سادگی کے باوجود آپ میں ایسی ہیبت رکھ دی تھی کہ آپ کی مجلس میں کسی کو لغویات اور یاوہ گوئی پر قدرت نہ ہوتی آپ اَوراد و مشاغل میں مصروف ہوتے تو حاضرین پر خاموشی طاری ہوتی اور ہر شخص خلوت در انجمن کا سماں پیش کر رہا ہوتا تھا اور اگر وعظ ونصیحت میں مشغول ہوتے تو سب ادب و احترام سے سُن رہے ہوتے تھے۔ تذکرہ عُبیدیہ میں ہے

گاہ سکوت آر نداز شغل وظائفہای خویش | گاہ از گفتار شیریں مرہم دلہای ریش
ہیبتِ حق در حضورش آنچناں باشد بخلق | باادب خاموش ہر کس پیش شاہی زیر دلق
چوں ورا اندر نماز و ورد باشد اشتغال | خاموشی از حاضران جوید ترکت قیل و قال
بل نباشد در حضورش لغو آواز بلند | بے ادب فحاش را از جای خود بیروں کنند

ترجمہ:۔ کبھی آپ وظائف (لسانی) سے خاموشی اختیار فرما لیتے (اور قلبی اذکار میں مصروف ہو جاتے) اور کبھی اپنی شیریں کلام سے زخمی دلوں پر مرہم رکھتے۔ آپ کے سامنے حق تعالیٰ کی ہیبت مخلوق پر ایسے ہوتی کہ ہر شخص گودڑی پوش بادشاہ کے سامنے باادب خاموشی اختیار کر لیتا۔ جب آپ اَوراد و نماز میں مصروف ہونا چاہتے تو حاضرین سے خاموشی طلب فرماتے بلکہ آپ کی مجلس میں لغو آواز بلند نہ ہوتی کیونکہ بے ادب فحاش کو اپنی مجلس سے دُور فرما دیتے تھے۔

آپ کا معمول تھا کہ امراء و فقراء کسی کی آمد پر قیام نہ فرماتے اور ارشاد فرماتے میرے پاس دو قسم کے لوگ آتے ہیں دوست یا دشمن۔ دوست اپنی آمد پر میرے قیام سے زیر بار اور ناخوش ہوتے ہیں اور دُشمنوں کے لئے میں قیام کو نار وا سمجھتا ہوں (کیونکہ دشمنوں کے لئے قیام خوشامد سے خالی نہیں ہوتا) اسیطرح بعض دفعہ یہ بھی فرماتے کہ کسی کو زبانی محبت جتلانے کی ضرورت نہیں کہ فقیر ہر

آنے والے کی دِلی کیفیت (اللہ تعالےٰ کے دیئے علم سے) خُوب جانتا ہے کہ کس کی محبّت میں تصنّع اور بناوٹ ہے ۔ اور کون مجھے دِل سے دوست رکھتا ہے

نقل ہے کہ اندرون بوہڑ گیٹ آپکی قدیمی رہائش گاہ کے قریب ایک گردیزی صاحب رہتے تھے جن کا نوجوان لڑکا بیمار ہوگیا ہر چند علاج کیا مگر رُوبصحت نہ ہوا ۔ کسی بد مذہب نے مشورہ دیا کہ ہندو لوگ فلاں درخت جسے ہندی میں جنڈھی کہتے ہیں، کی پُوجا فلاں طریق پر کرکے مُرادیں پاتے ہیں اگر آپ بھی بچے سے وہی پُوجا والی رسم اَدا کرائیں تو اُمید ہے شفایابی ہو جائے گی ۔ چُنانچہ گردیزی صاحب کی عقل پر پردہ آگیا اور لڑکے کو لیجا کر وہی مراسم اَدا کرا آئے ۔

مبادا دِل آں فرو مایہ شاد ٭ کہ از بہر دُنیا دہد دین بباد

ترجمہ : خدا کرے اُس کمینہ کا دِل کبھی خوش نہ ہو جو حصولِ دنیا کی خاطر دین برباد کر دیتا ہے ۔

چنانچہ بحمدہ تعالےٰ وہ لڑکا بجائے شفایاب ہونے کے موت کا ذائقہ چکھ بیٹھا ۔ گردیزی صاحب کے گھر کہرام برپا ہوا ہر کوئی تعزیت کے لئے آجا رہا تھا آپ بھی سابقہ ہمسائیگی کا حق سمجھتے ہوئے موسم گرما کی شدت کے باوجود سخت دھوپ کی حالت میں عین دوپہر کے وقت گردیزی کے گھر تشریف لے گئے ۔ جو لوگ تعزیت کے واسطے حاضر تھے آپ نے انکے درمیان کھڑے ہو کر ارشاد فرمایا اے گردیزی ہر کوئی تیرے پاس تعزیت کے واسطے آرہا ہے سُن لے فقیر عبید اللہ تجھے بیٹا مرنے کی مُبارک دینے آیا ہے قبول کر ۔ ہر کوئی دم بخود ہو گیا اور گردیزی نے انگشت بدنداں سَببِ مُبارک دریافت کیا تو فرمایا میں نے سُنا ہے کہ تو نے بدمذہبوں کے باطل عقیدہ کی پیروی کرتے ہوئے لڑکے سے مشرکانہ مراسم اَدا کروائے ہیں اگر تیرا لڑکا درخت کی پُوجا سے صحت یاب ہو جاتا تو تیرا یقین اُس مشرکانہ

عقیدہ پر راسخ ہو جاتا مجھے خوشی ہے کہ تیرا لڑکا تو چل بسا جو آج نہیں تو کل ضرور جانا تھا لیکن تیرا ایمان سلامت رہا کہ اب تو اس مُشرکانہ رسم کے قریب نہ جائے گا مَیں اسی ایمان کے بچنے کی مبُارک دینے آیا ہوں ؎

ہزار خوف ہو لیکن زبان ہو دل کی رفیق ؛ یہی رہا ہے اَزل سے قلندروں کا طریق

آپ کی زندگی میں ایسے بہت واقعات پیش آئے مگر آپ کسی موقعہ پر بھی برملا حق بات کہہ دینے سے خائف نہ ہوئے ؎

آئینِ جواں مَرداں حق گوئی و بے باکی ؛ اللہ کے شیروں کو آتی نہیں روباہی

اور ایک روایت کے مطابق یہ لڑکا حضرت مخدوم حسن بخش قریشی (متوفی ۱۳۲۰ھ) سجادہ نشین حضرت شیخ الاسلام غوث بہاؤالدین زکریا ملتانی علیہ الرحمۃ کا تھا جسے چیچک کی تکلیف ہوئی تھی اور یہ بھی روایت ہے کہ آپ نے مبارکباد دی کے بعد فرمایا اب فقیر عبیداللہ کی دعا ہے اللہ تعالیٰ نعم البدل عمر دراز فرزند سے آپ کو نوازیں گے۔ چنانچہ حضرت مخدوم مُرید حسین صاحب (متوفی ۱۳۸۱ھ) پیدا ہوئے گویا مخدوم موصوف حضرت فانی فی اللہ کی دُعاؤں کا ثمرہ تھے جنہوں نے درگاہ غوث العلمین کو علم و حکمت کا مرکز بنا دیا۔

نقل ہے کہ آپ کے ہمسایوں میں کسی بات پر تنازعہ ہوا تو دو شخص لڑتے جھگڑتے باہر نکلے اور مسجد شریف کے سامنے آ گئے آپ اتفاقاً سامنے تشریف فرما تھے اور انہیں دیکھ لیا۔ ان کے جھگڑے نے کچھ طول پکڑا حتیٰ کہ مقدمہ تک نوبت پہنچی۔ مُدعی نے اپنے دعویٰ میں آپ کا نام بطور گواہ لکھوا دیا۔ چنانچہ عدالت نے آپ کے نام حاضر ہونے کے سمن جاری کر دیئے۔ اور آپ نے اپنی گُوناگُوں مصروفیات کی بناء پر وقت نہ ہونے کا عذر پیش کرتے ہوئے

حاضری سے انکار فرما دیا۔ پیادہ جو سمن لے کر آیا تھا اس نے عرض کیا کہ سمن پر یہی بات لکھ دیں۔ چنانچہ آپ نے تحریر فرما دیا کہ فرصت نہیں لہٰذا پیش نہیں ہوسکتا۔ حاکم ششدر رہ گیا کہ نامعلوم کس قسم کی مصروفیات ہیں کہ میرے حکم سے سرتابی کی جرأت کا مظاہرہ کر رہے ہیں۔ لیکن وہ آپ کے درویشانہ حال اور فقیرانہ منصب کے بارہ میں کچھ نہ کچھ سُن چکا تھا اسے دوبارہ سختی سے بُلوانے کی جرأت نہ ہوسکی اور خود وکلاء اور دوسرے گواہوں سمیت مسجد شریف میں گواہی لینے کے لئے حاضر ہوگیا ۔

ہر سو دود آنکس کہ ز در خویش براند ؛ واں را کہ بخواند بدر کس ندواند

ترجمہ: جسے اللہ تعالیٰ راندۂ درگاہ بنا دیں وہ ہر طرف دوڑتا خوشامدیں کرتا ہے اور جسے اپنا بنالیں اسے کسی کے دروازہ پر نہیں جانے دیتے۔

آپ نے حاکم وقت کے خوف سے بے نیاز ہوکر اس کے آنے پر بھی فرما دیا کہ مجھے اب بھی فرصت نہیں لہٰذا جو کچھ میں کہہ دوں اسی پر اکتفا کر لینا اس کے بعد آپ نے فرمایا کہ میں نے صرف اِن دو شخصوں کو آپس میں لڑتے ہوئے دیکھا ہے لڑائی کا سبب کیا تھا کس نے ابتداء کی مجھے کچھ معلوم نہیں، اتنا فرما کر آپ فوراً اپنے وظائف میں مشغول ہوگئے۔ وکلاء حسبِ عادت مختلف قسم کے سوالات کرنے لگے تو آپ نے فرمایا جتنا میں نے بیان کیا ہے اس سے زائد کچھ معلوم نہیں۔ اس پر حاکم اور وکلاء سکتہ میں آگئے اور شرمندہ ہوکر واپس چلے گئے۔

ہر لحظہ ہے مومن کی نئی شان نئی آن ؛ گفتار میں کردار میں اللہ کی برہان

نقل ہے کہ نواب محمد صادق خان بادوزئی ملتانی م ۱۸۸۳ء آپکا معتقد تھا ایک دفعہ اس نے دعوت کی تو آپ نے ازراہِ کرم اس کے گھر کو رونق بخشی۔ وہاں جا کر اہلِ خانہ کے حالات دریافت کئے معلوم ہوا کہ اسکی سن رسیدہ بہنیں جو اسکے زیرِ کفالت

تھیں بے نکاحی گھر بیٹھی ہیں آپ سخت ناراض ہوئے اور واپسی کا ارادہ فرمالیا کہ جس گھر میں بے نکاحی عمر رسیدہ عورتیں ہوں میں اس گھر کا کھانا پینا مناسب نہیں سمجھتا ــــ لہٰذا نواب صاحب جو صحیح العقیدہ اہلِ محبّت سے تھے فوراً تائب ہوئے اور عرض کی کہ حضور! اس کام کو آنجناب خود ہی پایہ تکمیل تک پہنچا دیں۔ چنانچہ ان لڑکیوں کے خواستگاروں کو آگاہ کر دیا گیا وہ فوراً مع رشتہ داروں کے حاضر ہوئے اور رسمِ نکاح اسی مجلس میں ادا کر دی گئی۔ یہ سب آنجناب حضور اعلیٰ رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے قدوم میمنت لزوم کی برکت تھی ورنہ جو کام عرصہ دراز سے لیت ولعل کے سبب ملتوی ہو رہا تھا وہ فوراً ہوتا نظر نہ آتا تھا۔

نقل ہے قصبہ جھوک دبنس میں آپ کسی دعوت پر تشریف لے گئے رات کو میزبان کے گھر سے بچّہ رونے کی آواز آئی تو صاحبِ دعوت نے اس بچّہ کو یہ کہہ کر مطمئن کر کے سلا دیا کہ بیٹا علی الصبح تیرے لئے شہر سے کھلونے لے آؤں گا اب سو جا حضرت فانی فی اللہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے اس کا یہ کلام سن لیا صبح جب میزبان کو دعوت کی تیاری میں مصروف دیکھا تو اپنے کہاروں سے فرمایا پالکی کا ساز وسامان تیار کرو کیونکہ یہاں سے فوراً واپسی کا مصمم ارادہ ہے۔ میزبان کو معلوم ہوا تو دست بستہ وجہ دریافت کی تو آپنے فرمایا بچے کو رات کو فریب اور جھوٹ سے کام لیتے ہوئے سلا دیا ہے اور مجھے تو شام تک یہیں رہنا ہے نامعلوم مجھ سے کتنے فریب کرے گا معصوموں سے تیرا معاملہ اس طرح کا ہے تو میں کیسے محفوظ رہ سکتا ہوں۔ اس نے عرض کی حضور بچوں کو ایسے ہی کہہ دیا جاتا ہے تو آپ نے اسے عہد کی پابندی کی اہمیّت سے خبردار فرمایا تو وہ طالب معافی ہو کر بچہ سے کئے ہوئے وعدہ کو فوراً وفا کرنے کا اظہار کرنے لگا۔ جب آپ کو اعتماد آگیا تو تب اسکی تقصیر معاف فرما کر دعوت قبول فرمائی۔ تذکرہ عبیدیہ میں بھی ہے

کہ آپ اپنے متوسلین کو کسی سے وعدہ کرنے یا کسی کی ضمانت دینے سے منع فرمایا کرتے تھے کہ ایفائے عہد نہ ہونے کی صورت میں گنہگار اور ضمانت کے بعد عموماً شرمندہ ہونا اور نقصان برداشت کرنا پڑتا ہے۔

ذوقِ سماع: نفسِ سماع بالاتفاق مُباح ہے چند عوارض کی وجہ سے اس میں کراہت اور حُرمت واقع ہوتی ہے۔ سامع اگر نفس مُردہ دل زندہ ہونے کے ساتھ ساتھ چند شرائط کا پابند ہو تو صوفیاء کرام نے اس کے حق میں استحباب بھی ثابت فرمایا ہے۔ کُتبِ تصوّف میں اسکی تفصیل دیکھی جاسکتی ہے۔ خُلاصہ وہی ہے جو حضرت شیخ سعدی علیہ الرحمۃ نے بیان فرمایا ؎

سماع اے برادر بگویم کہ چیست   ولے مستمع را بدانم کہ کیست

ترجمہ: سماع کا کیا حکم ہے اے بھائی تمہیں بتاتا ہوں کہ جائز ہے یا ناجائز لیکن میں معلوم کرلوں کہ سُننے والا کیسا ہے پھر فیصلہ کروں گا۔"

مُردہ نفس زندہ دِلا نرا رواست   ؎   ہر کہ جز این است مرا ورا خطاست

ترجمہ: جس کا نفس مُردہ اور دل زندہ ہو اس کے لئے تو (قوالی سُننا) جائز ہے اور جو ایسا نہیں اس کے لئے جائز بھی نہیں (ہاں البتہ وہ اہلِ سماع کے زیرِ سایہ سُنے تو اس کے لئے بھی گنجائش ہے۔ واللہ اعلم۔

خود حضورِ اعلیٰ رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے اس موضوع پر ایک کتاب "قول فصل فی البیعۃ والسماع" تصنیف فرمائی پھر اسکی شرح بھی تحریر فرمائی چمن خامس میں ان شاء اللہ العزیز اس سے کچھ نقل کروں گا۔ احادیثِ مبارکہ و اقوال فقہاء کرام جن کے ظاہری معنی سے سرود کی حُرمت ثابت ہوتی ہے ان کے جواب کے لئے محدّث ملتانی حضرت علامہ سیّد احمد سعید شاہ صاحب کاظمی علیہ الرحمۃ کے رسالہ مزیلۃ النزاع الموسوم بہ اثبات السماع کا مطالعہ مفید ہے۔ یہاں آپ کے

نبیرہ محترم (پوتے) زبدۃ المحقّقین مفتی اعظم ہند حضرت مولانا محمد عبد العلیم ملتانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی انتہائی نفیس اور مختصر تحقیق پر مشتمل فتویٰ در بارۂ سماع بالمزامیر قارئین کی تسلّی کے لئے مع ترجمہ نقل کرتا ہوں۔

اَللّٰهُمَّ اَعِنِّیْ عَلٰی مَاهُوَ التَّحْقِیْقُ فِیْ مَسْئَلَةِ السَّمَاعِ

اے اللہ! سماع اور غنا کے مسئلہ میں تحقیقی بات (لکھنے) پر میری

وَالْغِنَاءِ وَاللّٰهُ هُوَ الْغَنِیُّ وَهُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ

اعانت فرمائیے۔ اور اللہ تعالےٰ ہی غنی ہے اور وہی سمیع اور علیم ہے

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝

شروع اللہ کے نام سے جو بہت مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے

اَلسَّمَاعُ مَسْمُوْعُ السَّلَفِ الْكِرَامِ حَتّٰی الصَّحَابَةِ وَتَابِعِیْهِمْ وَقَدْ سَمِعَ الشَّارِعُ الصَّادِقُ وَلَوْ بِالدَّفِّ وَقَالَ لِلنَّاذِرَةِ اُوْفِیْ بِنَذْرِكِ فَدَلَّ عَلٰی اِبَاحَتِهٖ وَحِلِّهٖ لِاَنَّ بِنَذْرِ الْمَعْصِیَةِ لَا یَجِبُ الْوَفَاءُ وَلَمْ یَكُنْ فِیْ ذٰلِكَ الزَّمَانِ مِنَ الْاٰتِ السَّمَاعِ سِوَی الدَّفِّ كَمَا لَمْ تَكُنْ فِیْ ذٰلِكَ الزَّمَانِ اَكْثَرُ مِنْ

سلف صالحین حتیٰ کہ صحابہ اور تابعین رضوان اللہ علیہم اجمعین سے سماع کا سُننا ثابت ہے اور حضرت شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام جو صادق ہیں سے بھی اگرچہ فقط دف کے ساتھ بہر حال سماع محقق ہے اور یہ بھی کہ منّت ماننے والی کو فرمایا: "اپنی منّت پوری کر" (روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایک غزوہ پر تشریف لے گئے تو ایک عورت نے منّت مانی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بخیریت واپس آئے تو میں (خوشی میں) ڈھول بجاؤں گی جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے واپس

سْبَابِ الْاَكْلِ وَالشُّرْبِ
اللِّبَاسِ وَغَيْرِهَا ثُمَّ اَنْعَمَ اللّٰهُ
عَلَيْنَا وَوَسَّعَ فِيْ نِعَمِهٖ وَاَسْبَابِهَا
لَمَّا يَجُوْزُ هٰذِهٖ تَجُوْزُ تِلْكَ
السَّمَاعُ بِسَائِرِ الْاٰلَاتِ
النَّغَمَاتِ حَلَالٌ طَيِّبٌ بِلَا رَيْبٍ
لَمْ تَكُنْ بَاهِلِي السَّامِعِ عَنِ
مُنْعِمِ الْحَقِيْقِيِّ لِاَنَّ اللَّهْوَ كُلَّهٗ
حَرَامٌ سَوَاءٌ كَانَ فِي الْمَطْعُوْمَاتِ
اَوِ الْمَشْرُوْبَاتِ اَوِ الْمَسْمُوْعَاتِ
اِلَّا مَا اسْتَثْنَى الشَّارِعُ مِنْ
لَهْوِ الرَّجُلِ بِزَوْجَتِهٖ وَاللَّهْوِ
بِالسِّهَامِ وَالْخَيْلِ وَمَا لَا بُدَّ
مِنْهُ فِي الْغَزْوِ وَالسَّمَاعُ
فِي الْجَاهِلِيَّةِ كَانَ فِيْ مَقَامِ
اللَّهْوِ وَالسُّكْرِ وَالشَّرَابِ فَلِذَا
مُنِعَ مِنْهُ فَالشَّرْطُ فِيْ حِلِّهٖ اَنْ
يَكُوْنَ بِلَا لَهْوٍ وَاشْتِرَاطُ السَّلَفِ
الْكِرَامِ بِضْعَ شَرَائِطَ فِيْهِ كَانَ
لِهٰذَا فَمَنْ اَقْدَمَ عَلَى السَّمَاعِ

تشریف لانے پر اس نے مَنّت کا ذِکر کیا تو آپ نے فرمایا اپنی مَنّت پوری کرو)۔

پس اس حدیث نے سماع کے مباح اور حلال ہونے پر دلالت کی کیونکہ معصیّت کی مَنّت کا پورا کرنا لازم نہیں ہوتا۔ (اگر سوال کیا جائے کہ زمانۂ نبوّت میں تو فقط دَف تھا دیگر آلات سے غنا کیونکر جائز ہوگا، تو اس کا جواب یہ ہے) اُس زمانہ میں دَف کے سوا دیگر آلاتِ سماع تو تھے ہی نہیں، جیسا کہ کھانے پینے اور پہننے کے اکثر اسباب اُسوقت نہیں تھے پھر اللہ تعالیٰ نے ہم پر انعام فرمایا اور ہم پر نعمتوں اور اُس کے اسباب کو فراخ کیا، جب یہ جائز ہوا تو وہ بھی جائز ہوا پس آلات و نغمات سے سماع بلا ریب حلال اور طیب ہے بشرطیکہ سامع کو منعم حقیقی سے غافل نہ کرے، کیونکہ لہو بالکلیۃ حرام ہے خواہ مطعومات میں ہو یا مشروبات میں یا مسموعات میں مگر وہ لہو جسے شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مستثنیٰ کیا، مثلاً اپنی بیوی سے

مِنْ غَيْرِ لَهْوٍ وَاِرَادَتِهٖ كَمَا
هُوَ دَابُ مَشَائِخِ السَّلَفِ
وَالْخَلَفِ عَلَى الْاَعْرَاسِ وَغَيْرِهَا
عَلٰى هَيْئَتِهِمْ وَسِيَرِتِهِمْ
وَطَرِيْقَتِهِمْ فَهُوَ لَيْسَ
بِمَذْمُوْمٍ وَمَنْ اَقْدَمَ عَلَيْهِ
بِاللَّهْوِ كَمَا هُوَ عَادَةُ بَعْضِ
اللَّاهِيْنَ التَّارِكِيْنَ
لِلصَّلَوَاتِ فِيْ وَقْتِهَا
بَلْ لِلْمَامُوْرَاتِ كُلِّهَا
وَالْاٰتِيْنَ بِهٖ فِيْ وَقْتِ
صَلٰوةِ الْمُسْلِمِيْنَ فَهُوَ
عَيْنُ اللَّهْوِ حَرَامٌ قَطْعِيٌّ
لَيْسَ اِلَّا فَعَلَى الْاِمَامِ
ثُمَّ عَلَى الْمُسْلِمِيْنَ
كُلِّهِمْ مَنْعُهُمْ وَزَجْرُهُمْ
وَضَرْبُهُمْ وَطَرْدُهُمْ
وَتَعْزِيْرُهُمْ كَيْفَمَا اَمْكَنَ
وَمَنْ اَتٰى بِهٖ لَا عَلٰى
وَتِيْرَتِهِمْ لٰكِنْ لَا عَلٰى
وَجْهِ اللَّهْوِ فَيَنْبَغِيْ اَنْ

لہو یا تیر اندازی اور گھوڑ سواری (جہاد کے لئے) اور جو اُمور جہاد کیلئے ضروری ہیں۔ (اسلام سے پہلے) زمانۂ جاہلیت میں سماع، لہو وسکر اور شراب کی محافل میں ہوتا تھا اس لئے اس میں منع وارد ہوئی پس شرط اس کے حلال ہونے کی یہ ہے کہ بدوں لہو کے ہو۔

مشائخ کرام کا محفل سماع کو چند شرائط کے ساتھ مشروط کرنا اسی وجہ سے ہے، پس جو شخص بغیر لہو و ارادۂ لہو کے سماع پر اقدام کرے جیسا کہ وہ سلف و خلف کا عرسوں پر طریقہ رہا ہے اور انکی ہیئت، سیرت اور طریقہ کے مطابق سماع سُنے تو وہ غیر مذموم ہے اور جو شخص لہو کے ساتھ اسپر اقدام کرے جیسا کہ وہ بعض غافل لوگوں کی عادت ہے جو نمازوں کو اپنے اوقات سے ترک کرتے ہیں بلکہ کل مأمورات کو ادا نہیں کرتے اور جو محافل سماع کو نماز کے وقت میں منعقد کرتے ہیں یہ عین لہو ہے اور حرام قطعی۔

پس بادشاہ پر پھر سب مسلمانوں پر لازم

يُعَاتَبَ وَيُمْنَعَ مِنْهُ اَيضًا فَاِنَّ اللَّهْوَ قَدْ كَثُرَ فِي هٰذَا الزَّمَانِ فَيُسْتَدَلُّ بِهٖ عَلَيْهِ

ہے کہ انہیں (اس فعلِ شنیع سے) منع کریں (اگر نہ رکیں تو) زجر و توبیخ کریں (ورنہ) انہیں جسطرح بھی ممکن ہو زدوکوب اور تعزیر کر کے بھگا دیں، اور جو شخص (کسی اہلِ سماع کی عدم موجودگی میں خود بخود) غافلین کے طریقہ پر محفل سماع منعقد کرے اگرچہ غرض لہو نہ ہو تو پھر بھی اسے روکنا اور اسیر عتاب کرنا چاہیئے کیونکہ اس زمانہ میں لہو بہت ہو گیا ہے اس لئے ایسے سرود سے عدمِ جواز پر استدلال کیا جائے گا۔

ہذا ما عندی واللہ اعلم بالصواب والیہ المرجع والمآب مُلا محمد عبد العلیم مسکین ملتانی عفی اللہ عنہ۔

الغرض آپ کبھی کبھی شرائط کی پابندی کے ساتھ پیرانِ سلسلہ عالیہ کی اتباع میں سماعِ محض اور غنا یعنی سماع بالمزامیر سے بہرہ مند ہوتے ایسی محافل خود بھی منعقد فرماتے اور دوسرے مقامات پر بھی شرکت کے لئے تشریف لے جاتے۔ مثنوی تذکرہ عبیدیہ میں ہے۔

از پئے شوقِ خدا و ذوق ذکر وجد و حال / بشنود گاہے سرود آں متبع احسن مقال
گاہ مے شنوند دیوان آں خواجہ معین / کز رسولِ حق رسول آمد بہندوستان یقین
از سماعش ذوق وجد و حال مے یابد کثیر / گفت از جملگی دیوانہا بس بے نظیر
عاقبت بو الخیر را بالخیر بادا دو جہاں / کو چنیں اخیار را مختار خدمت ہر زماں
یا الٰہی بخش مارا دوستی آں خیار / دیدن شاں ذکر تو یاد آورد لیل و نہار

ترجمہ: اچھی باتوں کی اتباع کرنے والی آپ کی ذات گرامی اللہ تعالےٰ کے شوق اور وجد و حال کی یاد منانے کے ذوق میں کبھی سرود سنتی تھی کبھی آپ حضرت خواجہ غریب نواز معین الدین سنجری اجمیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

کا دیوان سُنتے جو یقیناً اللہ تعالےٰ کی طرف سے (حضور خاتم النبیین و المرسلین صلی اللہ تعالےٰ علیہ و آلہٖ وسلم کے دینِ متین کی تبلیغ کیلئے) ہندوستان میں مُبلّغ بن کر تشریف لائے آپ اس دیوان شریف کے سُننے سے ذوق اور وجد و حال پاتے اور فرماتے سب دیوانوں میں یہ دیوان بے مثل ہے خدا کرے (میرے بھائی) ابوالخیر صاحب کے دونوں جہاں بخیر ہوں جو سفر و حضر میں ایسی نیک ہستی (حضور اعلیٰ رضی اللہ تعالےٰ عنہ) کی خدمت کے لئے منتخب ہیں ۔ اے الٰہی ، ہمیں بھی ایسے نیک لوگوں کی دوستی بخش دے جن کے دیدار سے دن ہو یا رات آپ کا ذکر یاد آجاتا ہے۔

نقل ہے کہ ایک مرتبہ خیر پور شریف میں اثنائے مجلس سماع آپ پر حالتِ وجد طاری ہوئی تو آپ زمین پر مُرغِ نیم بسمل کی طرح متحرّک رہے اور بعد میں اپنا پیراھن مبارک اُتار کر قوالوں کو "تبرّکاً" ازراہِ کرم عطا فرمایا۔

ایک دفعہ جامی دوران حضرت منشی غلام حسن شہید ملتانی علیہ الرحمۃ کے عرس مُبارک کے موقعہ پر آپ مندرجہ ذیل اشعار سُننے پر وجد میں آ گئے۔

دِکھا دے ہم کو جمال اپنا میں جاں بلب ہوں یہ ٹال کیا ہے
یہ خاکساروں پہ رنج کیا ہے یہ بے کسوں سے ملال کیا ہے

اسی توقع میں عمر گزری کہ یار ہم سے تو آ ملے گا
نہ ہم نے جانا کہ وصل کیا ہے نہ ہم نے جانا وصال کیا ہے

یہ روایت مَیں نے زیب آستانہ عالیہ حضرت سجادہ نشین صاحب مدظلہم سے سُنی ہے وہ بیان فرماتے ہیں کہ مَیں اپنے جدامجد حضرت مولانا محمد عبدالکریم ملتانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ مخدوم رشید حضرت قاضی نعمت اللہ شاہ صاحب علیہ الرحمۃ کی دعوت پر گیا تو انہوں نے طلباء کو یہی غزل سُنانے کا حکم دیا اور فرمایا کہ میرے

چچا محترم حضورِ اعلیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہمراہ حضرت جامی دوران علیہ الرحمۃ کے عرس کی مجلس میں شامل تھے۔ جب آپ پر وجد طاری ہوا تو میرے چچا جان نے یہ غزل لکھ لی اور طلباء کو یاد بھی کرا دی تاکہ کبھی کبھی سن کر ذوق حاصل کیا جائے۔

آپ مگھیانہ رونق افروز تھے کہ آپ کے صاحبِ دل نوعمر مُرید قاضی خان محمّد صاحب مخدوم پوری حاضرِ خدمت ہوئے اور حسبِ عادت شاعر بیدل عاشق بے بدل خواجہ علی حیدر علیہ الرحمۃ کا کلام پڑھنا شروع کیا آپ سُنتے رہے، حتیٰ کہ آپ پر حالت طاری ہو گئی جب یہ حالت فرو ہوئی تو ازراہِ کرم قاضی صاحب کو آٹھ آنہ اور اپنا پیراہن مُبارک تبرکاً عطا فرمایا چنانچہ قاضی صاحب نے وصیّت فرمائی کہ میرے کفن پر یہی رقم خرچ کی جائے۔

قاضی خان محمد صاحب مخدوم پوری مذکور عاشقانِ مصطفےٰ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہٖ وسلم سے تھے ایک سو پانچ سال کی دراز عمر پائی انکے فرزند جناب قاضی شاکر محمد دیوانہ اُستاذ الشعراء تاحال حیات ہیں یہ فقیر اپنے مُرشدِ حقیقی حضورِ قبلہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ اور انکی رِفاقت میں سفر برائے زیارت حضرت علی حیدر صاحب علیہ الرحمۃ کر چکا ہے عجب باذوق آدمی ہیں انکی بیعت حضرت مفتی اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے۔ انکے والد مکرّم مذکور باوجود درازی عُمر کے بحمدہ تعالےٰ تادمِ آخر حُضورِ اعلیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور آپکی اولاد احفاد کی غلامی پر فخر اور ان سے محبّت فرماتے رہے۔ چنانچہ جب کبھی بھی حضورِ اعلیٰ یا آپکی اولاد امجاد میں سے کسی کی دعوت فرماتے اور یہ حضرات ازراہ کرم انکے دولت خانہ کو رشکِ گلزار بناتے تو فرطِ محبت میں قاضی صاحب مرحوم جھومتے اور رقص کناں عشقیہ انداز و پُر درد لہجہ میں ترنم کے ساتھ ذوق وشوق سے مندرجہ ذیل اشعار پڑھتے ؎

آ کھیڈوں (کھیلیں) رَل (مل جل کر) ہماں (سب) نی امّاں گھر رَانجھن آیا
جیندی کارن بیلے جاساں چھوڑ یہ باڑاں جماں (مولد و مسکن)
نی امّاں گھر رانجھن آیا

رانجھن میرا، میں رَانجھن دی جانیں ابھا (شمال جنوب) لماں
رَانجھن میرا، میں رَانجھن دی نال کھیڑیاں (ایک قوم جو رانجھن کے عاشق کے دشمن تھے) نہیں تماں (طمع مراد خوف)
نی امّاں گھر رانجھن آیا

ہار حمیلاں سوہے بانسڑیں (زیور) اللہ تاں لایا ہے ہن سماں
چُنڑ چُنڑ کلیاں سیج وِچھاواں (سو جاؤں) کول رانجھن دے سماں
نی امّاں گھر رَانجھن آیا

رانجھن میرا پھُل گلاب، میں چنبا تڑ (پھل جاؤں) ونجاں
اکبر شاہ بازی عشق دی کھیڈی نہیں وسا (بھروسہ) کجھ دَماں (سانس)
نی امّاں گھر رَانجھن آیا

نحنُ اَقرب خود فرمایو تاں کیڑھی تھاں (جگہ) ڈھونڈن ونجاں (تلاش کروں)
نی امّاں گھر رَانجھن آیا

فقیر کاتب الحروف کو یہ اشعار حضور اعلیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی چوتھی پشت میں حضرتم اُستاذی مولانا محمّد عبد الغفور علیہ الرحمۃ نے لکھوائے اور فرمایا میں نے یہ اشعار خود قاضی صاحب مرحوم سے سُنے اور لکھے۔

تقبیل ابہامین: آپ رضی اللہ تعالےٰ عنہ حضور پُر نور سیّد یوم النشور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نام نامی و اسم گرامی سُننے وقت عموماً اور خصُوصاً اذان و اقامت میں شہادۃِ ثانیہ کے سننے پر سیّدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی سنت پر عمل فرماتے ہوئے انگوٹھے چومتے ہ

چو نام نبی اندرو بشنود ؛ دو ابہام بوسد دو دیدہ نہد

ترجمہ: جب اذان میں نبی مکرّم صلی اللہ علیہ وسلم کا نام نامی سنتے تو دونوں انگوٹھوں کو چوم کر دونوں آنکھوں پر رکھتے ہ

زبانم چوں از و حرف سراید دل و جانم ز لذّت پر برآید

چو نام این است نام آور چہ باشد مکرّم تر بود از ہر چہ باشد

ترجمہ: میری زبان جب ان کے نام نامی "محمّد" صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے ذکر سے مشرف ہوتی ہے تو اس کے ساتھ میرا دل اور میری جان (روح) دونوں لذّت سے بھر جاتے ہیں۔ جب اسم مبارک کا یہ عالم ہے تو مسمیّٰ (ذات گرامی) کیسے ہونگے۔ ہاں (مخلوق خداوندی میں) کوئی جتنا بھی عزّت والا ہو اس سے زیادہ عزّت والے ہوں گے۔

چنانچہ حضرت فانی فی اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کسی مجلس میں (دوران اذان) انگوٹھے چُومے تو کسی شخص نے سوال کیا کہ پہلی شہادت پر کوئی اظہار محبّت نہیں کیا جاتا مگر دوسری شہادت موذّن سے سنتے ہی ساری مجلس حرکت میں آجاتی ہے آخر کیا سبب ہے آپ نے اس شخص کو بتقاضا۔ کَلِّمُوا النَّاسَ عَلٰی قَدْرِ عُقُوْلِهِمْ۔ کہ لوگوں سے انکے عقل کے مطابق گفتگو کرو بجائے نقلی دلائل پیش فرمانے کے صرف اتنا فرمایا کہ "میاں! ربّ ذوالجلال کی ذات گرامی کو تو ہر کوئی حتیٰ کہ کافر بھی تسلیم کرتے ہیں اور کسی نہ کسی نام سے یاد کرتے ہی ہیں" ہ

گرجا ہو کلیسا مندر سب میں ؛ ذکر تیرا ہی بہ الفاظِ دِگر ہوتا ہے

"اسی لئے شہادتِ اولیٰ پر کوئی تغیّر عوام میں رُونما نہیں ہوتا لیکن

کسی مجلس میں ہم یہ دیکھنا چاہتے ہیں کہ ایمان بالرّسالت کے ساتھ کون کون متصّف ہے تو جو بھی نام نامی سُنکر لذّت پاتے سر جھکاتے ہیں اور سُنّتِ صدیقی رضی اللہ تعالےٰ عنہ پر عمل پیرا ہو کر انگوٹھے چُومتے ہیں تو ہم سمجھ لیتے ہیں کہ یہ ایمان بالرّسالۃ کے قائل ہیں۔ یعنی محبّتِ رسولِ معظم شفیع مکرّم علیہ الصلوٰۃ والسّلام میں سرشار ہونے کے سبب گویا ایمان کامل رکھتے ہیں ؎

خدا کی مرضی خدا کی حکمت خدا ہی جانے ولیکن ہم نے
سروں کا کعبہ حرم میں دیکھا دلوں کا کعبہ تیری گلی میں

فقہ حنفی کی معتبر کتاب طحطاوی شریف باب الاذان کے آخر میں بہ عنوان "فائدہ" جو عبارت لکھی ہے وہ قابلِ مطالعہ ہے۔ درج کرتا ہوں۔ ذَکَرَ القُهُسْتَانِي عَنْ كَنْزِ العِبَادِ أَنَّهُ يُسْتَحَبُّ أَنْ يَّقُوْلَ عِنْدَ السِّمَاعِ الْأُوْلٰى مِنَ الشَّهَادَتَيْنِ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ" وَعِنْدَ سِمَاعِ الثَّانِيَةِ "قُرَّتْ عَيْنِيْ بِكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ مَتِّعْنِيْ بِالسَّمْعِ وَالْبَصَرِ" بَعْدَ وَضْعِ إِبْهَامَيْهِ عَلٰى عَيْنَيْهِ فَإِنَّهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَكُوْنُ قَائِدًا لَهُ فِي الْجَنَّةِ وَذَكَرَ الدَّيْلَمِيُّ فِي الْفِرْدَوْسِ

قہستانی نے کنز العباد سے نقل کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ وسلم کے لئے دو شہادتوں میں سے پہلی شہادت سنتے وقت صلی اللہ علیک یا رسول اللہ کہنا اور دوسری شہادت کے وقت دونوں انگوٹھوں کو اپنی دونوں آنکھوں پر رکھتے ہوئے یہ کہنا قرت سے والبصر تک مستحب ہے جس کا معنی ہے یارسول اللہ آپ کا نام مبارک سنکر میری دونوں آنکھیں ٹھنڈی ہوگئی ہیں اے اللہ مجھے کانوں اور آنکھو

مِنْ حَدِيْثِ اَبِىْ بَكْرٍ رَضِىَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ مَرْفُوْعًا مَنْ مَسَحَ الْعَيْنَيْنِ بِبَاطِنِ اَنْمُلَةِ السَّبَّابَتَيْنِ بَعْدَ تَقْبِيْلِهِمَا عِنْدَ الْقَوْلِ الْمُؤَذِّنِ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَقَالَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ رَضِيْتُ بِاللّٰهِ رَبًّا وَّ بِالْاِسْلَامِ دِيْنًا وَّبِمُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَبِيًّا حَلَّتْ لَهٗ شَفَاعَتِىْ اھ وَكَذَا رُوِىَ عَنِ الْخَضِرِ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَبِمِثْلِهٖ يُعْمَلُ فِى الْفَضَائِلِ۔

سے نفع مند فرما۔ پس ایسے کہنے والے کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم جنت میں کھینچ کر لے جائیں گے اور دیلمی نے فردوس میں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً نقل کیا ہے کہ جو موذن کے قول اشہدان محمّدا رسول اللہ سنتے ہوئے اپنی شہادت کی انگلیوں کے سرِ انگشت چُوم کر انہیں اپنی آنکھوں سے لگائے اور کہے اشہدان محمدا عبدہ سے نبیّا تک جس کا معنی ہے میں گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس (اللہ تعالےٰ) کے بندے اور اسکے رسول ہیں۔

میں راضی ہوا اللہ سے رب ہونے پر اور اسلام سے ازروئے دین ہونے پر اور حضرت محمد صلّی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ وسلم سے ازروئے نبی ہونے پر تو اس کے لئے میری (حضور پرنور سیّد یوم النشور صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ وسلم کی) شفاعت اتر پڑے گی۔ انتہی کلامہ۔ اور اسی طرح حضرت خضر علیہ السلام سے بھی مروی ہے اور اس جیسی روایات (جو درجہ صحّت تک نہ بھی پہنچی ہوں) پر فضائل کے باب میں (بہ اتفاق علماء) عمل کیا جاتا ہے۔ (خصوصاً جبکہ علماء وصلحاء کا عمل اس کے موافق ہو جیسا کہ وضو میں گردن کا مسح کرنا یا دَورانِ وضو ادعیہ ماثورہ پڑھنا اور بعد الوضو سورۃ قدر یعنی انا انزلنا الخ پڑھنا وغیرہ کہ ان سب اعمال کی فضیلت ایسی ہی احادیث سے ثابت ہے) صاحب

تحقیق کے لئے بشرطیکہ مقلّد حنفی المذہب ہو اس قدر کافی ہے ورنہ صاحب جدال کی تسلّی کو کچھ بھی کفایت نہ کرے گا۔ بہرحال علماء کرام نے اس مسئلہ پر مستقل تصانیف بھی لکھی ہیں اعلیٰحضرت مولانا امام احمد رضا خان صاحب بریلوی علیہ الرحمۃ کی تصنیف لطیف منیر العینین فی تقبیل الابہامین المعروف انگوٹھے چومنے اس باب میں کافی ووافی ہے اور اس کے علاوہ حریص تحقیق کیلئے موضوعات کبیر، روح البیان ج ۷، فتاوی شامی ج ۱، فتاوی قہستانیہ ج ۱ اور صلوٰۃ مسعودی ج ۲ میں اس مسئلہ کا بیان موجود ہے۔ اللہ سبحانہ وتعالےٰ راہ راست پر ہمیں استقامت بخشیں۔ آمین۔

رسمی علماء، جاہل صوفیا اور غیر مقلدین کی نقصان دہ صحبت:

رسمی علماء جو حصول دنیا کی خاطر دین کو آلۂ کار بناتے، آپ اپنے متعلقین کو انکی صحبت سے دُور رہنے کی تاکید فرماتے تھے کیونکہ دنیا دوست عالم سے علم کی برکت اُٹھ جاتی ہے اور ایسے ہی علماء کو اسلام میں بدترین حلائق شمار کیا گیا ہے۔ بحمدہ تعالےٰ آپ جاہلانہ اور مُشرکانہ رسوم سے حد درجہ تک پرہیز فرمانے اور متوسلین کو ایسی رسوم سے بچنے کی سخت تاکید فرمانے کے سبب "موحّد پیر" کے نام سے مشہورِ زمانہ ہوئے۔

مُدعیانِ معرفت، جاہل اور نام نہاد صوفیاء سے بھی آپ متنفر تھے اپنے عقیدتمندوں کو انکی صحبت سے بھی بچنے کا حکم فرماتے۔ اس میں شک نہیں کہ مدعی معرفت اپنے دعویٰ معرفت میں جھوٹا ہی ہوتا ہے کیونکہ بقولِ شیخ سعدی علیہ الرحمۃ

ایں مدعیان در طلبش بے خبر انند ؛ کاں را کہ خبر شد خبرش باز نیامد

ترجمہ: یہ مدعیانِ معرفت اسکی طلب سے بھی بے خبر ہیں کیونکہ جنکو معرفتِ

حق نصیب ہو جاتی ہے انکی پھر خبر نہیں آتی (کیونکہ وہ اپنی ہستی سے مِٹ جاتے ہیں تو جو اپنی ہستی سے مِٹ جائیں انہیں دعوی سے کیا سروکار ؟) ؎

گر حقیقت کی طلب ہے خود سے ہو جا بے خبر ٭ یوں تو ساجد دولت حق الیقیں ملتی نہیں

حضرت خواجہ بزرگ سلطان الہند خواجہ خواجگان معین الدین حسن سنجری اجمیری چشتی رضی اللہ تعالٰی عنہ کے دیوان شریف میں ہے ؎

گفتم زخود خبر کن گفتا زخود گذر کن ٭ وانگہ بخود نظر کن تا کیست در بر تو

ترجمہ :میں نے (حق تعالٰی سے) عرض کی کہ اپنی خبر عنایت فرمائیے (کہ کہاں تلاش کروں) فرمایا اپنے (اپنی ہستی) سے گزر جا اور پھر خود اپنے اندر نگاہ کر کہ تیری بغل میں (تیرے اندر) کون ہے ؎

بر سرِ عرش دویدم کہ بگو یار کجاست ٭ باتست شب و روز زمن مے پرسی

ترجمہ :۔(تلاش حق تعالٰی میں) عرش پر دوڑا اور پوچھا کہ تو ہی خبر دے میرا محبوب حقیقی کہاں ہے (اس نے کہا) مجھ سے پوچھتا ہے ؟ حالانکہ وہ شب و روز تیرے ساتھ رہتا ہے۔

خویش را گم کن وصال اینست و بس ٭ خود مباش اصلاً کمال اینست و بس

ترجمہ :۔اپنے آپ کو گم کر دے یہی ملاقاتِ حق ہے اور بس خود اپنی ہستی کو مٹا دے کہ کمال فقط یہی ہے۔

اسی طرح جاہل صوفیاء بے علمی اور جہالت کے باوجود محنت و مجاہدہ کے میدان میں قدم رکھ کر خود بھی گمراہ ہوتے ہیں دوسروں کو بھی گمراہ کرتے ہیں لہذا صحبت کے لئے ضروری ہے کہ عالم خداترس کو تلاش کرنا چاہیئے ورنہ بہتر ہے کہ سالک خلوت اور مطالعہ کتب مشائخ و جوار مزارات اولیاء کرام میں وقت گزار کر قرب خداوندی

تلاش کرے ابن یمین م ۷۶۹ھ نے صحبت جہلا سے دُور رہنے کے لئے کیا ہی بہتر قطعہ نظم کیا ہے۔

بدنداں رُوئے سنداں بر دریدن | بچشم از کوہ و صحرا خار چیدن
میان بیشۂ شیران نشستن | بروئے آب با مُرغان پریدن
بمژگان گشت کردن بر سر کوہ | بموزہ بر سر گنبد دویدن
ہمہ بر جان دانا خوشتر آید | کہ رُوئے جاہلی از دور دِیدن

ترجمہ:۔ دانتوں سے اہرن (جس پر لوہا کوٹتے ہیں) چبانا، آنکھوں سے پہاڑ و صحرا (جنگل) سے کانٹے چننا، شیروں کے جنگل میں بیٹھنا، پانی پر پرندوں کے ساتھ اُڑنا، پلکوں کے بل پہاڑ کی چوٹی پر چلنا، جُوتوں سمیت گنبد پر دوڑنا یہ سب کام (تمام تر مشکلات کے باوجود) عقلمند آدمی (کو کرنا پڑ جائیں تو اس) کو گوارا ہوں گے۔ مگر دُور سے کسی جاہل کا چہرہ دیکھنا (اسکی صحبت میں بیٹھنا) گوارا نہ ہوگا۔

حضرت فانی فی اللہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے بھی اپنی منظومہ تصنیف لطیف "عیوب النفس" میں اس موضوع پر خوب روشنی ڈالی ہے اس میں سے انشاء اللہ العزیز چمن پنجم میں کچھ نقل کروں گا۔

مذاہبِ باطلہ کے خلاف قلمی جہاد:

آپ رضی اللہ تعالےٰ عنہ چونکہ بلحاظِ مسلک صحیح العقیدہ اہلسنت والجماعۃ حنفی المذہب تھے اس لئے جہاں اپنے متوسلین کو سُود خوروں، بے نمازیوں مشرکوں، جاہل صوفیوں اور دُنیا دوست علماء کی صحبت سے دُور رکھنے کی کوشش فرماتے وہاں فرقہ وہابیہ ضالہ باطلہ نجدیہ غیر مقلدین کی صحبت سے

بھی بچنے کی سخت تاکید فرماتے اسی ضمن میں یہ بھی ارشاد فرمایا کرتے تھے کہ اگر میں کسی غیر مقلد وہابی کو دیکھ بھی لوں تو چالیس دن تک اسکی نحوست کی وجہ سے ورد و وظائف میں ذوق نہیں رہتا۔

آپ کی تصانیف میں جہاں ان دینی قذاقوں کا جرأتمندانہ مقابلہ اور رد موجود ہے وہاں آپ نے انکے عقائد کو اچھا سمجھنے والوں کی بھی مذمت فرمائی ہے۔ آج صلح کل کے دعویدار بنکر خود کو حضور اعلیٰ رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا متوسّل کہلانے والے ذرا غور کریں کہ آپ نے صرف ان غیر مقلدین کو ہی اپنی تصانیف میں خارجی نہیں فرمایا بلکہ ارشاد فرمایا کہ جو بھی اسماعیل کی لکھی ہوئی تقویۃ الایمان دا اس جیسی کتاب کو صحیح سمجھے وہ خارجی ہونے سے خالی نہیں ؎

دو رنگی چھوڑ کر یک رنگ ہو جا　　سَراسر موم ہو یا سنگ ہو جا

آپ نے عبدالوہاب کا نام "مجنون"۔ اسماعیل جسے یہ شہید کہتے ہیں کا "پرفتون" اور ابن تیمیہ کا نام "رئیس الیشان" کے اضافہ کے ساتھ اپنی تصانیف میں لکھا ہے۔ اور اسی طرح خارجیوں رافضیوں (شیعہ) کو مردود اور رشد و ہدایت سے دُور قرار دیا ہے اور اہل حدیث کو اہلِ خبیث کہہ کر پکارا ہے۔

چنانچہ مثنوی تذکرہ عبیدیہ میں ہے ؎

نیز فرمودہ کہ ایں وہّا بیاں اہل ضلال　　دشمن حق اند ھم پیغمبراں بے قیل و قال
بس رسائل کرد ردّ مفسداں نظم و نثر　　از حضورش چوں خراں بر منداز شیراں نر
ایں چنیں فرمود آں قطب زماں باہر کسے　　تقویۃ ایماں شاں تخریب ایمان بیشکے
زینۃ الاسلام شاں ریبۃ اسلام داں　　طاعن پیشینیاں ایں رو بہا آخر زماں
گفت من ہستم برائے مومناں ایں زماں　　چوں سپر از بد مذاہب خلق را کھف اماں

ورنہ شیطان موسوس کوست مردودِ جہاں — گرگ انساں است گیرد بز کہ ماند بر کراں
پس بداں من شذّ شُذّ فی السقر گفتہ نبی — باسوادِ اعظم گفت ہم آں مہتدی
ہر کسے کو ماند تنہا از طریقِ مومناں — در فتد تنہا بدوزخ معنی اش کردم بیاں
اہلسنت ہم جماعت داں سوادِ اعظم یقین — غیر اینہا اہل بدعت فرقہ فرقہ گشتہ بیں
اہل سنت ہم جماعت جنتی گفتہ رسول — غیر شاں ہفتاد و فرقہ بنار آتش دخول
تابع غیر سبیل مومناں گم شد زراہ — افگنم اندر جہنم گفت در قرآں الٰہ
از شرارِ عالماں عالم فتد اندر شرور — نیست نورش ہر کرا حق کرد محرومش ز نور
جاہلاں رافرقہ لا مذہب و مفسد خبیث — برخلاف معنی و مقصود آیات حدیث
می فریبد ھم بوعظ و پند گشتہ مشتہر — در عرب ہم در عجم مردود گشتہ بے وقر
ز اتباعِ چار مذہب ھم شیوخِ کاملین — عار میدارند گشتہ تابع نفس کمین
اے الٰہی بخش خاموشی گزیں از قیل و قال — باز گو رمزی از آں اہلِ تقی بدر کمال
تانگرہ شوید خدا جملہ گناہم زیں سبب — گفت آں خیر الوری المرء مع من احب

ترجمہ: حضور اعلیٰ رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے فرمایا کہ یہ گمراہ وہابی بے شک اللہ تعالےٰ اور پیغمبروں علیہم الصلوٰۃ والسّلام کے دشمن ہیں۔ آپ نے انکی رَد میں نظم و نثر میں بہت رسالے تصنیف فرمائے یہ وہابی آپ سے ایسے ڈرتے ہیں جیسے گدھے شیروں سے۔ قطب زماں ہر شخص سے (بلا خوف وخطر) یُوں ہی فرماتے کہ انکی کتاب "تقویۃ الایمان" بے شک تخریب الایمان (ایمان کو قوت دینے کی بجائے خراب کرنے والی) ہے ——— اور "زینۃ الاسلام" ریبۃ الاسلام (اسلام میں شک ڈالنے والی نہ کہ زینت بخشنے والی) ہے یہ اس زمانہ کی لومڑیاں ہو کر اپنے سے پہلے ہونے والے بزرگوں پر طعنہ مارتے ہیں۔ آپ نے (تحدیث بالنعمۃ کے طور پر) فرمایا

میں اس زمانہ کے مومنوں کیلئے بد مذہبوں کے حملوں کا دفاع کرنے کیلئے ڈھال اور مخلوقِ خداوندی کے لئے پناہ گاہ ہوں۔ ورنہ شیطان وسوسہ ڈالنے والا جو کہ مردُودِ زمانہ ہے وہ انسان کے لئے اس بھیڑیئے کی مانند ہے جو اکیلی رہ جانے والی بکری کو اُچک لیتا ہے۔ پس جان لے جو بھی (عقائد اہلسنت سوادِ اعظم سے) علیحدہ ہوا وہ دوزخ میں پھینک دیا جائے گا کیونکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسّلام نے ایسے فرمایا ہے اور سوادِ اعظم کے ساتھ مُتحد رہنے کو بھی فرمایا ہے جو بھی مومنوں کے طریقہ سے علیحدہ ہو وہ دوزخ میں علیحدہ کر دیا جائے گا یہ مفہوم حدیث شریف کا ہے جو میں نے بیان کیا ہے۔ اور سوادِ اعظم، اہل السنت والجماعۃ ہی ہیں تو یقین کر ان کے علاوہ سب کو اہلِ بدعت اور فِرقہ فِرقہ ہوتے دیکھ حضور علیہ الصلوٰۃ والسّلام نے اہلِ السنۃ والجماعۃ ہی کو جنتی فرقہ قرار دیا ہے اور ان کے علاوہ بہتّر فرقے دوزخی فرمائے ہیں اللہ تبارک وتعالےٰ نے قرآنِ مجید میں اسے جہنمی فرمایا ہے جو مومنوں کے راستہ سے ہٹ کر نئی راہ کے تابع ہو گیا ہو۔ عالموں کے شر سے جہاں فتنہ میں پڑ گیا ہے جسے اللہ تعالےٰ نور ہدایت سے محروم فرماویں اسے کہاں سے نُور نصیب ہوگا۔ یہ جاہلوں کا فِرقہ بدمذہب، فساد کنندہ اور خبیث ہے کیونکہ حدیث و قرآن کے معانی خدا تعالیٰ جلّ شانہ و حضور علیہ الصلوٰۃ والسّلام کے مقصود کے خلاف بیان کرتا ہے اور دھوکہ دینے کے باوجود وعظ و نصیحت کرنے میں گو مشہور ہو گیا ہے لیکن عرب و عجم میں (علماء حق کے نزدیک) مَردود و بے عزّت ہے مذاہب اربعہ (حنفی مالکی شافعی حنبلی) اور مشائخ کاملین (چشتیہ نقشبندیہ قادریہ سہروردیہ) کی اتباع سے عار اور

شرم رکھتے ہوئے اپنے کمینہ نفس کے تابع ہو گیا ہے اے الٰہی بخش! اب اس گفتگو سے خاموشی اختیار کر کے پھر اس بدرِ کمال صاحب تقویٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اسرار و رموز بیان کر اس اُمید پر کہ اس سبب سے اللہ تعالیٰ تیرے جملہ گناہ معاف فرما دیں کیونکہ حضور خیر الخلائق صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اِنسان (روز محشر) اسی کے ساتھ ہو گا جس سے اسے محبت ہو گی۔

حُضور اعلیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جو قلمی جہاد ان مذاہبِ باطلہ سے فرمایا اسکی تفصیل انشاء اللہ العزیز چمنِ خامس میں آئے گی یہاں صرف عرب و عجم کے مفتیٔ اعظم تاجدار اہلسنت فاتح نجدیت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے تبرکات میں سے بزبان ہندی ایک مختصر نظم بہ عنوان "کاٹھ دی کُنّی" یعنی لکڑی کی ہانڈی (ناپائیدار) نقل کرتا ہوں جس سے قارئین کرام کو تفصیل سے پہلے اجمالی طور پر حضور اعلیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جذبۂ ایمانی کا اندازہ ضرور ہو گا۔ کسی نے کیا خُوب کہا ہے ؎

امام احمد رضا سے پہلے وہابیت کس نے کی تھی رُسوا
قسم خدا کی ہمارے مُرشد تھے فانی فی اللہ باقی باللہ

کاٹھ دی کُنّی

حمد خدا دا آکھاں ہر دم، کیتس اسانوں سُنّی — رافضی خارجی نال سبڑایا، وہابی کاٹھ دی کُنّی
بھیڑے لوک وہابی ہن اے دل دے ایہن بُرے — ظاہر شکلاں صاف ڈسیون اندر اہناں دے گند
پنج وریہہ فساد کیتو نے مکہ مدینہ طائف — سب کوں مشرک سدڑے اہنے نہوں خدا دے خائف

فخر وڈائی عجب اونہاں موجب دشمنی نکال — نفس اپنے دے دوست اوہ دائم رکھن نفس تیں ٹکال
اسماعیل دی ڈاڈا اس دا چنگیاں اُتے طعن — رسم اُنہاں دی ہائی ایہا نسبت کفر تیں جان
پر پوتا وِدھیا ڈاڈے کولوں اپنا نام وَدھایس — وِچ عرب دے "ملحد ہندی" اپنا نام دُھرایس
تلوار زبان دی نال قلم دے خرم علی بھی ماری — کیندا کیندا ناں مَیں لیواں رسم ایہا ہے جاری
لَا تَتَّخِذُوا سَبِیلًا پڑھ توں اِتَّخِذُوہُ سَبِیلًا — نفس اپنے نوں ٹھل زبان بھی ہجر اگر پڑھ جمیلا
مہلت ڈے انہاں نوں تھولی لَمَهِّلْهُمْ قَلِیلًا — اللہ ہے وکیل اساڈا اِتَّخِذْهُ وَكِيلًا

وَاصْبِرْ كَمَا صَبَرَ قرآن اندر صبر دا اجر جمیل
اے عبید توں کیا کہہ سگدا اسے سب قال تے قیل

گلدستہ ہائے شگفتہ:

اِس عنوان کے تحت چند ایسے معمولات و واقعات اور ملفوظات درج کروں گا جن کو ایک عنوان کے تحت جمع نہ کیا جا سکتا تھا۔

نقل ہے کہ ایک دفعہ خلیفہ صاحب نے عرض کی حضور! آج فلاں مہمان کی آمد پر آپ نے کسی طرح کی خاطر تواضع نہیں کی اور وہ بلا تاخیر رخصت ہو گیا ہے آخر کیا وجہ ہے؟ تو آپ نے فرمایا میاں میں کوئی ماچھی ہوں؟ ماچھی زمیندار کے اس ملازم کو کہتے ہیں جو ہر آنے والے سے روٹی کی بابت سوال کرتا اور بوقتِ ضرورت روٹی کا انتظام کرتا ہے۔ معلوم رہے کہ آپ کا یہ فرمانا کسی حکمت اور کسرِ نفسی کی خاطر تھا ورنہ خلیفہ صاحب کے سوال سے ہی یہ بات واضح ہو رہی ہے کہ آپ کا معمول ہر آنے والے کی خاطر تواضع کرنا تھا ورنہ خلیفہ صاحب اس کا سوال نہ کرتے۔ یہ بھی سمجھ لینا چاہیئے کہ جب اللہ والے ظاہری مہمانی نہیں فرماتے تو بدگمانی نہ کرنا چاہیئے کہ اُنہوں نے اس حدیث پر عمل نہیں کیا جس میں وارد ہے کہ "جس نے کسی زندہ کی زیارت کی اور اس سے کچھ بھی از روئے مہمانی کھانے

کو نہ مِلا تو سمجھے کہ گویا کسی مَیت کی زیارت کی ہے ۔" کیونکہ مہمانی دو قسم کی ہوتی ہے ظاہری و باطنی ۔ جب وہ ظاہری مہمانی نہیں کرتے تو باطنی کر دیتے ہیں ۔

آپ کے ہاں اگرچہ لنگر کا انتظام موجود تھا لیکن انتہائی سادگی سے تکلّفات میں آپ بالکل نہ پڑتے حتیٰ کہ بعض دفعہ مہمان کو یوں بھی فرما دیتے کہ میاں آٹا موجود ہے فلاں جگہ سے لیکر گوندھ لو اور فلاں جگہ تنور ہے روٹیاں لگوا کر کھا لو اسطرح وہ عقیدت مند لنگر کی خدمت میں بھی حصّہ لے لیتا اور اپنا پیٹ بھی بھر لیتا ۔

نقل ہے کہ آپ کی نواسیاں نوراللہ تعالیٰ مرقدھن جب آپ کی زیارت کے واسطے حاضرِ خدمت ہوتیں اور آپ انکو صاف ستھرے لباس میں دیکھتے تو فرماتے جب بھی گھر سے باہر نکلا کرو تو پھٹا پُرانے بالکل سادہ اور قدرے میلا لباس پہن کر نکلا کرو اور مزید تنبیہ فرماتے کہ گلیوں میں چلتے ہوئے جان بُوجھ کر ذرا لنگڑا کر چلا کرو کہ دیکھنے والا دوبارہ دیکھنے کی طمع نہ کرے اور اپاہج و غریب اور نادار سمجھے

نقل ہے کہ آپ نے سَواری کے لئے گھوڑا اونٹ یا دُودھ کے لئے گائے بھینس کبھی بھی اپنے گھر نہیں رکھی کیونکہ جانوروں کے حقوق کا سخت خیال رہتا تھا متوسلین کو بھی اسکی تاکید فرماتے تذکرہ عُبیدیہ میں ہے ؎

گفت من گاہی ندارم ہیچ حیواں خانہ در گاؤ باشد یا غنم مرغی بود اسپے شتر

ترجمہ : آپ نے فرمایا میں نے کبھی اپنے گھر کوئی جانور نہیں رکھا گائے ہو یا بکری ، مرغی ہو یا گھوڑا اُونٹ ۔

نقل ہے کہ آپ نے ایک دفعہ اپنے صاحبزادہ جناب حضور عربی غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دولت خانہ پر ایک جانور بندھا ہوا دیکھا تو ارشاد فرمایا : بٹیا عبدالرحمٰن ! دِن میں اگر ستّر مرتبہ پانی دکھلانے کی قدرت رکھتے ہو تو بیشک اسے باندھے رکھو ورنہ اسکی بددعا سے تمہیں نقصان کا خدشہ ہے آپ یہ بھی فرماتے

"جتنی گائیں اُتنی بلائیں"۔

آپ کے کسی معتقد نے ایک گائے بطور ہدیہ پیش کی اور وہ چونکہ جانتا تھا کہ آپ جانور گھر میں نہیں رکھتے اسلئے ایک خادم بھی ہمراہ بھیجا تاکہ آپ کو گائے کی خدمت میں دُشواری نہ رہے۔ چنانچہ کہتے ہیں کہ خادم جب گائے کو چارہ گھاس ڈالکر آتا تو آپ پانی کا حکم فرماتے۔ پانی دِکھا کر آتا تو آپ گائے کی کِسی اور خدمت پر مامور فرمادیتے۔ ابھی کچھ وقت بھی نہ گزرا ہوتا کہ پھر فرماتے اگر اسے پیاس لگی ہو تو وہ کِسے کہے گی ابھی جاؤ اور پانی اسکے سامنے رکھو کبھی نہلانے کا اور کبھی خارش کرنے کا حکم فرماتے الغرض وہ خادم ایک ہفتہ بھی آپ کی مرضی کے مطابق خدمت کی تاب نہ لاسکا اور تنگ ہو کر مالک کے پاس چلا گیا۔ وہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے جواباً فرمایا کہ اسی لئے میں گھر میں جانور رکھنے کا قائل نہیں کہ ان کے حقوق کا تحفظ ہم سے ممکن نہیں۔ چنانچہ وہ گائے واپس لے گیا۔ اور آپ حمدِ خداوندی بجالائے۔

ایک رِوایت یہ بھی ملی ہے کہ جن دنوں آپ کے ہاں دُودھ کا جانور تھا آپ کا معمول تھا کہ صبح کو لسّی بنوا کر باہر رکھوا دیتے تاکہ آنے جانے والا پی کر راحت حاصل کرلے چنانچہ چند عورتیں گزریں موسم سخت گرمی کا تھا اور پیاس انہیں شدّت سے تھی لسّی کا مٹکا دیکھ کر رک گئیں اجازت عام پا کر سیر ہو کر انہوں نے لسّی پی لی۔ جب خوب راحت حاصل ہوئی تو پوچھا، یہ لسّی کس نے باہر رکھوائی ہے کسی نے کہا حضرت مولٰنا محمّد عبیداللہ رضی اللہ تعالےٰ عنہٗ نے تو چونکہ دیہاتی عورتیں تھیں بجائے "عبیداللہ" کے کہنے لگیں بیت اللہ نے ہمیں جلا دیا ہے یعنی پیاس سے مری جارہی تھیں اُنہوں نے جلا دیا چنانچہ حضورِ اعلیٰ رضی اللہ تعالےٰ عنہٗ نے یہ بات سُنی تو فرمایا جلانا مارنا میرے پروردگار کا کام ہے لسّی کے سبب انہوں نے

بظاہر کلماتِ شرکیہ (اگرچہ عوام الناس کو ایسے کلمات بولنا منع نہیں) بولے ہیں. لہٰذا آج سے جانور گھر مت رکھو. واللہ تعالےٰ اعلم آپ کی پُشت سے تیسری جگہ مولانا محمد عبد القدوس صاحب نے فرمایا کہ انہیں مستقیم لوہار تلوارہ نے بتلایا کہ آپ نے وہ بھینس بالآخر ذبح کرادی تھی۔

زیبِ آستانہ عالیہ جناب حضرت مُفتی محمد عبد اللطیف مدظلہم العالی فرماتے ہیں مجھے سفید ریش انتہائی ضعیف العمر بزرگ دوران سفر ملے اُنہوں نے بیان کیا کہ میں حضور اعلیٰ فانی فی اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بیعت ہوں اور مجھے یہ بات بھی یاد ہے کہ بچپن ہی میں آپ سے بے پناہ عقیدت ومحبّت کے باعث جب بھی آپ کی پالکی ہمارے قصبہ میں پہنچتی، میں فرطِ محبت سے آپ کے نام نامی کی بجائے کہتا ھٰذا بیت اللہ ھٰذا بیت اللہ (یہ اللہ کا گھر یعنی خانہ کعبہ ہے، یہ اللہ کا گھر یعنی خانہ کعبہ ہے) اور پالکی کے گرد چکر بھی لگاتا مگر آپ مجھے اس امر سے منع نہ فرماتے تھے.

حضور اعلیٰ کے صاحب الحال خلیفہ مجاز استاذ العصر جناب مولانا فتح محمد صاحب سلیانوی علیہ الرحمۃ م ۱۳۰۲ھ کے حالات پر مشتمل رسالہ یادِ رفتگان میں اسی قسم کا قصّہ مذکور ہے کہ حضور اعلیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس دُوسرے حاضرین کے علاوہ خلیفہ صاحب مذکور موجود تھے کہ کسی دیہاتی عورت نے آکر اپنی زبان میں پوچھا "مولوی بیت اللہ ایہو ہن" یعنی کیا حضرت خواجہ عبید اللہ یہی ہیں تو خلیفہ صاحب مذکور پر یہ الفاظ سنتے ہی حالت طاری ہوگئی اُٹھے اور آپ کے گرد یہ کہتے ہوئے چکر لگانا شروع کر دیئے۔ "ہاں ایہو بیت اللہ ہے ہاں ایہو بیت اللہ ہے". سُبحان اللہ آپ اپنے مرشدِ کریم کا نام سُنکر وجد فرماتے تو اللہ تعالےٰ نے آپ کے نام میں وہی تاثیر رکھ دی کہ سُنتے ہی صاحبِ حال وجد میں آجاتے

جھنڈیر حضرات کا قلمی نسخہ فارسی جو اس فقیر کاتب الحروف کے پاس ہے اسی میں درج ہے کہ جب یہ غلام آنحضرت فانی فی اللہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی خدمت میں مشرف ہوا تو اُنکے کف پا، (پاؤں مبارک کے تلوے شریف) کو بوسہ دیا اور اپنا منہ ان پر ملا آپ چارپائی پر آرام فرما تھے۔ مجھے (عقیدت و محبّت کے اظہار پر) کچھ منع نہ فرمایا اور بوسہ دیتے وقت پوچھا کہ کون ہے جب اس فقیر نے کہا کہ فلاں غلام ہوں۔ فرمایا "خیریت ہے؟ اور یہ بھی فرمایا "کبھی موت کا خوف بھی کام کر جاتا ہے اور موت کے خوف ہی سے دِل غیر اللہ کی محبّت و تعلّقات سے بیزار ہو جاتا ہے۔" اس سے یہ معلوم ہوا کہ آپ دست و پا بوسی سے منع نہ فرماتے تھے اور اس سے اگلی بات آپ نے لیٹے لیٹے اپنے کسی خیال میں فرمائی تھی نہ کہ مجھے سُنانے کی غرض سے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

جن دِنوں آپ کی ذات گرامی نے جھنگ مگھیانہ کو مرکز رشد و ہدایت بنایا مگھیانہ میں بے شمار جاہلانہ رسوم رِواج پذیر تھیں آپ کے قدوم میمنت لزوم و مؤثر تبلیغ سے سینکڑوں خاندان ان رسُومات سے کنارہ کش ہو کر اسلام کے سُنہری اصولوں پر کاربند ہو گئے۔ انہی میں ایک رسم یہ بھی تھی کہ مرد بھی اپنے کانوں میں عمومی طور پر بالیاں پہنتے تھے۔ مشہور ہے کہ آپ گوشمالی بھی فرماتے اور جملہ متوسّلین کو اس رسم کے ختم کرنے کی تاکید ہی نہ فرماتے بلکہ عملی طور پر اسے اُتروا دیتے چنانچہ مہر شمیر نامی آپ کا غلام جب زیب آستانہ عالیہ حضرت سجادہ نشین مدظلہم العالے کو ملا تو اس نے بیان کیا کہ میں جب حضورِ اعلیٰ رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے سامنے حاضر ہوا تھا تو میرے کانوں میں بھی بالیاں تھیں آپ نے چند مرتبہ میری گوشمالی فرمائی اور فرمایا مت پہنا کر، مت پہنا کر، چنانچہ وہ خوش ہوتا تھا کہ میرے ان کانوں کو آپ کے ہاتھ مبارک لگے ہوئے ہیں اور اس

بات سے ذوق حاصل کرتا تھا۔ اور کیوں نہ کرتا

ع ہاتھ ہے اللہ کا بندۂ مومن کا ہاتھ

حضرت فانی فی اللہ باقی باللہ رضی اللہ عنہ کی ذاتِ گرامی سے لوگ بے پناہ عقیدت و محبت رکھنے کے باوجود اس قدر مرعوب بھی تھے کہ آپ کی آمد کی اطلاع پاتے ہی تین تین میل تک حقہ نوش لوگ اپنے اپنے حقّوں کو اُلٹا کر دیتے تھے اور جبتک آپ اس علاقہ سے تشریف نہ لیجاتے انہیں احتراماً اس کام پر جرأت نہ ہوتی۔

جیسا کہ پہلے لکھا گیا ہے کہ حضورِ اعلیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اہلِ خانہ ملتان شریف اور جھنگ دونوں جگہ موجود تھیں تو ان میں عدل و انصاف اور مساوات کی جو فضا آپ نے قائم کی وہ بھی ضرب المثل تھی۔ جب ملتان یا مگھیانہ میں سکونت کے دن پورے ہو جاتے اور آپ کو دوسرے گھر روانہ ہونا ہوتا اور کسی وجہ سے کہار موجود نہ ہوتے جو پالکی اُٹھاتے تو آپ وہ رات دوسری زوجہ محترمہ کا حق سمجھتے ہوئے گھر سے باہر آرام فرماتے۔ ہر دو ازواج کو خرچہ برابر برابر عطا فرماتے اور مشہور ہے کہ ہر معاملہ میں عدل و تسویہ اس حد تک فرماتے کہ اگر ایک بی بی صاحبہ سے کسی قسم کی خوش طبعی فرماتے تو دوسری اہلیہ محترمہ سے بھی اسی ہی قسم کی خوش طبعی اور مذاق فرماتے۔ چنانچہ روایت ہے کہ آپ نے اپنی اہلیہ محترمہ جو چرخہ کات رہی تھیں کے سوت کا تار مذاقاً توڑ دیا جس سے انہیں تنگی ہوئی مگر ایسا مذاق دوسری زوجہ محترمہ سے اس کے بغیر ممکن نہ تھا کہ وہ بھی چرخہ چلائیں چنانچہ انکو چرخہ کاتنا سکھایا حتیٰ کہ ایک دن کات رہی تھیں تو وہی مذاق فرما کر حمدِ خداوندی بجا لائے کہ تسویہ ہو گیا

آپ نے ایک مقدار برائے اخراجاتِ مختلفہ حسبِ ضروریات خورد و کلاں سب اہلِ خانہ کے لئے مُعیّن و مقرر فرمائی تھی جو انہیں وقتِ مُعیّن پر ادا فرما دیتے یہ مقدار اتنی نہ ہوتی تھی کہ کسی کے ہاں بچ رہے اور وہ جمع کر لے مثنوی تذکرہ

عُبیدیہ میں ہے ؎

خرچ آلِ خانہ اولاد صغار وہم کبار ٭ کرد تعیین ماہیانہ مے دہد بے اقتتار

ازعطائے حق دہد از نقد یا غلّہ ثیاب ٭ درہمہ نفقات خواہد از خدا اجر و ثواب

ترجمہ: گھر کے تمام افراد چھوٹوں بڑوں کا ماہانہ وظیفہ جو مقرر تھا وہ تنگدلی کے بغیر عطا فرماتے تھے۔ اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی نعمتوں نقد، غلّہ یا کپڑوں سے جو بھی اہلِ خانہ کو دیتے اس میں اللہ تعالیٰ سے اجر و ثواب کے خواستگار رہتے۔

جیسا کہ پہلے ذِکر کیا گیا ہے کہ شمس العارفین حضرت خواجہ شمس الدین سیالوی علیہ الرحمۃ اپنی اولاد کو آنحضور کی صحبت سے مستفید ہونے کو فرمایا کرتے تھے اسی لئے ایک دفعہ حضرت موصوف علیہ الرحمۃ کے فرزند دِلبند خواجہ محمد دین صاحب کا عالمِ شباب میں شکار کھیلنے کی غرض سے مگھیانہ کی جانب جانا ہوا تو موقع پا کر حضرت صاحبزادہ سیالوی صاحب شکاری لباس ہی میں ملبوس اپنے خادم سمیت حضورِ اعلیٰ رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے پاس تشریف لے گئے۔ آپ نے سلام دعا و خیریت احوال کی باز پرس کے بعد طعام پیشِ خدمت کیا۔ صاحبزادہ صاحب نے تنہا کھانا شروع فرما دیا تو آپ نے فرمایا برخوردار! آپ مسلمان نہیں یا خادم؟ میں تو دونوں کا کھانا اکٹھا لایا ہوں۔ حضرت صاحبزادہ صاحب چونکہ آپ کی حق گوئی سے واقف تھے اسلئے فوراً خادم سے فرمایا میاں ہاتھ دھو کر جلدی سے شامل ہو جاؤ چنانچہ وہ شریکِ طعام ہو گیا۔ اسی موقعہ پر آپ نے شکاری لباس غور سے دیکھا اور اسے اہل اللہ کی اولاد کے مناسبِ حال نہ سمجھا تو صاحبزادہ صاحب کو فرمایا " برخوردار! نیکاں دی اولاد ہو، نیک بنڑو نیکاں آلا لباس پاناکرو بابا سائیں ورگے نیک بنڑو بابا سائیں

وَرگے نیک بنڑو"۔ یعنی برخوردار! نیکوں کی اولاد ہو خود بھی نیک بنو اور نیک لوگوں والا لباس پہنا کرو اور اپنے ابّا حضور کی طرح نیک بنو ابّا حضور کی طرح نیک بنو۔ اس واقعہ میں حضور اعلیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سادگی اور حق گوئی دونوں نمایاں ہیں۔ معلوم رہے کہ آپ اپنی اولاد کو بھی فرمایا کرتے تھے کہ لباس ایسا پہنو کہ تمہیں دیکھنے والا اپنے باپ کا سمجھے۔ فقیر کاتب الحروف کہتا ہے کہ لباس سے مراد تمام ظاہری اعمال لے لئے جائیں تو معنی اَلوَلَدُ سِرٌّ لِاَبِیہِ کہ بیٹا باپ کا راز ہوتا ہے، کے موافق ہو جائے گا گویا نصیحت تھی کہ بڑوں کے نقش قدم پر چلو۔ واللہ تعالےٰ اعلم۔ اسی طرح ایک دفعہ حضرت صاحبزادہ سیالوی صاحب کسی ہندو سے مٹھائی خرید کر کے آپ کی خدمت میں لا رہے تھے۔ آپ کو معلوم ہوا تو فرمایا (افسوس ہے کہ) پیر زادہ ہو کر گندگی بغل میں دبائے آتے ہیں۔

نماز، روزہ و دیگر عبادات پر پابندی کے ساتھ ساتھ معاملات میں راست بازی کا بھی خوب اہتمام تھا چنانچہ متوسلین میں سے کسی نے آپ کی تعریف کی تو فرمایا میاں! کبھی تو نے مجھ سے کوئی معاملہ (لین دین) بھی کیا ہے؟ عرض کی حضور! نہیں تو فرمایا جب معاملہ کی نوبت آنے پر بھی میں ثابت قدم رہوں تو پھر کچھ کہنا سبحان اللہ، گویا یہ درس دیا کہ انسان معاملات کی رُو سے پہچانا جاتا ہے نہ کہ نماز، روزہ اور عبادات سے۔

آپ کا ایک معتقد جو ڈیسی قوم سے تعلّق رکھتا تھا، مُرادآباد سے حاضرِ خدمت ہوا آپ کے استفسار پر اس نے عرض کی حضور! میں ڈیسی ہوں، فرمایا "اللہ ڈیسی تو پردیسی ڈیسی کیا ڈیسی"۔ یعنی اللہ دیگا ڈیسی کیا دے گا وہ تو پردیسی ہے اور مسافر، ڈیسی بزبان ملتانی بمعنی دے گا یا دینے والا مستعمل ہے تو آپ نے بجائے قومیت کے لغوی معنی لے کر یہ خوش طبعی فرمائی۔

ایک شخص چاند پور سے منگنڑ ذات کا حاضرِ خدمت ہوا آپ نے پوچھا کون؟ تو عرض کی حضور! میں منگنڑ ہوں۔ فرمایا "پھٹے مُنہ منگڑ دا" یعنی مانگنے والے کا منہ کالا۔ منگنڑ بزبان ملتانی مانگنا اور سوال کرنا کے معنی میں مستعمل ہے تو آپ نے لغوی معنی مراد لے کر اسکی مذمت فرمائی کہ تُو خود کو سراپا منگنڑ یعنی سوالی کہتا ہے۔ اس فرمان میں جہاں سوال کی مذمّت سے حاضر کو خبردار فرمایا وہاں خوش طبعی کا پہلو بھی نکلتا ہے کہ متوسلین ایسی باتیں اپنے بزرگوں سے سُن کر محسوس نہیں کرتے بلکہ محظوظ ہوتے ہیں۔ ؎

بدم گفتی و خرسندم عفاک اللہ نکو گفتی ✽ جوابِ تلخ می زیبد لب لعل شکر خارا

ترجمہ:۔ تُو نے مجھے بُرا کہا مگر مَیں خوش ہوا ہوں اللہ تعالےٰ تجھے معاف فرماوے تو نے بہت اچھا کہا ہے۔ مٹھاس بھرے موتیوں کی طرح جس کے ہونٹ ہوں۔ اسے ہی تو تلخ جوابی زیب دیتی ہے

بعد میں فرمایا، میاں ناراض نہ ہونا مَیں نے تمھیں نہیں بلکہ گداگری کو کہا ہے۔

آپ کے متوّسلین میں سے کسی نے کچھ رقبہ زرعی زمین کا خریدا تو برکت کی دُعا کے لئے حاضرِ خدمت ہو کر عرض کرنے لگا۔ حضور! مَیں نے ایک کھُو بمعنی کنواں وچاہ خریدا ہے دُعا فرمادیں۔ آپ نے فرمایا تو نے کھُو خریدا نہیں بلکہ اس میں جا گرا ہے مُراد یہ کہ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ دُنیا کے جال میں پھنس کر آدمی اُمورِ دینیہ سے دُوری اختیار کر لیتا ہے اور فراغ دل سے یادِ الٰہی کی لازوال نعمت اپنے ہاتھ سے دے بیٹھتا ہے تو گویا یہ امر نقصان دہ ہُوا۔ کھُو میں گرنا عموماً نقصان ہونا کے معنی میں بھی مستعمل ہے لہذا آپ نے اسے کنایتہً تنبیہ فرمائی کہ اس دُنیاوی مصروفیت میں آ کر دین سے لاپرواہی نہ کرنا۔

مُریدین میں سے ایک شخص اہلِ پردہ اور کم سن بچے سمیت حاضرِ خدمت ہوا کم سن بچے کو چاہتا تھا کہ اپنی والدہ کے ساتھ ہی اندر بھیج دے مگر احتیاطاً اس نے آپ سے پوچھ لیا کہ حضور اگر اجازت ہو تو اس لڑکے کو اندر اپنی والدہ کے ہمراہ بھیج دوں، تو آپ نے فوراً بچے سے سوال کیا کہ بیٹا والدہ بڑی ہے یا دادی؟ بچے نے عرض کی والدہ۔ تو آپ نے یہ سمجھ کر کہ بچے کو ابھی دُنیاوی سمجھ بوجھ اتنی نہیں کہ بدنظری کا خطرہ ہو اجازت فرما دی کہ ہاں بھیج دو۔ گویا اس وضاحت کے بعد آپ نے بڑی فراست سے یہ معلوم کر لیا کہ یہ بچہ ابھی انہی بچوں میں شامل ہے جس کا ذکر سورۃ نور میں ہے کہ اَوِ الطِّفْلِ الَّذِیْنَ لَمْ یَظْهَرُوْا عَلٰی عَوْرٰتِ النِّسَآءِ ترجمہ: "یا وہ بچے جنہیں عورتوں کی شرم کی چیزوں کی خبر نہیں" پوری آیت شریفہ میں عورتوں کو نگاہیں نیچی رکھنے اپنی پارسائی کی حفاظت کرنے اور اپنے دوپٹے اپنے گریبانوں پر ڈالے رکھنے کا حکم فرما کر اللہ تبارک وتعالےٰ نے چند رشتوں کو مستثنیٰ فرما دیا ہے کہ عورتیں ان مذکور محرموں پر اپنا بناؤ سنگار ظاہر کر سکتی ہیں انہی مذکورین مستثنیٰ افراد میں اس بچہ کو بھی بیان فرمایا ہے جس کا ذکر میں نے کیا ہے۔

علاقہ مٹھہ ٹوانا میں آپ کے معتقدین حضرات کی عادات میں یہ تھا کہ ہر موقعہ دعوت عمدہ سے عمدہ تر اور نئی سے نئی قسم کے طعام تیار کرتے۔ یہی عادت ان حضرات کی اب تک ہے کہ مشائخ کرام کی دعوت انتہائی طیب خاطر سے کرتے ہیں چنانچہ ایک دفعہ حضور اعلیٰ رضی اللہ تعالےٰ عنہ انکی دعوت سے واپس تشریف لائے تو کسی نے دعوت کا حال مُفصل پوچھا اسکی غرض تھی کہ حضور کسی طعام کی پسندیدگی کا اظہار فرمائیں گے تو میں گاہے گاہے وہی چیز بیشِ خدمت کر کے دُعائیں لوں گا مگر آنجناب کی طبیعت چونکہ عمدہ عمدہ کھانوں کی طرف راغب نہ تھی تو آپ نے فرمایا کہ مجھے مٹھہ ٹوانا کا علاقہ اس وجہ سے زیادہ پسند آیا ہے کہ وہاں کی زمین ریتلی

اور نرم ہے بوقت بول اگر بے احتیاطی بھی ہو جائے تو چھینٹیں بالکل نہیں اُڑتیں اور وہاں کی مٹی بہت جاذب ہے کہ پیشاب خشک کرنے میں بہت معاون ثابت ہوتی ہے۔ چنانچہ وہ شخص آپکی پُرحکمت کلام سُنکر چُپ ہو رہا۔

شرعی مسئلہ ہے کہ مرد کے لئے پیشاب کرنے کے بعد پانی کے استعمال سے پہلے مخرج کو مٹی یا ٹشو پیپر وغیرہ سے خشک کرنا ضروری ہے۔ چنانچہ ہر شخص کو اس بارہ میں سخت احتیاط کرنا چاہیئے کہ جبتک چلنے، پھرنے کھانسنے اُٹھنے بیٹھنے غرض ہر کیفیت میں مخرج کا تر ہونا اور تقاطر کا منقطع ہونا حدِ یقین تک پہنچ جائے اس وقت تک پیشاب کے بعد پانی سے استنجا نہ کرے ورنہ کپڑے اور بدن ناپاک ہونے کا خطرہ باقی رہے گا اور معلوم رہے کہ کتب احادیث میں وارد ہے کہ اکثر عذاب قبر میت کو پیشاب سے بدن اور کپڑوں کی حفاظت نہ کرنے کی وجہ سے ہوتا ہے اللہ تعالیٰ محفوظ فرماویں آمین۔

کسی سفر پر روانگی کے لئے ایک دفعہ آپ تیار ہو کر اپنی پالکی میں تشریف فرما تھے کہ بلنپٹر قوم کی ایک عورت تِلوں اور چاندی کے سِکّوں سے بھرا ہوا تھال لے کر حاضرِ خدمت ہوئی تھال پالکی میں رکھ کر عرض کرنے لگی حضور! میں دے رہی ہوں قبول فرما کر دعا کی مدد فرمادیں، یہ سُنکر آپکی حالت دِگرگوں ہوگئی اور بار بار عورت کو بصورتِ استفہام فرماتے "تو مجھے دے رہی ہے؟ تو مجھے دے رہی ہے؟ یعنی تجھے دینے کی کیا طاقت کہ اس عطا کو اپنی طرف منسوب کرتی ہے۔ عورت کا یہ قول عوام الناس کے لئے اگرچہ کوئی قباحت نہیں رکھتا کیونکہ مجازاً مخلوق کی طرف یہ نسبت عموماً کر دی جاتی ہے تاہم آپ نے اپنی معتقدہ کو ایک سبق دیا کہ جس بات میں بڑائی کا شائبہ اور تکبّر کا خطرہ ہو اس سے بھی پرہیز کرنا چاہیئے۔

نقل ہے کہ ایک مرتبہ آپ نے اپنے برخوردار محرم راز حضرت مولینا

محمد عبدالرحمٰن ملتانی ثم العربی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو انکی صغر سنی میں وقت تعیّن پر مقرر شدہ وظیفہ کسی عُذر کی بناء پر مانگنے پر بھی عطانہ فرمایا تو انکی زبان سے نکلا، بُکھا بابا یعنی غریب اور نادار باپ۔ چنانچہ یہ سُنتے ہی آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر وجد طاری ہوگیا اور بار بار یہ آیت شریفہ تلاوت فرماتے وَاللّٰہُ الْغَنِیُّ وَاَنْتُمُ الْفُقَرَآءُ ۔ ترجمہ:۔" اور اللہ تعالیٰ غنی ہیں تم سب فقراء ہو" جب حالت صحو میں آئے تو فرمایا مجھے اس بات نے حیرت میں ڈال رکھا ہے کہ اس کم عمری میں میرے بچے کو اس آیت شریفہ کا ترجمہ کس نے سکھا دیا ہے۔ سبحان اللہ وبحمدہ یہ اللہ والوں ہی کی شان کہ ہر مجاز کو حقیقت کی طرف اور ہر ذو معنی لفظ کا اچھا پہلو لے کر بدگمانی اور غصہ جیسے امور رذیلہ سے محفوظ رہتے ہیں۔

ناموں میں وہ اسماء گرامی جن میں عبودیت کا اظہار ہو مثل عبداللہ و عبدالرحمٰن جو مطابق حدیث شریف بہترین اسماء ہیں آپ کو پسند تھے۔ اس لئے آپ نے اپنی اولاد امجاد کے نام اسی طرز پر تجویز فرمائے آپ کے خلیفہ مجاز مولانا عبدالرحمٰن خیر پوری کے ہاں جب بیٹا پیدا ہوا تو وہ نام پُوچھنے کے لئے حاضر ہوئے۔ آپ نے فرمایا عبدالرحمٰن کا لڑکا عبدالرحیم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم گویا سند بھی ساتھ پیش فرمادی۔

سونے سے پہلے آپ کے معمولات شریفہ میں سُورۃ الٓمٓ سجدہ، سُورۃ الدخان اور سورۃ ملک بھی نقل کئے گئے ہیں۔

غصّہ کو ختم کرنے کے چار طریقے ارشاد فرماتے۔ اولاً یہ کہ سوچے کہ غصّہ میں حق تعالےٰ جل شانہ کی رضا نہیں۔ دوم یہ کہ تقدیر میں ایسا ہونا تھا، ہوگیا۔ سوم توحید یعنی وحدت الوجود و ہمہ اوست کا تصوّر اور یہ تو کالبرق الخاطف یعنی اچک لے جانے والی بجلی کی طرح ہے یعنی

غصہ کو بہت جلد مٹا دینے والی ہے چہارم حسبِ حال و حسبِ مزاج علاج کرے (کھڑا ہے تو بیٹھ جائے، بیٹھا ہے تو لیٹ جائے یا پانی پیئے یا حکیم سے مشورہ کرے وغیرہ اور اہلِ عرب تو "صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْبِ یعنی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر درود شریف بھیجو" کہہ کر غصہ کی آگ بجھاتے ہیں۔)

فرماتے وہابی شیعہ گدھاں ہن وَدے ھینگدے، کُتّے ہن وڈے بھونکدے اِنھاں دا علاج ہے کھلّاتے سوٹا یعنی گستاخ وہابی اور سبّی شیعہ دونوں گدھے ہیں جو دن رات ہنہنا رہے ہیں اور کُتے ہیں جو بھونک رہے ہیں ان کا علاج وعظ و نصیحت نہیں بلکہ مارنا ہے۔

آیۃ شریفہ وَمَآ اُهِلَّ لِغَیْرِ اللّٰهِ بِهٖ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرماتے "اگر ما وہابیوں کی عام ہے تو پھر دنیا کی کوئی چیز حلال نہیں"۔ یعنی وہابی "ما" سے ہر چیز مراد لیتے ہیں حالانکہ آیۃ شریفہ میں "ما" سے مراد مخصوص جانور ہے۔ اس آیۃ شریفہ کی تفسیر انشاء اللہ العزیز چمنِ چہارم میں آپ پڑھیں گے۔

حلال پرندوں کی بیٹ جو شرعاً پاک ہے ازراہِ تقویٰ و تعجب ارشاد فرماتے ہووے گھوٹہ نے ہووے پاک یعنی پاخانہ ہو اور پھر پاک، ممکن ہے ازراہِ پہیلی فرماتے ہوں۔

فرماتے حاجی تین قسم کے ہوتے ہیں تتّے (جو اُمورِ دنیویہ سے تنگ آکر گھر سے حج کی خاطر نکل پڑیں) مَتّے (جو دوسروں کے بار بار کہنے پر مجبور ہو کر حج کے لئے جائیں) اور رَتّے (جو صرف عشق و محبت میں حج کریں۔ فرماتے حج تو رَتّے کا ہے باقی دونوں ایسے ہی خرچ حرج کر رہے ہیں۔

بعض جہلاء جب قرآن شریف پر غلاف پر غلاف چڑھاتے تو انہیں تلقین فرماتے کہ ان سے طلباء کی ٹوپیاں ہی بنا لیا کرو۔ قرآن شریف پر ایک ہی غلاف کافی ہے۔

کسی نے عرض کی حضور دُعا فرماویں خدا تعالیٰ مجھے کسی کا محتاج نہ کرے۔ فرمایا تو خُدا بننا چاہتا ہے، وہی کسی کا محتاج نہیں فقیر عبید اللہ تو موچی کا، درزی کا اور دھوبی وغیرہ تک کا محتاج رہتا ہے مخلوق کے لئے محتاجی لازمی ہے۔ لہٰذا یوں دعا کیا کر کہ خدا تعالےٰ مجھے ذلیل نہ کرے۔

جس کے گھر جانور ہوتا اسے سردیوں میں چار مرتبہ اور گرمیوں میں آٹھ مرتبہ پانی دکھانے کی تاکید فرماتے یہ از راہِ رحمدلی تھا۔

قادر پور راں میں کسی بڑے زمیندار نے دعوت کی اور بکرے ذبح کئے کتوں کی عادت ہوتی ہے جہاں دعوت ہو جمع ہو جاتے ہیں ایک بیچارہ کتا عین کھانے کے وقت آ گیا صاحبِ دعوت نے دیکھ کر ایک سوٹا اس زور سے مارا کہ وہ بیچارہ ٹونکتا ٹونکتا بھاگ گیا تو آپ نے کہاروں کو فرمایا پالکی جلدی سے تیار کرو کہ جو مخلوق پر اتنا ظلم کرے اس کے گھر کا کھانا روا نہیں۔

اپنے مُرشدِ کریم حضور خیر پوری رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے حق میں یہ بھی فرماتے۔

جنّیں نہیں ڈِٹھڑا حضرت احمد اِنہاں کوں ویکھے نہیں خوشامد

جو کوئی لسّی کا ذکر کرتا فرماتے لسّی لسّی ہوندی ہے یعنی لسّی پتلی ہو تو لسّی کہلائی جاتی ہے گویا پتلی لسّی پسند فرماتے۔

ہمیشہ پانی پیالے میں نوش فرماتے اور ارشاد فرماتے پیالے والا پانی "سوجا کھا" ہوندا ہے (مکمل نظر آتا ہے کہ دیکھ کر پینا سُنّت ہے تو عمل ہو سکتا ہے) ڈولی والا پانی "کانڑا" ہوندا ہے (صحیح طور پر نظر نہیں آتا) لوٹے والا پانی "انّدھا"

وندا ہے (ٹونٹی سے مُنہ لگا کر پیا جائے تو بالکل نظر نہیں آتا اور شرعاً مکروہ بھی ہے)

جھنڈیر حضرات کی قلمی فارسی کتاب کے چند اوراق جو مجھے ملے ہیں انکی ابتدا میں تین شعر درج ہیں جن کو لکھنے پر ہی اس چمن کے معطّر گلدستوں کی عنبر فشانی اختتام پذیر ہو رہی ہے مگر اُمید ہے کہ ان خوشبوؤں کا اثر تازیست آپ کو مسرور و شاداں کرتا رہے گا۔

بے مثل خویش چوں کردی ظہور — خود جمال اللہ شدی حافظ اسرار آمدی

چوں زملتان خیرپور کردی ہنگام نزلت — بادعای یاخدا بخش عین غفار آمدی

برقعہ بر رخسار پوشیدہ عبید اللہ شدی — صد ہزاراں خفتہ دل را بخت بیدار آمدی

ترجمہ: جب اپنے بے مثل ہونے کا ظہور فرمایا تو حضرت خواجہ جمال اللہ بن کر اسرار کی نگہبانی فرماتے ہوئے تشریف لائے ہو۔ جب ملتان سے خیرپور نزول کا وقت آیا تو "یاخدا بخش" کی دُعا کے ساتھ عین غفار بن کر تشریف لائے ہو اپنے رُخسار پر برقعہ ڈالے (حضرت خواجہ عبید اللہ بن کر لاکھوں سوئے دِلوں کے بخت بیدار کرنے کو تشریف لائے ہو۔

چمن چہارم

در بیان کرامات

کرامت کی تعریف و اقسام: کرامت اکرام و تکریم سے مشتق ہے لیکن اصطلاحِ عام میں متبع شریعت سے خلافِ عادت کام یا خرق عادت کے ظہور کو کرامت کہتے ہیں بشرطیکہ اس میں دعویٰ نبوت نہ پایا جائے یعنی کسی اہل اللہ سے ایسے اَمر کا صادر ہونا جس کے

ادراک سے عقل عاجز ہو کرامت کہلائے گا۔ اگر دعویٰ نبوت کا شامل ہو اور وہ
اپنے دعویٰ میں سچا بھی ہو تو خرق عادت کے ظہور کو معجزہ نام دیا جائے گا۔

اہلِ اللہ سے ایسے اُمور کا واقع ہونا حق ہے قرآن وحدیث وتواتر اخبار
اسکی صحت پر دال ہیں۔ ولی اللہ سے کرامت کا صادر ہونا اسکی صحتِ ولایت
پر ضرور دلالت کرتا ہے مگر یاد رہے کہ کرامت کا پایا جانا ولی کے لئے شرط نہیں
اہل السنۃ والجماعت کا اسی امر پہ اتفاق ہے کہ کراماتِ اولیاء حق ہیں اور یہ
امر عقل کے بھی منافی نہیں کیونکہ حق تعالیٰ جل شانہٗ اپنے بندگان خاص کی عام مقبولیت
زیادتی توقیر کے لئے ان سے ایسے افعال کا ظہور فرماتے ہیں اور کرامت دراصل قوتِ
الہٰی کی مظہر ہے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ تمام اولیاء اُمت کی جمیع کرامات ملکہ در حقیقت
اس امت کے نبی مکرّم علیہ الصلوٰۃ والسّلام کا ایک معجزہ بنتا ہے ؎

از ولی خارقے کہ مسموع است ؛ معجزہ آں نبی متبوع است

ترجمہ: ولی کی کرامت جو بھی سُننے میں آئے وہ اِس نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام
کا معجزہ ہوتا ہے جس کے وہ ولی تابع ہوں۔

انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے لئے اظہارِ معجزہ شرط ہے بخلاف اہل اللہ
کے کہ انکے لئے کتمان کرامت (کرامت کو چھُپانا) واجب ہے لیکن گاہے گاہے
بحکم ربّ ذوالجلال اللہ والوں سے کسی سخت ضرورت کے پیش نظر یا حالتِ سکر
میں ایسے افعال صادر ہو جاتے ہیں اسلئے انہیں اس معاملہ میں معذور سمجھا گیا ہے
اور بعض کتب تصوّف میں یہ بھی ہے کہ اس ترکِ واجب پر بعد میں اللہ والے
توبہ فرماتے ہیں کتب تصوّف میں اسپر سیر حاصل بحث موجود ہے جو اپنے موقعہ پر
دیکھی جا سکتی ہے۔

علماء کرام علیہم الرحمۃ نے کرامت کی دو قسمیں معنوی اور حسی بیان فرمائی ہیں

کرامت معنوی: حضور علیہ الصلوٰۃ والسّلام کی متابعت اور علوم ظاہری و باطنی میں کمال حاصل کرنے کا نام کرامت معنوی ہے دوسرے الفاظ میں متخلّق باخلاق اللہ تعالےٰ ومتّادب بآداب النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہونا گویا کرامتِ معنوی کا حاصل کرنا ہے۔ یہی کرامت اولیاء اللہ کی محبوب ترین چیز ہے۔ اسی لئے اہلِ اللہ میں سے کسی کا فرمان ہے کہ میں ایک سُنّتِ نبویہ علیہ الصلوٰۃ والسّلام پر عمل کروں یہ مجھے اس سے زیادہ محبوب ہے کہ روزانہ سو کرامات مجھ سے ظاہر ہوں۔ اسی طرح سیدالطائفہ حضرت جنید بغدادی علیہ الرحمۃ نے ایک طالب کو جو کرامت نہ دیکھنے کے سبب کچھ دن آپ کی صحبت میں رہ کر بغیر بیعت کئے واپس جا رہا تھا یہ فرمایا کہ تو نے مجھے کسی خلافِ سُنّت کام میں مرتکب دیکھا ہے؟ اس نے کہا نہیں تو فرمایا معلوم نہیں تو کون سی کرامت دیکھنے کا متمنی و مشتاق ہے۔ گویا آپ نے فرمایا اَلْاِسْتِقَامَۃُ فَوْقُ الْکَرَامَۃِ کہ راہِ حق پر ثابت قدم رہنا کرامت سے بڑھ کر ہے چنانچہ وہ اسپر بیعت سے مشرف ہو کر حلقہ ارادت میں شامل ہو گیا۔ معلوم ہوا کہ ان حضرات کے نزدیک کرامت کی صرف یہی قسم ہی معتبر تھی۔

ما برائے استقامت آمدیم ۔ نے پئے کشف و کرامت آمدیم

ترجمہ :۔ ہم کشف و کرامات کے لئے نہیں بلکہ استقامت (کے ساتھ عمل) کے لئے آئے ہیں ۔

لہذا چمنِ ثالث کو حضورِ اعلیٰ کی کراماتِ معنویہ پر مشتمل کہنا بے جا نہ ہو گا۔

کرامت حسّی: یہ وہی خرق عادت ہے جو اہل اللہ سے صادر ہو اور عقل کا ادراک اس سے ناممکن ہو جیسے آن کی آن میں مشرق سے مغرب

پہنچنا، سطح آب پر چلنا، ہوا میں اُڑنا، دُور دراز کے حالات معلوم کرنا، غیبی امداد کرنا، بیماروں کو شفا بخشنا اور صحرانوردی و بادہ پیمائی کے دوران کچھ نہ ہونے کے باوجود طعام وغیرہ اشیاء ضرورت مہیّا کرنا وغیرہ۔ یاد رہے کہ کراماتِ حسیّہ کرامات معنویہ کے حصول پر موقوف ہیں کیونکہ انکا ظہور متبع شریعت سے ہونا شرط ہے ورنہ فاسق فاجر بدعقیدہ سے خلاف عادت وخلافِ عقل باتوں کا ظاہر ہونا جادو و استدراج کہلاتا ہے نہ کہ کرامت لہٰذا کرامت معنوی کے حصول کے بغیر کرامت حسیّ کا ظہور ناممکن ہے۔

کسی کا یہ کہنا کہ حالات و مناقب اولیاء علیہم الرضوان بیان کرتے ہوئے صِرف کرامات معنویہ درج کرنا چاہیں کیونکہ اتباع کے لئے انکی سیرت سے ہی فائدہ حاصل کیا جاسکتا ہے، کوئی حقیقت نہیں رکھتا کیونکہ اُمم سابقہ کے اولیاء و مقربین بارگاہِ خداوندی کی کراماتِ حسیّہ کا بیان قرآن وحدیث میں موجود ہے لہٰذا سُنّت الٰہیہ جل شانہٗ وسُنّتِ رسول مقبول علیہ الصلوٰۃ والسلام پر عمل کرنا یقیناً ہزاروں برکتوں اور فوائد مثلاً اللہ والوں سے محبت اور اپنی حقیقت کا انکے مقابلہ میں علم ہونا وغیرہ کا سبب بنے گا۔ انشاء اللہ العزیز۔

جامع کمالات ظاہریہ و باطنیہ عارف باللہ محرم اسرار اللہ حضرت فانی فی اللہ باقی باللہ مولٰنا عبیداللہ ملتانی چشتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے باوجود کوشش فرمانے اخفاء کرامت کے متعدد کرامات کا ظہور ہوا۔ جن کا مجھے بذریعہ ثقہ روایت علم ہوا ہے اس چمن میں ان کا ذکر کروں گا انشاء اللہ تعالےٰ۔ حق تعالےٰ جل شانہٗ غیر مصدقہ روایات درج کرنے سے محفوظ فرمائیں اور رب ذوالجلال ان کے لکھنے اور پڑھنے سے ہمارے ذوق وشوق میں اضافہ فرمادیں اور اپنے مشائخ کرام علیہم الرضوان کی محبّت میں ہمیں راسخ فرمادیں اور انکی متابعت کی مجھ ناکارہ

سیّمت سب کو توفیق بخشیں۔ آمین۔

متمنّی دیدار باری تعالیٰ کو اپنا جمال دکھانا: مثنوی تذکرہ عبیدیہ کے مصنف اور حضور اعلیٰ

رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خادمِ خاص مولانا الٰہی بخش صاحب علیہ الرحمۃ کے فرزندِ دلبند جناب حاجی محمد عبد الرحمٰن صاحب مرحوم جو انتہائی نیک صورت و نیک سیرت اور خوش طبع آدمی تھے نمازِ جمعہ تا زیست بڑی پابندی سے مسجدِ رحمانیہ میں خاندانِ عبیدیہ کی آن حضور قبلہ سیّدی مرشدی مولانا محمّد عبد الشکور ملتانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو انکے پیر بھائی بھی تھے، کی اقتدا میں ادا کرتے رہے۔ فقیر کاتب الحروف کی ان سے بہت ملاقات رہی ہے اکثر یہ قصّہ بیان کرتے تھے کہ میرے والد ماجد بزرگوار سُنایا کرتے تھے کہ میرا ایک دوست ملتان چھاؤنی میں رہتا تھا۔ ایک روز از راہِ دوستی دورانِ گفتگو میں نے اس سے پوچھ لیا کہ تمہاری بیعت کن بزرگوں سے ہے تو اس نے کہا ابھی تک کسی سے بیعت نہیں ہوا البتہ یہ ارادہ پختہ ہے کہ جس پیر صاحب نے حق تعالےٰ جلّ شانہ کے جمالِ بیمثال کے دیدار فیضِ آثار سے مشرّف کرا دیا انہی کا مُرید ہو جاؤں گا۔ یعنی جس نے اللہ تعالیٰ کی زیارت کرا دی اُسی سے رُوحانی رشتہ قائم کروں گا چنانچہ میں اسے اپنے پیر روشن ضمیر حضور اعلیٰ رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی بارگاہ بیکس پناہ میں لے آیا۔ آپ چارپائی پر تشریف فرما تھے میں بھی آ کر ساتھ بیٹھ رہا اور عرض کی کہ میرا یہ دوست اس شرط پر مرید ہوتا ہے کہ آپ اسے اللہ تعالےٰ جل شانہٗ کا دیدار کروا دیں۔ چنانچہ یہ سُنتے ہی آپ کا جمال جلال میں بدل گیا اور اس دوست کی طرف مُخاطب ہو کر فرمایا کہ میاں کیا تم نے یہ بات کہی ہے؟ اس نے عرض کی جی ہاں چنانچہ آپ نے فوراً فرمایا مجھ فقیر عبید اللہ ہی کو پہلے آنکھ بھر کر دیکھ لے (اگر تسلّی ہو جائے تو ٹھیک ورنہ بقیہ تشنگی بھی دُور کر دیں گے)

اور یہ فرماتے ہی آپ نے خود کو بے حجاب فرمادیا یعنی وہ برقعہ اُتار دیا جس کے متعلّق کہا گیا ہے ؎

بُرقعہ بر رُخسار پوشیدہ عبیداللہ شدی
صد ہزاراں خُفتہ دل را بخت بیدار آمدی

ترجمہ : اپنے رُخسار پر برقعہ ڈالے حضرت عبیداللہ بن کر لاکھوں سوئے ہوئے دلوں کے بخت بیدار کرنے کو تشریف لاتے ہو۔

لہٰذا اس نے آنکھ بھر کر دیکھنے کی جسارت کی تو معاً دیکھتے ہی اوندھے منہ گر گیا اور کافی دیر بے ہوش رہا جب ہوش میں آیا تو اپنی شرط سے رجوع کرتا ہوا قدمبوس ہوا۔ آپ نے فرمایا میاں جب مجھ فقیر کو (بے حجابی کی حالت میں) دیکھنے کی قدرت واہلیّت نہیں تو ربّ تعالےٰ جل مجدہ کو دیکھنے کی تمنا کیسے کی (جس نے اپنی ذات پاک کے بارہ میں خود قرآن مجید میں فرمالَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ وَهُوَ يُدْرِكُ الْاَبْصَارَ ترجمہ :۔ نہیں گھیر سکتیں اسے نظریں اور وہ گھیرے ہوئے ہے سب نظروں کو۔) پھر اس نے بیعت کی آرزو کی تو آپ نے قبول فرما کر مشرف بہ بیعت فرمایا۔ اور ایک دوسری روایت میں جو مجھے متعدد برادران طریقت نے سنائی، یوں ہے کہ کسی انگریز افسر کی بگھی چلانے والا ملازم آنحضور قبلہ فانی فی اللہ کا غلام تھا جو ایک دن پریشانی کے عالم میں بیٹھا آپکی مٹھیاں بھر رہا تھا آپ نے پوچھا میاں آج پریشان کیوں ہو ؟ عرض کی حضور میرا افسر کہتا ہے جو مجھے اللہ تبارک وتعالیٰ کی زیارت کرائے گا اسی کے ہاتھ پر اسلام قبول کروں گا تو آپ نے فرمایا اسے لے آؤ چنانچہ وہ لے آیا تو حاضر ہونے پر آپ نے اسکی طرف انگلی مبارک سے اشارہ کرتے ہوئے پوچھا یہی شخص ہے جو اپنے اسلام کو حق تعالیٰ جل شانہ کی زیارت سے مشروط کرتا ہے تو آپکے

محض اشارہ فرمانے پر ہی وہ بے خود ہو کر لوٹ پوٹ ہونے لگا کافی دیر بعد جب ہوش میں آیا تو مشرف بہ اسلام ہوا۔ واللہ اعلم یہ دو الگ الگ واقعات ہیں یا ایک ہی واقعہ ہے جو بہ اختلافِ الفاظ نقل کیا جاتا ہے ؎

مرحبا ترک مست رعنائی — دل زمامے بری بہ یغمائی
در جہاں نیست کس بتو مانند — بے نظیری بحسن و زیبائی
محو مطلق شود ہمہ عالم — چوں نقاب از جمال بکشائی

ترجمہ: خوش آمدید اے معشوق مست ورنگ برنگ! میرا دل اپنی غارت گری سے کھینچے جاتے ہو۔ جہان میں آپکی مثل کوئی نہیں اپنے حسن و آراستگی میں آپ بے مثل ہیں۔ تمام جہان محض نابود ہو جاتا ہے، جب آپ اپنے جمال سے پردہ کھول دیتے ہیں۔

رویت باری تعالےٰ یعنی حق تعالیٰ کا دیدار ظاہری آنکھ سے دنیوی زندگی میں صرف حضور محبوبِ دو عالم سیّدِ کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے ثابت ہے دوسروں کے لئے ناممکن ہے محال نہیں۔ البتہ عالمِ رؤیا یعنی خواب میں زیارت ہونا ممکنات سے ہے۔ بعض اولیاء کرام اس نعمت سے مشرف بھی ہوئے۔ البتہ آخرت میں مومن اللہ تعالےٰ کو اوصافِ جمال کے ساتھ اور کفار اوصافِ جلال کے ساتھ دیکھیں گے۔

نقل ہے کہ حضور اعلیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بطور تحدیث بالنعمۃ ارشاد فرمایا مجھے تین شخصوں نے (بے حجابی میں) دیکھا ہے اور ایک روایت میں ہے کہ مجھے صرف تین شخصوں نے پہچانا ہے۔

اول: میرے قبلۂ حاجات کعبۂ مرادات حضرت محبوب اللہ خواجہ خدا بخش ملتانی ثم الخیر پوری رضی اللہ تعالےٰ عنہ،

دوم: میرے فرزند دلبند محرم راز کامل الحیاء والایمان حضرت مولانا محمد عبد الرحمٰن ملتانی ثم العربی رضی اللہ تعالےٰ عنہ،

سوم: میرے خلیفہ فنا فی الشیخ جناب حضرت مولانا نور محمد چیلہ والے علیہ الرحمۃ

نقل ہے کہ ملتان میں ایک عورت مُسماۃ مہراں بے پردہ کھلے مُنہ ہر وقت مجذوبانہ حال میں گشت کرتی رہتی تھی اور ایک روایت کے مطابق عُریاں ہی رہتی تھی۔ چنانچہ ایک مرتبہ آپ اپنی پالکی پر سوار حضرت محب اللہ المتعال خواجہ حافظ محمد جمال ملتانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زیارت فرما کر واپس آرہے تھے کہ قلعہ کہنہ قاسم باغ پر اس مجذوبہ کی نگاہ آپ پر پڑی تو فوراً پکارنے لگی "ہائے مَرد آیا" اور پھر قریب ہی کسی دکان میں داخل ہوگئی گویا پردہ کرنا مقصود تھا لوگوں کے از راہ تعجب یہ ماجرا دریافت کرنے پر اس نے کہا کہ کیا تم کوئی انسان ہو جن سے پردہ کیا جائے تم تو سب کالانعام یعنی جانوروں کی مثل ہو یہ پالکی پر سوار بُزرگ، اللہ تعالیٰ کے کامل انسان ہیں اس لئے میں ستر عورت کو ان سے لازم سمجھی اور ایک روایت کے مطابق اس مجذوبہ نے اپنے انگوٹھے اور شہادت کی اُنگلی سے حلقہ بنا کر لوگوں کو دعوت عام دی کہ اس حلقہ سے دیکھیں جب انہوں نے دیکھا تمام انسان معاذ اللہ کالحیوان دکھائی دینے لگے۔

فقیر کاتب الحروف کو یہ حکایت جب اپنے پیر روشن ضمیر حضور سَراپا نور دسمر در رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے سنائی تو فرمایا: "اس میں شک نہیں کہ صفاتِ آدمیّت میں تام ہونا تو کجا کُتّے میں دسؔ صفات ایسی پائی جاتی ہیں کہ ہمارے لئے ان پر عمل پیرا ہونا گویا جُوئے شیر لانا ہے۔" حضرت شیخ سعدی علیہ الرحمۃ نے سچ فرمایا ہے

مگر آدمی بنودی کہ اسیر دیو ماندی ❊ کہ فرشتہ رہ ندارد بمکانِ آدمیّت

ترجمہ: شاید تو انسان ہی نہیں کہ شیطان کا محکوم اور قیدی بن کر رہ گیا

ہے کیونکہ آدمیت اور انسانیت کے اعلیٰ مقام پر پہنچنے کی تو فرشتہ بھی طاقت نہیں رکھتا۔

آقائی و مولائی حضور پیر روشن ضمیر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے فرمان ذیشان میں حضرت ابوالنصر خواجہ حسن بصری رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے اقوالِ زریں میں سے جس قول کی طرف اشارہ تھا وہ یہ ہے کہ آپ نے اِرشاد فرمایا کتے میں موجود دس خصلتوں کو چاہیئے کہ ہر مومن اختیار کرے۔

۱۔ یہ بھوکا رہتا ہے اور تھوڑی پر قناعت کرتا ہے یہ صالحین، صابرین کی علامت ہے۔

۲۔ اس کا کوئی مکان نہیں ہوتا یہ علامت متوکلین کی ہے۔

۳۔ رات کو بہت کم سوتا ہے یہ شب بیدار محبین کی علامت ہے۔

۴۔ جب مرتا ہے تو میراث نہیں چھوڑتا یہ علامت زاہدین کی ہے۔

۵۔ مالک اس پر جفا بھی کرے اُسے نہیں چھوڑتا یہ علامت سچے مریدین کی ہے

۶۔ ادنیٰ جگہ پر راضی ہو جاتا ہے یہ متواضعین کی علامت ہے۔

۷۔ اس کی جائے رہائش پر کوئی غالب ہو جائے تو اسے چھوڑ کر کہیں اور چلا جاتا ہے یہ علامت راضین (راضی برضا رہنے والوں) کی ہے۔

۸۔ اس کو ماریں اور پھر ٹکڑا ڈالیں تو فوراً آجاتا ہے اور دِل میں کینہ نہیں رکھتا۔ یہ خاشعین (عاجزی اور فروتنی کرنے والوں) کی علامت ہے۔

۹۔ کھانا سامنے رکھا ہوا (کسی کو کھاتا ہوا) دیکھتا ہے تو دُور بیٹھے تکتا ہے (حملہ آور نہیں ہوتا) یہ علامت مساکین کی ہے۔

۱۰۔ کہیں سے کوچ کر جاتا ہے تو پھر اس جگہ کی طرف التفات نہیں کرتا یہ علامت محزونین (غمگینوں) کی ہے۔

حرام رزق کی آمد سے پہلے ہی مطلع ہو جانا : نقل ہے کہ ایک روز

آپ اپنی مسند پر تشریف فرما تھے کہ اپنے ہمنشیں برخوردار نامی نوعمر لڑکے کو فرمایا بیٹا ایک پتھر ہاتھ میں لے بیٹھو ابھی ایک کتا آئے گا اُسے مارنا۔ برخوردار ہاتھ میں پتھر لئے بیٹھا ہی تھا کہ ایک شخص جس کے ہاتھ میں نقد رقم کی ایک تھیلی تھی حجرہ مبارکہ میں داخل ہونے لگا آپ نے فرمایا برخوردار کیا دیکھتے ہو اپنی ذمہ داری نبھاؤ کتا آ پہنچا ہے لڑکے کو جب اِدھر اُدھر نووارد کے علاوہ کچھ دکھائی نہ دیا تو اس نے فرمان واجب الاذعان کے مطابق اسی کو پتھر دے مارا تو وہ فوراً گھبرا کر واپس ہو گیا۔ برخوردار حیران تھا کہ آپ نے مجھ پر کچھ بھی اعتراض نہ فرمایا حالانکہ میں نے کُتے کی بجائے آدمی کو پتھر دے مارا ہے اتنے میں آپ نے فرمایا بیٹا برخوردار! حیران کیوں ہوتے ہو میں نے اسی نوارد کے حق میں ہی کتے کا لفظ استعمال کیا تھا۔ یہ شخص خُدکہ قوم میں سے کسی صاحب کی چوری کر کے نقد رقم لا رہا تھا اور کہتا تھا حضرت مولانا محمد عبیداللہ صاحب کو نذر گزاروں گا جس سے وہ خوش ہوں گے لیکن ربّ ذوالجلال جلّ مجدہ نے اس فقیر کو آج تک رزق حرام سے محفوظ فرمایا ہے آئندہ بھی انشاء اللہ العزیز محفوظ فرمائیں گے ؎

اے طائر لاہوتی اس رزق سے موت اچھی
جس رزق سے آتی ہو پرواز میں کوتاہی

یہ سچ ہے کہ اولیاء اللہ معصوم نہیں لیکن محفوظ ہوتے ہیں اور آپ کا اس چور کو کتا فرمانا بمقتضائے حدیث شریف تھا جس میں وارد ہے اَلدُّنیَا جِیفَۃٌ وَّ طَالِبُهَا كِلَابٌ یعنی دُنیا مُردار ہے اور اس کو (ہر جائز و ناجائز طریقہ سے)

طلب کرنے والے کتے ہیں۔ چنانچہ مخزن اخلاق میں ہے ایک شاعر کسی درویش کے پاس گیا تو ایک مرید نے حسبِ ہدایتِ درویش رکاوٹ کی مگر بہت مشکل کے بعد ملنے کی اجازت مِل گئی تو شاعر نے ملتے ہی اس درویش سے کہا۔

ع در درویش را دربان نباید

کہ دربان بٹھانا درویشوں کے لائق نہیں تو درویش نے فی البدیہ جواب دیا۔ ع بباید تا سگ دنیا نیاید

کہ بٹھانا چاہیئے تاکہ کوئی دنیا کا کتا داخل نہ ہونے پائے۔

فقیر کاتب الحروف کو مذکورہ کرامت محترم ماموں جناب صوفی خواجہ مشتاق احمد نقشبندی علیہ الرحمۃ نے سُنائی انہیں انکے جدّامجد خواجہ حافظ محمد طاہر صاحب علیہ الرحمۃ نے سنائی اور انکو خود برخوردار نامی لڑکے نے سنائی جسے اس کا والد حضور اعلیٰ رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی صحبت میں بیٹھنے کی تاکید کرتا تھا چنانچہ ایک روز آبیٹھا تو یہ واقعہ رُونما ہوا۔

قلبی خطرہ پر مطلع ہونا: ساجھیوال ضلع جھنگ کا بافندہ یعنی جولاہا محمد حامد نامی آپ کا معتقد تھا ایک دفعہ عازم ملتان جنّت نشان ہونے لگا تو ایک کپڑا اپنے ہمراہ لیا بہ ایں ارادہ کہ ملتان میں تقریباً ایک روپیہ تک بہ آسانی فروخت ہوجائے گا تو آدھا روپیہ حضرت فانی فی اللہ باقی باللہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی نذر گزاروں گا اور بقایا رقم سے گھریلو ضرورت کا سامان خرید کروں گا چنانچہ جب وہ ملتان شریف پہنچا تو ان دِنوں حسن اتفاق سے کپڑے کے نرخوں میں کافی اضافہ ہوچکا تھا لہذا وہ کپڑا ایک روپیہ کی بجائے دو روپے کے عوض فروخت ہوا۔ فرطِ مسرت سے اس نے بوقت قدمبوسی حضرت فانی

فی اللہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ آٹھ آنہ کی بجائے ایک روپیہ بطورِ نذر پیش کیا آپ نے اپنے قلمدان سے آٹھ آنے نکال کر واپس عنایت فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ جو ارادہ جھنگ میں کیا تھا اسی پر کاربند رہو، اب میرا اس سے زائد حق نہیں بنتا بقایا رقم اپنی گھریلو ضرورت کی اشیاء میں صرف کرو۔

چند سوالات کا قبل از استفسار جواب دینا: علاقہ داصو ضلع جھنگ

سے آپ کے محبوب مقبول خلیفہ صاحب جناب حافظ نور محمد چیلہ چند مسائل کی تحقیق کے لئے اپنے متعدد ساتھیوں سمیت ملتان شریف پہنچے اِن دِنوں تربوز کا موسم تھا تو جگہ جگہ فروخت ہو رہے تھے حافظ صاحب نے اپنے ساتھیوں سے یہ مشورہ کیا کہ مسائل کی تحقیق سے فراغت پر گھڑے کی جسامت برابر ایک تربوز لیں گے جس کے کھانے سے ہی گرمی اور سفر کی وجہ سے بھوک پیاس جو شدّت اختیار کر چکی ہے ختم ہو گی۔ سب نے مشورہ کی موافقت میں کہا کہ ٹھیک ہے پہلے جلدی سے مسائل پوچھ لیں۔ بعد میں یہ کام کریں گے چنانچہ حافظ صاحب بیان فرماتے تھے جب ہم حضورِ اعلیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر قدمبوس ہوئے تو آپ نے (ہماری جلدی کو دیکھتے ہوتے) قابلِ استفسار مسائل پر ہمارے بغیر پوچھے ہی یکے بعد دیگرے روشنی ڈالنا شروع فرمائی اور ایسے دلائل سے ان مسائل کو واضح فرمایا کہ مسائل کے کسی پہلو پر بھی ہمیں پوچھنے کی ضرورت باقی نہ رہی پھر انکے بیان سے فارغ ہوتے ہی آپ نے اپنے خادم سے فرمایا حجرہ سے گھڑے کے برابر تربوز لاؤ جس کے کھانے سے ان مسافروں کی بھوک پیاس جو گرمی کی شدت سے محسوس کر رہے ہیں ختم ہو جائے۔

حافظ صاحب بیان فرماتے تھے کہ مَیں آپ کے کشف سے متعجّب ہُوا تو آپ نے فرمایا حافظ صاحب کشف کو مارو کفش (جوتی) یہ بھی بھلا ولایت میں کوئی مقام ہے جس پر تعجّب کرتے ہو۔

آئینہ قلب کی صفائی کے بعد اولیاء اللہ پر دُوسروں کے دِلی خطرات کا عکس نہایت چمکدار اور روشن پڑتا ہے جس سے عموماً اولیاء اللہ دُوسروں کے خطرات قلبی سے آگاہ ہو جاتے ہیں اسی لئے کتب تصوّف میں لکھا ہے کہ ظاہری بادشاہوں (حکّام) کے سامنے جس طرح زبان کی حفاظت ضروری ہے اسی طرح باطنی بادشاہوں (اولیاء اللہ) کے سامنے قلوب کی حفاظت ضروری ہے کہ کسی قسم کے وسوسہ اور شیطانی خیال کو وہاں جگہ نہ دی جائے مُبادا انکے دِل پر اس خطرہ سے گرانی گذرے اور ان کے فیضان سے محروم ہو جائے کہ اولیاء اللہ جواسیس القلوب ہوتے ہیں

تفسیر فرمان باری تعالےٰ وَمَا اُهِلَّ لِغَیْرِ اللّٰهِ بِهٖ :

قطب الکمال حضرت مولانا محمد امام شاہ صاحب بستی مَسّو شاہ صاحب والے علیہ الرحمۃ جن کو خرقہ خلافت حضور اعلیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عطا فرمایا، اپنے مُصنفہ رسالہ غیر مطبوعہ فارسی الموسوم بہ نکیّ کتاب میں تحریر فرماتے ہیں جس کا ترجمہ ہے سنہ ۱۳۰۲ ھجری میں حضرت صاحب کریم محرم اسرار اللہ خواجہ محمد عبید اللہ ملتانی جو کہ فخر العاشقین سیّدنا خواجہ محبوب اللہ حافظ خُدا بخش ملتانی ثم الخیرپوری رضی اللہ تعالےٰ عنہما کے ذی قدر اور محبوب خلیفہ ہیں نے مجھ فقیر کی دعوت منظور فرما کر میرے غریب خانہ کو اپنے قدوم میمنت لزوم سے نوازا۔ میرے عم زاد بھائی جناب سیّد مسّو شاہ صاحب جن کا حقیقی نام سیّد محمد اسماعیل شاہ صاحب ہے کے دل میں حضرت فانی فی اللہ رضی اللہ تعالےٰ کی آمد پر یہ خیال سکّہ زن ہوا کہ اگر حضرت موصوف میرے احوالِ باطن اور خطرۂ قلبی پر اپنی رُوحانی

قوّتِ کشف سے واقف ہو کر میرے مطلوبہ مسئلہ کا جواب باصواب بغیر سوال کئے بیان فرمائیں گے تو انہیں فقیر صاحبِ حال تسلیم کروں گا ورنہ نیک بختی، تقویٰ اور فقیری کجا کہ ؎ لباسِ خضر میں لاکھوں یہاں رہزن بھی پھرتے ہیں معلوم رہے کہ سیّد مستو شاہ صاحب نے آیت شریفہ حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ الخ میں مَا اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ کی تفسیر کسی غیر مقلد وہابی سے یوں سن رکھی تھی کہ مَآ اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ وقت ذبح سے مقید نہیں بلکہ عام ہے کہ ذبح سے پہلے وہ جانور کسی کی طرف منسوب کیا جائے یا عین وقت ذبح کے کسی غیر اللہ کا نام اس پر لیا جائے ہر طرح حرام ہے معاذ اللہ۔ وہ اسی آیت شریفہ کی خاطر خواہ تفسیر حضورِ اعلیٰ رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے سُننا چاہتے تھے اور اس بات کو دل ہی میں رکھا ہوا تھا۔ آیت شریفہ کا جو حصّہ یہاں مطلوب ہے وہ مع ترجمہ پیشِ خدمت ہے تاکہ بات واضح ہو جائے اور مسئلہ سمجھنے میں سہولت رہے۔

حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ وَالدَّمُ وَلَحْمُ الْخِنْزِيْرِ وَمَآ اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ وَالْمُنْخَنِقَةُ وَالْمَوْقُوْذَةُ وَالْمُتَرَدِّيَةُ وَالنَّطِيْحَةُ وَمَآ اَكَلَ السَّبُعُ اِلَّا مَا ذَكَّيْتُمْ قف وَمَا ذُبِحَ عَلَى النُّصُبِ وَاَنْ تَسْتَقْسِمُوْا بِالْاَزْلَامِ ط ذٰلِكُمْ فِسْقٌ الخ

تم پر حرام ہے مردار اور خون اور سور کا گوشت اور وہ جس کے ذبح میں غیر خدا کا نام پکارا گیا اور وہ جو گلا گھونٹنے سے مرے اور بے دھاری چیز سے مارا ہوا اور جو گر کر مرا اور جسے کسی جانور نے سینگ سے مارا ہو اور جسے کوئی درندہ کھا گیا مگر جنہیں تم ذبح کر لو۔ اور جو کسی تھان پر (عبادتاً) ذبح کیا گیا ہو اور (حصّہ یا باری یا حکم معلوم کرنے کے لئے) پانسے ڈال کر بانٹا کرنا یہ گناہ کا کام ہے

چنانچہ حضرت فانی فی اللہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے نمازِ فجر و اشراق کی ادائیگی سے فراغت پائی تو میرے چچا زاد بھائی سید مسّو شاہ مذکور کی طرف رخِ انور پھیر کر فرمانے لگے محترم شاہ صاحب آیت شریفہ حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ الخ میں وَمَآ اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ سے یہ مراد ہے کہ سکھوں کی طرح بکری، دنبہ بھینس یا کوئی اور حلال جانور بوقت ذبح غیر اللہ کے نام پر ذبح نہ کیا جائے (کیونکہ اس سے وہ ذبیحہ حرام ہو جاتی ہے) جیسا کہ سکھ کہتے ہیں بحکم گرو نانک میں تجھے ذبح کرتا ہوں گویا گورو نانک کو اوتار یعنی اپنا پیغمبر تسلیم کرتے ہیں اور سکھ تو خنزیر کے گوشت کو جو حرام قطعی ہے بھی کھاتے ہیں کیونکہ انکی مذہبی کتاب گرنتھ میں اسے حلال قرار دیا گیا ہے اور اس کتاب مذکور پر سکھوں کا ایمان نصاریٰ کے انجیل، یہود کے توراۃ اور مسلمانوں کے قرآن پر ایمان کی مثل ہے اے عزیز! شاید آپ نے یہ مسئلہ کسی وہابی غیر مقلّد سے سُنا ہو گا معاذ اللہ یہ فرقہ ضالّہ کلام اللہ شریف پر بھی بہتان باندھنے میں ذرا بھی تردّد نہیں کرتا ،، یعنی آیات کے معانی و مطالب کو احادیث مبارکہ اور مفسرین و ائمہ مجتہدین کے فرامین کی مدد سے سمجھنے کی بجائے اپنی ناقص عقل اور سُوئے فہم کو دخل دے کر خود بھی گمراہ ہوتا ہے اور دُوسروں کو بھی گمراہ کرتا ہے۔

فقیر کاتب الحروف کہتا ہے کہ آپ کے مختصر بیان سے یہ امر روزِ روشن کی طرح واضح ہو گیا ہے کہ آیت شریفہ کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ جو جانور قبل از ذبح دوسرے اوقات میں غیر اللہ کی طرف منسُوب رہا ہو جیسا کہ عبد اللہ کی گلئے، ولیمہ کا جانور، عقیقہ کا بکرا یا وہ جانور جس سے اولیاء اللہ کو ثواب پہنچانا مقصود ہو انکو ذبح سے پہلے تو اولیاء اللہ کے ناموں سے منسوب کیا جائے مگر عین وقت ذبح کے ان پر فقط اللہ جلّ جلالہٗ کا ہی نام لیا جائے

کسی دوسرے کا نام بالکل نہ لیا جائے، وہ بھی حرام ہوں نہیں بلکہ وہ طیب حلال ہیں۔ وہابی جو ذبح کے وقت کی قید نہیں لگاتے وہ آیت شریفہ کے معنی میں غلطی کرتے ہیں اور انکا قول جمیع تفاسیر معتبرہ کے خلاف ہے اور خود آیت بھی انکا معنی بننے نہیں دیتی کیونکہ وَمَآ اُھِلَّ لِغَیْرِ اللّٰہِ بِہٖ کو اگر وقتِ ذبح سے مقید نہ کریں تو بھی اِلَّا مَا ذَکَّیْتُمْ کا استثناء اسکو لاحق ہوگا اور وہ جانور جو غیر وقتِ ذبح میں غیر خدا کے نام سے موسوم رہا ہو اِلَّا مَا ذَکَّیْتُمْ سے حلال ہو جائے گا۔ الغرض فرقہ وہابیہ کو آیت شریفہ سے سند لانے کی کوئی سبیل میسّر نہیں۔ (افادہ از خزائن العرفان)

اس فقیر کاتب الحروف تک یہ روایت بذریعہ خط جناب عظمت اللّٰہ شاہ صاحب علیہ الرحمۃ سجادہ نشین آستانہ عالیہ بستی حضرت مسّو شاہ صاحب پہنچی تھی۔

اسی مسئلہ کے بارہ میں حضور اعلیٰ رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ کے دو شعر بھی مشہور ہیں، جو آپ نے کسی سائل کو جواباً فی البدیہ فرمائے تھے ؎

گھنڈ والے وقت ذبح دے نیّت ذبح دی کیتی
بھانویں کھوہوے مُلّا کر دا رے بھانوے وِچ مسیتی
ایہہ مذبوحہ ہے حلال عالماں خبر کیتی
کوئی مَنّے تاں فبہا ناتاں ....

برکت رداء شریف حضورِ اعلیٰ رضی اللّٰہ تعالےٰ عنہ:

ایک مرتبہ برموقعہ عرس مبارک محبّ اللّٰہ بالکمال خواجہ حافظ محمد جمال ملتانی رضی اللّٰہ تعالےٰ عنہ دورانِ مجلس آپ کے خلیفہ مجاز جناب مولانا محمد مراد سیت پوری علیہ الرحمۃ حالتِ وجد میں آئے اور تمام وقت اپنی جبینِ نیاز حضور اعلیٰ رضی اللّٰہ تعالےٰ عنہ کے دامن ناز سے ملتے رہے۔

مجلس شریف کے ختم پر فاتحہ خوانی کے بعد آپ اپنے دولت خانہ کی طرف ساتھیوں
ہمیت روانہ ہوئے، مولانا صاحب سیت پوری بھی ہمراہ تھے۔ راستہ میں مولانا
صاحب سیت پوری پر پھر حال غالب ہوا تو بے خود ہو کر سرِ راہ گر پڑے
اور وہیں رہ گئے آپ غالباً پالکی پر سوار ہوں گے اس لئے علم
نہ ہوا تو دولت خانہ پہنچ کر ہی معلوم ہوا کہ خلیفہ صاحب راستہ
میں بے خود ہوئے پڑے ہیں۔ چنانچہ آپ نے کسی خادم کو اپنی چادر مبارک
دے کر بھیجا اور ہدایت فرمائی کہ یہ چادر ان پر جا کر ڈال دینا انشاء العزیز فوراً
حالت صحو میں آجائیں گے۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا تو خلیفہ صاحب سیت پوری
فوراً ہی ہوش میں آئے اور آستانہ عالیہ پر حاضر ہو کر حضور اعلیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ
کے قدم بوس ہوئے۔

انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام وصلحاء مقربین علیہم الرضوان کے ملبوسات
شریفہ و دیگر تبرکات مستعملہ کے مس کرانے سے بیماروں کا شفا پانا و حصول برکات
کا ذریعہ بننا بلا شک و شبہ صحیح و درست ہے چنانچہ قرآن شریف میں حضرت سیدنا
یوسف علیہ السلام کی قمیص مبارک کی برکت سے آپ کے والد گرامی سیدنا حضرت
یعقوب علیہ السلام کی بینائی مبارک کا لوٹنا ثابت ہے چنانچہ سورۃ یوسف میں ہے
اِذْهَبُوْا بِقَمِیْصِیْ هٰذَا فَاَلْقُوْهُ عَلٰی وَجْهِ اَبِیْ یَاْتِ بَصِیْرًا یعنی میری
یہی قمیص لے جا کر میرے محترم والد ماجد کے چہرۂ اقدس پر ڈال دینا کہ اِس سے وہ
اپنی گم شدہ بصارت حاصل فرما لیں گے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا الحمد للہ علےٰ ذٰلک۔

حضرت سلطان محمود غزنوی علیہ الرحمۃ کو ایک مرتبہ سخت جنگ کا سامنا
تھا لہٰذا جانے سے پہلے شیخ المشائخ حضرت سیدنا ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ
کی خدمت میں دعایابی کے لئے حاضر ہوئے۔ آپ نے اپنا کُرتہ مبارک عطا کر کے

ارشاد فرمایا کہ کوئی مشکل آئے تو اس کے وسیلہ سے دعا کر لینا چنانچہ کئی دن کی سخت جنگ کے بعد بھی نتیجہ نہ نکل رہا تھا تو ایک خادم نے یاد کرایا کہ حضرت موصوف کا کُرتہ مُبارک کس لئے لائے تھے چنانچہ فوراً اسکو سامنے رکھ کر حضرت سلطان محمود غزنوی علیہ الرحمۃ نے فتح کی دعا کی بحمدہٖ وتعالےٰ اسی روز مسلمانوں کو فتح ہوئی۔ واپسی پر حضرت موصوف قدس سرّہٗ العزیز نے حالاتِ جنگ دریافت کیئے تو انہوں نے مکمل ماجرا سُنایا آپ نے ارشاد فرمایا سلطان! کُرتہ تو لے گئے مگر اسکی قدر نہ کی سلطان نے معذرت پیش کی تو فرمایا فتح کی دُعا کے بجائے اگر ان لوگوں کے ایمان کی دعا کر لیتے تو پھر دیکھتے کہ ہر طرف سے کلمہ شریف کی آواز ہی گونج رہی ہوتی۔ سلطان محمود اس پر نادم ہوئے اور مُعافی کے خواستگار۔

سُبحان اللہ تعالیٰ وبحمدہٖ کہ مقبولان بارگاہ کبریا جل وعلا کے تبرکات کا یہ عالم کہ ان سے اسقدر فوائد ظاہر ہوتے ہیں تو جو انکی اپنی صُحبت سراپا برکت میں رہے وہ کیا کیا دینی، دنیاوی فوائد وبرکات حاصل کرتا ہوگا۔ اللہ تبارک وتعالےٰ اعقیدت ومحبت کے ساتھ ان حضرات نفوس قدسیہ کی صُحبت سے مُستفید فرمادیں۔ آمین! اور یہ بھی معلوم رہے کہ ان کا فیضان پسِ مرگ بھی جاری رہتا ہے۔

دریائی سفر میں گھٹنے بھی تر نہ ہونا: قصبہ جھوک وینس میں جھنڈیر حضرات نے آپ کی دعوت کی اور وعدہ کیا کہ فلاں تاریخ کو فلاں وقت ہم دریا کے کنارے کشتی لئے منتظر ہوں گے چنانچہ آپ وقت معین پر دریا کے کنارے پہنچ گئے لیکن کسی قوی عذر کی بناء پر میزبانوں سے کشتی کا انتظام نہ ہو سکا۔ ہندی مہینوں میں ساون کا مہینہ تھا۔ دریا کی طغیانی عُروج پر تھی آپ نے چنداں کشتی کا انتظار فرمایا اور پھر اپنے محبوب خلیفہ مولانا محمد ابوالخیر صاحب کو اپنا عصا مُبارک مرحمت فرما کر ارشاد فرمایا کہ سُنا ہے ساون

کے مہینہ دریا کا پانی ہات ہوتا ہے (ہات بزبان ملتانی اس پانی کو کہتے ہیں جو گہرا تو نہ ہو مگر وسعت اور پھیلاؤ میں بہت زیادہ ہو) لہٰذا تم یہ عصا اپنے ہاتھ میں لئے آگے آگے چلتے رہو اور ہم پیچھے پیچھے آ رہے ہیں اور ساتھ ہی کہاروں کو پالکی مبارک اُٹھا کر سطحِ آب پر قدم رکھ دینے کا حکم فرما دیا۔ کہاروں میں سے ایک نے طیش میں آکر اپنی جوتی اور کپڑے اُتار کر خلافِ عادت آپ کی پالکی میں رکھ دیئے کہ دریا کی طغیانی عروج پر ہے لہٰذا ہماری موت اپنے ہاتھوں آ رہی ہے الغرض فرمان واجب الاذعان سے حکم عدولی کی کسی کو جرأت نہ ہوئی خلیفہ صاحب عصاء مبارک لئے آگے آگے اور کہار آپ کی مجسم کرامت ذاتِ گرامی کو پالکی میں اُٹھائے پیچھے رواں ہوئے خلیفہ صاحب کا بیان ہے کہ میں اپنے سامنے ایک گھوڑ سوار کو دیکھ رہا تھا کہ اس کے گھوڑے کا صرف منہ نظر آ رہا تھا اور پانی کی لہریں گھوڑے کی پُشت پر سے بھی گزر رہی تھیں گویا یہ منظر تھا کہ ع گماں ہے یہ ہر دم کہ اب ڈوبتا ہے۔ لیکن میں خود اور کہار پالکی اُٹھائے بالکل اسی راستہ سے بحمدہ تعالےٰ دریا کو عبور کر گئے اور ہمارے گھٹنے بھی تر نہ ہوتے ؎

بہ بیں کرامت حضرت چوں معجزہ موسیٰ

کہ او ز نیل گزر کرد و ایں ز دریا چناب

ترجمہ:- حضرت فانی فی اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کرامت دیکھئے جو حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام کے معجزہ کی مثل ہے کہ وہ دریائے نیل سے گزرے اور آپ دریائے چناب سے۔

جھنڈیر حضرات کا بیان ہے کہ ہم کشتی نہ ملنے کی وجہ سے دوسرے کنارہ پر شرمندہ کھڑے تھے کہ اچانک حضور اعلیٰ رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی پالکی مبارک کو

آتے دیکھا تو حیرت کی انتہا نہ رہی کہ باوجود طغیانی کے سفر بخیر و عافیت ہو رہا تھا۔

فقیر کاتب الحروف کو یہ حکایت اپنے پیر روشن ضمیر سراپا نور حضرت مولانا مفتی محمد عبدالشکور رضی اللہ تعالےٰ نے سُنائی اور ارشاد فرمایا کہ میں نے یہ قصہ خود ان کہاروں میں سے ایک سے سُنا ہے جو شریکِ سفر تھا۔

آب و طعام کا غائبانہ انتظام :

ایک مرتبہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ عازمِ خیر پور شریف ہوئے اثنارِ سفر جب ایک بیابان سے گزر ہو رہا تھا تو خدّام نے تشنگی کا اظہار کیا آپ نے جستجو کرنے کو فرمایا کہ شاید قریب ہی کوئی بارشی پانی کا گڑھا موجود ہو۔ عرض کی گئی معلوم ہوا ہے کہ اس علاقہ میں عرصہ دراز سے بارش ہی نہیں ہوئی۔ آپ نے دوبارہ اسی طرح حکم فرمایا تو اب فرمان ذیشان سے سرتابی کی کسی کو مجال نہ تھی چنانچہ معمولی تلاش کے بعد ایک گڑھا نہایت صاف وشفاف پانی سے بھرا ہوا نظر آیا، ایسے معلوم ہوتا تھا جیسے انہی دنوں بارش ہونے سے پانی جمع ہوا ہے۔ ہمسفر ساتھی و کہار سب از حد مسرور ہوئے، خوب سیر ہو کر پانی پیا اور مشکیزہ بھی بھر لیا۔ ابھی چند کوس چلے تھے کہ انہیں شدّت سے بھوک لگی اور چلنا دُوبھر ہو گیا آبادی کہیں قریب دکھائی نہ دیتی تھی۔ آپ سے درخواست کی گئی تو فرمایا۔ قریب قریب دیکھو شاید کوئی طعام لئے ہوئے مسافر مہمانوں کا منتظر ہو۔ خدام نے دیکھا تو ایک جانب ایک عورت روٹیاں اور لسی کا برتن لئے کسی کی منتظر ہے۔ پوچھنے پر اس نے کہا آج رات خواب میں ایک بزرگ کی طرف سے یہ فرمان صادر ہوا ہے کہ ہمارے لئے کھانا تیار کر چنانچہ میں حسبِ توفیق سادہ سی خوراک لسّی اور تازہ روٹیاں لے کر انتظار کر رہی ہوں دیکھئے کب تشریف فرما ہوتے ہیں۔ پوچھا گیا کہ تو ان بزرگوں کو دیکھ کر پہچان سکے

گی ؟ اس نے کہا کیوں نہیں ۔ جب اسے آپ کی زیارت سے مشرف کرایا گیا تو کہہ اُٹھی ، واللہ ! یہی بزرگ ہیں ۔ پھر سب مل کر ماحضر کھانے لگے حتیٰ کہ سیر ہو گئے اور اپنی راہ لی ۔

اجابتِ دُعا کا معلوم ہو جانا : ایک موزہ دوز (موچی) جو آپ کے متوسلین سے تھا ، نے آپکی خدمت عالیہ میں حاضر ہو کر عرض کی کہ جُوتیاں کافی مقدار میں جمع ہیں مگر کوئی خریدار نہیں کہ جس کے ہاتھوں فروخت کروں حالانکہ رقم کی بھی اشد ضرورت ہے مزید یہ کہ موسم گرما شروع ہونے والا ہے اگر فروخت نہ ہوئیں تو تلّہ خراب ہونے کا بھی خطرہ ہے جس سے مزید نقصان ہوگا ۔ آپ نے فرمایا میاں ! اگر وقت آیا اور تو یاد بھی آگیا تو کام ہو جائے گا یعنی ایسا وقت جس میں قربِ الٰہی خصوصی طور پر حاصل ہوتا ہے آنے پر تیرا کام یاد آگیا تو حاجت روائی ہو جائے گی چنانچہ چند دن بعد وہ موچی پھر قدمبوسی کی سعادت حاصل کرنے کو حاضرِ خدمت ہوا تو حضور فانی فی اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا میاں مبارک ہو وقت بھی نصیب ہوا تھا اور تیرا کام بھی یاد آگیا تھا اب انشاء اللہ العزیز تیری مراد تجھے حاصل ہوگی جمع خاطر رہ ۔ چنانچہ موچی مطمئن ہو کر واپس ہو گیا ابھی گھر داخل ہوا ہی تھا کہ اس کے گھر کے دو مختلف دروازے بیک وقت کھٹکھٹائے گئے چنانچہ ایک طرف گیا تو خریدار تھا اور فی الفور مال طلب کرتا تھا اسے یہ کہہ کر دوسرا دروازہ کھٹک رہا ہے ادھر سے ہو کر پھر تمہیں جواب دیتا ہوں دوسرے دروازہ پر گیا تو وہاں بھی گاہک تھا اور پہلے سے زیادہ شوقِ خریداری ظاہر کر رہا تھا ۔ اب اندر آگیا اور بیوی سے مشورہ کیا اس نے کہا نرخ بڑھا دو جو بھی اضافی نرخوں پر خریدار بن جائے اسے مال دے دینا موچی کہتا ہے مَیں نے دام بڑھا کر

نرخ بتایا تو بھی دونوں مال لینے پر تیار ہو گئے الغرض میرے منہ مانگے داموں پر تمام جُوتیاں فروخت ہو گئیں اور بحمدہ تعالےٰ میری ضروریات رفع ہوئیں۔

نا اُمیدی سے اُمید پیدا ہونا:

نقل ہے کہ آپ کے متوسلین میں سے جوایا قوم کا ایک شخص اپنی چچا زاد بہن پر فریفتہ تھا ہر وقت اسکے فراق میں گریاں سینہ بریاں رہتا تھا مگر چچا یہ تھا کہ کسی شرط پر اسکو بچی دینے کے لئے تیار نہ ہوتا تھا۔ حکمتِ الٰہیہ سے اس دوشیزہ کی منگنی کسی دوسرے شخص سے ہو گئی جس سے جوایا اور زیادہ پریشان رہنے لگا چند مدت تک بیچارہ اس تکلیف اور دردِ فراق میں مُبتلا رہا آخر مُصیبت بالائے مُصیبت اس لڑکی کے نکاح کی تاریخ مقرر ہو گئی۔ اس دوران اپنے پیر روشن ضمیر حضورِ اعلیٰ رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو عرضی بھی کی تھی، مگر تسلّی بخش جواب مرحمت نہ ہوا حتیٰ کہ جس دن نکاح تھا اس دن بھی جوایا اپنے کعبۂ مرادات قبلۂ حاجات حضورِ اعلیٰ رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی قدمبوسی سے مشرف ہوا اور اپنا حالِ غم درد بھری آواز میں سُناتا رہا اور پُورا ماجرا من وعن بیان کر کے مسجد کی طرف چل دیا۔ مسجد میں جا کر وا لہانہ طور پر سکندر نامہ کا یہ مصرع پڑھتا رہا ؏ خدایا جہاں بادشاہی تراست

یعنی اے خدا تعالیٰ! جہان کی بادشاہی آپ ہی کے لئے ہے۔ حضورِ اعلیٰ رضی اللہ تعالےٰ عنہ یہ ماجرا دیکھ رہے تھے جب اسے اپنے عشق میں صادق پایا تو تبسم کناں حجرہ شریف سے مسجد شریف کی طرف دیکھ کر اسے مخاطب ہوئے اور جو مصرعِ وہ پڑھ رہا تھا اس کے ہموزن کلام فرمائی،

؏ مخور غم جوایا جوائی تراست

یعنی اے جوایا غم مت کھا اب جوائی تیری ہے۔
اب وہ مطمئن ہوا کہ گوہرِ مُراد سے اب میرا دامن بھرنے والا ہے چنانچہ معلوم ہوا کہ دونوں طرف سے باراتی جمع تھے عین نکاح کے وقت فریقین میں کچھ اختلافات ظاہر ہوگئے حتیٰ کہ رسمِ نکاح ادا نہ ہوسکی بلکہ لڑکی والوں نے کہا کہ اب اسی مجلس میں بچی کا نکاح اپنے بھتیجے مذکور جوایا سے کر دیتے ہیں تاکہ لڑکے والوں کو شرمندگی ہو اور ہمارا سب خرچہ کیا کارآمد ہو چنانچہ اسی وقت جوایا کو تلاش کرتے کرتے لوگ مسجد میں پہنچے اور اسے مُبارکباد دیتے ہوئے یہاں سے لے گئے اور فوری طور پر اسکی محبوبہ سے اس کا نکاح کر دیا گیا۔ اللہ اکبر۔

آبادیِ دِہ دریا برُد ہونے کی پیش گوئی :

جھنڈیر حضرات کی قلمی فارسی غیر مطبوعہ کتاب کے جو اوراق مجھے ملے ہیں انکے آخر میں ایک واقعہ درج ہے جس کا صرف ترجمہ پیش کرتا ہوں۔

نیازیوالہ موضع جھنڈیر کی زمینیں دریا برد ہوگئیں حتیٰ کہ دریا چناب آبادی دیہہ کے قریب آگیا۔ ایک آدمی مع عریضہ دعا طلبی حضورِ اعلیٰ رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی خدمت میں ملتان بھیجا چند دِنوں کے بعد ہی آپ کی رَوانگی مگھیانہ ہونی تھی چنانچہ اسی طرف سے تشریف لائے جب ہمیں آپکی آمد کا علم ہوا تو یہ فقیر اپنے دوسرے بھائیوں سمیت استقبال کے لئے آگے گیا دریا کی طغیانی اور شدّت کے سبب آنحضرت قبلہ نے ہمارے قریب آنے پر ہمیں دیکھتے ہی یہ شعر پڑھا ؎

ہیچ کس از خود قضا وارد نکرد ٭ ہر کہ راضی با قضا شد بد نکرد

ترجمہ:۔ کوئی شخص اپنے اُوپر خود بخود قضا وارد نہیں کرتا مگر جو بھی قضا (تقدیر) پر راضی ہوگیا اُس نے بُرا نہ کیا۔

چنانچہ زبان گوہر فشان سے یہ شعر سُن کر میں نے اپنے بھائی سے کہا کہ آنحضرت کا فرمان صبر و تسلیم پر دلالت کرتا ہے اور صبر و تسلیم ہمیشہ بلاء و مُصیبت پر ہوتی ہے اس وقت ہمارے سَر پر مصیبت دریا کے سبب مکانات منہدم ہونے کی ہے لہذا معلوم ہوتا ہے کہ ہماری بستی کو امان نہیں اسکی بجائے دُوسری جگہ اپنی بستی بنالیں چنانچہ چند ماہ بعد پُوری بستی منہدم ہوگئی اور ہم نے اپنے ملکیہ چاہ (رقبہ زرعی) پر نئی بستی تیار کی جو دَریا سے ڈیڑھ میل کے فاصلہ پر تھی۔ حضور اعلیٰ رضی اللہ تعالےٰ عنہ مگھیانہ میں اپنی مُدتِ اقامت پوری فرما کر عازم ملتان ہوئے تو پھر ازراہ کرم اسی طرف سے گزرے اور ہم کمترینوں کے مکانات پر رونق افروز ہوئے اور فرمایا کہ یہ سب مکانات جو نئی آبادی میں تیار کئے گئے ہیں اس وقت تک دریا بُرد نہیں ہوئے؟ ہم یہ کلام سُنکر جان گئے کہ اس آبادی کو بھی بقا نہیں چنانچہ سال بعد یہ بستی بھی دَریا بُرد ہو گئی۔

فقیر کاتب الحروف کہتا ہے جھنڈیر حضرات کشتگانِ صبر و رضا تھے کہ ان کی ریاضات وطاعات کے قصّے خاندان عالیشان میں مشہور ہیں لہذا دُعا کی پُرزور فرمائش نہ کی اور اشارے پاکر سرِ تسلیم خم ہی کرتے گئے اور واقعی مدارج و مراتب میں یہی لوگ ہی بُلندی پاتے ہیں۔

دَریا کا رُخ بدل جانا: نقل ہے کہ بستی مراد آباد کے متوسّلین و معتقدین نے آپکی دعوت کی تو آپ وہاں تشریف لے گئے پہنچنے پر تمام لوگ ستاروں کی مثل ماہِ کامل کے گرد جمع ہو گئے پھر آپکی پالکی شریف اُٹھائی اور دَریا کے کنارہ لے جاکر رکھ دی پھر عرض کرنے لگے حضور! دَریا کا رُخ روز بروز ہماری زمینوں اور مکانات کی طرف پھرتا جارہا ہے جس سے ہمیں کافی نقصان ہو رہا ہے اور مزید کا اندیشہ ہے آپ دعا فرماویں کہ اس کا

رُخ بدل جائے اور مدت ہا سے جیسے بہتا تھا ویسے بہنے لگے۔ اس پر آپ نے دست مبارک سے اشارہ فرماتے ہوئے فرمایا کہ تمہارا خیال ہو گا کہ اس راستہ کی بجائے سابقہ راستہ پر چلے اتنا فرما کر آپ نے دستِ مبارک اپنے چہرہ اقدس پر پھیرتے ہوئے فرمایا بِرَحْمَتِكَ يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ گویا دُعا ختم فرما دی۔ ربّ ذوالجلال کی قدرتِ کاملہ چند ہی دِنوں میں دریا نے رُخ بدل لیا اور مکمل طور پر سابقہ راستہ پر بہنے لگا۔

قربان تیرے خواجہ کیا شان ہے عظمت کی ؛ دنیا کی نگہہ بانی دریا پہ حکومت کی

اپنے قدموں میں حصول مدفن کی بشارت: نقل ہے کہ مولوی الٰہی بخش صاحب (مصنف مثنوی تذکرہ عبیدیہ) نے ایک روز اپنے قبلہ گاہ کی خدمت میں عرض کی حضور والا! دعا فرمائیں جیسے زندگی بھر آپ کی غلامی اور رفاقت سے مشرف رہا ہوں اسی طرح مرنے پر بھی اس فقیر کو آپ ہی کے قدموں میں جگہ نصیب ہو جائے۔ آپ نے ازراہِ مذاق فرمایا اس کام کے لئے تو سو۱۰۰ روپیہ خرچ ہو گا غالباً مولوی صاحب کا خلوص اور شوق میں راسخ ہونا معلوم کرنا ہو گا چنانچہ مولوی صاحب آپ کا یہ فرمان سنتے ہی اپنی والدہ ماجدہ کے پاس دوڑتے ہوئے گئے اور عرض کی مہربان پیاری ماں! جلدی سے سو۱۰۰ روپیہ عنایت کر دیجئے کہ صرف سو روپے میں آج جنّت کا سودا کر آیا ہوں۔ اور سارا ماجرا حرف بحرف بیان کر دیا۔ والدہ کے سو۱۰۰ روپیہ عطا کرنے پر فوراً مولوی صاحب خدمتِ عالیہ میں حاضر ہوئے اور وہ رقم پیشِ خدمت کر دی۔ آپ نے جب مولوی صاحب کو عقیدہ اور محبّت میں پختہ پایا تو ازراہ شفقت تبسّم فرماتے ہوئے وہ رقم واپس کر دی اور فرمایا کہ جمع خاطر رکھو۔ چنانچہ جب مولوی صاحب کا وصال ۱۳۳۶ھ میں ہوا تو انکا مدفن باہمی مشورہ سے آپ

رضی اللہ تعالٰے عنہ کے قدمین شریفین کے عین محاذ میں طے پایا۔

مجذوب کی نازیبا حرکت اور آپکی حق بین نگاہ

حضرت قاری محمد عبداللطیف صاحب سیالوی مدرس مدرسہ خالقیہ سرگودھا بیان کرتے ہیں کہ ایک دن بعد ختم خواجگان شیخ الاسلام خواجہ قمر الدین صاحب سیالوی علیہ الرحمۃ نے مجذوبوں کے بارہ میں کچھ ذکر فرمایا تو اثناء گفتگو ارشاد فرمایا کہ حضرت فانی فی اللہ باقی باللہ ملتانی رضی اللہ تعالٰے عنہ کی مسجد شریف (غالباً جھنگ والی) میں ایک روز آپ کے سامنے ہی ایک مجذوب آکر قضا حاجت کرنے لگا تو خدام وحاضرین اُٹھے کہ اُسے منع کریں مگر آپ نے انہیں منع فرمادیا اور جب مجذوب فراغت حاصل کر چکا تو آپ نے فرمایا گندگی کو صاف کر دو اور مسجد شریف کی یہی جگہ کافی گہرائی تک کھودتے چلے جاؤ چنانچہ حسب ارشاد تعمیل کی گئی تو کچھ کھدائی ہونے پر سخت بدبودار غلاظت نیچے سے ظاہر ہوئی جسے آپ نے نکلوایا اور پاک مٹی سے وہ جگہ بھروادی پھر ارشاد فرمایا کہ مجذوب صاحب کا یہ کام اسی نجاست کی طرف اشارہ کرنے کے لئے تھا سُبحان اللہ تعالٰی وبحمدہٖ۔

آپ ہی فرمائیں گائے نے کیا جنا

زیب آستانہ عالیہ حضور سجادہ نشین مدظلہم العالی ارشاد فرماتے ہیں کہ ایک دن مسجد میں بیٹھا تھا کہ ایک سفید ریش معمر انسان حاضر ہوئے اور فرمانے لگے میرے والد گرامی حضور اعلیٰ رضی اللہ تعالٰے عنہ سے بیعت تھے ایک دن حاضر ہو کر عرض کرنے لگے حضور والا! میری ایک گائے حاملہ ہے اور قریب الولادۃ لہٰذا دعا فرمادیں اور تعویذ بھی مرحمت فرمادیں تاکہ بخیر وخوبی یہ کام انجام کو پہنچے آپ

نے دعا فرمائی اور چند دن ہی گزرے تھے کہ وہ دودھ جو گائے بچہ جننے کے بعد چند دن تک دیتی ہے جسے بزبان ملتانی "لولی" کہتے ہیں لائے تو آپ نے پوچھا میاں گائے نے کیا جنا بچھڑی یا بچھڑا عرض کی حضور والا! پھر کیا مزہ پیر آپ ہیں آپ ہی بتائیں چنانچہ آپ تبسّم کناں لمحہ بھر کے لئے خاموش ہو گئے اور پھر فرمایا اچھا میاں اگر مجھے ہی بتانا ہے تو "سُن" ہے بھی بچھڑی اور ہے بھی سُرخ"۔ اسپر انہوں نے کہا کہ میرے والدِ گرامی جب یہ قصّہ سناتے تو کہتے تھے کہ ایسا ہی تھا اور پھر ذوق میں آکر کہتے آج کل ایسے باکرامت پیر کہاں سے لادیں۔؟

خزاں میں بہار

: ایک کسان جو آپ کے متوسلین میں سے تھا آ کر اپنی مفلسی اور بے سروسامانی کا حال سناتا رہا اور بہت دیر تک اپنی ناگفتہ بہ حالت عرض کرنے کے بعد آخر کار کہنے لگا حُضور والا! بارشوں کے نہ ہونے کی وجہ سے میری زمین خشک ہو کر توا کی توا بن گئی ہے یعنی توا جس پر روٹیاں پکائی جاتی ہیں، کی طرح میری زمین بھی سخت ہو گئی ہے کہ سبزے کا نام ونشان نہیں اور نہ ہی اب نئی فصل بونے کا وقت باقی ہے چنانچہ آپ نے اس کی یہ بات سنتے ہی خندہ رُو ارشاد فرمایا: "میاں چنتا نہ لاؔ تیڈی توّے تے پک پوسی"۔ یعنی فکر مت کرو تمہاری توّے پر ہی پک جائیگی۔ مُراد یہ کہ رب ذوالجلال قادر مطلق ناامیدی سے امید پیدا فرمائیں گے اور تیری یہی ویران و خشک زمین سرسبز و شاداب ہو کر پھل پھول لائے گی (کہ یُحۡیِ الۡاَرۡضَ بَعۡدَ مَوۡتِهَا۔ اسی حق تعالیٰ کی صفت ہے یعنی وہی حق تعالےٰ ہی زمین کو اس کے مرنے (بنجر ہونے) کے بعد زندہ (سرسبز و شاداب) فرماتے ہیں)

جس سے تیرے یہ ایام تنگدستی کے ختم ہو جائیں گے۔ چنانچہ وہ شخص واپس لوٹ گیا قدرتِ خداوندی و برکت فرمان مقرب یزدانی حضور فانی فی اللہ کہ ایسی موسلا دھار بارش ہوئی کہ اسی بنجر زمین میں قدرتی طور پر وہی فصل جو مُدتوں پہلے بوئی اور کاٹی جا چکی تھی دوبارہ تر و تازہ ہو کر زمین سے اُگنے لگی حتیٰ کہ اس پیداوار سے ہونے والی آمد اس کی جمیع ضروریات کے لئے مکتفی بن گئی ۔

بہاریں تو زمیں بھی بہار اُگلتی ہے مزہ تو تب ہے کہ خزاں میں بہار پیدا کر

ننگی تلوار کا غائبانہ استعمال:

نقل ہے کہ چدھڑ قوم کا ایک معتقد آپ کی خدمت عالیہ میں حاضر ہو کر اپنی بے کسی و بے یار و مددگاری پر کافی دیر آہ و زاری کرتا اور نالہ و فریاد سناتا رہا۔ اس داستانِ ظلم کے دائرے کا مرکز ایک زمیندار کو بنایا کہ وہ مجھ پر بہیمانہ طریق سے ظلم کرتا ہے اور میں برداشت کرتا رہتا ہوں اب تو عزّت کا معاملہ ہے کہ مجھے علی الاعلان کہہ رہا ہے کہ چند یوم میں تیری نوجوان لڑکی کو اغوا کر لوں گا۔ یہ دھمکی سنکر میں برداشت نہیں کر سکا اور ویسے بھی اب میری ناک میں دم آچکا ہے حضور والا کی بارگاہ بے کس پناہ میں اپنی فریاد لایا ہوں دعا فرماویں۔ آپ نے اسکی درد بھری کہانی ازراہ شفقت سُن کر اس سے طرح طرح کے سوال کئے کہ معاملہ اس طرح سلجھا لو اس طرح کا حیلہ کر دیکھو فلاں سفارش کر دالو وغیرہ وغیرہ وہ ہر بات کا جواب اثبات میں دیتا رہا کہ حضور سب کچھ کر چکا ہوں اور ہر طرح سے آزما چکا ہوں وہ ظالم اپنی حرکتوں سے باز نہیں آتا۔ آخر میں آپ نے یہ دریافت فرمایا کہ اس ظالم کو یہ بھی معلوم ہے کہ تیرا رُوحانی تعلق مجھ فقیر سے ہے تو اس نے عرض کی حضور والا! یہ بھی اسے معلوم ہے اور اس کے باوجود ظلم سے باز

نہیں آتا الغرض جب آپ نے معلوم فرما لیا کہ حاضر شخص ہر لحاظ سے مظلوم ہے تو آپ نے بارگاہ کبریا سے عطا شدہ ننگی تلوار استعمال فرماتے ہوئے پوچھا میاں وہ زمیندار کون ہے اس نے عرض کی حضور! قوم سیال سے تعلق رکھتا ہے تو آپ مسکرا پڑے اور فرمایا: "سیال گیا ہُنڑ تاں ہنال ہے"۔ سیالا بزبان ملتانی سردیوں کو کہتے ہیں اور حسنِ اتفاق سے یہ موسم تھا کہ سردیاں ختم ہو کہ گرمیاں آ رہی تھیں تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ اب سردیاں کہاں یعنی زمیندار سیال کہاں رہا اب تو گرمیاں ہیں یعنی پہلے وہ غالب تھا اب تُو غالب ہو گیا ہے۔ سچ ہے کہ ؎

تا نہ گرید طفل کے حلوا فروش ‏ بحرِ بخشائش کجا آید بجوش

ترجمہ: بچہ جب تک روتا نہیں حلوائی کا دریائے جود وسخا جوش میں آتا نہیں۔

چنانچہ یہ شخص آپکا فرمان ذیشان۔ "سیال گیا ہُنڑ تاں ہُنال ھے"۔ سن کر وطن واپس ہوا۔ وہاں پہنچ کر معلوم ہوا کہ وہ ظالم سیال گھوڑے کی سواری کرتے ہوئے گرنے سے موت کا ذائقہ چکھ بیٹھا ہے چنانچہ دن اور وقت معلوم کرنے پر اس نے اندازہ لگایا کہ عین وہی دن اور وقت تھا جب حضور قبلہ حاجات فانی فی اللہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے فرمایا تھا۔ "سیال گیا ھُنڑ تاں ھُنال ہے"۔

دستِ پیر از غائباں کوتاہ نیست ‏ ؎ ‏ دست او جز قبضۂ اللہ نیست

ترجمہ:۔ پیر کا ہاتھ (مظلوموں کی فریاد رسی کی خاطر) غائبین (پر گرفت کرنے) کے لئے چھوٹا نہیں کیونکہ اس کا ہاتھ اللہ تعالیٰ کے دستِ قدرت کا غیر نہیں۔

چراغ تا قیامت جلتا رہے گا

نقل ہے کہ جھنگ میں دو بھائی، شمس اور چراغ نامی حضور اعلیٰ غریب نواز رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے مُرید باصفا تھے ایک دن آپ نے شمس سے جبکہ وہ وضو کر رہا تھا پوچھا کہ میاں! شمس بڑا کہ چراغ؟ اس نے عرض کی، حضور والا! شمس بڑا ہے۔ اسپر آنحضور نے فرمایا؟ "چراغ تا قیامت جلتا رہے گا" یعنی اسکی اولاد کا سلسلہ قیامت تک قائم رہے گا۔ چنانچہ کچھ عرصہ بعد چراغ کے نوجوان بیٹے کو دِق کا مرض لاحق ہوا اور اتنا پرانا ہوگیا کہ حکماء نے لاعلاج کر دیا لیکن چراغ آپ کے فرمان پر نہایت مطمئن تھا۔ لوگ اس سے اس کے بچے کا حال پوچھتے اور ارمان کرتے مگر وہ کہتا میاں تم فکر نہ کرو مجھے پیر روشن ضمیر کے فرمان پر یقین ہے جب تک میرا بیٹا شادی نہیں کر لیتا پھر اسکی اولاد نہیں ہو جاتی اس وقت تک یہ زندہ رہے گا۔ چنانچہ ایک دن اسی بیماری کے دوران چراغ نے آپ کو بھی بیماری کا حال سنایا اور حکمائے لاعلاج کر دینے سے بھی مطلع کیا تو آپ نے فرمایا حکمت قطعی علم نہیں بلکہ ظنی علم ہے حکماء سے بھی کبھی کبھی سہو ہو جاتا ہے۔ تو تم ہندی کے کچھ دانے بھگو دیا کرو اور علی الصبح روزانہ خالی پیٹ اسے وہ پلا دیا کرو چنانچہ اس نے مجوّزہ نسخہ پر عمل کرنا شروع کیا جس سے بیٹا رو بصحت ہو گیا اور شادی کی حتیٰ کہ اولادِ نرینہ ہوئی اور آج تک بحمدہ تعالےٰ اسکی اولاد کا سلسلہ جاری ہے جبکہ شمس کے ہاں ایک ہی لڑکا پیدا ہوا جو کچھ مدت زندہ رہنے کے بعد لاولد فوت ہو گیا۔

گفتۂ او گفتۂ اللہ بود ✧ گرچہ از حلقوم عبداللہ بود

ترجمہ: ان کا کہنا گویا اللہ تعالیٰ ہی کا فرمانا تھا اگرچہ اللہ تعالےٰ کے ایک (نیک) بندے کی زبانی تھا۔

بدنیّت انسان کا اپنی موت مرنا: جیسا کہ پہلے گزر چکا ہے کہ حضور اعلیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ ایک مُعیّنہ مدت تک ملتان قیام فرما کر جھنگ تشریف لے جاتے کیونکہ یہ سفر با قاعدگی سے آپکے معمولات میں تھا تو شائقین حضرات اور اہلِ محبّت آپ کی آمد کی تاریخ معلوم کر کے استقبال کرتے آپ اکثر و بیشتر ایک ہی راستہ سے تشریف لاتے اسی سفر میں براستہ جھنگ علاقہ پنجوکوہ کے ایک زمیندار کی زمین سے اکثر گزر ہوتا لوگ اسی کے رقبہ میں جمع ہو جاتے اور پالکی مُبارک کو دیکھتے ہی دُور سے شوق محبت کا اظہار کرتے ہوئے چند قدم آگے بڑھتے ایک دفعہ انہی لوگوں نے سوچا کہ اس زمیندار کو بھی دعوت دینی چاہیئے کہ دُور دراز سے لوگ اسکی زمین میں آکر ایک کامل ولی اللہ کی زیارت فیض بشارت سے مُشرف ہوتے ہیں مناسب ہے کہ وہ بھی اس سعادت کو حاصل کرے چنانچہ اس دفعہ آپکی آمد سے قبل ہی چند معتبر حضرات نے جا کر اسے ترغیب دی تو وہ آمادہ ہو گیا چنانچہ آپکی تشریف آوری پر وہ بھی حاضرِ خدمت ہو کر قدمبوس ہوا۔ اسی کی فرمائش پر خلافِ معمول آپکی پالکی مبارک کو اس دفعہ سطحِ زمین پر رکھ دیا گیا تاکہ تسلّی سے ملاقات ہو سکے۔ دَورانِ ملاقات واحوال پرسی آپ نے اسکی مونچھیں حدِ سُنّت سے متجاوز دیکھیں تو حسبِ عادت اسے کلمہ حق یوں سُنایا کہ تیری شکل اسلامی بنا دوں؟ اور مونچھوں کی مسنُون حد اور اسکے ساتھ رِیش مُبارک مُنڈانے کی ممانعت بیان فرمائی، آپکی دِلآویز ترغیب سے اس نے وعدہ کیا کہ حضور والا! ڈاڑھی رکھوں گا اور مونچھیں بھی درست کرواؤں گا۔ اسپر آپ نے فرمایا میرے پاس شیشہ اور قینچی موجود ہے اگر تم نے مُصمّم ارادہ کر لیا ہے تو ابھی درست کرنا چاہئیں (کہ مبادا تاخیر سے نفس و شیطان مِلکر دوبارہ اس نیک ارادہ سے باز

رکھنے میں کامیاب ہو جائیں) چنانچہ وہ تیار ہو گیا تو آنحضور مظہرِ کلماتِ حق ناصرِ دین الٰہ حضرت فانی فی اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی قینچی سے جو سفر و حضر میں قلمدان میں موجود ہوتی تھی، اسکی مونچھیں خود اپنے دست اقدس سے درست فرمائیں اور عازمِ منگھیانہ ہوتے۔ زمیندار اپنے ڈیرہ پر پہنچ گیا۔ ملنے جلنے والے دوست احباب اسکی مونچھیں کتری ہوئی دیکھ کر سوال کرتے تو یہ قصہ بیان کرتا بعض نالائق، دوست نما دشمنوں اور بہ شکل انسان، شیطانوں نے اسے بغیر مونچھوں کے قبیح المنظر بنایا کہ تو اس طرح بدصورت لگتا ہے۔ العیاذ باللہ بہر حال ان ناعاقبت اندیشوں کی باتیں سن کر وہ طیش میں آیا اور آپکی شان میں سخت وسست الفاظ بکنے لگا حتی کہ ارادہ کر لیا کہ اب جب میری زمین سے گزریں گے تو میں بھی ان سے انتقام لے لوں گا مگر اس بیوقوف کو خبر نہ تھی کہ اللہ والوں سے دشمنی اور عداوت مول لینا از روئے حدیثِ نبوی علیہ الصلوٰۃ والسلام گویا اللہ تعالےٰ سے اعلانِ جنگ کرنا ہے۔ اور بندۂ حرص و ہوا کو ممکن نہیں کہ اللہ والوں کے باطنی تصرفات کے مقابلہ میں ثابت قدم رہ سکے۔ الغرض اسی کی مجلس میں موجود آپ کے دوست احباب نے ان باتوں کو سن کر آپ کو اسکے باطل ارادہ سے مطلع کرتے ہوئے مشورہ دیا کہ اس دفعہ واپسی پر اس معہود و معلوم راستہ کو بدل کر دوسرا راستہ اختیار کرنا چاہیئے۔ آپ نے قدرے سکوت فرما کر ارشاد فرمایا کہ میاں اس وقت (میری واپسی) تک اگر ہو گا تو انتقام لے گا۔ چنانچہ واپسی کی معین تاریخ سے چند ہی روز قبل اس کی موت واقع ہو گئی اور آپ نے واپسی پر اسکی قبر پر فاتحہ بھی پڑھی۔ اللہ اکبر!

؏ زبان سے جو بات نکلی وہ ہو کے رہی

دس متوسلین کے ہاں لڑکوں کا پیدا ہونا: خیرپور شریف، دوران وضو، بینڈ قوم کی ایک

عورت خدمتِ عالیہ میں حاضر ہوئی اور عرض کی دعا فرماویں اللہ تعالیٰ جلّ شانہٗ مجھے اولادِ نرینہ سے نوازیں اس کے کہنے کا انداز غالباً نہایت پُردرد ہوگا کہ آپ کا بحرِ رحمت جوش میں آگیا اور اسے وضو کرتے ہوئے فرمایا، بی بی! میں کب کہتا ہوں اللہ تعالیٰ تجھے لڑکا نہ دیں بلکہ میں تو کہتا ہوں اللہ تجھے بھی اولادِ نرینہ عطا فرماویں اور وہ ذات واہب العطایا میرے پوتے (مفتی اعظم حضرت مولانا محمد عبدالعلیم صاحب) اور مولوی عبدالرحمٰن خیرپوری اور میرے لڑکے (حاجی الحرمین مولوی محمد عبدالحق صاحب) اور مولوی سراج دین (فرزند مولوی الٰہی بخش صاحب مصنف مثنوی تذکرہ عبیدیہ) اور فلاں فلاں دوست کو الغرض دس آدمیوں کے نام زبان گوہر فشاں سے لئے کہ ان سب کو اولادِ نرینہ نصیب فرماویں اور وہ سب کے سب نومولود اپنے پوتوں کو دیکھ کر اس دارِ فانی سے رخصت ہوں یعنی ان دس مذکور حضرات کیلئے اولادِ نرینہ کی دعا فرمائی پھر انکے لڑکوں کیلئے دعا فرمائی کہ انکے ہاں بھی لڑکے پیدا ہوں اور ان لڑکوں کو انکے دادا صاحبان دیکھ کر ہی اس دارِ فانی سے رخصت ہوں۔ چنانچہ آئندہ سال ۱۳۰۳ھ میں جمیع نامزدگان کے ہاں اولادِ نرینہ پیدا ہوئی اور ان سب نے اپنے پوتوں کو دیکھ کر ہی داعی اجل کو لبیک کہا۔ الحمدللہ علٰی ذٰلک۔

فقیر کاتب الحروف کے مرشدِ حقیقی حضور سراپا نور رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرماتے تھے کہ جب بینڈ قوم کی اس عورت کا نومولود لڑکا جوان ہوا تو میرے قبلہ والد ماجد بزرگوار جناب ولی لاثانی حضرت مولانا محمد عبدالکریم ملتانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ (فرزند حضرت مفتی اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ) جو اسی دعا کی برکت سے تولد

پذیر ہوتے تھے کی زیارت فیض بشارت کے لئے حاضری دیتا تو ازراہِ خوش طبعی کہتا "حضور! میں تے تساں دوہاں رَلّی دُعا دے جموڑ ہیں۔" یعنی میں اور آپ ایک ہی دُعا کی برکت سے تولّد پذیر ہوئے تھے۔

سبحان اللہ حضرت فانی فی اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی اس کرامت کو کیسے سادہ الفاظوں کا پردہ دے کر اخفا کی کوشش فرمائی۔ اور معلوم رہے کہ آپ عموماً اولاد کی خواہش رکھنے والوں کو یوں دُعا دیتے اللہ تعالیٰ لمبا کوں پوتوں والا لڑکا عطا فرمائے یعنی دراز عمر اور صاحبِ اولاد ہو۔

تشبّہ بالرّوافض کا خاتمہ: سلسلہ اویسیہ کے مشہور و معروف بزرگ جناب حضرت علی مردان صاحب ملتانی علیہ الرحمۃ کا معمول تھا کہ ہر سال عشرہ اولیٰ ماہ محرم الحرام میں (شیعہ شنیعہ کی طرز پر) شہداء کربلا حضرات اہلِ بیت عظام علیہم الرضوان کی یاد میں مجالس قائم فرماتے تھے۔ ایک مرتبہ انہوں نے حضور اعلیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فرزند اکبر اور اپنے شاگرد رشید جناب کامل الحیاء والایمان حضرت مولانا محمد عبد الرحمٰن ملتانی ثم العربی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھی دعوت دی کہ فلاں دن مجلس میں شرکت کرنا چنانچہ آپ نے حضور اعلیٰ سے اجازت طلب کی اس پر آپ نے اپنی شہادت کی انگلی مبارکہ دندان شریف میں رکھ کر اپنے دانتوں کو دبایا اور ساتھ ہی اپنی مخمور آنکھوں کو وہ مخصوص شکل بخشی جس سے حاضری میں رکاوٹ کی طرف واضح طور پر اشارہ موجود تھا اور چونکہ اِنَّ العَصَا قُرِعَتْ لِذِی الْحُلُم۔ ترجمہ: سوٹی عقلمندوں کے لئے ہی کھٹکھٹائی جاتی ہے، یعنی انہیں اشارہ ہی کافی ہوتا ہے۔ لہٰذا سراپا تسلیم و رضا فرزند دلبند اس مجلس میں حاضر نہ ہوئے۔ موقع ملنے پر حضرت اُستاد صاحب نے آپ سے نہ آنے کا سبب دریافت کیا تو معلوم

ہوا کہ حضور اعلیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اشارۃً منع فرما دیا تھا اس پر حضرت مولانا محمد علی مردان اویسی علیہ الرحمۃ نے تحقیق فرمائی کہ آخر علامۂ بے مثل وحید العصر حضور اعلیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بغیر وجہ کے تو رکاوٹ نہ کی ہو گی ضرور کوئی شرعی نقص ہو گا بہر حال جستجو کرنے پر معلوم ہوا کہ ایام مخصوصہ (عشرہ اولیٰ محرم الحرام) میں ایسی مجالس کا انعقاد عمل روافض سے مشابہت رکھتا ہے اس لئے اس میں شرکت سے منع فرمایا تھا چنانچہ اس کے بعد حضرت خواجہ علی مردان صاحب نے یہ معمول ترک فرما دیا یعنی ان حضرات اہلِ بیت عظام علیہم الرضوان کی یاد پھر کسی اور دِنوں میں مَنا لیتے تھے۔

نگاہِ وَلی میں وہ تاثیر دیکھی بَدلتی ہزاروں کی تقدیر دیکھی

سُبحان اللہ تعالیٰ وبحمدہٖ کس قدر مخلص لوگ تھے کہ ایک غلطی پہ آگاہ ہونے پر مُدتوں کے معمول کو ترک فرما دیا اور فدا اس ذیشان صاحبِ طریقت، مردِ حق گو حضور اعلیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پہ کہ جن کے معمولی اشارہ میں اس قدر برکت تھی کہ سینکڑوں افراد روافض کی مشابہت سے ہمیشہ کے لئے بچ گئے۔

حرم والے بے وفا کہہ دیں تمہیں اس سے بچو
دَیر والے کج ادا کہہ دیں، یہ بدنامی بھلی

بیک وقت متعدد مقامات پر فریضۂ تبلیغ انجام دینا:

جناب نادر خاں ملتانی نے جو حضور اعلیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے راسخ الاعتقاد مُرید تھے ایک دن حضرت خواجہ حافظ محمد طاہر صاحب کو کہا کہ جناب خواجہ صاحب آپ کو میرا حضور اعلیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بیعت ہونے کا سَبب معلوم ہے؟ حضرت خواجہ حافظ صاحب نے نفی میں جواب دیا تو کہنے لگے، قصۂ عجیب

ہے آپ بھی سُنیں پھر کہنے لگے مَیں نے خشکی کے راستہ سے حج مُبارک کے لئے حجاز مقدس کا سفر طے کیا۔ جب واپسی پر ایران پہنچا تو ہر جگہ اہلِ تشیع کی مساجد تو موجود تھیں مگر اہل السُنۃ والجماعۃ کی مسجد کہیں نہ تھی۔ مجھے کافی جستجو کے بعد کسی نے بتلایا کہ یہاں سے کافی دُور فلاں طرف ایک مسجد ہے جس میں ایک سُنّی عالم درس وتدریس میں مشغول رہتے ہیں چنانچہ میں جب اُس مسجد میں پہنچا تو دیکھا کہ بعینہٖ حُضور قبلہ فانی فی اللہ باقی باللہ مولینا محمّد عبیداللہ ملتانی موجود ہیں اور طلباء بڑے انہماک سے ان سے بیٹھے پڑھ رہے ہیں۔ مَیں محوِ حیرت ہوگیا مگر آپ کے رعب کی وجہ سے کوئی کلام نہ کر سکا حالانکہ ہم وطن ہونے کی وجہ سے آپ کو اچھی طرح جانتا تھا۔ جتنا وقت مجھے وہاں قیام کرنا تھا کرکے روانہ ہوا۔ اپنے وطن ملتان دارالامان پہنچ کر آپ کے آستانہ عالیہ پر حاضر ہوا تو آپ پھر درس وتدریس میں مشغول تھے مَیں نے تحقیق کی کہ فلاں ایام میں آپ نے کسی طرف سفر تو نہیں فرمایا۔ معلوم ہوا کہ آپ اتنا عرصہ یہیں ملتان جنّت نشان ہی میں مقیم رہے ہیں، تب میں حضور اعلیٰ رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو باکرامت بُزرگ سمجھ کر ان سے بیعت ہوگیا اور جان لیا کہ اللہ والے عوام الناس کی طرح ایک جسم میں مُقید ہو کر نہیں رہتے بلکہ حق تعالیٰ جل شانہٗ کی طرف سے عطا شدہ قوّت کے سبب ایک وقت میں متعدد مقامات پر فیض رسانی میں مشغول رہتے ہیں۔

فقیر کاتب الحروف کو یہ قصّہ جناب ماموں صاحب محترم صوفی خواجہ مشتاق احمد نقشبندی علیہ الرحمۃ نے سنایا جنہیں ان کے دادا محترم جناب خواجہ حافظ محمد طاہر صاحب نے خود سنایا

اس چمن کی حیران کن رنگینیوں معطر بہاروں اور دلنشیں و پرلطف مناظر کی سیر اسی کرامت کے ذکر پر ختم ہوتی ہے وما توفیقی الا باللہ۔

چمن پنجم — دَر بیانِ تصانیف

سیّد العلماء حضور فانی فی اللہ باقی باللہ مولانا محمد عبید اللہ الملتانی الچشتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ علومِ ظاہریہ وباطنیہ میں بحمدہ تعالےٰ بحرِ موّاج تھے۔ آپ نے خلق خدا تعالےٰ کی ہدایت کے لئے اپنے علم کی زکواۃ درس وتدریس اور وعظ ونصیحت کے علاوہ اس طرح بھی ادا فرمائی کہ مختلف فنون پر عربی، فارسی، پنجابی، ہندی، اور سرائیکی میں نظم ونثر پر مشتمل بے حد مُفید کتابیں اور رسائل تصنیف فرمائے۔ جن کی تعداد کم وبیش ایک سو تک پہنچتی ہے۔ جیساکہ مثنوی تذکرہ عُبیدیہ میں ہے۔

اعلم العلماء عالم زاہد و عالی نسب ۔ برگزیدہ اصفیا وعارف ومحبوبِ رب
مظہرِ نورِ محمّد عالم فرع واُصول ۔ محرمِ علمِ کتاب سنت ونقل وعقول
از تصانیفش بکیصد میرسد یا کم زیاد ۔ از کتاب دوز رسائل بہرِ تعلیم ورشاد
در بیان عشق و وعظ ورد ارباب فساد ۔ خارجی ورافضی نجدیہ مردود از رشاد
بس رسائل کرد از بہر ہدایت خاص وعام ۔ نظم ونثر وفارسی عربی وپنجابی کلام
گفت من ہستم برائے مومنانِ ایں زماں ۔ چوں سپر از بد مذاہب خلق را کہف اماں
ہم بفرمودند حق کردہ دلم را یک کتاب ۔ مشکلے کم یافتے لا حل نمود آنرا شتاب
مشکلم را حل کن اے مشکل کشا، دستگیر ۔ ماندہ ام اندر ہوائے نفس امارہ اسیر
یکنظر فرما کہ مستغنی کند از غیرِ حق ۔ صَرف شد عمرم بکثرۃ ذرّہ زوحدتک سبق
در بیان عشق وعرفان نیز توحید خدا ۔ گفت یک دِیوانِ اشعار از پئے اہلِ فنا
سالکا گر در تصانیفش نظر فرما شوی ۔ یک رسالہ یک غزل می بخشد دین را لوی

ترجمہ: (حضور اعلیٰ رضی اللہ تعالےٰ عنہ اپنے ہم زمان علماء میں) بڑے عالم، زاہد، بُلند نسب، برگزیدہ لوگوں میں چُنے ہوئے، عارف ربّانی اور محبوبِ

ربّ ہیں۔ آپ عالمِ ما کان و مایکون حضرت محمد مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نورِ علم کے مظہر، فرعی اور اصولی مسائل کے عالم، قرآن و حدیث اور علوم عقلیہ و نقلیہ سے خوب واقف ہیں تعلیم و ارشاد کے لئے آپ کی تصانیف مشتمل بر کتب و رسائل کی تعداد کم و بیش ایک سو ہے۔ آپ نے عشق و نصیحت کے عمدہ موضوع کے علاوہ خارجی و رافضی جو اہلِ فساد ہیں اور نجدی جو ہدایت سے دُور ہیں کے رد میں خاص و عام کی ہدایت کے لئے بہت رسائل نظم و نثر میں بزبان عربی، فارسی اور پنجابی تصنیف فرمائے۔ آپ نے بطورِ تحدیث بالنعمۃ یہ بھی فرمایا کہ مَیں اس زمانہ کے مومنین کے لئے بدمذہبوں کے حملہ سے دِفاع کے لئے ڈھال اور مخلوقِ خداوندی کے لئے پناہ گاہ ہوں۔ آپ نے یہ بھی ارشاد فرمایا کہ حق تعالیٰ جلّ شانہٗ نے میرے دِل کو ایسی کتاب بنا دیا ہے کہ جو بھی مشکل پیش آتی ہے اس کا فوری حل اس کے مطالعہ سے مجھے مِل جاتا ہے (مصنف تذکرہ عبیدیہ کہتے ہیں جب اللہ تعالیٰ نے اے پیر و مرشد! آپ کو یہ مقام عطا فرمایا ہے تو از راہِ کرم اے مشکل کشا و دستگیر! میری مشکل کو بھی حل فرما دیں کیونکہ مَیں سرکش نفس کی خواہشات کا قیدی بن کر رہ چکا ہوں ایک نظر ایسی فرما دیں کہ مجھے ماسوی اللہ سے بے نیاز کر دے اور میری عمر تو خیالِ کثرت (بے شمار وجودوں) میں اُلجھ چکی ہے اب اللہ! وحدت الوجود کا ایک سبق بھی پڑھا دیں۔ عشق و عرفاں اور توحید خداوندی کے عنوان پر آپ نے اہلِ فنا کے لئے ایک منظومہ دِیوان بھی لکھا ہے۔ اے سالک راہِ خدا! اگر تو اس عالیجناب کی تصانیف کے مطالعہ کی سعادت حاصل کرے تو صرف ایک ہی رسالہ یا ایک ہی غزل ان شاء اللہ العزیز تیرے دین کو تازگی بخش دے گی۔ انتہی

جیسا کہ مندرجہ بالا اشعار میں ہے کہ آپ فرمایا کرتے تھے کہ ربّ تعالیٰ جلّ مجدہٗ نے میرے دل کو ایک کتاب کی مثل بنا دیا ہے کہ مشکل سے مشکل مسائل کا حل

اسی کے مطالعہ سے بہت ہی جلد مل جاتا ہے۔ یہی اشارہ آپ نے اپنے دیوان میں فرما کر یہ ثابت کر دیا ہے کہ عاشق صادق کا دل خود بخود مفتی ہوتا ہے اور مطابق حدیث شریف اِسْتَفْتِ قَلْبَکَ کہ اپنے دِل سے فتویٰ پوچھ لیا کر وہ اپنے دل ہی سے مسائل کا حل تلاش کر لیتا ہے اسے علماء و مُفتیان اور کتابوں کی حاجت نہیں رہتی۔ چنانچہ دِیوان چراغِ عُبیدیہ المعروف بہ داستانِ معرفت کی ایک غزل میں یہ اشعار دُرج ہیں

بروزاہد بروعابد بروواعظ منازاینجا ۔ دلم مسجد دلم منبر شہ محمود ایاز اینجا
برو مُلّا برو قاضی برو مفتی بفکرِ خویش ۔ منم کنز و منم قنیہ وجوب اینجا جواز اینجا
نماند اندر دل مہجور من جائی سر سوزن ۔ زسوز عشق تو خالی ھمہ سوز و گداز اینجا

ترجمہ: اے عابد و زاہد اور واعظ تم سب چلے جاؤ اور اس جگہ ناز مت کرو، کیونکہ میرا دل مسجد بھی ہے اور منبر بھی، بلکہ محمود اور ایاز (عاشق و معشوق) بھی اسی جگہ جمع ہیں۔ اے مُلّا، قاضی اور مفتی تم سب اپنے اپنے فکر میں گم رہو کیونکہ میں خود (فقہ کی مشہور کتابیں) کنز اور قنیہ ہوں میرے پاس جواز و وجوب کے سب مسائل موجود ہیں۔ میرے مہجور (غم خوردہ عشق و فراق) دل میں اب سوئی کے برابر بھی جگہ خالی نہیں جہاں عشق و محبت اور سوز و گداز کے ذخائر موجود نہ ہوں اور تم میں سے ہر ایک وہ ہے جو سوز و عشق سے سَراسَر خالی ہے۔

گویا اِرشاد فرمایا ؎

کہیں اور جائیے گا یہ تو میکدہ ہے ناصح ۔ یہاں کارگر نصیحت نہ ہوئی ہے نہ ہوگی

عِشق و مستی اور محبوب کی محبت کا غلبہ ایک ایسی نعمت ہے کہ جسے نصیب ہو وہی اسکے فوائد اور اسرار سے واقف ہوتا ہے وَرنہ ہر کہ و مہ اس سمندر میں

شناوری کے لائق ہے اور نہ استفادہ کر سکتا ہے۔ حق تعالےٰ جل شانہٗ محبت و عرفان کے قیمتی خزانوں میں سے صدقہ مشائخ چشت اہلِ عشق و بہشت علیہم الرضوان کوئی گوہر اس احقر راقم آثم خاکِ قدمِ درویشان کو بھی نصیب فرمادیں تو زہے نصیب

بخش دے اپنی محبّت قطع کر دے ماسوا ٭ برکتِ پیرانِ شجرہ چشتیا کے واسطے

بعض جہلا حضورِ اعلیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ایسے فرامین کو تعلّی خبر کا نام دیکر اپنے عیوب کا اظہار کرتے ہیں کیونکہ جب دُوسرے اربابِ معنیٰ آپ کے ان فرامین کے مؤیّد ہوں تو اسے ضرور تحدیث بالنعمۃ ہی کہنا پڑے گا نہ کہ تعلّی خبر۔ اس میں شک نہیں کہ آپ کی تصانیف کو اگر بالنظر العمیق دیکھا جائے تو آپ کو بحرِ ذخار اور امام اہل السنۃ تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ آپ کی بعض تصانیف اپنے وقت کے مایۂ ناز علماء کرام و صوفیا عظام کی فرمائش پر لکھی گئیں تو ایسی برگزیدہ شخصیات کا اس کام کے لئے آپ کو منتخب کرنا آپ کے علو شان و علم و معرفت میں اعلیٰ مقام اور مقتداء اہلِ السنۃ ہونے پر دلالت کرتا ہے۔

حضرت مولٰنا محمد عبدالحی لکھنوی نے اپنی تصنیفِ لطیف "نزہۃ الخواطر" کی آٹھویں جلد میں جس مختصر مگر انتہائی جامع عبارت میں آپ کا تعارف کراتے ہوئے خراجِ عقیدت پیش کیا ہے۔ مناسب ہے کہ اسے یہاں نقل کر دوں کہ ؎

خوشتراں باشد کہ سرِّ دلبراں : گفتہ آید در حدیثِ دیگراں

یعنی بہترین بات یہ ہے کہ محبوبوں کی تعریف دُوسروں کی زبان سے ہو

اَلشَّيْخُ الصَّالِحُ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ قُدْرَةِ اللّٰهِ الْحَنَفِيُّ الْمُلْتَانِيُّ أَحَدُ الْمَشَائِخِ الْجِشْتِيَّةِ وُلِدَ وَنَشَأَ بِمُلْتَانَ وَقَرَأَ الْعِلْمَ عَلٰى وَالِدِهٖ ثُمَّ أَخَذَ عَنِ الْمَوْلَوِيِّ گُلْ مُحَمَّدٍ وَقَرَأَ عَلَيْهِ سَائِرَ

الکُتُبَ الدَّرسِیَّۃَ وَدَرَّسَ وَأَفَادَ مُدَّۃً طَوِیْلَۃً بِمَدِیْنَۃِ مُلْتَان، ثُمَّ اَخَذَ الطَّرِیْقَۃَ عَنِ الشَّیْخِ خُدَا بَخْش اَلْخَیْرپُوْرِیِّ وَتَوَلَّی الشِّیَاخَۃَ بَعْدَہٗ، اَخَذَ عَنْہُ خَلْقٌ کَثِیْرٌ مِّنَ العُلَمَاءِ وَالْمَشَائِخ، وَکَانَ شَیْخًا جَلِیْلًا مَّھَابًا رَفِیْعَ الْقَدْرِ کَبِیْرَ الْمَنْزِلَۃِ عَظِیْمَ الْوَرَعِ وَالْعَزِیْمَۃِ لَہٗ مُصَنَّفَاتٌ عَدِیْدَۃٌ تُوُفِّیَ یَوْمَ الْجُمُعَۃِ لِسِتٍّ خَلَوْنَ مِنْ جُمَادَی الْاُوْلٰی سَنَۃَ خَمْسٍ وَّثَلَاثِ مِاءَۃٍ وَّاَلْفٍ بِمَدِیْنَۃِ مُلْتَانَ۔

ترجمہ: مشائخ چشت میں ایک نیک سیرت بزرگ عُبید اللہ بن قدرۃ اللہ ملتانی حنفی ہیں جو ملتان میں تولّد پذیر ہوئے اور یہیں پرورش پائی اپنے والد سے تعلیم حاصل کی پھر بقایا درسی کتب مولوی گل محمد صاحب سے پڑھیں۔ ملتان میں کافی عرصہ درس وتدریس کے سلسلہ میں نفع پہنچاتے رہے پھر طریقت میں حضرت الشیخ خدا بخش خیرپوری سے فائدہ حاصل کر کے انکے بعد بزرگی میں انکے نائب اور والی بنے ان سے علماء و مشائخ کی کثیر تعداد نے فائدہ حاصل کیا اور یہ جلیل القدر بزرگ، شوکت وعظمت، بلند شان اور بڑی عزت و مرتبہ والے انتہائی متقی صاحب استقامت اور صاحبِ تصانیف تھے۔ ٦ جمادی الاولی ۱۳۰۵ھ ہجری بروز جمعہ ان کا وصال ملتان میں ہوا۔

اس بات پر اگر کوئی خون کے آنسو بھی روئے تو بے جا نہ ہوگا کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اکثر تصانیف کے مطالعہ سے صرف آپکی اولاد کرام کے چند اہل

علم افراد یا صرف وہ متوسلین و معتقدین جو ان کتابوں کو قلمی نقل فرما چکے ہیں ہی مستفید ہو رہے ہیں کیونکہ سوائے چند ایک کتابوں کے سب غیر مطبوعہ ہیں فضلاً علی ہذا یہ بات اور زیادہ افسوسناک ہے کہ اب امتدادِ زمانہ، نقل مکانی، تبدیلیِ ملک، کتب خانہ کے غیر منظم طریقہ کار اور حضرات سجادگان والاشان کے سخاوت پسندانہ مزاج کہ مانگنے پر کتابیں عطا فرما دینے اور کتاب چوروں کا واپس نہ کرنے کے سبب کافی کتابوں کا وجود ہی نہیں رہا یا بعض کرم خوردہ بھی ہو چکی ہیں۔ انہی مفقود رسائل و کتب کی تعداد تقریباً پچاس تک پہنچتی ہے واللہ اعلم یہ رسائل کن فنون پر تصنیف کیے گئے ہوں گے اور ان میں کتنے قیمتی گوہر جمع ہوں گے۔

حضور اعلیٰ رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی تیسری پشت میں مولانا الحاج محمد عبدالقیوم صاحب علیہ الرحمۃ نے ایک دفعہ اس فقیر حقیر کے مرشدِ حقیقی سراپا نور حضرت مولانا مفتی محمد عبدالشکور رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کہلا بھیجا کہ ہمارے پاس کچھ قلمی اور مطبوعہ کتابیں ایسی موجود ہیں جو (بوجہ علمی شغل نہ ہونے کے) کارآمد نہیں، لہٰذا ارادہ ہے کہ ان کو جلا دوں یا دفن کرا دوں۔ ہاں اگر آپ کے لئے مفید ہوں تو بے شک آ کر لے جاویں چنانچہ آپ نے اپنے فرزند اکبر معراجِ انسانیت حضرت مولانا عبدالودود رضی اللہ عنہ کو بھیجا تو انہوں نے جو کتابیں اپنے لئے منتخب فرمائیں انہی میں حضور اعلیٰ رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے متعدد رسائل بھی تھے جو بحمدہ تعالےٰ جل شانہ اہلِ علم کے قبضہ میں آ کر محفوظ ہو گئے۔

بہرحال خاندان ذیشان کے بزرگوں اور برادرانِ طریقت کے ہاں جس قدر تصانیف موجود ہیں اور بندہ لاشیٔ کی رسائی ان تک ہو سکی ہے انہی پر تبصرہ کرتا ہوا مطبوعہ غیر مطبوعہ کی نشاندہی کروں گا اور بعض تصانیف میں سے جو حصہ اندازِ نگارش کے طور پر نقل کرنے کے لئے منتخب کروں گا اس کا ترجمہ بھی فی الحال

بوجہ قلتِ اوقات نہ کر سکوں گا۔ہاں اگر ربّ ذوالجلال کی عطا شدہ توفیق میری رفیق بنی اور پیر برادران و متوسّلین سلسلہ عالیہ نے ان موجود تصانیف کے اردو تراجم پیش کرنے کی آرزو اور استفادہ کے شوق کا اظہار کیا تو انشاء اللہ العزیز باوجود اپنی جہالت اور کم علمی کے اس مبارک کام کو عملی جامہ پہنانے کے لئے اپنی سعی بے شمار سے ہر گز کوتاہی و کسلان نہ کروں گا اگرچہ اس کے لئے مجھے اپنے محسنین اور کرم فرماؤں کی محتاجی کا سامنا بھی ضرور کرنا پڑیگا والمعین ہو اللہ العلیم الکریم وما توفیقی الا باللہ العلی العظیم۔

(۱) تفسیر شریف سورۃ فاتحہ تا سورۃ ناس

بحمدہٖ سبحانہٗ وتعالےٰ حضور اعلیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یہ غیر مطبوعہ قلمی تفسیر مکمل طور پر محفوظ ہے جو خَیْرُ الْکَلَامِ مَا قَلَّ وَدَلَّ کہ بہترین کلام وہ ہے جو مختصر مگر مُدلّل ہو کی آئینہ دار ہے۔ اگر مع ترجمہ اسکی طباعت ہو جائے تو انشاء اللہ بے حد مفید ثابت ہوگی۔ صرف چند ایک آیات مع تفسیر نقل کرتا ہوں۔

پارہ ۲ سورۃ بقرہ آیۃ ۱۴۴

قَدْ نَرٰى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَآءِ ج فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضٰىهَا۔

ای تحبہا۔کانت الکعبۃ عند رسول اللہ علیہ السلام احب القبلتین ورای ان الصلوۃ الیہا یدعی لقومہ الی الاسلام فقال لجبرائیل وددت ان اللہ صرفنی عن قبلۃ الیہود الی غیرہا فقال لہ جبرائیل انما انا عبد مثلکم وانت کریم علی ربک فسلہ ثم ارتفع جبریل و جعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یدیم النظر الی السماء رجاء ان یاتیہ جبرائیل بالذی سأل فانزل اللہ ھذہ الآیۃ فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ۔ای نحوہ۔

روی انه علیه السلام قدم المدینة فصلی نحو بیت المقدس ستة عشر شهرا ثم وجه الی الکعبة
فی رجب بعد الزوال قبل قتال بدر بشہرین وقد صلی باصحابہ فی مسجد بنی سلمة رکعتین من الظہر
فتحول فی الصلوٰة واستقبل المیزاب ای میزاب الکعبة وتبادل الرجال والنساء صفوفہم
فسمی المسجد مسجد القبلتین وَحَیۡثُ مَا کُنۡتُمۡ فی بر او بحر فَوَلُّوۡا وُجُوۡهَكُمۡ شَطۡرَهٗ ؕ ای
مسجد الحرام وَاِنَّ الَّذِیۡنَ اُوۡتُوا الۡكِتٰبَ لَیَعۡلَمُوۡنَ اَنَّهُ ای التحویل اَلۡحَقُّ مِنۡ رَّبِّهِمۡ
کما فی کتبہم من ذلك۔ قوله وان الذین نزلت الآیة حین قال الیهود ما امرت بهذا
وانما هو شئی تبتدعه من نفسک وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا یَعۡمَلُوۡنَ ۝ من انکار القبلة

پارہ ۴ سورۃ ال عمران آیۃ ۱۰۴

وَلۡتَكُنۡ مِّنۡكُمۡ اُمَّةٌ یَّدۡعُوۡنَ اِلَی الۡخَیۡرِ وَیَاۡمُرُوۡنَ بِالۡمَعۡرُوۡفِ
وَیَنۡهَوۡنَ عَنِ الۡمُنۡكَرِ ؕ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الۡمُفۡلِحُوۡنَ ۝ ای کونوا امة دعاة
الی الخیر امرین بالمعروف وناهین عن المنکر فکان من للتبیین او للتبعیض لان
منهم من لا یقدر علی هذا کالنساء والمرضیٰ والعاجزین وقیل لان هذا مختص بالعلماء
لان الجاهل لیس له علم بالخیر والمعروف والمنکر فکیف یکون داعیا وامرا وناهیا ولانه
فرض علی الکفایة ۱۲۔

پارہ ۴ سورۃ ال عمران آیۃ ۱۱۰

كُنۡتُمۡ خَیۡرَ اُمَّةٍ فی علم الله او اللوح المحفوظ فاللائق لهذا ان لا تبطلوا علی انفسکم
هذه الفضیلة ولا تزیلوا عن انفسکم هذه الخصلة المحمودة وکونوا منقادین فی کل ما توجه
علیکم من التکالیف اوکنتم فی الامم الماضیة مذکورین بانکم خیر امة او التقدیر یقال لهم عند
الخلود فی الجنة انکم کنتم خیر امة فی الدنیا اُخۡرِجَتۡ لِلنَّاسِ تَاۡمُرُوۡنَ بِالۡمَعۡرُوۡفِ
وَتَنۡهَوۡنَ عَنِ الۡمُنۡكَرِ وَتُؤۡمِنُوۡنَ بِاللّٰهِ ؕ وَلَوۡ اٰمَنَ اَهۡلُ الۡكِتٰبِ لَكَانَ

لحصار ہذہ الخیریۃ ایضا لہم خَیْرًا لَّھُمْ ط مِنْھُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ وَاَکْثَرُھُمُ الْفٰسِقُوْنَ ○
کان قیل اھل الکتاب فرقتان منہم من آمن ومنہم من کفروا واما الذین کفروا فہم الفاسقون

پارہ ۷ سورۃ الانعام آیۃ ۵۴

وَاِذَا جَآءَكَ الَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِاٰیٰتِنَا فَقُلْ سَلٰمٌ عَلَیْكُمْ . قد جاء
فی بعض التفاسیر ان قوما اتوا الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقالوا یا رسول اللہ
انا فعلنا خطایا عظیمۃ وارتکبنا جرائم کثیرۃ فبای وجہ نستغفر ونعتذر فلم یلتفت الیہم
الرسول علیہ السلام فرجعوا آئیسین فنزلت الآیۃ یعنی ان المومنین المجرمین الذین
امنوا بوحدانیۃ اللہ ورسالۃ النبی وحقیقۃ القران اذا جاء ذلک فقل علیہم السلام
الذی ھو بشارۃ بسلامۃ الدنیا ورحمۃ العقبی ۱۲ ترجمہ حسینی . کَتَبَ رَبُّكُمْ ای قبل
بعد السلام عَلٰى نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ ط ای وعد بالرحمۃ اَنَّهٗ ای بانہ مَنْ عَمِلَ
مِنْكُمْ سُوْٓءًۢا بِجَهَالَةٍ ثُمَّ تَابَ مِنْۢ بَعْدِهٖ ای من بعد السوء وَاَصْلَحَ
بان یعزم علی عدم العود بذلک الخطیئۃ فَاَنَّهٗ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ○

(۲) دلائل الایمان فی الہدایۃ والایقان

حق سبحانہ وتعالے نے اپنے یکتا اور بے مثل ہونے کی جو آیات کلام پاک میں کفّار کے لئے بطورِ دعوتِ غور وفکر نازل فرمائیں یا اہلِ شک کی ایمانی قوّت بڑھانے میں جو آیات مبارکہ مفید اور معین ومددگار رہیں یا مومنوں کے لئے جن آیات میں قدرتِ خداوندی پر غور وفکر کرنے کی دعوت دی گئی ہے تاکہ وہ اپنے ایمان پر محکم رہیں وہ آپ نے اِس رسالہ شریفہ میں جمع فرمائی ہیں اور اس میں انداز یہ اپنایا کہ اوّل بزبان فارسی اس آیت شریفہ کا خلاصہ یا بعض مقامات پر سیر حاصل تفسیر بیان فرماکر بعدہ وہ آیت شریفہ درج فرمائی۔ موضوع رسالہ

بیان فرماتے ہوئے تحریر فرمایا ہے۔

"امابعد حمد وصلوٰۃ ایں چند اوراق در بیان دلائلِ ایمانی کہ در قرآن مجید مذکور است تفصیلاً و اجمالاً علےٰ طریق الالتقاط املا ساختم کہ تا مومنان را ازو نفع باشد واہلِ شک را ازو ثباتی و بر اہلِ کفر و نفاق حجتے حاصل آید۔"

حضرت موصوف نے مقدمہ اور خاتمۃ الکتاب دونوں مقامات پر یہ صراحت بھی فرمائی ہے کہ یہ رسالہ شریفہ مومنین، اہلِ شک اور کفار و منافقین سب کے حق میں مفید ہے مگر افسوس صد افسوس کہ اس رسالہ شریفہ کی طباعت تو درکنار کہ فائدہ عام ہوتا اصل قلمی نسخہ کے بھی بعض مقامات کرم خوردہ ہو گئے ہیں لہذا آپ کی تصانیف کی عدم حفاظت کا یہ عالم دیکھ کر اگر مصنف آئینۂ ملتان کی حرف بحرف تصدیق کر دی جائے تو بے جا نہ ہوگا کہ آپ کے تصنیفی کارناموں کو جو آپ کے ورثاء کی عدم توجہی سے ضائع ہو رہے ہیں محفوظ اور شائع کرنے کی ضرورت ہے تاکہ وہ جس غرض سے لکھے گئے ہیں وہ غرض پوری ہو اور خلق خدا اس سے نفع پائے۔ انتہی کلامہ۔ فقیر کاتب الحروف کہتا ہے کہ ورثاء سے زیادہ ہم متوسلین محتاج ہیں۔ لہذا اگر ہم اس کام میں دلچسپی لیں تو انکی طرف سے اصلاً رکاوٹ نہ ہوگی۔ دعا ہے کہ حق تعالیٰ جل شانہ کوئی صاحبِ دل پیدا فرما دیں جو ٹھوس بنیادوں پر اس کام کے درپے ہو۔ آمین۔

اب بطورِ نمونہ کلام مختصر عبارت اس رسالہ شریفہ سے نقل کرتا ہوں۔

"ہمچنیں مومن را باید کہ بیند در آنچہ حق تعالیٰ پیدا کردہ است در جسم انسان مثلاً چشم، کہ ادرا قوت باصرہ دادہ است و نیست ایں مگر پردہ ہا و رطوبتہا کہ بجز صنع وے تعالےٰ ہیچ بصیرت ندارد و ہمچنیں بینی، کہ قوت ذائقہ دارد و گوش، کہ قوت شمیدن دارد و غیر ذلک وقال اللہ تعالیٰ

وَاللّٰهُ اَخْرَجَكُمْ مِّنْ بُطُوْنِ اُمَّهٰتِكُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ شَيْئًا وَّجَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَالْاَفْئِدَةَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ وہمچنیں نباتات مثلاً دانہ کہ چوں در خاک فشانند بوسیدہ می شود واز دی حق تعالیٰ بقدرت کاملہ صد ہم جو او پیدا می کند و نواۃ خرما کہ از و نخل پیدا می شود و ازاں ہمچو او بسیار بانی در سد تا آنکہ شمار او بجز خدا تعالیٰ کسے نمی داند قال اللہ تعالیٰ فَلْيَنْظُرِ الْاِنْسَانُ اِلٰى طَعَامِهٖۤ اَنَّا صَبَبْنَا الْمَآءَ صَبًّا ثُمَّ شَقَقْنَا الْاَرْضَ شَقًّا فَاَنْۢبَتْنَا فِيْهَا حَبًّا وَّعِنَبًا وَّقَضْبًا وَّزَيْتُوْنًا وَّنَخْلًا وَّحَدَآئِقَ غُلْبًا ○ وَّفَاكِهَةً وَّاَبًّا ○ مَّتَاعًا لَّكُمْ وَلِاَنْعَامِكُمْ وہمچنیں آدمی کہ از نطفہ مخلوق می شود خالق آں خداست جل شانہ کہ ماسوی او (جلّ وعلا) ایں طاقت کسے ندارد قال اللہ تعالیٰ فَلْيَنْظُرِ الْاِنْسَانُ مِمَّ خُلِقَ ○ خُلِقَ مِنْ مَّآءٍ دَافِقٍ يَّخْرُجُ مِنْۢ بَيْنِ الصُّلْبِ وَالتَّرَآئِبِ و در مقام دیگر فرمودہ اَفَرَءَيْتُمْ مَّا تُمْنُوْنَ ○ ءَاَنْتُمْ تَخْلُقُوْنَهٗۤ اَمْ نَحْنُ الْخٰلِقُوْنَ الخ

(۳) تفسیر قاب قوسین:

قلمی رسالہ شریفہ کے مقدمہ سے معلوم ہوتا ہے کہ حضورِ اعلیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بعض اعزہ واقارب کی طرف سے آیت شریفہ ثُمَّ دَنٰى فَتَدَلّٰى فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰى الخ کی خاطر خواہ تفسیر کرنے کا پُر زور تقاضا ہوا تو آپ نے یہ رسالہ تحریر فرمایا۔ اس میں احادیث مبارکہ و صحابہ کرام علیہم الرضوان کے فرمودات طیبات اور تابعین، تبع تابعین

مجتہدین، مفسرین اور صوفیاء کرام علیہم الرحمۃ کے پسندیدہ اقوال جو آیت شریفہ کے بارہ میں تھے نقل فرماتے ہیں منکرین رؤیت باری تعالیٰ کے اعتراضات کو رد فرماتے ہوئے براہین قاطعہ سے اس کو ثابت فرمایا ہے۔ بالخصوص اس اختلاف کو کہ معراج شریف کے موقعہ پر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ظاہری چشم مبارک سے دیدارِ فیض آثار سے بہرہ مند ہوئے یا نہ؟ بالتفصیل درج فرمانے کے بعد معتبر قول کہ حضور پرنور سید یوم النشور علیہ الصلوٰۃ والسلام الف الف مرۃ نے حق سبحانہ وتعالیٰ کا دیدار فیض آثار اپنی ظاہری چشم مبارک سے فرمایا ہے، تحریر فرماتے ہوئے لکھا ہے:

"والراجح عند اکثر العلماء انہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم رأی ربہ بعین رأسہ کذا ذکرہ الکرمانی رح شارح صحیح البخاری۔"

رسالہ شریفہ کی عبارت نہایت دلچسپ اور اسلوب تحریر بے حد پُرلطف ہے خوفِ طوالت درپے نہ ہوتا تو مکمل نقل کرتا۔ لہذا بطورِ برکت یک مختصر اقتباس جو آخر رسالہ شریفہ سے اخذ کیا ہے نقل کرتا ہوں۔ وفی المثنوی المعنوی ؎

قصہ در معراج دید دوست بود	در تبع عرش و ملائک ہم نمود

وقال فی التوفیقیہ فی تفسیر قول المولوی نظام الدین رحمۃ اللہ

چو شد در رہ نیستی چرخ زن	برول آمد از ہستئ خویشتن
دراں دائرہ گردش راہ او	نمود از سراد قدم گاہ او
رھی رفت بے زیر و بالا و لیر	کہ در دائرہ نیست بالاؤ زیر
کلامی کہ بے آلہ آمد شنید	لقائے کہ او دیدن بود دید
چنان دید کز حضرۃ ذوالجلال	نہ زانسو جہۃ بود نہ زینسو خیال

یعنی دیدن بخیال نبود بلکہ مشاہدہ بچشم بود چنانچہ فرمودہ اند ؎
دید محمد نہ بچشم دگر ٭ بلکہ بہ ان چشم کہ دارد بسر
انتہی وقال ایضاً آں گوشۂ قوس نزولی کہ شروع دائرہ است ہموں گوشۂ قوس عروجی است کہ انتہائے دائرہ است پس دو گوشۂ ایں دو قوس نزولی و عروجی یکی است ○ فکان قاب قوسین اشارہ بہ ایں است ازیں ہم قرب زیادہ است کہ مرتبہ محویت است وَلِیْ مَعَ اللّٰہِ وَقْتٌ لَا یَسَعُنِیْ فِیْہِ مَلَکٌ مُقَرَّبٌ وَّلَا نَبِیٌّ مُرْسَلٌ وَّآیۃ اَوْ اَدْنٰی اشارہ بہ ایں محویۃ است و دائرہ گفتن و گوشہ گفتن محض برائے فہم کردن ایں قرب است و فی الحقیقہ دائرہ نیست و گوشہ نیست و مراد از نبی مرسل در حدیث لی مع اللہ الخ ذات مبارک آنحضرت صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم است انتہی وللصوفیۃ الکرام فی ذلک احادیث وبیّنۃ فی کتبھم لا یسعہا الرسالۃ واللہ تعالیٰ اعلم واتم واکمل والحمد للہ رب العلمین وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ محمد واٰلہ اجمعین۔

(۴) تلخیص البیان فی نبذۃ من علامات المھدی آخر الزمان

حضور اعلیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ رسالہ میمونہ مفتی الحرمین الشریفین شیخ شہاب الدین احمد بن محمد بن حجر الہیثمی الشافعی علیہ الرحمۃ کی تصنیف المسمی بہ "القول المختصر فی علامات المہدی آخر الزمان" کی تلخیص ہے جو صرف چار فصلوں پر مشتمل ہے۔ فصلِ اول فی نسبہ وحلیتہ فصلِ ثانی فی کراماتٍ خصّہ اللہ تعالےٰ بہا فصل ثالث فی علامات قبل خروجہ۔ فصل رابع فی امورٍ تقع من ابتداء خروجہ الی موتہ۔ فصلِ اوّل چونکہ صرف چند سطور پر مشتمل ہے اسلئے مکمل بطور نمونہ کلام نقل کرتا ہوں۔

"اعلم انه من ذریة نبینا محمد صلی اللہ تعالی علیه وسلم من ولد الحسن والحسین رضی اللہ تعالی عنهم اسمه محمد و اسم ابیه عبد اللہ مولده فی المدینة الشریفه ساکنها افضل الانبیاء علیهم الصلوات والسّلام وظهوره من مکة الشریفة ومهاجره بیت المقدس ویموت به علی الفراس کان وجهه کوکب دری اجلی الجبهة اقنی الانف اشمه ازج ابلج العین افرق الثنایا لونه لون عربی وجسمه جسم اسرائیلی علی خده الایمن خال اسود وکذا بکفه الیمنی فی لسانه ثقل بحیث یضرب فخذة الیسری بیده الیمنی اذا الطأ علیه الکلام بین فخذیه انفراج وتباعد کثث اللحیة اکحل العین ادمر من الرجال ابن اربعین سنة فی کتفه علامة کعلامة النبی علیه الصلوٰة والسلام

۵ سلسلۂ نسب فخر العجم والعرب حضور پرنور سید یوم النشو علیہ الصلوٰۃ والسلام

اس غیر مطبوعہ تصنیف لطیف میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسّلام کا سلسلہ نسب تا سیّدنا حضرت آدم وعلی نبینا علیہم الصلوٰۃ والسلام درج ہے اور اکثر اسماء مبارکہ کے ذیل میں انکا تعارف علی سبیل الاختصار تحریر فرمایا گیا ہے۔ مثلاً "مولد، مسکن، جائے وصال، وجہ تسمیہ، تعداد ازواج، ذکر اولاد، عمر شریف وغیرہا کا ذکر کیا گیا ہے۔ الغرض یہ رسالہ نہایت دلچسپ اور معلومات مفیدہ پر مشتمل ہے لیکن افسوس کہ اس رسالہ کا بعض حصہ اب کرم خوردہ ہے۔ بحمدہ تعالٰے جمیع اسماء مبارکہ جو سلسلہ شریفہ میں تحریر کئے گئے ہیں تاحال محفوظ ہیں اور تعارفی حصہ میں سے فقط بعض پر اس کا اثر پہنچا ہے۔ میں اس مختصر میں سلسلہ

شریف تو مکمل نقل کر رہا ہوں مگر بوجہ اختصار صرف چند ایک اسماء کے ذیل میں لکھی گئی عبارت کا کچھ حصہ ہی نقل کرنے پر اکتفا کروں گا۔

"محمد صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم (یہاں آنحضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی چودہ ازواجِ مطہرات کے مبارک اسماء مع ولدیت و قبیلہ اور ممکو کہ وحرہ کا بیان وغیرہ درج ہے اسی طرح آنحضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی آلِ پاک کا مختصر ذکر ہے جو یہ ہے) زینب بنت خدیجہ زوجہ ابا العاص الربیع رقیہ بنت خدیجہ زوجہ عثمان ام کلثوم بنت خدیجہ زوجہ عثمان فاطمہ بنت خدیجہ زوجہ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین قاسم بن خدیجۃ الکبریٰ ولد بمکۃ طیب بن خدیجۃ الکبریٰ ولد بمکہ طاہر بن خدیجۃ الکبریٰ ولد بمکہ ابراھیم بن ماریۃ القبطۃ ولد بمدینۃ رضی اللہ تعالےٰ عنہم اجمعین بن عبد اللہ[۲] بن عبد المطلب[۳] بن ہاشم[۴] بن عبد[۵] مناف بن کلاب[۶] بن قصی[۷] بن مرہ[۸] بن کعب[۹] بن لوی[۱۰] بن غالب[۱۱] بن فہر[۱۲] بن مالک[۱۳] بن نضر[۱۴] بن کنانہ[۱۵] بن خزیمہ[۱۶] بن مدرکہ[۱۷] بن الیاس[۱۸] بن مضر[۱۹] بن نزار[۲۰] بن معد[۲۱] بن عدنان[۲۲] بن اُد[۲۳] در بیست وچہار زبان سخن گفتے وبیست وچہار نوع خط نوشتے بن اُدد[۲۴] بلند آواز چنانکہ آواز او در دوازدہ میل شنیدندی ازاں اورا ادد نام کردند بن الھمیسع[۲۵] و ہو الیسع فی لبعض النسخ وفی روایۃ عدنان بن ادد بن یامین بن لشخب بن معرب بن الصمع بن صابوح بن الیمسع بن ثابت بن قیذار بن اسماعیل وفی روایۃ عدنان بن الخ بن سلامان[۲۶] بن ثابت[۲۷] بن حمل[۲۸] بن قیذار[۲۹] بن اسمٰعیل[۳۰] علیہ السلام حضرت اسمٰعیل علیہ السلام

را دوازده پسر و پنج دختر بود از حضرت اسمعیل تا حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم ہیچ پیغمبر نبود بعد از رسالت اسمٰعیل علیہ السلام مگر حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم الخ بن ابراهیم علیہ السلام بن آزر بن تاخور بن یشار وح بن اراغو وہو ہود علیہ السلام بن فالغ بن خابر بن شالخ بن ارفخشد بن سام بن نوح (علیہ السلام) بن لمک بن متوشلخ وفی روایۃ متوشلخ عمر او نہصد سال بود بن اخنوخ عمر او سہ صد و پنجاہ سال بود کہ بر آسمان رفت وہو ادریس النبی علیہ السلام کذا فی تفسیر المدارک و شرح الاوراد و عرائس القصص وسمی ادریس لکثرۃ درس الکتب و صحف آدم علیہ السلام وہو اول من خاط الثیاب ولبس المخیط و اول من نظر فی علم النجوم والحساب کذا فی عرائس بن بیارد از وقت ہبوط آدم علیہ السلام تا وقت بیارد یکہزار سہ صد و چہل سال بود بن مہلائیل وفی الطبقات مہلابیل بابا بن قینان بن انوش بن شیث علیہ السلام معناہ ہبۃ اللہ الخ بروی سی و دو صحیفہ نازل شد و عمر او نہصد و دوازدہ سال بود بن آدم صلوات اللہ تعالےٰ علیہم اجمعین عمر آدم علیہ السلام یکہزار سال بود و قیل تسعمأۃ واثنی عشر سنۃ الخ

یہ بھی منقول ہے کہ یہ رسالہ میمونہ آپ کی تالیفات سے نہیں بلکہ فقط آپ کا مخطوطہ اور منقولہ ہے واللہ تعالےٰ اعلم۔

(۶) فتح العبید :

قطب ربانی محبوب سبحانی حضرت الشیخ ابو محمد عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ مرویہ ہفت روزہ مختصر مگر جامع برکات وظیفہ الموسوم بہ "اسبوع شریف" کی عربی فارسی

زبان میں حضور اعلیٰ نے اپنے چند متعلقین ساکنین جیلہ واهن شریف کے پُرزور التماس پر ۱۲۷۰ھ میں مُفصل اور عارفانہ شرح تحریر فرما کر اس کا نام فتح العبید تجویز فرمایا ابتداءً اس وظیفہ شریفہ کا تعارفی بیان فرماتے ہوئے تحریر فرمایا ہے کہ اگرچہ حضرت پیر پیران صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس وظیفہ کی سات منزلوں کو بالترتیب سات دِنوں میں بطورِ دعا پڑھتے تھے لیکن متوسلین و مشتاقانِ حضرت پیر پیران رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے اس کو اپنے اَوراد میں شامل کر کے بطورِ وظیفہ پڑھنا شروع کیا۔ اس وظیفہ کے پڑھنے والوں پر آپ کا احسانِ عظیم ہے کہ سہل اور جامع شرح فرمائی، لیکن صد افسوس کہ اس سے بوجہ عدم طباعت بہت کم حضرات مُستفید ہو رہے ہیں۔ الحمدللہ کہ سلسلہ عالیہ عبیدیہ میں بھی تاحال اس وظیفہ شریفہ کا معمول ہے اور حضرات سجادگان مدظلہم العالی اصل وظیفہ کے مطبوعہ نسخہ جات مفت تقسیم بھی فرماتے ہیں۔ حق سبحانہ وتعالےٰ جملہ برادران طریقت مجھ ناکارہ سمیت کو اس مختصر وظیفہ کے پڑھنے کی توفیق بخشیں اور اس کے برکات سے نوازیں۔ آمین۔

چہار شنبہ کی منزل باقی منزلوں کی نسبت مُختصر ہے۔ اسلئے اصل وظیفہ تو مکمل نقل کروں گا مگر بوجہ اختصار شرح میں سے بطورِ نمونہ بعض مقامات درج کروں گا اور باقی متروکہ مقاماتِ شرح کو نقاط سے ظاہر کرتا جاؤں گا۔

"بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ اِلٰهِيْ عَمَّ قِدَمُكَ حَدَثِيْ۔۔ فَلَا اَنَا .... وَاَشْرَقَ سُلْطَانُ نُوْرِ وَجْهِكَ .... فَاَضَاءَ هَيْكَلَ بَشَرِيَّتِيْ .... وَلَا سِوَاكَ ..... فَمَا دَاوَمَ مِنِّيْ قَبْدَ وَامِدُكَ وَمَا فَنِيَ عَنِّيْ فَبِرُّ وُبَيْتِيْ اِيَّايَ وَاَنْتَ اللّٰهُ اَنْتُمْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ اَسْأَلُكَ بِالْاَلِفِ اِذَا تَقَدَّمَتْ قال شیخنا فی التوفیقیہ مراد از الف حقیقۃ محمدی است علیہ الصلوٰۃ والسلام بنا بر آنکہ الف اول حرفہا است و اوّل مرتبۂ ظہورٗ

ذات مرتبۂ حقیقۃ محمدیست واز لی است وقال العارف الجامی رضی اللہ عنہ

نقطۂ وحدت چو قد افراختہ — از پئے احمد الفے ساختہ
کرد چو قطر آں الف مستقیم — دائرہ ہای ہویّۃ دو نیم
نیمے ازاں قوس جہاں قدم — نیم دگر ممکن رو در عدم

وقال الحافظ رحمۃ اللہ علیہ

نیست بر لوح دلم جز الف قامت دوست — چہ کنم حرف دگر یاد نداد اُستادم

قولہ اذ اتقدمت ای تقدمت فی الظہور اذ لولاہ لما خلقت الافلاک ولما برزت الحب والمحبوبیۃ وقد یسمونہ درّۃ بیضاء وقد یسمونہ العقل کما فی الحدیث وَبِالْہَاۤءِ اِذَا تَاَخَّرَتْ..... وَبِالْہَاۤءِ مِنِّیْ اِذِ انْقَلَبَتْ لَامًا.... اَنْ تُغْنِیَنِیْ بِکَ عَنِّیْ..... حَتّٰی تَلْتَحِقَ الصِّفَۃُ بِالصِّفَۃِ ذکر غایۃ الفناء۔ قال شیخنا فی التوفیقیہ نیز معلوم باد کہ فناء الفناء آنست کہ از فناء خود ہم شعور نماند و پوشیدہ نماند کہ فناء الفناء در فناء مندرج است زیرا نکہ صاحب فناء را اگر بفناء خود شعور باشد از اہل فنا نباشد وَتَقَعَ الرَّابِطَۃُ بِالذَّاتِ یعنی المعیۃ الذاتیہ کما قال اللہ تعالٰے وھو معکم اینما کنتم ...... فالمراد بالرابطۃ حصول القرب الذی قال اللہ تعالٰے ونحن اقرب الیہ من حبل الورید .... در تفسیر حسینی چنیں مرقوم است ؎

قرب نے بالا و پستی رفتن است — قرب حق از قید ہستی رستن است

کاتب الحروف گوید یعنی ببالا رفتن قرب حق تعالٰے حاصل نے شود و بہ پستی رفتن نیز قرب حق تعالٰے نمی شود زیرا آنکہ حق سبحانہ وتعالٰے از بلندی و پستی منزّہ است پس اگر بندہ ہستی خود کہ در وہم خود میداند ایں ہستے وہمی گم کند موجود محض ذات مقدس را داند آنوقت قرب حق تعالٰے حاصل مے شود بزرگے

فرمودہ ؎

خود مباش اصلاً کمال این است و بس　　خویش را گم کن وصال این است و بس

یعنی خود را در ذکر خود گم کن و خود را بگو کہ من نیم پس چوں ہستی خود در علم و در فکر سالک نماند خدا تعالیٰ در ذکر و علم او ماند و حبل ورید اقرب جزئیۃ است یعنی حبل ورید جزء انسان است و اینجا جزئیۃ نیست یعنی حق تعالیٰ جزء نیست عین است پس عینیۃ و عدم جزئیۃ را تعبیر با اقرب فرمودہ ورگ ورید جزء این جسم انسان است چنانچہ اگر این جزء قطع کردہ شود زید مُردہ شود بخلاف دیگر اجزاء و پس این رگ اقرب از دیگر اجزاء بجسم شد و حال آنکہ وجود حقیقی خارجی زید ذاتِ مقدس مع التعین است الّا آنکہ قید ہستی خود رستہ نمے شود از حق تعالیٰ بعید است زیرا آنکہ پندار او کہ من چیزے ہستم حجاب او باشد و ہر وقت کہ در ذکر خود از قید ہستی رستہ شد قرب حق تعالیٰ او را حاصل شد حضرت مولوی جامی علیہ الرحمۃ در شرح لمعات فرمودہ ؎

ترا ز دوست بگویم حکایتے بے پوست　　ہمہ از دست اگر نیک بنگری ہمہ اوست
جمالش از ہمہ ذرات کون مکشوف است　　حجاب تو ہمہ پندار ہای تو بر تو ست

و حضرۃ خواجہ حافظ علیہ الرحمۃ فرمودہ ؎

تائی ما شد حجاب راہ ما　٭　ورنہ دائم یار با ما روبرو است

انتہی و اقول ان جمیع المقاصد انما یحصل بالسعی قال اللہ تعالیٰ وان لیس للانسان الا ما سعی و کل المدار فی ھذا الباب علی الصحبۃ لبشرا الادات قال السعدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ؎

دوست نزدیکتر از من بمن است　　این عجب تر کہ من از وے دُورم
چکنم با کہ تواں گفت کہ او　　در کنار من و من مہجورم

لَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنْتَ قال شیخنا رضی اللہ تعالیٰ عنہ فی التوفیقیہ وفی الحدیث کان اللہ ولم یکن معہ شیٔ ونیز منقول است از حضرۃ جنید بغدادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہ الآن کما کان ونیز معلوم میشود کہ کان در حدیث مانند آں کان است کہ در کان اللہ علیما حکیما است زیرا انکہ حق تعالےٰ محل حوادث نیست پس کان بمعنی ہمیشہ باشد کاتب الحروف گوید ازیں معلوم میشود کہ حکم لم یکن معہ شیٔ اکنوں نیز ہست چنانچہ حضرۃ مولوی جامی علیہ الرحمۃ فرمودہ ع "بخدا غیر خدا در دو جہاں چیزے نیست" واما اقوال العارفین باللہ اینست چنانچہ شیخ فریدالحق والدین عطار فرمودہ

چشم بکشا کہ جلوۂ دلدار — متجلّی است از در و دیوار

نحن اقرب الیہ آمدہ است — دُور افتادۂ تو از پندار

او بہ پیش تو ایستادہ چو شمع — سر فرو بردۂ تو نرگس دار

سرمۂ گرز نُورِ پے ببصر — مکشی در دو چشم پر زنگار

شاھد لآ الہ الا اللہ — پردہ را برکشاید از رخسار

معنی لا الہ الا اللہ — اینست لا موجود اِلا اللہ

یَاحَیُّ القائم جمیع الخلق بك یَاقَیُّوْمُ لیس احد حیا الا بحیٰوتہ یا ذا الجلَالِ وَالاِکْرَامِ ـــــ یعنی لیس احد صاحب الجمال والاکرام الا انت وصلے اللہ تعالیٰ علےٰ سیدنا محمد والہٖ واصحابہٖ اجمعین والحمد للہ رب العٰلمین"۔

⑦ رَدُّ الضَّالّین :

فرقہ وہابیہ نجدیہ، شیعہ شنیعہ اور خارجیہ کی رَد و سرکوبی اور اثباتِ حقیّت اہلِ السنۃ والجماعۃ کے موضوع پر دو سو سے زائد صفحات پر مشتمل یہ تصنیف

لطیف آپ نے ۱۲۸۶ھ میں حضرت شیخ فتح دریا ساکن سالارواھن علیہ الرحمۃ کے التماس پر تحریر فرمائی۔ طالب تحقیق کے اطمینان کیلئے یہ کتاب کافی ہے البتہ صاحب جدال کے لئے اس سے زائد تحقیق بھی سودمند و باعث تغیّر فی العقیدہ نہیں ہوسکتی۔ حضور زیب آستانہ عالیہ ابقاہ اللہ ببقاۂ نے جب اس کتاب مستطاب کا مطالعہ فرمایا تو آخر میں اپنے دستِ مبارک سے جو الفاظ لکھ کر کتاب کی اہمیت وحقیقت کا اظہار فرمایا وہ یہ ہیں "یا اخی اقول قد طالعت اکثرھا فوجدتہا درا مکنونا وکنزا مدفونا رزقنا النفع بہا مع الصلاح والفلاح فی یوم الخلد اء۔

حضور غزالی زماں سید احمد سعید شاہ صاحب کاظمی علیہ الرحمۃ نے اس تصنیف لطیف کو چند روز اپنے مطالعہ میں رکھ کر ارشاد فرمایا سلطان العلماً حضرت خواجہ محمد عبیداللہ ملتانی قدس سرہٗ خارجیت ونجدیت کے عالمگیر فتنہ کے انسداد میں مجاہد اوّل امام ایشیا ہیں آپ کی کتاب مستطاب ردّ الضالین روح کی تابندگی اور ایمان کی تروتازگی کے لئے تیر بہدف وضامن ہے۔ حضرت شاہ صاحب موصوف علیہ الرحمۃ نے ایک تقریر میں حضرت فانی فی اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا حوالہ دیتے ہوئے فرمایا کہ ایسے اہلِ محبت صحیح العقیدہ بزرگوں کے قدموں میں اگر اس خاکسار کو جگہ مل جائے تو زہے نصیب۔

حضرت مولانا شیخ غلام محمد نظامی نے فرمایا کہ دَوران درس بخاری شریف حضرت غزالی زماں علیہ الرحمۃ نے ردالضالین کا حوالہ دیتے ہوئے فرمایا "منکرین اعلیٰحضرت امام احمد رضا خان بریلوی علیہ الرحمۃ کو روتے ہیں کہ انہوں نے ہمارا ستیاناس کر دیا مگر اعلیٰحضرت تو بعد کے ہیں" صاحبدلے بمدرسہ آمد ز خانقاہ کے مجاہد اعظم اور مدینۃ الاولیاء کے خاندانی عالم حضرت مولانا محمد عبیداللہ ملتانی

رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی روشن تحریروں کا مطالعہ کریں کس شان سے ان کا محاسبہ فرمایا۔ علمی طرزِ استدلال سے ان کو مبہوت کر دیا۔ خداوند قدوس انکی مرقد پر لاتعداد رحمتیں نازل فرمائے مذہبی قذاقوں کو ہمیشہ کے لئے ایک گالی بنا دیا۔ اللہ تعالےٰ نے مجھے صحّت اور زندگی دی تو انشاء اللہ حضور اعلیٰ کی اس کتاب لاجواب کا اُردو ترجمہ کرنے کی سعادت حاصل کروں گا۔

یہ کتاب ایک مرتبہ زیورِ طباعت سے بھی آراستہ ہوئی لیکن اب اگرچہ مطبوعہ نا پید ہے لیکن بحمدہ تعالےٰ اس کے قلمی نسخے متعدد حضرات کے پاس موجود ہیں۔ حضور اعلیٰ رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی اولاد امجاد میں عندلیب گلستانِ رسالت فاضل نوجوان مولنا محمد عبد الباقی صاحب زید حیاتہ وصلاحہ اسکے ترجمہ میں آج کل مصروف ہیں اللہ تعالیٰ کامیاب فرمائیں

اس کتاب کو آپ رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے چار مقدمات تیرہ ابواب اور ایک خاتمہ پر مشتمل فرمایا ہے۔ مقدمہ اولیٰ میں آیات قُرآنیہ واحادیثِ صحیحہ سے یہ بات ثابت فرمائی ہے کہ ایمان واسلام کی قوّت کا دار و مدار و مبنیٰ حضور پر نور سیّد یوم النشور علیہ الصلوٰۃ والسلام الف الف مرۃ کی متابعت ہے مقدمہ ثانیہ میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسّلام کے وصال پُر ملال کے بعد خلیفہ کے تعین اور دیگر امور میں حضرات صحابہ کرام واہلبیت عُظّام علیہم الرضوان کا خطا اور حرص سے مبرّا و منزّہ ہونا تحریر فرماکر اس بات پر زور دیا ہے کہ صحابہ کرام علیہم الرضوان کے ساتھ ہر ہر معاملہ میں حُسن ظن لازمی ہے اور ان نفوس قدسیہ پر کسی قسم کی نکتہ چینی اصلاً روا نہیں مقدمہ ثالثہ میں ان فرقوں سے جو باطل مگر مدعی اسلام تھے سخت نفرت کا اظہار فرمایا ہے ـــ چنانچہ اسی مقدمہ میں خوارج و رَوافض کے بُرے اعتقادات کی وضاحت بیان فرمانے کے بعد جن الفاظ سے فرقہ وہابیہ نجدیہ کے بارہ میں

اپنے خیال کا اظہار فرمایا ہے ان میں سے کچھ نقل کرتا ہوں جنہیں آپ کے وہ بعض اہل علم متوسلین جو صلح کل کے داعی ہیں بسمع قبول و بگوش ہوش پڑھیں کہ آنجناب کی غیور ذات والاصفات نے اس فرقہ ضالہ سے اعتقاد رکھنے والوں کو بھی خارجی قرار دیا ہے لہذا انہیں لازم ہے کہ ایک ہی راستہ اپنائیں اور وہی احرام باندھیں جس کو حضور اعلیٰ رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے باندھا ہے

دو رنگی چھوڑ کر یک رنگ ہو جا ❊ سراسر موم ہو یا سنگ ہو جا

"وسخت تر عداوۃ با اہل السنۃ والجماعۃ فرقہ وہابیاں دارند کہ منکر کل مشائخ واولیاء اند بلکہ منکر فقہاء ومجتہدان اند کہ رئیس ایشاں ابن تیمیہ وغیرہ پس ازاں در تاریخ ۱۲۱۸ھ عبدالوہاب مجنون واولاد واتباع او سیما اسمٰعیل وخورم علی وغیرہم من لایحصٰی عددھم واز کتابہائے ایشان است کتاب التوحید ومأۃ المسائل وتقویۃ الایمان وغیرہا چنانچہ درسن حالے کہ یک ہزار دوصد وہشتاد وشش ۱۲۸۶ است بسیار رسائل طریق وہابیاں وبسیار معاندان از فرقہ وہابیاں پیدا شدہ اند کہ نیت قتال اہل السنۃ در دل ایشاں است علی الدوام طریق اضلال در پیش گرفتہ اند ومعاونت مذہب ایشاں میکنند۔ ترجمہ قرآن کہ ولی اللہ جد اسمٰعیل کردہ یا منسوب بدو ہست واونکردہ ودیگر رسائل ولی اللہ ھم از خللہا خالی نیست وکسانے کہ معتقدان ایں کتابہا وایں اشخاص اند ھم خالی از خارجی بودن نیستند الخ"

مقدمہ رابعہ چونکہ نہایت مختصر ہے اسلئے مکمل نقل کرتا ہوں۔

"باید دانست کہ بحسب قول رسول صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم حال آنحضرت صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم توکل در ہمہ امور بر خدا تعالےٰ است در ہمہ

عمر کہ آنحضرت صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم فرمود اکلأنی ربی کلأۃ الطفل الولید پس در اخیر عمر کہ کمال قرب آنحضرت صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم است بحق تعالےٰ چگونہ ازیں حال بحب دنیا برائے نفس خود و برائے عزیزان خویش مبتلا شوند نعوذ باللہ تعالےٰ من ذلک الاعتقاد و کذلک عزیزان آنحضرت صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کہ سید ایشاں درآں زمانہ حضرۃ ابوبکر صدیق ثم عمر بن الخطاب ثم عثمان بن عفان ثم علی المرتضیٰ وکذلک فاطمۃ الزہراء وابناہ واولادہ وکذلک الاصحاب علیہم الرضوان حسب حبہم برسول اللہ تعالےٰ صلی اللہ علیہ وسلم والسلام علیٰ من اتبع الہدیٰ"

اسکے بعد آپ اپنے مقصد کی طرف رجوع فرماتے ہوئے لکھتے ہیں:

"چوں ایں چہار مقدمہ نوشتہ شد اکنوں باید کہ شروع در مقاصد ایں رسالہ کنیم کہ اثبات حقیقۃ اہل سنۃ واعتقاد ایشاں حفظہم اللہ تعالےٰ من شرور الخوارج والروافض والوہابین الخ"

اس کتاب مستطاب کے تیرہ ابواب اور خاتمہ کن کن موضوعات پر مشتمل ہیں انکی تفصیل ہدیۂ ناظرین کرتا ہوں تاکہ کم ازکم خلاصہ کتاب انسے مخفی نہ رہے

الباب الاوّل فی الآیات الدالۃ علےٰ صدق اعتقاد اہل السنۃ والجماعۃ

الباب ۲ الثانی فی الاحادیث

الباب ۳ الثالث فی بیان ظلم الحاکمین الظالمین وغیرہم من الظلم

الباب ۴ الرابع فی ذکر وقعۃ الجمل وما فیہا

الباب ۵ الخامس فی ذکر وفات لبعض الصحابہ ووفات الازواج المطہرات رضی اللہ تعالےٰ عنہم۔

الباب ۶ السادس فی ذکر شہادت الامام حسن بن علی رضی اللہ تعالےٰ عنہ

الباب ۷ السابع فی ذکر شہادت الامام حسین بن علی رضی اللہ تعالےٰ عنہ

الباب ۸ الثامن فی ذکر معنی اہل البیت والآل والعترۃ وتحقیقہ

الباب ۹ التاسع فی ذکر القرآن وتحقیقہ وردّ الروافض فی مطاعنہم

الباب ۱۰ العاشر فی المنع عن سبّ الصحابہ وتکفیرھم وتفسیقھم رضی اللہ تعالےٰ عنہم

الباب ۱۱ الحادی عشر فی الکفّ من الخوض فی الحکم فی ابوے النبی صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم فی الآخرۃ وغیرہما من الفقہاء والصوفیہ

الباب ۱۲ الثانی عشر فی ذکر لبعض اقوال منسوبۃ الی حضرۃ الشیخ عبدالقادر الجیلی رضی اللہ تعالےٰ عنہ وتحقیقہ

الباب ۱۳ الثالث عشر فی فضل العترۃ واہلِ البیت والآل والاصحاب ومن تبعہم من بعدھم رضی اللہ تعالےٰ عنہم اجمعین۔

وخاتمہ در ردِّ طعن شیعہ بر اہل سُنۃ وجماعۃ در مسائل چند۔

اب بطورِ نمونہ کلام چند ایک اقتباسات بعض ابواب سے نقل کرتا ہوں۔

باب دوم میں اہل السنۃ والجماعۃ کو سوادِ اعظم ثابت کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں۔

"وقول اللہ تعالےٰ وما کان اللہ لیضل قوما بعد اذ ھدٰھم حتی یُبیّن لھم ما یتقون وکان ابن عمر یراھم شرار الخلق وقال انھم انطلقوا الی آیات نزلت فی الکفار فجعلوھا علی المومنین

کاتب الحروف عُبیداللہ میگوید اکثر ایں خصلت در شیعہ شنیعہ و درلے ادیان قوم خوارج کہ وہابیوں واسماعیلیوں اند صادق مے آید کہ شیعہ شنیعہ صحابہ واہل بیت اطہار را کافر وفاسق میدانستند واسمٰعیلیہ و وہابیہ و اتباع ایشاں خود را برادران پیغمبراں مے دانند وہمہ متقدمین ومتاخرین

اولیاء صلحین را فاسق وکافرے دانند واللہ تعالےٰ یقول فلا تزکوا انفسکم ھو اعلم بمن اتقیٰ ودر صحیح ابن ماجہ است حدثنا العباس بن عبداللہ الدمشقی حدثنا الولید بن مسلم حدثنا معان بن رفاعۃ السلامی حدثنی ابو خلف الاعمی قال سمعت انس بن مالک یقول سمعت رسول اللہ تعالےٰ علیہ وسلم یقول" ان امتی لاتجتمع علےٰ ضلالۃ فاذا ارائیتم اختلافا فعلیکم بالسواد الاعظم" در بحر المذاہب نوشتہ ای جملۃ الناس ومعظمھم الذین یجتمعون لاہل السنۃ والجماعۃ شکر اللہ سعیھم فانھم ھم السواد الاعظم وذلک لاتحاج الی برہان فانک اذا نظرت الی الاصواء باجمہم مع انھم اثنان وسبعون فرقۃ" یضلل لایبلغ عددھم عشر اہل السنۃ واما اختلاف المجتہدین فی ما بینھم وکذلک اختلاف الصوفیۃ الکرام والمحدثین العظام والقراء الاعلام فاحدھم لایضلل الاخر بل قیل الصوفیۃ بخیر ماتنافروا وقال شیخ الانصاری رضی اللہ عنہ ای مالم یامر احدھم الاخر بمعروف ورشدہ اجتناب المنہیات لم یکن فیھم خیر قال امام المحدثین السیوطی فی اتمام الدرایہ نعتقد ان امامنا الشافعی ومالکا وابا حنیفۃ واحمد رضی اللہ تعالےٰ عنہم وسائر الائمۃ علےٰ ھدیً من ربہم فی العقائد وغیرہا الخ"

باب ثالث کی ابتداء میں مشکوۃ شریف سے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی شہادت کا واقعہ اور حضرت سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا انکے مصلوب جسد پر سلام فرمانے کے بعد یہ خطاب فرمانا " اما واللہ لقد کنت انہاک عن ھذا ثلاث مرات ۔"

اور اسی طرح چند دیگر احادیث کے نقل فرمانے کے بعد جہاں اور نتائج اخذ فرماتے ہیں وہاں سماع موتی کا مسئلہ بھی اخذ فرماکر تحریر فرماتے ہیں :

"ہم ازیں احادیث ثبوت سمع وعلم اہل قبور میشود وعموم سمع وعلم کفار وفساق وصالحین مستفاد از حدیث ما انتم باسمع لما اقول منہم بطریق اولے است واما قولہ وما انت بمسمع من فی القبور پس مراد از من فی القبور کفار است کما فی قولہ تعالے وما یستوی الاعمی والبصیر ولا الظلمت ولا النور ولا الظل ولا الحرور وما یستوی الاحیاء ولا الاموات وانہا لا تعمی الابصار ولکن تعمی القلوب التی فی الصدور و عائشۃ رضی اللہ تعالے عنہا رجوع کردہ از انکار سمع وبصر وعلم مراھل قبور را کما ذکرہ المحققون الخ"

گیارہویں باب میں صحابہ کرام وائمہ مجتہدین کے ایسے اقوال جو بظاہر تقلید کی مخالفت پر دلالت کرتے تھے مع جوابات نقل فرمائے ہیں چنانچہ ایک مقام پر سیدنا حضرت امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فرمان ذیشان کہ میرے کسی بھی مقلد کے لئے مناسب نہیں کہ احدیث وقرآن میں موجود دلیل پر معرفت حاصل کئے بغیر وہ میرے قول پر فتویٰ دے دے نقل فرما کر ممانعت تقلید کے اس اشکال کو دفع فرماتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں۔

"وھو محمول علے من اعطی قوۃ الاجتہاد واما الضعیف فیجب علیہ التقلید لاحد من الائمۃ والا ھلك وضل وکاتب الحروف ملا عبید اللہ می نویسد کہ ولی اللہ عفی اللہ عنہ در دفع تقلید کتابے ساختہ یکے باو منسوب ساختہ آں کتاب موجب اہانۃ مجتہدین است وبقول کبار کہ ہمہ بیک زبان اہانۃ کبار منع نمودند آں کتابش مردود است کہ شیاطین اتباع اسمٰعیل وجہال جرأۃ کنندگان براہل اللہ چہ متقدمین چہ متاخرین بسبب عبدالوہاب مجنون واسمٰعیل پرفتون الحال بسیار گر دیدہ اند کہ علماء واولیا

متقدمین و متاخرین را کم مے شمرند نعوذ باللہ من شرور الشیاطین و السلام علے من تبع ھدی اللہ و رسولہ و اولی الامر و الاجتہاد و العلم الوافر الخ"

گیارھویں باب میں ہی وہابیوں کے عام اعتراض کہ صحابہ کرام علیہم الرضوان سے اس قدر کرامات منسوب نہیں جتنی اے جماعۃ اہلِ السنۃ تم نے اپنے اولیاء علیہم الرحمۃ سے منسوب کرلی ہیں حالانکہ بالاتفاق اولیاء ان نفوس قدسیہ صحابہ کرام علیہم الرضوان سے افضل نہیں کا جو جواب امام المذہب حضرۃ سیدنا امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ کے ملفوظات طیبات میں سے نقل فرما کر تحریر فرمایا وہ ہدیۂ ناظرین کرتا ہوں۔

"وقد سئل الامام احمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ لِمَ لَمْ یشتہر عن الصحابۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کثرۃ کرامات فقال لان ایمانھم کان فی غایۃ القوۃ بخلاف ایمان من بعدھم فلما ضعف ایمان قوم کثرت کرامات اولیاء ھم تقویۃ" لیقین الضعفاء فیھم۔"

اسیطرح شیعہ شنیعہ و خوارج کے اعتراضات کی رد میں مسکت دلائل آپ رضی اللہ عنہ نے تحریر فرمائے ہیں جو مطالعہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ صحابہ کرام علیہم الرضوان کے فضائل و حالات کا بھی اس تصنیف میں کافی ذخیرہ موجود ہے۔ روضہ شریفہ رسول مقبول علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت کے لئے سفر کو ناجائز کہنے والوں جن میں ابن تیمیہ بھی شامل ہے کی ایسے دلنشیں انداز میں مذمت فرمائی ہے کہ پڑھنے والا اپنی مکمل توجہ اسی طرف مائل کر بیٹھتا ہے۔

علے ہذالقیاس باقی مسائل مختلفہ پر بھی خوب تحقیقی بحثیں زیب قرطاس فرمائی ہیں۔ حق سبحانہ و تعالےٰ اپنے محبوب سیدنا و مولانا حضرۃ احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ علیہ

الصلوٰۃ والسّلام کے توسّل سے جمیع مدعیانِ اسلام کو عقائد صحیحہ پر کاربند و محکم رہنے کی توفیق بخشیں۔ آمین ثم آمین۔

(۸) ردّ الوہابیہ (کلاں)

حضور اعلیٰ رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے اس رسالہ کا متن محققین علماء کرام کے مختلف رسائل سے اخذ کیا گیا ہے وہابیہ نجدیہ کے مشن کی تکمیل کس طرح ہوئی اس رسالہ میں اس کا مکمل ذکر ہے علاوہ ازیں انکے بعض کفریات بھی اس میں درج ہیں۔ بحمدہ تعالےٰ میرے اُستاذ محترم جناب مستغنی عن الالقاب مولانا محمد عبد العلی صاحب مدظلہ نے اس کا اُردو ترجمہ فرمایا ہے جو زیور طباعت سے ۱۴۰۵ھ میں آراستہ بھی ہوا اور ہاتھوں ہاتھ تقسیم ہو کر اسوقت پھر نایاب ہو چکا ہے۔ اسکی دوسری اشاعت نئے مراحل میں ہے انشاء اللہ العزیز پھر منظر عام پر آئے گا۔ حضرت شیخ غلام محمد نظامی صاحب فرماتے ہیں کہ تونسہ شریف میں مجھے یہ رسالہ حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد اشرف سیالوی مدظلہ العالی کو پیش کرنے کا موقعہ ملا تو آپ ایک ہی نشست میں اس کے مطالعہ سے فراغت حاصل کر کے شاداں و فرحاں میرے کمرہ میں تشریف لائے اور فرمایا شیخ صاحب! ایک رسالہ سے کام نہ چلے گا اس کے بیشمار نسخہ جات عنایت فرما دیں کہ حضور فانی فی اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس مبارک رسالہ کے ذریعہ میدانِ جھنگ ہمارے لئے فتح کرنا آسان ہو جائے گا کہ حضور فانی فی اللہ کے بعض نام نہاد متوسلین منکرین کے جبّہ و دستار سے نامعلوم کیوں مرعوب ہو کر انہی کا ساتھ دے رہے ہیں حالانکہ آپ نے تو منکرین کا ستیاناس کر کے رکھ دیا ہے۔ اصل رسالہ فارسی اگرچہ غیر مطبوعہ ہے مگر بہت دوستوں کے پاس اسکے قلمی نسخے دیکھنے میں آئے ہیں۔ رسالہ

شریفہ کے ابتدائی چند سطور یہاں نقل کرنے پر ہی اکتفا کرتا ہوں۔

"الحمد للہ والسلام علی عبادہ الذین اصطفی سیما محمد المصطفی وآلہ واصحابہ اولی الصفا والوفاء اما بعد این چند اوراق است کہ نبشت آنرا ملا عبید اللہ ملتانی علی سبیل الاختصار ناقلا من رسائل اہل الاعتبار در بیان مذہب وہابیان مردودان بے ادبان دون ہمتان خود بینان وعیب چینان بر متقدمان ومتاخران از اولی الاجتہاد واولی التقلید کہ اہل بصارۃ اند الخ"

(۹) ردّ الوہابیہ (خورد)

حضور اعلیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ رسالہ شریفہ بھی فرقہ باغیہ وہابیہ کی خساست و رکاکت بیان فرمانے کے علاوہ انکے عقائد میں سے چند ایک جوابات میں تصنیف فرمایا ہے جو صرف چودہ صفحات پر مشتمل ہے ندا نبی، غوث بخش، پیر بخش کا نام رکھنا نذر بارگاہ اولیاء کرام و زیارت قبور کے جواز کے علاوہ چند دیگر مسائل پر بھی اس رسالہ میں نہایت اختصار سے بحث کی گئی ہے۔ زیارت قبور کے بارہ میں چند سطور بطور نمونہ کلام نقل کرنے پر اکتفا کرتا ہوں۔

"وہم ایں فرقہ بوسیدہ دل مردمانرا از زیارت قبور منع میکنند وحال آنکہ زیارت قبور سنت است و تعظیم ایشان بتعظیم کہ در حین حیات ایشان بود مستحب است واہانۃ ایشاں حرام است اگر اہل اسلام باشند چنانچہ در احادیث بسیار غیر محصور ہمیں معنی مذکور است وہم در صدقہ دادن فقرا را از ایشاں و دعائے مغفرۃ برای ایشان وسلام گفتن بر ایشاں احادیث وارد است اما خندیدن در قبور وطعام خوردن در ایشان و سخنان

غفلہ آمیز گفتن ونقوش کردن بر قبور د ماحول آنہا وعمارت ہائے بیہودہ کردن وسجدہ کردن قبور را وتفاخر کردن باین امور از رسوم جاہلیہ است وممنوع است چہ گورستان جائے پند گرفتن است نہ جای زخارف و امور باطلہ است اما چوں کفار وجہال مکانات کفر وجہل خود را مزین و مزخرف کردند پس باز مومنان از صحابہ وتابعین تزخرف مساجد را اگرچہ مکروہ بود جائز داشتند پس ازاں ہر کہ آمد براں مزید کرد تا آنکہ تزخرف مکانہائے بزرگان سنت اہل اسلام گردید الخ"

(۱۰) تحقیق مسائل مختلفہ بین الوہابیہ واہل السنۃ :

جیسا کہ نام سے ظاہر ہے آپ کا یہ مختصر رسالہ میمونہ غیر مطبوعہ مشتمل بر بارہ صفحات انتہائی مفید ہے کہ اس میں ندا۔ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ تعالےٰ علیہ وسلم (ندا غیبی) بنا رمسجد در جوار مقابر اولیا، عظام، عبد النبی اور اسکی مثل چند نام رکھنے، فقراء کی خدمت میں نذر گزارنے، گیارہویں شریف، فاتحہ خوانی، شفاعت یوم القیامۃ، استمداد از اہل قبور اور چند دیگر مسائل مختلفہ کے جواز کا ذکر ہے۔ اس میں انتہائی مختصر مگر جامع طریقہ استدلال اختیار کیا گیا ہے۔

— بطور نمونہ کلام مسئلہ استمداد از اہل قبور سے چند سطور نقل کرتا ہوں۔

"وہم یکے ازیں فرقہ تصنیف کردہ کتابی کہ اورا نام نہادہ اربعین مسائل ودر و نوشتہ کہ استعانۃ واستمداد از اہل قبور بہر طور کہ باشد ناجائز است وحضرت شیخ عبد الحق دہلوی محدث را دراں مستند گرفتہ وعلمای اہل سنت وجماعۃ فرمودہ اند کہ دریں سند گرفتن انواع تلبیس واصناف تدلیس است حاصل مذہب اہلسنت وجماعۃ دریں استمداد اینکہ اگر ایں استمداد کنندہ زائر قبور اولیاء وانبیاء ومومنین صالحین اہل قبور

رامتصرف بسر خود توانا بجز توجہ بحق تعالےٰ ہمچوں عوام جاہل غافل کہ بوسہ میدھند قبور را وسجدہ میکنند با ٓنہا و نماز میگذارند بطرف ایشاں از آنچہ ممنوع است در شرع ومنہی است پس مستمد گناہگار است سخت گناہ نہ مشرک و نہ کافر واگر چنانچہ درحالت حیات از ایشاں استمداد بدعا میکردند و ایشاں در امور بجز وسیلہ نمی داشتند و قادر و فاعل حقیقی حق تعالیٰ را میدانستند — پس ایں چنیں استمداد درحالت حیات وممات علی السواء است جائز بلکہ مسنون و مستحب است و اگر گمان ایں فرقہ طاغیہ باشد کہ ایشاں بعد از ممات از حالت اولیٰ تنزل کردہ اند پس ہیچ دلیل برآں نیست و اگر استمداد دعا از حق تعالےٰ میخواہد و ایں بندۂ مقرب صالح را وسیلہ سازد و شفیع می آرد ھم ہیچ بزہ نیست بلکہ مسنون و مستحب است۔"

(۱۱) فقیہ التقلید و بطلان القول الجدید :

حضور اعلیٰ رضی اللہ تعالیٰ کا یہ مختصر رسالہ شریفہ مشتمل بر ۱۲ صفحات بحمدہ تعالےٰ اپنی افادیت واہمیت کی وجہ سے آپکے حین حیات ۱۲۵ھ میں مطبع محمدی لاہور سے زیورِ طباعت سے آراستہ ہوا۔ اس رسالہ شریفہ میں جیساکہ اس کے نام سے ظاہر ہے تقلید کی اہمیت اور قولِ جدید یعنی اعتقاد وہابیہ نجدیہ کہ تقلیدِ ائمہ مجتہدین کو حرام سمجھتے ہیں کی پُرزور الفاظ میں مدلل طور پر رد فرمائی ہے۔ حضرت کا تبحر علمی اس رسالہ کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے، رسالہ پہ انتہائی مفید حواشی بھی آپ نے خود تحریر فرما کر اس کی افادیت کو دوچند فرمادیا ہے۔

مسائل شرعیہ میں ائمہ مجتہدین اور مسائل تصوف میں مشائخ طریقت کی مقبولیت عامہ ثابت کر کے یہ بھی تحریر فرمایا ہے کہ ان حضرات میں باوجود اتنے کمالات کے

جوان کو نصیب تھے ذرہ بھر بڑائی کا دعویٰ نہ تھا مگر آج کے بے ہودہ بد مذہب غیر مقلد وہابیہ لوا "انا خیر" یعنی خود پسندی کا جھنڈا اٹھا کر گویا اپنے خالی ہونے کا راز ظاہر کیا ہے۔

مدرسین حضرات و طلباء کرام خوب جانتے ہیں کہ بخاری شریف میں حضرت امام المحدثین نے جہاں "بعض الناس" کے الفاظ استعمال فرمائے ہیں انہیں پڑھ کر علماء احناف دل برداشتہ ہو جاتے ہیں کہ ان کے نزدیک بعض الناس سے مراد امام اماماں سیدنا امامنا الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ یا دیگر ائمہ فقہاء مجوزین قیاس مراد ہیں لیکن حضور اعلیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے اس رسالہ میمونہ میں ایک عمدہ توجیہ بیان فرما کر اس اشکال کو رد فرما دیا ہے اور وہ اسطرح کہ فرمایا باوجودیکہ امام المحدثین نے اپنے زعم میں حضرت امام اماماں سراج الامۃ یا دیگر ائمہ فقہاء کے اقوال کو صریح طور پر مخالف حدیث و قرآن جانا تاہم انکے خلاف نام بنام طعن کرنے کی بجائے بعض الناس کے الفاظ استعمال فرمائے ہیں مگر بے ادبوں کے اس گروہ نے ائمہ مجتہدین کے خلاف زہر اگلنے کا جو شیوہ اختیار کر رکھا ہے اس سے کون بے خبر ہے حضور اعلیٰ رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے یہ توجیہ بیان فرما کر ان کو نصیحت کی ہے کہ وہ بھی امام المحدثین حضرت امام بخاری علیہ الرحمۃ کی طرح احتیاطی پہلو اختیار کریں۔ بطور نمونہ اسی مضمون سے کچھ نقل کرتا ہوں۔

" واکثر بزرگان دین و مشائخ کرام عمل براحادیث میکنند وقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ گفتن ایشاں اندک است وجاہلان در ہر کار و بار سخناں قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بسیار میگویند و لواء محدث بودن خود بلند میکنند و متقدمین را کہ ہزار ہا حدیث در اندرون ایشاں بود ہیچ دعوے محدثی و علم در ایشان نبود و تقویٰ و ورع و صلاح

ایشاں بکمال بود ہیچ قدر و قیمت نہد چنانچہ صاحب مشارق الانوار در دیباچۂ مشارق الانوار نوشتہ و فریاد و فغان از مدعیان کردہ و حضرت محمّد بن اسمٰعیل البخاری باوجود عُلوِّ قدر خود در روایتِ حدیث فریاد و فغان از فقہائے زمان بہ ایں طور کردہ و تعبیر از ایشاں بایں طریق فرمودہ کہ قَالَ بَعْضُ النَّاسِ وَمِنَ النَّاسِ کہ مخالفت صریح از حدیث و قرآن در مذہب ایشاں بنظرش آمدہ و محدّثین ایں زمان باوجود جہل و کبر و عُجب باہانت مجتہدین زبان کشادہ اند کہ در آیۃ اِتَّخَذُوْا اَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَالْمَسِيْحَ ابْنَ مَرْيَمَ احبار مجتہدین کبار را و رہبان مشائخ عظام را ساختند و ہمہ مؤمناں را کہ مقلد و معتقد ایشاں اند ہمچوں ضلال و کفار ہنود و نصاری انگاشتند و خود را دریں زمانہ بزرگان دین و مجتہدان بلکہ اعلیٰ تراز بزرگان مشائخ متقدمین پنداشتند و کتابہائے از خود برائے تجدید دین و تحسین فکر خود و ترویج خود بینی و خود نمائی خود و توہین و تقبیح متقدمین تصنیف نمودند تا ایشاں را ہر کس از متقدمین بہتر داند و کتب ایشاں را از کتب متقدمین پسندیدہ تر انگارد و متقدمین مجتہدین و اولیاء و مشائخ را نکوہیدہ شمارد و ہمہ مقصودِ ایشاں دریں زمان حاصل است کہ پادشاہانِ اسلام و حاکمان صاحب ایمان و ہدایت و ایقان و دافعانِ کفر و طغیان و شرک موجود نیستند پس ہر چہ خواہند بکنند فردا معلوم شود کہ بر خر کیست و بر اسپ کیست"

وہ احادیث مبارکہ اور اقوالِ ائمہ کرام جن سے غیر مقلدین کو اپنے مذہب پر راہ ملتی ہے ان کا بھی خاطر خواہ جواب احادیث کا احادیث اور اقوالِ ائمہ کا اقوال

سے ہی اس رسالہ میں دیا گیا ہے۔ اس فرقہ کی چند کتب مشہورہ کا اجمالی ذکر ان الفاظ سے بیان فرمایا ہے۔

"وکتب ایشاں چوں تقویۃ الایمان وزینۃ الاسلام ومایۃ المسائل وامثال اینہا سخنان بیہودہ وپراز انانیت شیطانی وبے ادبی باپیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم وبزرگان دین وہمہ جہل وضلال است کہ قرآن واحادیث از مقاصد الشان خالی است بلکہ برخلاف مذہب ایشاں است جاہلان اندازسیرت وعمال واحوال آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم واصحاب وتابعین وتبع تابعین رضوان اللہ علیہم اجمعین اَللّٰھُمَّ اَرِنَا الْحَقَّ حَقًّا وَّارْزُقْنَا اتِّبَاعَہٗ وَاَرِنَا الْبَاطِلَ بَاطِلًا وَّارْزُقْنَا اجْتِنَابَہٗ اٰمِیْن یَارَبَّ الْعٰلَمِیْنَ وآنچہ ترجمہ قرآن وتفسیر قرآن میکنند ہم مخالف دین آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم است۔"

(۱۲) ردّ الانکار علٰی حلق الراس: غیر مطبوعہ

اس مختصر مگر جامع رسالہ شریفہ میں جیسا کہ نام سے ظاہر ہے سر تراشی کو خلاف سُنّت اور بدعت کہنے والے اہلِ ہوا کا مُدلّل ردّ موجود ہے۔ کلام اللہ شریف، احادیث مبارکہ کے علاوہ سلفِ صالحین کی کتب معتبرہ مثلاً مجمع البحار، مجمع الانوار، شرح جامع الاصول، توسط شرح سنن، مرقاۃ، مجمع نودی، مجمع طیبی، نہایہ وغیرہا سے بے حد مفید ذخیرہ آپ رضی اللہ عنہ نے نقل فرمایا ہے۔ بعد الحمد والصلوٰۃ خواجگانِ چشتِ اہلِ بہشت ودیگر اہلِ ورع علیہم الرضوان جو غیر محلوق امام کی اقتدا کو بہتر نہ سمجھتے تھے کا اجمالاً ذکر فرما کر مقدمہ میں سُنّت وبدعت کی حقیقت پر بہت مُفید بحث شاملِ رسالہ فرمائی ہے اسکے بعد اپنے موضوع پر سیر حاصل بحث تحریر فرما کر آخر

رسالہ میں علماء و صلحاء اہلِ تقلید و اقتدار کے مختلف احوال لکھ کر ثابت فرمایا ہے کہ یہ حضرات علیہم الرحمۃ نمود و نمائش و ذوق نکو نامی سے چونکہ بے نیاز ہوتے ہیں اور مقامِ خلوص میں ان کو درجہ اتم حاصل ہوتا ہے لہذا ان پر طعن روا نہیں۔

حسبِ طریقہ مختلف مقامات سے چند اقتباسات نقل کرتا ہوں۔

"باید دانست کہ در قرآن مجید است وَلَا تَتَّبِعِ الْهَوٰى فَيُضِلَّكَ عَنْ سَبِيلِ اللّٰهِ وَأَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰى فَإِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ الْمَأْوٰى وترک زینۃ و ہوای نفس سُنّتِ انبیاء و سنت پیغمبر ما است صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیہم اجمعین و قیاس کردن نفس خود را بر نفس پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام ونفوس صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین و کردن کارہا برہوائے نفس و ذام اہلِ سنۃ بر خود نہادن برای ریا از جہل و سفہ است و ہم در حدیث است البذاذة من الایمان وحدیث اذا اخسف اللہ بہ فھو یتجلجل بہ الی یوم القیمۃ مراحل ہوار است ونووی در یں باب نوشتہ بابُ ندب من رأی امرأة فوقعت فی نفسہ الی ان یاتی امرأتہ او جاریتہ فان ذلک یرد ما فی نفسہ و نیز نوشتہ ومعنی الحدیث انہ یستحب لمن رأی امرأة فتحرکت شھوتہ ان یاتی امرأتہ او جاریتہ فلیوا قعھا لیدفع شھوتہ وتسکن نفسہ ویجمع قلبہ علی ما ھو بصددہ قولہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان المرأة تقبل فی صورة الشیطن وتدبر فی صورة شیطن، قال العلماء معناہ الاشارة الی الھوی و الدعاء الی الفتنۃ بھا لما جعلہ اللہ تعالیٰ فی نفوس الرجال من المیل الی النساء والالتذاذ بنظرھن و ما یتعلق بھن فھی شبیھۃ بالشیطن فی دعائہ الی الشر بوسوسۃ وتزیینہ لہ ویستنبط من ھذا انہ ینبغی ان لا تخرج بین الرجل الا لضرورة وانہ ینبغی للرجل الغض من ثیابھا والاعراض عنھا مطلقا

انتھی کلام النوری اقول قال اللہ تعالیٰ قل للمؤمنین یغضوا من ابصارہم الایۃ وقل للمؤمنت یغضضن من ابصارہن الایۃ فکما ینبغی للمرأۃ الاحتراز عن الرجال والاستبعاد عنہم وعدم اظہار الزینۃ لہم فان کانت النساء غیر متسترات عن الرجال فینبغی للرجال المتقین ذوی الحسن والجمال فی الشباب بالطریق الاولی ان لایتزینوا لہن بتسریج الشعر والاکتحال ولبس الثیاب الفاخرہ والا فیزید الفتنۃ فی النساء والرجال واما التزیین لزوجاتہم للرجال ولازواجہن للنساء فامر مشروع الخ"

ایک مقام پر چند احادیث مبارکہ و اقوال اسلاف جن کے ظاہری معانی حلق راس کے عدم جواز پر دلالت کرتے تھے جمع فرما کر نہایت مسکت جوابات نہایت اختصار سے تحریر فرمائے ہیں۔ بطور نمونہ پیش کرنے کے لئے میں نے درج ذیل تین اعتراضات منتخب کئے ہیں۔

"واما قولہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لیس منا من صلق او حلق فقال فی المجمع ای لیس من اہل سنتنا من حلق شعرہ عند المصیبۃ۔"

"ومنہ نہانا عن الحلق رطبہ، وان یتحلقوا قبل الجمعۃ ای یجلسوا حلقۃ لانہ یخالف ہیئۃ المصلین لانہم یغلب التکلم علیہم حینئذ فلایستمعون الخطبۃ وفیہ کراہۃ التحلق لمذاکرۃ العلم بل یشتغل بالذکر والانصات للخطبۃ والصلوٰۃ ولاباس بہ بعد الجمعۃ۔"

"ومنہ لاتصلوا خلف النیام ولا المتحلقین ای الجلوس حلقاً حلقاً وایضاً فی المجمع وفیہ نہی عن حلق الذہب ہی جمع حلقۃ وہی الخاتم بلا فص"

مضمونِ رسالہ کا خلاصہ ایک جگہ ان الفاظ سے بیان فرمایا ہے۔

"تحریر آنکہ ہیچ نص صریح درباب ترک حلق الرأس وارد نیست علاوہ

آنکہ در غنیۃ الطالبین است و قد روی ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم حلق رأسہ فی آخر عمرہ بعد ان کان شعرہ یضرب منکبیہ وفی حدیث علی رضی اللہ تعالے عنہ کان شعر رسول اللہ صلی اللہ تعالے علیہ وسلم الی شحمتی اذنیہ ولان الناس عصرا بعد عصر یحلقون ولم یظہر علیہم نکیر ولان فی ذلک مشقۃ وحرجا عفی عنہ کما عفی عن ستور العورۃ وحشرات الارض انتہی کلام الغنیۃ ونیز معلوم شد از نقلہا کہ انکار بر حلق راس خلاف اجماع است۔"

رسالہ کے آخر میں ایک غزل سلسلۂ عالیہ کے مشائخ کرام رہبرانِ عظام کی شان میں مشتمل بر بائیس اشعار نظم فرمائی ہے جس کے چند اشعار نقل کرتا ہوں:

چناں حیران و مست آں نگارند — کہ از نقش دنگاری یاد دارند
زغیر یار بوئی نیست شان را — بر بوئی یار مست آں دیارند
خزان قہر شد مدفوع از ایشاں — کہ مامون از سموم اندوزخارند
چناں محو اند در حبِ الٰہی — شدہ فارغ زحبِ مستعارند
فراغت یافتند از عار و ننگ — ہمہ مست خدائے مست عارند
عبیدا وصف شان درخورد تو نیست — توئی ایک قطرۂ ایشاں بحارند
اگر خواہی کہ محو بحر گردی — خمش کن خامشاں لبس باوقارند

(۱۳) تعلیم الصّبیان:

حضور اعلیٰ رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے فرزندِ اکبر سرگروہ حلیماں حضرۃ خواجہ حافظ مفتی محمد عبد الرحمن رضی اللہ تعالیٰ عنہ زمانہ طفولیت میں آپ سے حقیقت اشیاء وخالق کائنات اور صفات آں ذات باری تعالے عزّ وجل کے بارہ میں سوالات فرمایا کرتے تھے چنانچہ آپ نے فقط انکی تشفی وتسلی کرانے کی بجائے جمیع متوسلین ومتعلقین کے افادہ کے

لئے ایک مضمون حقائق اشیاء اور بعض صفاتِ خالق کائنات و مظاہر آں صفات پر قلمبند فرما کر اس کا نام تعلیم الصبیان تجویز فرمایا۔ اس پر انتہائی مفید حاشیہ بھی آپ نے خود تحریر فرمایا ہے رسالہ شریفہ مع حاشیہ ایک مرتبہ دہلی شریف سے طباعت پذیر ہو چکا ہے لیکن اب ناپید ہے لہذا ضرورت ہے کہ ترجمہ کے ساتھ دوبارہ شائع کیا جائے۔ ربط بیان نہایت عمدہ ہے جو مطالعہ سے تعلق رکھتا ہے۔ اس رسالہ شریفہ کو اگر ایمان مفصل کی شرح سے تعبیر کیا جائے تو بھی صحیح ہوگا کیونکہ اس میں بالتفصیل حضرت حق سبحانہٗ تعالےٰ کے فرشتوں و منزل کتابوں و رسولوں و قیامت و تقدیر اور بعث بعد الموت کا بیان موجود ہے حقائق اشیاء کا بیان اس رسالہ شریفہ میں بالتفصیل کیوں نہیں کیا گیا اس کی وجہ آپ نے خود ذکر فرمائی ہے جو نقل کرتا ہوں۔

"بدانکہ علم بحقائق اشیاء کماہی موقوف است بر ہم کامل وجد و جہد ریاضات بسیار و خدمت علماء ربانی و ذکر کثیر مُتَوَاصِل حَتّیٰ النَّفَسِ الآخر و بکبار تحصیل آنہا متعذر لہذا ادلیاء کمّل بجناب الٰہی مناجات کردہ اند کہ خلصنا عن الاشتغال بالملاہے و ارنا حقائق الاشیاء کماہی و خرد شان اند و ملائکہ باوجود تجرد از علائق جسمانی سبحانک لاعلم لنا الا ما علمتنا گویا و آنحضرت را باوجود آنکہ مخزن علوم و معارف است صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم خطاب وقل رب زدنی علما وارد است پس دعویٰ کمال در علم بحقائق اشیاء ادعائے بارد است و اما ذکر خالق تعالےٰ و صفات او پس مذکور است بر سبیل اجمال در صفت ایمان کہ مشہور ست (ایمانِ مفصل) و آنچہ متعلق است باں تفاصیل و بیان او اینست الخ"

اللہ تعالےٰ اجل جلالہٗ عم نوالہ کی بعض صفات کاملہ پر بھی رسالہ شریفہ میں مختصر طور پر روشنی ڈالی گئی ہے جن میں سے چند ایک بطورِ نمونہ درج کرتا ہوں۔

"قادرے کہ قدرت او محیط است بجمیع کائنات بیرون نیست از قدرت او چیزے۔

سمیع کہ انواع لغات واصناف خطرات پیش از ظہور ضما نزدیک اصوات مسموع شنوائی او است بے گوش تا آنکہ آواز ہائے کرمہا کہ در بطون جبال اند و مہیا در قعر بحار و اختلاط اصوات او را مانع از شنوائی نیست۔

بصیرے کہ حرکت مورچہ در تحت الثریٰ منظور بینائی اوست بے چشم الخ"

"لطیفے کہ ذات او جسم و جوہر و عرض و مصوّر و مکیّف و مقدّر و معدود و محدود و متمکن نیست و از صفات مخلوقات پاک است و منزّہ از زمان و مکان و زن و فرزند و پدر و مادر و حلول و استقرار و قرب و بعد و تغیّر و زوال و تحوّل و انتقال و جہل و عجز و غفلۃ و ضعف و شک و نسیان و سہو و غلط و کرّی و گنگی و لنگی و ظلم و کذب و محتاجی و جمیع صفات نقصان و قیام و قعود و خوردن و آشامیدن و خفتن و خندیدن و گریستن و چونی و چندی و پیشی و کمی و طول و عرض و عمق نسبتہ رفعۃ او با عرش ہمچنان است کہ با تحت الثریٰ و باوجود جلال رفعۃ با بندہ نزدیک تر است از نفس او و بدل از خاطر و بروح از عیان و بدیدہ از بینائی و بگوش از شنوائی و بزبان از گویائی تقرّبی کہ سزاوار ذات و صفات اوست نہ تقرّبی کہ با وہام مدلسۃ و افہام مکدرۂ ما در آید الخ۔"

اسی طرح تفصیل سے آسمانی کتابوں و صحیفوں کی تعداد اور کن کن پر نازل ہوئیں اور انکے بارہ میں کیا عقیدہ رکھنا چاہیئے وغیرہ پھر فرشتوں کی مختلف فیہ تعداد انکی صفات و شکل و صورت پر تفصیلی بحث فرما کر ان کو دیکھنے کے بارہ میں تحریر فرماتے ہیں:

"و اما فقراء رحمہم اللہ تعالےٰ فرمودہ اند کہ بصورت اصلی ایشاں ہیچ کس را از انبیاء و صلحاء وغیرہم را دیدن متصوّر نیست، اگر بینند فی الحال بمیرند مگر پیغمبر ما صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کہ دو بار جبرائیل علیہ السلام را متشکل بشکل اصلی او دید و آنوقت کہ متشکل بدیگر بشکل شوند انبیاء صلحاء و صحابہ و اولیاء را امکان دیدن ایشاں باشد۔"

اس کے بعد انبیاء کرام الصلوٰۃ والسّلام وصحابہ کرام علیہم الرضوان کے بارہ میں اہلِ سنت والجماعت کے عقائدِ حقہ کی پاسبانی فرماتے ہوئے جو انتہائی مختصر مگر بیحد مفید کلام تحریر فرمائی ہے۔ اس میں سے بھی بطورِ نمونہ چند سطور نقل کرتا ہوں۔

"و ہمہ پیغمبران و مرسلان علیہم الصلوٰۃ والسلام از گناہان صغائر و کبائر پاک اند و پاکی ایشاں از کفر و کذب و خیانت و خلاف عہد قبل از بلوغ و بعدہ متفق علیہ است و پاک انداز امراض کہ درانہا عیب است چون جنون و جذام و برص و امثال آنہا پاک اند از ہوا د پوشیدن وحی و سہو و نسیان و غلط در سماع و وحی رسانیدن آں و وحی ایشاں یا بواسطۂ ملک است یا با الہام یا بخواب منع نمیکند ایشاں را از رسانیدن وحی خوف کسے ترسانندہ و ملامت کسے ملامت کنندہ پاک انداز احتلام و خواب غفلت بلکہ خواب چشم ایشاں راست نہ دل ایشاں را و برای ایں معنی وضوئی ایشاں در خواب نمیشکند و بہترین ایشاں اولوالعزم اند کہ نوح و ابراہیم و موسیٰ و عیسیٰ و محمد است صلوات اللہ علیہم و سلامہ اجمعین و بہترین ایشاں محمد است صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ وسلم کہ مبعوث است لے کافۃ الخلق سابقہ ولاحقہ و شریعت و کتاب او ناسخ ہمہ شرائع و کتابہا است الخ"

اس کے بعد عقائدِ متعلقہ باصحابہ کرام علیہم الرضوان اور علامات قیامت

سے لیکر پل صراط و جنّت و دوزخ و حوضِ کوثر وغیرہ کا اجمالی بیان تحریر فرما کر مسئلہ تقدیر میں قدر و جبر وغیرہ پر مختصر بحث تحریر فرمائی ہے۔ پھر چند سطور میں ارکانِ اسلام پر پابند رہنے کی تاکید فرما کر کتاب کو ختم فرمایا ہے۔

(۱۴) تعلیم النساء :

سو صفحات پر مشتمل اس رسالہ میں حضورِ اعلیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وہ مسائل جو صرف عورتوں سے تعلق رکھتے تھے اور ان کا سیکھنا ہر عورت پر واجب تھا جمع فرمائے ہیں۔ مقدمہ میں صراحت فرمائی ہے کہ علماء پر بھی فرض ہے کہ وہ ان مسائل کی تعلیم اپنی عورتوں اور اہلِ پردہ کو کریں۔ کیونکہ ان پر عورتوں اور بچوں کی تعلیم کی سخت ذمہ داری شرع شریف نے عائد کی ہے۔ اس رسالہ شریفہ میں عورتوں میں موجود اخلاق ذمیمہ مثلاً مصیبت و تکلیف کے وقت جزع فزع اور بے صبری کا مظاہرہ، ہر مجلس کو غیبت جھوٹ اور گلہ شکوہ یعنی لغو کلام جو بجز وبالِ آخرت کا سبب ہونے کے کچھ بھی مفید نہیں سے آباد رکھنا، فضول خرچی، اولاد کی تربیت سے بے فکر ہو جانا، اپنے فرائض اور زوج کے حقوق کی اصلاً نگہداشت نہ کرنا، ایثار و ہمدردی سے کنارہ کش رہنا وغیرہا کی مذمت فرمانے کے ساتھ ساتھ امہات المومنین و دیگر صحابیات علیہن الرضوان کے نصیحت آموز واقعات بیان کر کے اس زمانہ کی عورتوں کو انکی پیروی کی طرف راغب کیا ہے۔ اور دیگر انبیاء علیہم السلام کی نافرمان اولاد اور نافرمان بیویوں کی ناکامی کے واقعات لکھ کر عبرت دلائی ہے کہ عمل میں کوشاں رہنا چاہیئے۔ اس اخلاقی تعلیم کے بعد نماز روزہ کے مسائل خواصہ متعلقہ با زنان و وظائف مختلفہ ماثورہ عن الاحادیث اور احکامِ حیض و نفاس، نکاح و طلاق، اور مسائل رضاعت عدت و نفقہ وغیرہا مسائلِ مختلفہ پر سیر حاصل بحث فرمائی ہے

آخر میں زیب و زینت و آرائش و سنگار کی حدِ جواز بھی اختصار سے بیان فرمائی ہے۔ الغرض یہ رسالہ اصلاحِ زنان کے لئے نہایت مفید ہے جو مطالعہ سے تعلق رکھتا ہے۔

بحمدہ تعالےٰ اِن دنوں جناب قاری علّامہ غافر بخش صاحب مدظلہٗ جو جو حضور اعلیٰ کی تیسری پشت میں حضور ولی لاثانی مولنٰا محمد عبد الکریم ملتانی رضی اللہ تعالےٰ عنہٗ سے بیعت ہیں اس کا ترجمہ فرما رہے ہیں اللہ تعالےٰ تکمیل کی توفیق عطا فرماویں۔ آمین

اس کی اشاعت قلمی نسخوں کے ذریعہ کافی ہوئی لیکن اب بوجہ ذرائع طباعت کے عام ہونے کے یہ شوق بھی نہیں اور دراصل فارسی سمجھنے والوں کی کمی ہی بڑی وجہ ہے کہ ان رسائل مفیدہ سے استفادہ نہیں کیا جا رہا مجھے جو قلمی نسخہ ملا ہے اس کے ابتدائی صفحہ پر "الجزء الاول من مسائل النساء" لکھا ہوا ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ اس کا دوسرا جزء فی مسائل الرجال بھی آپ نے تصنیف فرمایا ہوگا اور علےٰ ہذا القیاس تیسرا جزء فی مسائل الاطفال کا ہونا بھی ممکنات سے خالی نہیں لہٰذا اگر کسی برادرِ طریقت کے پاس دوسرے اجزا موجود ہوں تو وہ امانۃً عطا فرما دیں شکر گزار رہوں گا۔

ازواج مطہرات علیہن الرضوان کی زندگی مبارکہ کا مختصر نمونہ تحریر فرما کر عورتوں کو انکی متابعت کی نصیحت فرماتے ہوئے لکھتے ہیں:

"پس بر زنان اشراف لازم است کہ متابعت ازواج مطہرات آں حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کنند تا بطفیل متابعت ایشاں رستگار گردند دیگر در نکاح کہ نکاح ازواج مطہرات علیہن الرضوان بعد طلاق دادن آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام یا از وفات آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام با دیگر حرام بود و نکاح دیگر زناں جائز بلکہ لازم است بر ولیِّ آں زن کہ بہ کسے

نکاح کناند اگر خوف فتنہ باشد الخ"

صوم وصلوٰۃ کی پابند عورتوں کو دیکھا گیا ہے کہ ایام حیض میں بوجہ رخصتِ نماز اپنے جملہ اوقات کو ضائع کر بیٹھتی ہیں حالانکہ انکے لئے دعا و استغفار و دیگر وظائف کی عام اجازت شرع شریف نے دی ہے بلکہ علماء کی ایک جماعت نے پسند کیا ہے کہ حائضہ کو چاہیئے کہ وہ نماز کے اوقات پر باوضو قبلہ رُو ہوکر ادائیگی وظائف میں مصروف رہے تاکہ عادتِ صلوٰۃ منقطع نہ ہو۔ حضرۃ موصوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی انہیں ایام کے لئے مخصوص ایک مختصر وظیفہ تحفہ صلوٰۃ مسعودی سے نقل فرمایا ہے جو میں ناظرین کے مطالعہ کے لئے نقل کرتا ہوں اللہ تعالےٰ جمیع عورتوں کو بالخصوص متوسلین سلسلہ عالیہ کو اس پر ملازمت و پابندی کی توفیق بخشیں۔ اس مختصر عمل سے حق سُبحانہ وتعالےٰ نے بہت کچھ عطا فرمانے کا وعدہ فرمایا ہے۔

"وہم در تحفہ صلوٰۃ مسعودی آوردہ کہ بدانکہ ہر زنے را کہ حیض آید نماز نتواند گزاردن ولیکن از ذکر ممنوع نباشد باید کہ غافل نباشد وہمیشہ گوید: اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی کُلِّ حَالٍ ۝ وَاَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ رَبِّیْ مِنْ کُلِّ ذَنْبٍ وَّاَتُوْبُ اِلَیْہِ۔ خداوند تعالےٰ فرمان کند تا برآئی از آتش دوزخ دہندش و از عذاب خود او را ایمن گرداند و از صراط گزراند و بہشت رساند رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام فرمودہ است کہ ہر زنی حائض کہ در وقت نماز ہفتاد بار استغفار بگوید خدا تعالیٰ عزّوجلّ ثواب ہزار رکعت در دیوان وی ثبت گرداند و ہفتاد گناہ وی را آمرزد و ہفتاد درجہ در بہشت ویرا کرامت گرداند و بعدد ہر موئی کہ بر تن این بندہ بود شہرستانی در بہشت بنام وی بنا فرماید و بعدد ہر حرفی کہ در استغفار است خدائی عزّوجلّ نوری ویرا عطا دہد و بعدد ہر رگے کہ در

اعضائی او بود خدائی عز وجل ثواب حج و عمرہ در دیوان وی ثبت گرداند
چوں از حیض پاک شود غسل آرد و دو رکعت نماز بگزارد و در ہر رکعتے فاتحہ
یکبار و سہ بار قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ بخواند خدائی عز وجل وی را از جملہ گناہاں صغیرہ
و کبیرہ پاک گرداند تا آں وقت کہ حیض دیگر نیاید بر وی ہیچ گناہ ننویسند
و بعد ہر رکعتے ثواب درجۂ شہیدی در دیوان وی نویسند و بعد ہر
موئی کہ بر اعضائی وی بود خدائی تعالیٰ نوری وی را کرامت گرداند اگر
پیش از آنکہ وی را حیض آید بمیرد شہید میرد تا بدانی کہ رنج ہیچ نیکوکار
عند اللہ ضائع نیست۔"

آخر کتاب میں آپ نے چند سطور میں عورتوں کے مخصوصیات نماز روزہ کے متعلق نہایت اختصار سے بہت سی مفید باتیں تحریر فرمائی ہیں جس کا کچھ حصہ نقل کرتا ہوں۔

"باید دانست کہ در مسائل عبادات و معاملات و خوردن و آشامیدن و پوشیدن و گفتن و خفتن و رفتن و نشستن و برخاستن زن مانند مرد است مگر در بعض امور کہ ذکر کردہ آید و بعضے ذکر کردہ شد و در نماز دست بر سینہ می بندد و ہمہ اندام زن عورۃ است مگر دو کف دست و دو کف پائی و روئی کہ در حق نماز عورۃ نیست و در تحریمہ بستن زن دست بر آرد محاذی دوش و در سجدہ بازو بہ پہلو و شکم بران و سرین بزمین می چسپاند و مرد نمی چسپاند و در نشستن نماز زن بر سرین می نشیند نہ مرد و مرد را نماز با جماعت گزاردن سنّت است و زن را از سبب فتنہ نے بلکہ حضور زن در ہمہ نماز بجماعت مردان مکروہ است و جماعت زنان تنہا مکروہ است و اگر بکنند امام درمیاں صف ایستد نہ پیش ہم چو مرداں و اعتکاف زن در مسجدِ

خانۂ خود باشد و تکبیرات تشریق بر زن ہم واجب است نزد امام ابو یوسف و محمد رحمہما اللہ تعالےٰ و حضور آنچہ در وحصول ثواب و ترقی در دین و علمِ دین است بشرط امن از فتنہ لازم و واجب است و لازم نیست جمعہ و ہر دو عید بر زن بلکہ عبادت او در خانہ کردن اولیٰ است و نماز کسوف عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا در خانہ خود ادا کردہ و اقتداء بآنحضرت صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کردہ و زن ہم در سفر قصر نماز کند ہم چوں مردان و نماز تراویح چنانچہ مردان را سنت است زناں را نیز سنت است و ہم چناں مسواک برای زنان ہم سنت است چنانچہ موئے بغل و زیر ناف گرفتن و ناخن گرفتن و در گواہی دو زن قائم مقام یک مرد است از سبب نقصان عقلِ زنان و در حالت حیض نماز و روزہ ترک کردن ہمچناں در نفاس لازم از سبب نقصان دینِ ایشاں۔"

اس کے بعد مرد کے لئے عورت پر نظر کرنا اور عورت کے لئے مرد پر نظر کرنا کن صورتوں میں کس قدر جائز ہے اور سونا چاندی کے زیور برتن وغیرہ کے استعمال کی حلّت حرمت تحریر فرما کر چند سطور استعمالِ خوشبو کے بارہ میں تحریر فرماتے ہی کتاب کو ختم فرمایا ہے۔ آخری سطور چونکہ جامع نصائح ہیں اسلئے نقل کرتا ہوں۔

"استعمال خوشبوی مرد را اولیٰ آنست کہ خوشبو ظاہر باشد و رنگ ظاہر نباشد چوں مشک و عنبر و غیر ذلک و خوشبوئی برائی زن آنچہ رنگ او ظاہر باشد و بوئے ظاہر نباشد چنانچہ حنا و گل و زعفران حاصل آنکہ استعمال زینت و رنگ و بوئے زنان را جائز است پس می باید دانست کہ بر ہمہ مرد و زن لازم است کہ خوف خدای تعالےٰ ہمیشہ در دل دارند و حقوق یکدیگر ادا کنند و از یادگیری خدائی تعالےٰ غافل نباشند و از فتنہ و

فساد دور باشند و بعلم احکام ضروری شاغل باشند و نفس خود را در شغلے از اشغالِ دین یا دنیا مشتغل دارند و از گناہ پرہیز ند و اگر گناہی صادر شود عزم کنند کہ باز نکنند و از رحمت خدائی تعالیٰ نومید نباشند و از خوفِ خدائی تعالیٰ بے غم نباشند اعلموا ان اللہ شدید العقاب و انہ لغفور رحیم والحمد للہ رب العلمین والصلوٰۃ والسلام علے رسولہ محمد و آلہ و اصحابہ اجمعین ۔

(۱۵) اوراد تمام سال و ادعیہ :

اِس رسالہ شریفہ میں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قمری مہینوں کی بالترتیب وجہ تسمیہ ذکر فرمانے کے بعد اِس مہینہ کے مخصوص روزوں نوافل اور وظائف وغیرہ امور منقولہ از احادیث و از اقوال سلف صالحین کو جمع فرمایا ہے۔ یہ مجموعہ اس وقت نہایت ضعیف ہو چکا ہے اور اس میں سے ایک دو ورق جن میں رمضان المبارک کے فضائل درج تھے ضائع بھی ہو چکے ہیں۔ اہل السنت بالخصوص متوسلین کیلئے اسکی طباعت بے حد مفید ثابت ہو سکتی ہے۔ ماہِ محرم الحرام کے فضائل کے ذیل میں یوم عاشورہ کے آداب کو اجمالاً ذکر فرماتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں۔

”آداب یوم عاشورہ فراخ کردن طعام بر عیال و صوم و صدقہ و سکوت از لغو و فحش و پیوستن رحم و بزیارت قبور رفتن و سلام بر برادر مسلمان گفتن و مصافحہ کردن و تعظیم و لقمہ حلوا خورانیدن و آشتی کردن و اکساء عور و مشائعت جنازہ و ارواء ظمآن و حلق رأس و افطار کنانیدن و ہدایت ضالّ و قرآن خواندن و تسبیح گفتن ہفتاد بار و بر سرِ یتیم فرود آوردن دست و اصلاح ذات و فراش مادر و پدر راست کردن و زیارت علماء دین کردن و گریستن از خوف حق تعالیٰ و ارضاء الخصماء و اکتحال و ایں دُعا

خواندن اللھم اجعلنی ممن دعاک فامن بک فھدیتہ ورغب الیک فاعطیتہ
وتوکل علیک فکفیتہ واقترب منک فدنیتہ اللھم امدد لیعیشی مدًا واجعلنی
فی قلوب المومنین ودًا اللھم انی اسئلک الایمان بک واسألک العافیۃ
من البلاء واسألک حسن العاقبۃ فی الدنیا والآخرۃ یاذالجلال والاکرام۔"

ماہِ رجب المرجب کے فضائل میں نوافل واوراد کثیرہ درج فرمائے ہیں صرف ایک مختصر وظیفہ نقل کرتا ہوں کہ متوسّلین سلسلہ عالیہ اشرفیہ۔ اللہ تعالیٰ بصد آسانی اس پر کاربند رہ کر مستفید ہوسکیں گے۔

"وحضرت حق سبحانہٗ وتعالیٰ در شبِ معراج گفت اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہر کہ در ماہِ رجب ہزار بار استغفار کند اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ ذَا الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ مِنْ جَمِيْعِ الذُّنُوْبِ وَالْآثَامِ یقین دارد کہ بیامرزم اورا الخ۔"

(۱۶) قول فصل فی البیعۃ والسماع وشرحِ مُفصّل

چند معاصرین علماء کرام علیہم الرحمۃ نے جب جوازِ بیعت وسماع کے متعلق دریافت کیا تو آپ نے ایک مختصر مگر جامع فوائد رسالہ اپنے موضوع پر تصنیف فرماکر اس کا نام "قول فصل فی البیعۃ والسماع" تجویز فرمایا۔ بحمدہٖ تعالیٰ اس رسالہ شریفہ کو آپ کے حلقۂ احباب ومتوسّلین ومعاصرین میں قلمی نسخوں کے ذریعہ خوب پذیرائی ملی حتیٰ کہ چند احباب نے اس رسالہ شریفہ کی شرح فرمانے کی درخواست پیش کی۔ جسے حضورِ اعلیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قبول فرماکر اپنے مصنّفہ رسالہ کو زیورِ شرح سے آراستہ وپیراستہ فرمایا اور اس کا نام شرح مفصّل پسند فرمایا۔ یہ شرح بھی غیر مطبوعہ اب تک بحمدہٖ تعالیٰ موجود ہے جو ایک سو ستر صفحات پر مشتمل ہے۔ انصاف کی نظر سے دیکھنے والوں کے لئے یہ تصنیف لطیف نسخہ

کیمیا اور گوہر ماہتاب ہے کہ سماع اور بیعت سے متعلقہ تقریباً تمام ابحاث اور ان پر اعتراضات کے جوابات اسمیں موجود ہیں۔ میں بطور نمونہ جو فوائد قول فصل فی البیعۃ والسماع سے نقل کروں گا۔ ان پر خط کشید کروں گا تاکہ شرح مفصّل اور قول فصل کی عبارت خلط ملط نہ ہو جائے البتہ شرح مفصّل کی متروکہ عبارت کی نشاندہی نقاط سے کروں گا۔

ابتداءً کتاب میں بیعت کی اقسام کہ وقتی تقاضات کے تحت بیعت کرنا کبھی فرض و واجب سُنت و مُستحب اور مُباح ہوتی ہے اور کبھی مکروہ بلکہ حرام بھی ہوتی ہے کو مع امثال مُفصّل تحریر فرمایا ہے بعدہ اس امر کی نشاندہی فرمائی ہے کہ اس دَورِ پرفتن میں جس بیعت کا رواج عام ہوا ہے یہ تین مقاصد میں سے کسی ایک مقصد سے خالی نہیں یعنی بعض عوام جو کالانعام ہیں وہ حصولِ دنیا کی غرض سے پیر تلاش کرتے ہیں اور بعض مُریدین جو ان سے بہتر ہیں آخرت کی کامیابی کو مدِّنظر رکھ کر بیعت کرتے ہیں اور طبقہ خاصان صرف عرفانِ حق کے لئے شیخ کامل سے وابستہ اور دامن گرفتہ ہوتے ہیں۔ ان تین مقاصد کی وضاحت فرمانے کے بعد پیرانِ کبار کی صفات اور اس زمانہ کے نام نہاد پیران اور مُدعیانِ معرفت کی حرکات و عاداتِ مذمومہ کو بالتفصیل ذکر فرمایا ہے تاکہ عوام الناس اندھی تقلید کا شکار ہونے سے محفوظ رہیں۔ ان ضروری اُمور کی وضاحت بیان فرما کر آپ نے بیعت کی اہمیّت اور اس کے دینی و دُنیوی فوائد پر روشنی ڈالی ہے جس سے کچھ حصّہ نقل کرتا ہوں۔

"اے عزیز باید دانست کہ چنانچہ در ہر صنعت بکاملان آن صنعت استغاثہ کردہ مے شود پس باید کہ دین ہم از کاملان دین باید گرفت کہ پیغمبر صلی اللہ تعالے علیہ وسلم فرمودہ است استغاثہ گیرید بہر صنعت بہ نیکو کنندہ آں

صنعت پس برائی آں حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمود کہ علم گرفتہ شود از دہن ہای اولیاء نہ از دفتر ہا۔ انتہی۔"

اس کے بعد اس اشکال کو کہ دین اگرچہ اولیاء ہی سے سیکھنا چاہیئے لیکن اس کے لئے بیعت مروّجہ کرنے کی کیا ضرورت ہے دفع فرمانے کے بعد تحریر فرمایا ہے

"اگر بیعۃ کنند امرِ مسنون است۔ مراد ازیں بیعت ذکر لفظِ بیعت است عند العقد سواء کان بالید ایضا کما فی الرّجال او لا کما فی النساء۔ در مشکوٰۃ شریف است عن عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہما و قال سمعت رسول اللہ تعالےٰ صلّی اللہ علیہ وسلم یقول من خلع یدا من طاعۃ لقی اللہ یوم القیمۃ ولا حجۃ لہ ومن مات ولیس فی عنقہ بیعۃ مات میتۃ جاہلیۃ و ایں حدیث صریح است در فرضیتہ گرفتن پیر و مرشد و ازیں حدیث صحّت قول مشائخ کہ من لا شیخ لہ فشیخہ شیطان مفہوم شد چہ در قرآن مجید است بدرستی آنکسان کہ بیعت میکنند با تو جز ایں نیست کہ بیعت میکنند با خدای تعالےٰ..... وبدرستیکہ راضی شد خدای تعالےٰ از مومنان آنوقت کہ بیعت می کردند بتو زیر شجرہ...... وای پیغمبر چوں بیایند ترا مومنات بیعت کنند بتو بر اینکہ شریک بخدا نیارند چیزے را و نہ سرقہ کنند و نہ زنا کنند و نہ قتل اولاد خود و نیارند بہتان کہ افترا کنند او را پیش خود و نہ بیفرمانی کنند ترا در امر شرع پس بیعت کن ایشاں را و طلب آمرزش کن برائے ایشاں از خدائے تعالےٰ......"

ایک مقام پر بیعت کے معانی بیان فرمانے کے ساتھ ساتھ مُرید کو اشارۃً تنبیہہ فرماتے ہیں کہ بیعت کے بعد تجھے ہر امر میں رضائے شیخ کو پیشِ نظر رکھنا ہوگا اور خود کو غلام کی مثل تصوّر کرکے ہر خواہش سے دستبردار ہونا پڑے گا کہ ،

؏ بندہ را با خواست چہ کار

چنانچہ تحریر فرماتے ہیں:

"بیعۃ در لغت فروختن است گویا بیعت کنندہ نفس خود را می فروشد کہ در امر دین خود را فروختم پس چنانچہ مولای عبد ہرچہ عبد را می فرمائید عدول نمی کند ہمچناں باید کہ ایں بندہ از فرمودہ پیر کامل عدول نکند کما قال اللہ تعالےٰ ان اللہ اشتری من المومنین انفسھم واموالھم بان لھم الجنۃ اگر کسے سوال کند کہ شما گفتید کہ بیعت بہ پیر کند پس خریندۂ او پیر باشد نہ خدای تعالےٰ جواب آنکہ ظاہراً خریندہ او پیر است وفی الحقیقۃ خریندہ خدا است کما قال اللہ تعالےٰ ان اللہ اشتری الآیۃ وہم حق تعالیٰ فرمودہ ید اللہ فوق ایدیھم پس بیعت ہم با خدا باشد کما قال المولوی المعنوی علیہ الرحمۃ ؎

دستگیر اے دست تو دست خدا — دست دہ ما را و زیں غم کن جُدا
گفتۂ او گفتۂ اللہ بود — گرچہ از حلقوم عبد اللہ بود

...... الخ مع دیگر فوائد کثیرہ۔"

ایک مقام پر بیعت کی اقسام کو ان الفاظ سے بیان فرمایا ہے۔

"بیعۃ دو قسم است ظاہری و باطنی، باطنی فرض عین است چنانچہ بالا گذشت باز ظاہری سہ قسم است یکے بیعۃ اسلام کہ یک بار سنت است ..... دوم بیعت حاجت چوں جہاد و ہجرت وغیر ذلك از آنچہ کمر بند د برای او پیر چوں خلیفہ ساختن او بر شہرے یا معین کردن او بہ کالے یا امیر کردن او بر امرے و ایں بیعت موقوف بر رائے پیر است و ایں بیعت ہم فرض است چہ ایں بیعت طاعت است و طاعت

خدای تعالیٰ و رسول او علیہ الصلوٰۃ والسلام و اولی الامر فرض است سیوم بیعت تجدید کہ چوں سستی در امر دین مرید را پیدا شود باید کہ بیعت از سر گیرد کہ مستحب است و احادیث دریں باب بسیار است۔ الخ‘‘

اس رسالہ شریفہ کے جمیع فوائد کو الفاظ میں بیان کرنا اس ظلوم جہول کی دسترس سے بالاتر ہے۔ ہاں جو اس کا بہ ارادہ قبولیت مطالعہ کرے وہ اسکی اہمیت اچھی طرح جان لیتا ہے۔ ایک مقام پر اس چیز کو کہ مشائخ عظام علیہم الرحمۃ باوجودیکہ انکے سامنے انکے سینکڑوں غلام شب و روز احرام طاعت باندھے ہوتے ہیں پھر بھی خود کو ذرہ برابر وقعت نہیں دیتے اور بے ہیچ یعنی لاشئ سمجھتے ہیں بیان فرماتے ہوئے جو کچھ تحریر فرمایا ہے وہ ہدیۂ ناظرین کرتا ہوں کہ مطالعہ سے تعلق رکھتا ہے۔

’’ای عزیز! پس چوں مشائخ کرام بر خویش بجز فضل الٰہی اعتماد نداند خویش را و اعمال خویش را چیزے نداند و خویش را بر طفل صغیر نیز بزرگ نمے دانند..... نقل است کہ عوف بن عبد اللہ را غلامی بود بد سیرت کہ بے ادبی بسیار میکردے ہرگاہ کہ عوف را خشم آمدے گفتے ایں غلام مانند خواجہ خود است چنانچہ خواجۂ او از خدا عاصی میشود او نیز در خواجہ عاصی میگردد و چوں او را ملامت کردندی کہ چرا ایں غلام را نمی فروشی گفتی کہ من میخواہم کہ نفس خود را ابد خوئی ایں غلام سر کوفتہ دارم و اگر کسے بہ ایشاں جفا میکند میدانند و می گویند اگر مرا در روز قیامت بار و عزت باشد ترا نیز یاد خواہم کرد و اگر ترا بارہ عزت بہ درگاہ خدا باشد مرا یاد خواہی کرد..... چہ دانستہ اند کہ عاقبت امر بدست خدا است..... بعض نیکوان کہ در ہمہ عمر بہ نیکی میگذارند در آخر عمر بفعل سیئہ خاتمۂ عاقبت ایشاں میگردد و بعضے

بدان را کہ ہمہ عمر ببدی گذاشتہ اند عاقبت حسنہ میدہد ...... و پیغمبر ما صلی اللہ علیہ وسلم بہ آں بزرگی کہ داشت گفت کہ نہ داخل میکند مرا عمل من جنت را مگر کہ خدای تعالے مرا بفضل ورحمۃ خود بپوشد اگرچہ انبیاء از سوء خاتمہ مامون لیکن برائے ما فرمودند وچوں ایں زمرۂ اہل اللہ را مطمع نظر توجہ بحق است ہرچہ ایشاں را بخدای تعالے قرب میدہد اگرچہ نزد مردماں بد باشد ایشاں میکنند ...... اگرچہ مردم ایشاں را بکفر نسبت دہند یا بفسق وفجور آلودہ کنند چہ گناہی عظیم تر از غفلت از حق نمی دانند ...."

مندرجہ بالا سطور یعنی "چوں ایں زمرہ اہل اللہ" سے لیکر گناہی عظیم تر از غفلت از حق می دانند تک بیعت کے سابقہ موضوع کا تتمہ اور سماع کے آئندہ موضوع کی تمہید تھیں اس لئے اس بحث بالا کو شرح میں قرآن وحدیث واقوال سلف صالحین سے خوب واضح فرما کر طاعنین کو ان مشائخ کرام پر جو شغل سماع کو توجہ الی اللہ کا ذریعہ سمجھتے ہیں زبان درازی سے روکا ہے کہ ان مشائخ کے نزدیک حق سبحانہٗ وتعالے سے غافل ہونا خواہ ایک ہی لمحہ کے لئے کیوں نہ ہو ہر گناہ سے بڑھا ہوا گناہ ہے لہذا جو چیز بھی انکو یادِ حق میں معین ومددگار ہوتی ہے اس کے مرتکب ہوتے ہیں خواہ کوئی کافر کہے یا فاسق۔

۵ خلق مے گوید کہ خسرو بُت پرستی مے کنند
آرے آرے میکنند با خلق عالم کار نیست

ترجمہ: مخلوق خداوندی (میری پیر پرستی کو دیکھ کر) کہتی ہے کہ خسرو بُت پرستی کرتا ہے (اسے کہہ دو) ہاں ہاں کرتا ہے کہ اسے جہان والوں سے کوئی طرح نہیں (کہ انکی ملامت پر اپنے پیر روشن ضمیر کی محبت چھوڑ دے)

لہذا اسی بحث کے اختتام پر ہی مسئلہ سماع پر کلام شروع فرماتے ہوئے تحریر

فرمایا ہے۔

"پس مسئلہ سماع باوجود آنکہ مختلف فیہ است نزد بعض علماء معلوم است کہ مراد از سماع سماع بے مزامیر است وغیر محظور کہ جواز او نزد اکثر است وعدم جواز او نزد بعض کہ متعصبین اند وممکن است کہ مراد سماع بمزامیر باشد کہ نزد اکثر علماء وائمہ اربعہ ممنوع است ونزد بعض کہ اصحاب حدیث وبعض صوفیہ اند مباح است چنانچہ در متن بیاید اما چوں ایشاں را سبب ترقی درجات است میگویند کہ فائدہ وذوق کہ در سماع درمی یابیم در چیزی نمی یابیم پس باید کہ بر کبرای دین انکار نورزیدہ شود وباوجود ہجوم شہوات ولذات در نفوس ودوام متابعت نفس وہوا متابعت خصائص ایشاں نباید کرد کہ چنانچہ دلیری بر خصائص محمدی حرام است بر خصائص ایشاں نیز حرام است کغیر المکلفین ...... الخ اما چوں در قرآن مجید است کہ نیست چیزی مگر کہ تسبیح بحمد رب خود میگوید ...... پس ایں آلات واوتار ہم شئی است وذکر وتسبیح حق میگویند ...... وحکم حق تعالیٰ در قرآن فرمودہ کہ بذکر خدا آرام می یابند دلہا ..... پس اگرچہ منکراں را ذکر اللہ شنیدہ نشود اما ایشاں را شنیدہ میشود پس جائز است کہ ایشاں را از سبب عذر یا از سبب خصوصیت ایشاں مباح باشد چہ الضرورات تبیح المحظورات وحکم ماراٰہ المومنون حسنا فھو عند اللہ حسن ثابت است چہ بسیار امور است از امور بزہ کاری کہ بعض را از سبب فضیلت خصوصیت واخلاص او جائز داشتہ اند کاستر خاء الازار لابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ...... الخ اما مستان شہوتہای نفوس امارہ را علی کل حال بعذر او بغیر عذر عند الفقہاء والصوفیہ والمحدثین علیہم الرحمۃ سماع بمزامیر آلات وسماع

سرود کہ در و ذکر خط و خال و زلف باشد حرام است متفق علیہ...... الخ"

اسکے بعد آپ نے قبیح وحسن واشعار پر روشنی ڈالنے کے ساتھ ساتھ
ماع بالآلات کی مزید تحقیق جس میں قرآن وحدیث واقوال صوفیہ کرام علیہ الرحمۃ کا
فید ذخیرہ موجود ہے تحریر فرماکر بعض کے لئے جائز اور بعض کے لئے حرام اور
بعض حضرات کے لئے مستحب بالخصوص اوقاتِ مخصوصہ مثلاً" اعراس مبارک پر موقعہ
ماع سماع بالآلات کو مستحب تحریر فرمایا ہے۔ آخر کتاب میں بحث کا ماحاصل بیان
کرنے کے لئے تحریر فرمایا ہے۔

"حاصل آنکہ سماع برائے جوانان شہوۃ پرست وعوام جائز نیست و مباح است مر کسے را کہ محض برائے تلذذ بمجرد صوت واستدعای سرور وفرح کند و مستحب است مر کسے را کہ غالب بر و ذکر حق باشد و ذوق و شوق حق...... پس ای عزیز چوں دانستے آنچہ خلاف دریں باب است معلوم شد ترا کہ در باب سماع فتوی بر دل است...... نہ بر مفتیان و حضرۃ شیخ سعدی علیہ الرحمۃ باوجود آنکہ سہروردی است و سہروردی منکر سماع است...... میگوید ؎

سماع اے برادر بگویم کہ چیست اگر مستمع را بدانم کہ کیست

اس کے بعد اس امر پر کہ اہل ذوق حصول ذوق کے لئے سماع معروفہ کے محتاج
نہیں ہوتے بلکہ وہ تو مکھی مچھر کے اڑنے کی آواز یا اسکی مثل دوسری آوازوں اور
حرکات وسکنات سے بھی فوائدِ سماع حاصل کر لیتے ہیں مختصر بحث فرماکر اپنی تصنیف
کو ختم فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا ہے:

"ایں قدر کافی است منصفان وطالبان حق را...... واما متعصّبان....
...... پس اگر ہمہ انبیاء واولیاء وعلماء جمع شدہ تعلیم ایشاں کنند

زوال جہالت جبلی ایشاں ممکن نیست ...... واللہ الہادی الی سبیل الرشاد
......"

بحمدہ تعالیٰ حضورِ اعلیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی چھٹی پشت میں موجود فاضل نوجوان عندلیبِ گلستانِ رسالت جناب حضرت مولانا محمد عبدالباقی صاحب زید حیاتہم ان دِنوں اس مفید تصنیف لطیف کے ترجمہ میں مصروف ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں استقامت بخشیں اور کامرانی سے نوازیں۔ آمین۔

۱۷ لزوم حسنِ ظن بر سخنہائے مقبولان ذی المنن (غیر مطبوعہ)

سالک کے لئے ضروری ہے کہ کسی پہ بدگمانی نہ کرے اگرچہ مظنون علیہ عوام الناس سے ہی کیوں نہ ہو چنانچہ احادیث میں بھی بکثرت اس چیز کا ذکر موجود ہے اور دوسروں کے عیوب پر نظر نہ رکھنے والی آنکھ کو سرکارِ دوعالم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پیغام تہنیت دیا ہے چنانچہ ارشادِ نبوی علیہ الصلوٰۃ والسلام ہے فطوبیٰ لمن شغل عینہ من عیوب الناس۔ لہٰذا ضروری ہے کہ مشائخ صوفیاء کرام علیہم الرحمۃ کے بعض ایسے فرمودات جو تاویلات طویلہ کے بغیر سمجھے نہیں جاسکتے تو انکے ظاہری معانی کی نسبت سے ان نفوس قدسیہ پر حرف گیری نہ کرنی چاہیئے اور زبان طعن کو ہرگز دراز نہ کرنا چاہیئے

عم
خطاء بزرگاں گرفتن خطا است

اگرچہ یہی موضوع آنحضرت موصوف رضی اللہ عنہ کے اکثر رسالوں میں تبعاً مذکور ہے لیکن یہ مختصر رسالہ روز افزوں مرض کے سدِباب کے لئے تصنیف فرمایا جو مختصر ہونے کے ساتھ ساتھ اہمیت وافادیت میں اکسیر اور اپنی مثال آپ ہے۔ رسالہ میمونہ اگرچہ از اول تا آخر موجود و محفوظ ہے مگر اس میں نام درج نہیں لہٰذا بے ہیچ نے موافقت مضمون سے اس کا نام خود تجویز کیا ہے۔ اب میں حسبِ طریق

کچھ اقتباس نقل کرتا ہوں:

"معلوم باد کہ سخن بزرگان را بر صلاح ما مہما امکن کردہ شود و حمل بر فساد نکردہ شود چنانچہ حضرۃ خواجہ حافظ شمس الدین شیرازی علیہ الرحمۃ فرمودہ ؎

سخن کہ بشنوی از اہلِ دل مگو کہ خطاست

سخن شناس نۂ دلبرا خطا اینجاست

و بزرگان دین ہمہ برین مشرب اند، لہذا طعن ایشان بر یکدیگر نمی باشد کہ گویا ہمہ یکے اند و ذکر غزلیات اہل اللہ ہم برین بناء است، چنانچہ ذکر خد و خال و زلف و چشم و ابرو و غمزہ و ناز و کرشمہ و دلال و رخسار و بناگوش و جعد و سلسلہ و موی و معشوق چہاردہ سالہ و مئے و خم و قدح و بنگ (بھنگ) و خمانہ و خمار و نقل و کباب و معشوق و امرد و بوس و کنار و وصل و ہجران و رلش و بروت و رقص و سماع و آلات و مزامیر و مسجد و بُت خانہ و الف و نقطہ و خط و قوس و دائرہ و امثال ذلک چنانچہ در مصطلحات خود بیان کردہ اند، ہمچنیں لفظ سبحانی ما اعظم شانی و انا الحق و قم باذنی و انی انا اللہ گویا این سخنان توحید از زبان رب العزۃ ترجمہ میگویند چنانچہ کسے در وقت قرآن خواندن در کلام اللہ بخواند انی انا اللہ او را کافر نے گوئیم ہمچناں اہل اللہ را در چنیں الفاظ معاف باید داشت چہ ایشاں بذکر حق تعالےٰ مشغول اند و بلغات مختلفہ ذکر حق تعالیٰ میگویند چنانچہ حضرت شیخ عطار علیہ الرحمۃ فرمود ؎

قم باذنی و قم باذن اللہ ❊ ہر دو یک نغمہ است از یک تار

و خدائے تعالیٰ در قرآن مجید میفرماید ولا تقولوا لمن القی الیکم السلام لست مومنا و ہمچنیں حدیث ظنوا المومنین خیرا و آیۃ ان بعض الظن اثم ولا تجسسوا ولا یغتب بعضکم بعضا و ہمچنیں حدیث

اذا قال احد کم لاخیہ یا کافر فقد باء بہ احد ھما
بریں معنی دلالت میکند الخ “

غوث اعظم سلطان المشائخ محی الدین حضرۃ الشیخ ابو محمد عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اپنی والہانہ عقیدت کا اظہار فرماتے ہوئے آپ نے انکے مشہور فرمان قدمی ھذہ علے رقبۃ کل ولی اللہ کی صحیح تاویل کو اپنے مختصر رسالہ میں خصوصاً بالتفصیل بیان فرمایا۔ خوفِ طوالت چونکہ دامن گیر رہتا ہے اس لئے اس فرمان مذکور کی تاویل میں سے صرف وہ حصہ جو تمہیداً تحریر فرمایا ہے درج کرتا ہوں۔

” فاما اقطاب کہ تابعان انبیاء اند واہل صحو اند چناں سعی در زوال لذات خود کردہ اند کہ قدم ایشاں از شرع شریف ہرگز لغزش نخوردہ علے الخصوص سلطان المشائخ حضرت شیخ عبد القادر الجیلانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کہ فرمودہ اند وکل ولی لہ قدم وانی علے قدم النبیّ بدر الکمال دہم فرمودہ اند کہ قدمی ھٰذہ علے رقبتے کل ولی اللہ پس ایں سخن را چناں معنی باید کرد کہ فضلِ ایشاں برانبیاء علیھم الصلوٰۃ والسلام وصحابہ وتابعین علیھم الرضوان لازم نیاید فنقول وباللہ التوفیق الخ “ فمن شاء التفصیل فلیرجع الی اصلہ۔

(۱۸) اُصول حافظیہ (غیر مطبوعہ) :

دو سو ستر (۲۷۰) صفحات پر مشتمل اصطلاحاتِ صوفیہ کے موضوع پر اس جامع فوائد کتاب مستطاب کو اکثر تذکرہ نویسوں بلکہ آپ کی اولاد امجاد سے بھی بعض نے اپنے رسائل میں آپ کی تصانیف میں شمار کیا ہے مگر یہ محض غلط ہے۔ ہاں یہ امر یقینی ہے کہ کتب خانہ رحمانیہ میں موجود یہ قلمی نسخہ آپکی تحریر ضرور ہے کہ اس کے آخر میں ”تمت الرسالۃ المسماۃ باصولِ الحافظیہ من یَد عبید اللہ غفر اللہ لہ

ولوالدیہ لکھا ہوا ہے، مگر تصنیف ہرگز نہیں۔

اوّلاً اس لئے کہ حضور اعلیٰ رضی اللہ تعالےٰ عنہ تقریباً اپنے ہر مصنفہ رسالہ کے مقدمہ میں ہی اپنا نام نامی اور سببِ تصنیف لکھتے ہیں مگر اس میں اسم گرامی ابتداء درج نہیں۔

دوم اس لئے کہ آپ نے اپنی تصنیفات میں جہاں کہیں بھی مسئلہ وحدۃ الوجود بیان فرمایا ہے وہاں توفیقیہ شریفہ کا حوالہ ضرور دیا ہے مگر اس کتاب میں کہیں بھی نہ حضرت محبوب اللہ خیر پوری رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا ذِکرِ خیر ہے اور نہ ہی توفیقیہ شریفہ کا۔

سوم اس لئے کہ آپ نے اپنے بعض رسائل میں اسی کتاب سے عبارت نقل فرماکر یہ عبارت لکھی ہے "انتہی کلام صاحب الاصول الحافظیہ" جس کے بعد اس کتاب کا آپ کی تصنیف نہ ہونے میں کوئی شک وشبہ باقی نہیں رہتا۔

دبانۃً اس غلط فہمی کی نشاندہی ضروری تھی ورنہ اس ترتیب میں اس کتاب کو شامل بھی نہ کرتا۔

(۱۹) ذوقیہ شریفہ : (غیر مطبوعہ)

اہلِ ذوق کی بعض اصطلاحات پر یہ رسالہ شریفہ بے بہا اور یگانہ جواہرات سے پُر ہے۔ حمد وصلوٰۃ ومدح سرائیِ چشت اہلِ بہشت کے بعد لکھی گئی مناجات سمیت ابتدائی اقتباس ہدیہ قارئین کرتا ہوں۔

مناجات

یا خدا بخش ہر گناہ من رحم کن بر دلِ تباہِ من
ایں وجودم ہمہ گناہ آمد پس بشو نامۂ سیاہِ من

پس لبستر جمیل خود پوشاں — خود پرستیم یا الٰہ من
لَا تَکِلْنِیْ اِلَیَّ یَا اللہ — نفس من نیست نیک خواہ من
رہزنم نفس بد قرین آمد — وَھُوَ مَعَکُمْ بکن پناہ من

ایں چند اوراق است در بیان بعض اصطلاحات اہل ذوق و وجدان کہ بداں اصطلاحات از دعوی نفس بدخواہ د پیروی معاندین وارستہ اند۔ اہل ظاہر کہ معاندین بر ایشاں اند دستیابے است کہ خطاء ایشاں را اظہار کنند و نہ اعدار باطنی را بر ایشاں کہ ایشاں را در خود بینی و خود نمائی او عجب و طمطراق مال وجاہ مغرور سازند اگرچہ در ورع و زہد و استحکام بر شرع راسخ اند اما چوں ایں نزد مقصود امرے ادنیٰ است چندیں فضیلت دریں امور نداند کہ منافق و مرائی را ام ہم میباشد پس ایں قوم را رند نام مے نہند از محمود پور باریک رباعی بدیں مضمون در کتب نقشبندیہ دیدہ ام ؎

جانا بقمار خانہ رندی چند اند — رندی چند اندکس نداند چند اند
با مردم کم عیار کم پیوند اند — بر نسیہ و نقد ہر دو عالم خندند

و حضرت خواجہ حافظ علیہ الرحمۃ بنا بریں علیہ فرمودہ ؎

چہ نسبت است برندی صلاح و تقوی را — سماع وعظ کجا نغمۂ رباب کجا

در سماع وعظ کہ با خودی و عجب و خود بینی باشد اہل ظاہر را ہمہ فساد و خرابی پیدا مے شود و در نغمہ رباب یعنی سخن بیخودانہ کہ ؎

خشک چوب و خشک تار و خشک پوست — از کجا مے آید ایں آواز دوست

یعنی از حق است بجز حق بینی و بیخودی حاصل نیست حضرت مولوی صاحب علیہ الرحمۃ مثنوی را بدیں بیت شرع نمودہ ؎

بشنو از نے چوں حکایت مے کند   از جدائیہا شکایت مے کند

یعنی سماع باید کہ از نے کہ مردِ بیخود است شنوی نہ از اہلِ خودی کہ واعظان خود بین اند۔ اہلِ ظاہر در اصطلاح ظاہر تن و جامہ و سخن فصیح و شیریں زبان سعی نمایند تا مال و جاہ عزتش پیدا آید و صلاح اہلِ ظاہر ہمیں است و اہلِ باطن در حصولِ اخلاق الٰہی و محویت و بیخودی و خرابی تن و زہد در مال و جاہ و خودی و عجب می کنند پس ہر کس ایشاں را خراب مے داند لہذا خواجہ حافظ علیہ الرحمۃ فرمود ؎

صلاحِ کار کجا و من خراب کجا   ببیں تفاوت راہ از کجاست تا بکجا

پس مرتبۂ خراب برتر از مرتبۂ اہلِ صلاح است از برائے ایں معنی سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم فرمود ربّ اشعث مدفوع بالابواب لو اقسم علی اللہ لابرّہ گمان کسے نکند کہ ہمہ خراب ہچنیں اند چہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم فرمود در حق بعض اشعث اغبر فرمود کہ فانی لیستجاب لہ حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم را در شب معراج سہ پیالہ دادند یکے پُر شیر دوم پُر شہد سیوم پُر از خمر و پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم پیالۂ شیر اختیار کرد کہ جامع شیرینی و مستی و تبدیل اخلاق است زنگ و بولیش محو نور در پستان فضل الٰہی شدہ سفید گردیدہ پس گفتند اصبت الفطرۃ ولو اخذت الخمر لغوت امتک ۔ پس ذوق و مستی بقدر اندازہ باید چنانچہ در شیر است نہ ذوق عسل کہ محبت دنیا است و ذوق خودبینی و مستی کہ در خمر است کہ طغیانی و بے فرمانی اثر است الخ"

اب اقسامِ عالم پر مندرج بحث کا کچھ حصّہ نقل کرتا ہوں۔

"وحضرۃ مولانا در رسالہ توفیقیہ نوشتہ کہ عالم دو قسم است یکے عالم مثال متصل و دوم

عالم مثال منفصل۔ عالم مثال متصل آنست کہ در خیال تصور میکند و صورت
مے سازد و عالم مثال منفصل دو قسم است یکے آنکہ ارواح قبل از تعلق
بدن دراں عالم مے باشند دوم آنکہ ارواح بعد از موت دراں میباشند و یکی
را نام جابلقا و دیگر را نام جابلسا است دراں عالم کہ ارواح احوال آئندہ
معلوم میکنند و اگر سیر کنند دراں عالم کہ ارواح بعد از موت دراں عالم میباشد
احوالِ قبور معلوم و اگر روح در عالم مثال متصل سیر کند احوالِ قلوب معلوم
میکند و ایں فقیر کاتب الحروف میگوید کہ آنچہ رسول خدا صلی اللہ
تعالےٰ علیہ وسلم فرمود الارواح جنود مجندۃ فما تعارف منھا
ایتلف وما تنا کر اختلف شاید کہ اشارہ بداں عالم است کہ ارواح
قبل از تعلق بدن دراں عالم میباشند بزرگے فرمود ؎

دیر لذت تن ماندہ ای و گرنہ ترا ۔۔۔ چہ لذتی است کہ در ملک جان مہیا نیست

و آنچہ مشہور است کہ لذۃ الافکار خیر من لذۃ الابکار اشارہ بہ
ایں عالم است حضرت خواجہ حافظ علیہ الرحمۃ فرمود ؎

آں تلخ وش کہ صوفی ام الخبائثش خواند ؛ اشھی لنا و احلی من قبلۃ العذاری

مراد ازاں تلخ وش ہموں خمر است کہ مشاہدہ کردہ شود در عالم مثال گویا
ایں بیت نیز مبنی براں عالم مثال و لذۃ الافکار خیر من لذۃ الابکار است
در قرآن مجید ذکر خمر آخرۃ و حور عین کامثال اللولؤ المکنون ولم
یطمثھن انس قبلھم ولا جآنّ کہ ہست حضرۃ خواجہ حافظ علیہ
الرحمۃ لذۃ خمر را بر لذۃ حور اختیار کردہ و حضرۃ مولانا جامی علیہ الرحمۃ نزد
منع سماع و نغمۂ نے میکند فقیہہ ۔۔۔ بیچارہ پے نبرد بسرّ نفخت فیہ

داغِ لطعن بادہ فروشاں زبان کشاد یارب، توئی پناہ من از شرّ ایں سفیہ الخ،

(غرض ہر مضمون کو خوب فراخی بخشی ہے اور اس کتاب شریف میں کلام پاک کی چند ایسی آیاتِ مبارکہ جن کے ظاہری و لغوی ترجمہ سے جہلاء انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام و اولیاء علیہم الرحمۃ پر طعن و زبان درازی کے درپے ہوتے ہیں، کی مختصر مگر تسلّی بخش تفسیر بھی موجود ہے اسی طرح بزرگانِ دین کے اقوال و اشعار جن کے ظاہری معانی و مطالب خلل سے خالی نہ تھے کی تاویلات کا کافی ذخیرہ موجود ہے جو اصل کتاب کے مطالعہ سے تعلّق رکھتا ہے، حضرۃ موصوف کی اس تصنیف کو بھی اگر ترجمہ کے ساتھ پیش کیا جائے تو اُمید ہے کہ علماء بالخصوص اسے بسر و چشم قبول کر کے استفادہ کریں گے۔

(۲۰) حکمۃ وفائدہ نسیان: (غیر مطبوعہ)

مشہور ہے کہ فعل الحکیم لایخلو عن الحکمۃ اور بیشک حق سبحانہٗ وتعالیٰ اخیر الحکماء ہیں۔ تو ان کا کوئی کام کیسے حکمت و فوائد سے خالی ہو سکتا ہے لہٰذا مادۂ نسیان جو انسان میں رکھ دیا گیا ہے اس میں بھی بے حد فوائد پوشیدہ ہیں اسی موضوع اور اس کے متعلق ضروری موضوعات پر آپ نے یہ رسالہ تصنیف فرمایا، جنہیں سیّدنا آدم علیہ السلام کے نسیان میں موجود حکمتوں میں کچھ کلام تھا ان کی بھی رد فرمائی اور اپنے مقصود کو خُوب وضاحت بخشی ہے۔ موضوعِ رسالہ ان الفاظ سے بیان فرمایا ہے۔

"ایں چند اوراق است در بیان حکمۃ و فائدہ نسیان کہ در انسان بر وزن فعل است، چنانچہ حق سُبحانہٗ وتعالیٰ فرمودہ ولقد عہدنا الی آدم فنسی ولم نجد لہٗ عزما و در حدیث است، کہ نسی فنسیت ذریۃ و جحد فجحدت ذریۃ ظاہر است از جہۃ تکرار سوال از بعضے فضلائے اعزہ الصدور مقتضے

مہام اہتمام یوم ینفخ فی الصور راز مسئلہ نورِ وحدت کہ عبارتش این است
کہ اے سید! ترا از وحدت دبجرۂ آوردہ اند راز یگانگی بدوئی وا
نمودا اند بجہتہ حکمتے کہ او سبحانہ وتعالےٰ داند و بزرگان خاص او نیز باعلام
او دانند انتہی کہ بکر خاص دریں زمانہ باشد تا ایں حکمتے بیان کند پس
چوں ایں فقیر بے ہیچ بدخو (حضرۃ فانی فی اللہ صاحب علیہ الرحمۃ) درخواب
غفلتہ بود کہ آوازہ ایں حکمۃ از زبان خاصان میشنید اما آں حکمۃ ہنوز در دل
ہمچو گل از سبب فرطِ غفلتہ نرفت اما از زماں کہ دائیکہ وقلم سیاہی نیز بطور
زیاں کاری از راہ گناہ گاری الکدکوبی خواب آلودان آغا کرد ، باشد کہ ازیں
الکدکوبی غفلۃ عارفے زندہ دلے ایں بدخورا از خواب غفلت بیرون آورد
چنانچہ شیخ سعدی علیہ الرحمۃ فرمودے

باطل است آنچہ مدعی گوید ۔۔۔ خفتہ راخفتہ کے کند بیدار
مرد باید کہ گیرد اندر گوش ۔۔۔ ور نوشت است پند بر دیوار

مناجات

یارب ایں بدنام پُرعصیان و خام ۔۔۔ گرچہ ہست از اہلِ غفلۃ دا زلئام
کن طفیل شاں مرا از مرحمت ۔۔۔ محو از خود واز صفات ناتمام
تا شوم از فیض لطفت اے کریم ۔۔۔ ہمنشیں وغرق، دُدّا بن کرام
کہ دوا دودّا دوست و بس ۔۔۔ قربِ ایشاں قرب تو شد والسّلام
جملہ غرقہ در بحار نورِ تو ۔۔۔ من بہ ایشاں کے رسم با ایں منام
زیں منام غفلتم بیدار کن ۔۔۔ بار قود کہف شاں دہ انتظام
کایں عبیدت ہست پر از معصیتہ ۔۔۔ یا غفور یا عظیم یا سلام

سراپا جہالت کے باوجود اس فقیر کاتب الحروف غفرلہ نے اس کتاب

کی ورق گردانی کے بعد ذیل میں دیئے گئے مختصر اقتباس کو اس مختصر کے لئے منتخب کیا ہے۔ اگرچہ اس اقتباس کا مفہوم سیاق وسباق کے ملائے بغیر نامکمل رہتا ہے لیکن بوجہ اختصار اسی پر کفایت کرتا ہوں۔

"کاتب الحروف مے گوید جمیع آنچہ ذکر کردہ شد از کلام صاحب الاصطلاحات وحدیث حجابہ النور لوکشفہ لاحرقت سبحات وجہہ ما انتہی الیہ بصرہ من خلقہ کہ مذکور شد وحدیث حجبت الجنۃ بالمکارہ وحجبت النار بالشہوات دلالۃ میکند کہ جہل ونسیان وناتوانی وعدم ظہور صفات حق از سبب حکمۃ است کہ حق تعالےٰ در ازل دانست وبعض از آنہا در ابد بظہور مے آید وخواہد آمد در قیامت بسیار بظہور خواہند رسید چنانچہ در آیۃ: لمن الملک الیوم للہ الواحد القہار ودیگر آیات مفہوم میشود، حاصل آنکہ ظہور مقتضی ایں حجابہا است وبزرگان گفتہ اند کہ بر انسان لازم کہ سعی کند برائے تحصیل منافع ودفع مضار کہ امر ونہی بران وارد است وموقوف بر تقدیر ندارد وخود را از برائے معین بودن امور در ازل بیکار ندارد ایں سعی وعدم سعی وامر ونہی ہم از تقدیر است وبیرون از تقدیر نیست"۔

(۲۱) ہدایۃ الطلّاب:

یہ رسالہ شریفہ آپ نے طالبان راہ حق کے لئے تصنیف فرمایا نیز مبتدی کے شوق وذوق میں اضافہ کے لئے اس میں عجیب طرز سے گفتگو کی گئی ہے اگر میرا مقصد اختصار پسندی نہ ہوتا تو میں اس رسالہ شریفہ کو بوجہ خیر الکلام ما قلّ و دلّ ہے کے مصداق کے مکمل مع ترجمہ نقل کرتا کہ اس میں ایسے رموز موجود ہیں جو ہزاروں کتابوں کی ورق گردانی سے ہی بمشکل ہاتھ لگ سکتے ہیں مجھے امید ہے کہ اگر یہ رسالہ

طباعت پذیر ہو تو متوسلین اسے حرزِ جاں بنا کر ہر وقت اپنے مطالعہ میں رکھیں اور بے حد فوائد حاصل کریں کہ حریصِ عمل کے لئے اس میں سب کچھ موجود ہے صحبت شیخ کے آداب گنواتے ہوئے آپ نے اس نکتہ کا اظہار فرمایا ہے کہ حوائجِ بشریہ اور ارادات نفسانیہ چونکہ دوام صحبت میں سخت متعذر ہوتے ہیں اس لئے اگر سالک خدمتِ شیخ طیبِ خاطر سے نہ کر سکے تو انکی اجازت سے ترکِ صحبت اختیار کرے اور خود کو ملامت کرتا رہے چنانچہ تحریر فرماتے ہیں :

"خود را (پیش شیخ) چوں مُردہ تصوّر کند و خواہش خود را از خود بالکل دور دارد الّا خواہش پیر کامل کہ خواہش خداست چہ فرمان و افعال و احوال او موافق فرمان خدا است ہیچ از خود نمیدارد و چوں طبعش ملول گردد از خدمتش بر اذن او رود و آں زماں نیز سبب ملال خود تفتیش کند و تجسّس نماید کہ ملال ماہی از آب بسبب علّۃ باشد چہ طالب آب از آب چگونہ ملال میکند الّا انکہ ماہیۃ ماہی آمیزش بچیزی دیگر مخالف ماہی دارد لہذا از آبش ملال بوقوع آمدہ و اگر پیر کامل از مرید طالب ملال کند ہم از قصورِ طلب مرید باشد و آنچہ گفتہ اند زُرْ غِبًّا تَزْدَدْ حُبًّا از سبب ہمیں ملال است کہ عارض است از کثافت جسمانی و خواہش و ارادات نفسانی الخ۔"

اسی طرح ان لوگوں کو جو صحبت اولیاء علیہم الرحمۃ کو بے فائدہ سمجھتے ہوئے ان سے دُور دُور رہتے ہیں سمجھاتے ہوئے فرمایا ہے کہ جس طرح رونق و متاع بازار دیکھنے سے عام طور پہ مفلس بھی خریداروں میں شامل ہو جاتا ہے اسی طرح اے ان نفوسِ قدسیہ سے بیزار! تو بھی انکی محفل میں آ تو سہی کہ اس صحبت کے فوائد تجھ پر عیاں ہوں اسی موقعہ پر حافظ شیرازی علیہ الرحمۃ کی ایک غزل کے چند اشعار کی مختصر شرح بھی فرمائی ہے چُنانچہ یہاں صرف ایک شعر مع مرادی معنی نقل کرنے پر اکتفا کرتا ہوں ؎

شرابِ لعل کش و روئے مہ جبیناں بیں ✤ خلاف مذہب آناں جمال ایناں بیں

"یعنی شوق را ہمراہ خود کن و روئے اہل اللہ بین و بخلاف مذہب مُنکراں کہ از ایشاں میگریزند تو جمال ایشاں بین کہ خریدار خواہی گشت۔"

آخر رسالہ میں تقریباً چالیس اشعار پر مشتمل نظم بطرز مثنوی در صفاتِ مشائخ چشت علیہم الرضوان بھی شامل فرمائی ہے۔ چند اشعار متفرق مقامات سے ناظرین کے ذوق میں اضافہ کی خاطر نقل کرتا ہوں۔

چشتیاں را من چہا بکنم بیاں ✤ کہ چنیں اند و چنوں اند و چناں
چشتیاں اہلِ بہشت اند اے پسر ✤ خود بہشت اند و نہ کس را زیں خبر
صد ہزاراں از لطائف داشتہ ✤ تخم عشق حق بدلہا کاشتہ
چشتیاں بحر سخا و بحر جود ✤ چشتیاں صد قلزم حُبِّ ودود
چشتیاں را من چگویم وصف حال ✤ وصف حال شاں بروں از قیل و قال
اہلِ سُنّۃ ہم جماعت چشتیاں ✤ تارک بدعۃ شدہ جملہ عیاں
یا خدا بخش آؤ مارا کن مدد ✤ گم کن از من ایں منئ بے سند
وہ امانم زیں قرینِ نفسِ بد ✤ کہ ہمے گردد از دوست سد

یا خُدا بخش و کرم کن بر فقیر
تو سمیعی و بصیری و خبیر

(۲۲) ضغث مضروب (غیر مطبوعہ)

آپ کے بعض معاصرین علماء سوء جب فقہی تاویلات کے فہم میں قصور کے باعث ربوا یعنی سود کی بعض صورتوں کو جو منہی عنہ تھیں جائز قرار دینے لگے تو آپ نے فی الفور انکا علمی محاسبہ فرماتے ہوئے ایک تحقیقی مقالہ سپردِ قلم فرمایا، جیسا کہ ابتدا

میں خود تحریر فرماتے ہیں :

"وقد سمعت ان بعض العلماء قد سعوا فی تحلیل نوع من الربٰوا وہو المنہی عنہ بقولہ تعالٰی لا تاکلوا الربوا اضعافا مضاعفۃ الخ ۔"

پھر قرآنی آیات و مصطفوی فرمودات علیہ الصلوٰۃ والسلام اور فقہی جزئیات سے ثابت فرمایا کہ جو چیز یعنی سُود شریعت پاک نے حرام قرار دی ہے وہ کسی حالت میں بھی جائز نہیں ہوسکتی اور اسی سُود کے متعلق جو ابحاث مثلاً "حیلہ سازی کے ناجائز ذرائع وغیرہ تھیں ان کو بھی آپ نے بڑی صراحت سے سمجھایا ہے۔ سابقہ طریقہ کے موافق اس رسالہ شریفہ سے بھی کچھ عبارت نقل کرتا ہوں ۔

"وحیلۃ اخری وہذہ الحیلۃ ہی العینۃ التی ذکرہا محمد وقال مشائخ بلخ بیع العینۃ فی زماننا خیر من البیع الذی یجری فی اسواقنا وعن ابی یوسف رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ انہ قال العینۃ جائزۃ ماجورۃ وقال اجرہ لمکان الفرار من الحرام انتہی مع اختصار اقول انت تعلم ان من کان قلبہ ذا بصارۃ وبصیرۃ لا یسکن علی ما وصفہ الفقہاء ومدحوہ بل یحترز عن امثالہا من الحیل حتی قال بعض الفقہاء العینۃ ھی اللعینۃ ای الملعونۃ وکذا بیع الوفاء وامثالہا بل اہل الورع والاحتراز عن الحرام لا یعملون برخصۃ فیہا خلاف احد من الثلثۃ بل الاربعۃ ولیعلم ان قول الفقہاء کل قرض جر نفعا فہو حرام ینادی باعلی الصوت ان تلک الحیل ولو وصفوہا بکل وصف ومدحوہا بکل مدح تجذب الی تلک الحرام کما نقلوا ان قاضیا لہ مال کثیر لا یحمل نفسہ اعطاء زکوٰۃ فنصب نفسہ حیلۃ وھی ان وضع فی جرۃ زکوٰۃ مالہ وملئہا بشعیر او حنطۃ فدعا مسکینا مستحقا فملکہ تلک الجرۃ ثم اشتری منہ تلک الجرۃ بدرھم او درھمین او ازید فتلک الحیل ھی الرائحۃ المزیفۃ للایمان فلیحترز عنہا واما الحیل

التی انکارہا ذنب فاہل القلوب الصافیہ یعلمون حقیقتہا کما ھو فی قصۃ بریرۃ واہلہا و عائشۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہما وخطبۃ رسول اللہ تعالیٰ صلی اللہ علیہ وسلم مابال اقوام یشترطون شروطا لیست فی کتاب اللہ الخ وکما ان فی القنیۃ انہ یجوز لاہل الحاجۃ الاستقراض بشرط الربوا الخ ثم ابطال الشرط و عدم العمل بہ لازم فان اعطاء الربوا حرام کاخذہ وکتابۃ وحسابہ وکما قال رسول اللہ تعالیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اوہ عین الربوا لاتفعل ولکن بع الجمع بالداھم ثم ابتع بالدراھم جنیبا واما فی فتاوی قاضیخان ومثل ہذا مروی عن رسول اللہ تعالیٰ صلی اللہ علیہ وسلم انہ امر بذلک لا ادری بالمروی وما المثل ومن راویہ واما ما قال انہ تلک الحیلۃ ذکرہا محمد وما قال ان مشائخ بلخ قالوا العینیۃ فی زماننا خیر من البیع التی یجری فی اسواقنا وما قال ان ابا یوسف قال العینۃ جائزۃ ماجورۃ وقال اجرہا لمکان الفرار من الحرام لایدری ما الخیریۃ وما الاجر وما الفرار من الحرام الا انہ تحلیل للحرام وجعل التجار جرئیین علے اکل الحرام واللہ تعالیٰ اعلم صحۃ النقل وجودا و عدما نعم الاجر والفرار من الحرام فی قول رسول اللہ تعالیٰ صلی اللہ علیہ وسلم من انظر معسرا او وضع لہ اظلہ اللہ تعالیٰ تحت عرشہ یوم لاظل الا ظلہ والعمل بہ والاغراء علے ذلک والدلالۃ علیہ اما فی اعطاء الربو للتجار وازدیاد الاجل فلا اجر ولا فرار من الحرام فی قول رسول اللہ تعالیٰ صلی اللہ علیہ وسلم رحم اللہ رجلا سمحا اذا باع واذا اشتری واذا اقتضی فرار من الحرام وموجب للاجر فلیتمسک بقول رسول اللہ تعالیٰ صلی اللہ علیہ وسلم وفعلہ وما نقل عنہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بنقل صحیح واما ما نقل عن ابی حنیفۃ رضی اللہ عنہ وعن اصحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم ان وافق النقل قولہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وقول اصحابہ علیہم الرضوان وعملہم فہو مقبول والا فمردود وفقہاء الزمان لایعرفون شیئاً من القرآن والحدیث

فالجہال وھم سواء سیما اذا صار واسادات زمانہم فالجہل فیہم اشد فلیحترز عنہم وعن متابعتہم ومتابعۃ اقوالہم وافعالہم والسلام علی من اتبع الہدیٰ"

۲۳ تعیین اوقات الصلوٰۃ الخمس (غیر مطبوعہ)

جھنگ مگھیانہ کے چند متوسلین کی فرمائش پر آپ نے یہ رسالہ تصنیف فرمایا۔ اس رسالہ میں ہر نماز کے وقت کی ابتداء وانتہاء لکھنے کے ساتھ ساتھ فقہ حنفی کے مطابق اوقات مستحبہ وعلم توقیت وہیئۃ کے متعلق ضروری معلومات بھی تحریر فرمائے ہیں۔ سایہ اصلی نکالنے کا آسان طریقہ نقشہ بنا کر سمجھایا ہے۔ علاوہ ازیں اس رسالہ شریف میں اہلِ بدعۃ جو ظہر وعصر اور مغرب وعشاء کو ایک سمجھ کر جمع کرتے ہیں اور بدعقیدہ فرقہ جو صرف تین نمازوں کو فرض جانتا ہے، کے رد میں بھی مسکت اور قوی دلائل موجود ہیں۔ اسی طرح جو سایہ اصلی کے قائل نہ ہونے کے سبب حضرات ائمہ مجتہدین علیہم الرحمۃ پر طعنہ زنی کرتے ہیں۔ ان کے اس باطل خیال کے رد میں بھی عقلی ونقلی دلائل پیش کئے گئے ہیں چنانچہ ایک مقام پر فرماتے ہیں:

"پس بموجب فحوای حدیث اگر سایہ اصلی را مقرر نکنیم وقت ظہر قبل الزوال موجود باشد وحال آنکہ مخالفاں ہم بایں قائل نیستند ولا قائل بہ احد من الموفقین والمخالفین پس معلوم شد کہ در احادیث سایہ بجز سایہ اصلی مراد است نہ غیر آں کما لا یخفی علی من لہ ادنی دریۃ فی الہیئۃ الخ"

نمازِ صبح کا وقت تحریر فرماتے ہوئے لکھتے ہیں:

"وقت فجر از وقت طلوع صبح صادق کہ سفیدی مستطیر است نہ مستطیل تا طلوع شمس پس اگر امید جماعۃ باشد فرصۃ کردن در ادای نماز صبح اولیٰ است بل واجب تا عدم وقت کراہۃ کہ قریب وقت طلوع شمس است

والا بر اہلِ کاروبار و حرص دنیا اولیٰ آنست کہ در اول وقت گزارد کہ تا نماز در حرص و غفلت بقضا نہ رسد۔"

عشاء کا وقت فقہاء کے اختلافات کے ساتھ بیان فرمانے کے بعد ایک عام غلطی یعنی عشاء سے قبل سونا اور بعد عشاء محو گفتگو ہونا جس میں عوام و خواص مبتلا ہیں کی طرف اشارہ فرماتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں۔

"مکروہ است قبل از نماز عشاء خفتن و بعد نماز عشاء تحدّث۔"

الغرض اس موجب خیر و برکات تحریر کو اپنے زمانہ کی موذن الاوقات کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا۔

(۲۴) مسفار الحج (غیر مطبوعہ) :

بزبان فارسی تین ابواب پر مشتمل یہ رسالہ آپ نے اپنے چند دینی برادران کے التماس پر تصنیف فرمایا اس میں حج و عمرہ اور زیارت مدینہ شریف کے مسائل و فضائل و ادعیہ ماثورہ اختصار سے درج ہیں اگر اس رسالہ کا ترجمہ اس زمانہ میں شائع ہو تو امید ہے کہ مقبولِ عام ہو جائے۔ بطورِ نمونہ چند سطور ہدیۂ ناظرین ہیں۔

"چوں در مکّہ در آید اوّل در مسجد در آید و چوں کعبہ را بہ بیند تکبیر و تہلیل بسیار گوید پس مقابل حجر شود و تکبیر و تہلیل گوید و بردارد دست را ہمچوں نماز و ببوسد حجر اسود را اگر قادر شود بے آنکہ کسے را ایذا دہد اگر نہ مس کند چیزے را بآں حجر و آں چیز را ببوسد و اگر ہر دو طور مشکل باشد تکبیر و تہلیل و حمد خدا تعالیٰ گوید و درود بر نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم گوید و طواف قدوم کند و ایں طواف سنت است آفاقی را و شروع کند طواف از طرف راست خود از آں طرف کہ متصل دروازہ است در حالے کہ بروں کنندہ باشد چادر خود را زیر بغل راست خود

در حالے کہ افگندہ باشد طرف آں چادر را بر دوش چپ خود و حطیم را در
طواف داخل دارد کہ از بنای کعبہ است و در سہ کرّۃ اوّل جلد برود و بجنبد
در رفتن خود از حجرِ اسود تا حطیم پس در ہر بار کہ گذر کند بحجر اسود بکند ایں چنیں
و ببوسد رکن یمانی را و تمام کند طواف را ببوسد حجر اسود پس ازاں دوگانہ بخواند
نزد مقام ابراہیم و علی نبینا علیہم الصلوٰۃ والسلام یا ہر جا کہ میسّر شود در مسجد شریف
واجب است پس از ہر ہفت طواف، پس ازاں باز گردد و ببوسد حجر
اسود را و بیروں آید از مسجد شریف پس بالا رود بر صفا و مقابل بیت اللہ شود
و تکبیر و تہلیل گوید و صلوٰۃ بر نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم گوید الخ۔"

آخر کتاب میں سید الکونین فخر الانبیاء حضرت محمد مصطفےٰ احمد مجتبیٰ علیہ الصلوٰۃ
والسلام عدد ما فی علم اللہ تعالیٰ کی زیارت کے فضائل و آداب تحریر فرماتے ہوئے لکھتے ہیں
" در مشکوٰۃ است از ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما قال قال رسول اللہ تعالیٰ صلی اللہ
علیہ وسلم من حج فزار قبری بعد موتی کان کمن زارنی فی حیاتی رواہ البیہقی فی
شعب الایمان ترجمہ این است.... الخ کاتب الحروف گوید پس کسے کہ زیارت
قبر مبارک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کند لازم است کہ آداب مدینہ شریف نگاہ
دارد و درود بسیار خواند و زیارت اصحاب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم (علیہم
الرضوان) کند و بہ بیت المقدس رود و زیارتِ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کند
و آداب ایشاں نگاہدارد و از آزار دادن مومن خود را نگاہ دارد چہ بدست و
چہ بزبان و چہ بطورِ دیگر کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرمودہ المسلم من سلم المسلمون
من لسانہ ویدہ و ایں حدیث در صحیح بخاری و صحیح مسلم است ترجمہ این است... [61]
و ہم رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرمودہ لا یکید اہل المدینۃ احد الا انماع کما ینماع
الملح فی الماء و ایں حدیث در صحیح بخاری و صحیح مسلم است ترجمہ این است... [62]

وهم در صحیح مسلم است از ابو ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان ابراہیم علیہ السلام عبدک وخلیلک ونبیک وانی عبدک ونبیک وانہ دعاک لمکۃ وانی ادعوک للمدینۃ بمثل ما دعاک لمکۃ ومثل معہ ترجمہ این است الخ کاتب الحروف گوید پس عزت حرم مدینہ شریف نگاہ باید داشت و از گناہ احتراز باید کرد تمام شد بعض آنچہ قصد کردہ شد و بحقیقت تمام آنگاہ شود کہ مقبول افتد بجناب کبریا ایزد تعالیٰ و رضائی اللہ تعالیٰ و رضائی رسول اللہ تعالیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حاصل شود اللہم ارزقنا حبک وحب من یحبک وحب عمل یقربنا الی حبک ولاتحشرنا عمی بحرمۃ سیدنا ومولانا محمد صلی اللہ علیہ وسلم وبحرمۃ عبداللہ ابن ام مکتوم وبحرمۃ انبیاءک و اصفیاءک واولیاءک الحمد للہ رب العلمین وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ محمد والہ اجمعین"۔

(۲۵) رسالۃ الغنیٰ والفقر (غیر مطبوعہ)

غنا یعنی تونگری و فقر یعنی تنگدستی دو۲ ایسی حالتیں ہیں کہ ان میں سے کسی ایک کے ساتھ دوچار ہونا ہی پڑتا ہے لیکن طالب دنیا ہر حال فراخی چاہتا ہے اور طالب عقبیٰ بتقاضائے حدیث "الفقر فخری" مشتاق فقر ہوتا ہے مگر طالب مولیٰ کسی حالت کو دوسری حالت پر ترجیح نہیں دیتا بلکہ راضی برضا رہتا ہے اس کے لئے فقر و غنا یکساں ہیں، وہ تنگی میں بے صبری و ناشکری کرتا ہے نہ فراخی میں شکار غفلت و معصیت ہوتا ہے اور یہی جماعت جو راضی برضاء مولیٰ کے منصب پر قائم ہے حق پر ہے کہ انسان کی ناقص عقل انجام فقر سے واقف ہے نہ نتیجہ غنا سے آگاہ بلکہ امکان ہے کہ اسکی ہر فکر اس کے حق میں مضر ہو کیونکہ فقر و غنا دونوں خیر و شر سے خالی نہیں لہذا اس کے لئے جو بھی حق سبحانہ وتعالیٰ پسند فرمادیں کہ نتائج سے باخبر ہیں وہی اس کے

لئے مفید ہے ؎

آنکس کہ توانگرت نہ گرداند ÷ او مصلحت تو از تو بہتر داند

قصہ کوتاہ حضرت موصوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس تصنیف لطیف میں غنیٰ و فقر ہر دو کے فوائد و نقصانات گنوائے ہیں۔ چنانچہ تحریر فرماتے ہیں:

"فہذہ رسالۃ فی بیان الغنیٰ والفقر وما فیہما من الخیر والشر قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہم انی اعوذ بک من شر فتنۃ الغنی ومن شر فتنۃ الفقر وفی الحدیث اشارۃ الی سر الجبر والقدر الخ"

لیکن چونکہ صوفیا کرام علیہم الرحمۃ کے نزدیک کثرۃ مال غنا ہے نہ قلتِ اسباب فقر۔ بلکہ انکے نزدیک فراغ دل سے یادِ حق میں مشغول غنی اور دام حرص میں اسیر فقیر ہے اس لئے آپ نے قرآن وحدیث و اقوال بزرگان پر مشتمل چند اوراق کی بحث کے بعد نتیجۃً تحریر فرمایا ہے:۔

"لیس الغنی عن کثرۃ العرض انما الغنی عن النفس ولیس المسکین الذی تردہ التمرۃ ولا التمرتان ولا اللقمۃ ولا اللقمتان انما المسکین الذی تیعفف الخ"

ایک مختصر مگر نتیجہ خیز عبارت بطور نمونہ نقل کرتا ہوں:۔

"پس چیزے کہ سالک را دل بخدا آرد و از تشتّت و تفرقہ باز دارد آں سالک را ہمچوں اسباب وضو است کہ بنماز رساند کہ الصلوٰۃ معراج المومنین و آنچہ سالک را از خدا تعالےٰ باز دارد و موجب تشتّت و تفرقہ خاطر شود سالک را حرام است نقلست کہ سفیان ثوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ را چند دینار بود کہ موجب ترک سوال و جمعیۃ خاطر بود وہم غذا سیر میخورد و میگفت اذا شبع الزنجی وکدہ مراد از نجی حمار است یعنی بار چنداں می برم کہ میخورم و مراد از آں بار کہ برمیداشت عبادۃ اللہ است و مجاہدہ وحضرۃ شیخ عبدالقادر

جیلانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ در ملفوظات خود میفرمائید انت لست سفیان یعنی
اے مرید تو چوں سفیان نیستی کہ بسیر بخوری و عبادت بکنی صاحب مثنوی علیہ الرحمۃ
فرمودہ ؎

چوں گرسنہ میشوی سگ میشوی سیر بخوری سست و بدرگ میشوی

در سیری ہمچوں مردار میشوی و در گرسنگی ہمچو دیوار پس درجہ وسط را
نگاہ داشتن خوب است بزرگان فرمودہ الدنیا بطنک فعلے قدر زہدک فی
بطنک زہدک فی الدنیا و مدار قلۃ المنام وقلۃ الکلام وقلۃ الصحبۃ مع الانام
بر بطن است اکثر مردمان را وحق سبحانہ وتعالےٰ روزہ را حدِ قلۃ الطعام و
نماز را حدِ قلۃ المنام وقلۃ الکلام وقلۃ الصحبۃ مع الانام ساختہ و وظائف
پیران نیز ہمیں فائدہ دارد و سورۃ فاتحہ وقرأۃ قرآن وقیام وقعود و رکوع و سجود
و برخاستن اشارہ بہ بے آرامی عشق است وصورت نیاز وصورت نماز ہمچوں
صورت اہلِ وجد وحال است وقرآن کلام حق الیقین است کہ امام
بہ آواز خوش بحسب فحوای من لم یتغن بالقرآن فلیس منا میخوانند
واطاعت میکنند ومقتدیان در وجد وحال بایکدیگر و با امام متابعت میکنند الخ"

(۲۶) مذاہب الاولیاء فی قبول الہدایا (غیر مطبوعہ)

نظریات کے لحاظ سے اولیاء کرام علیہم الرحمۃ کا اختلاف ہر دَور میں رہا ہے اسی
طرح نذرانہ جات از قسم نقد و اسباب و غلہ و ثیاب کے اخذ میں بھی اولیاء کرام و
صوفیاء عظام علیہم الرحمۃ کے مختلف طبقات ہیں بعض نے جوازِ اخذ کو چند شرائط سے مشروط
کیا اور بعض اس کے خلاف ہیں اور بعض نے بدون شرط، قبولیت کو جائز مگر بعدہ کسی
کار خیر میں بلا تاخیر خرچ کرنے کو لازم کیا ہے الغرض اسی مسئلہ کی وضاحت میں حضورِ اعلیٰ

رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ رسالہ تصنیف فرمایا جس میں ہر فکر وطبقہ کے مشائخ کے مذاہب کو درج فرمایا مگر کسی پر ردّ وقدح اصلاً نہ فرمائی بلکہ ناظرین کو بھی کسی مسلک پر طعن و تشنیع کرنے سے سختی سے روکا ہے چنانچہ تحریر فرمایا ہے :

" وللکل مستند من الاٰثار والاحادیث ونقل الصالحین فلیس لاحد المتاخرین ان یطعن فی افعالہم واقوالہم واحوالہم قال النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان اللہ لاینظر الی صورکم واعمالکم ولکن ینظر الی قلوبکم ونیاتکم وانا لما کتبت ھذہ الرسالۃ لم اتکلف فی کتابتہا لنقل الاحادیث والاخبار مخافۃ الطول والاطناب "

چونکہ حضور اعلیٰ رضی اللہ تعالےٰ عنہ مسلکاً چشتی تھے۔ اس لئے اپنے مشائخ کرام علیہم الرضوان کے طریقہ کار کو بیان کرنے میں کافی وسعت بخشی ہے۔ میں اسی عبارت میں سے کچھ نقل کرتا ہوں :۔

" والمشائخ الچشتیہ فی ہذہ ایضاً مختلفون فمنہم من اختار الاخذ والصرف الی حوائج الناس بالاختفاء ومنہم من اختار اعطاء الخبز واللباس کما اشتہر فی الناس ان الکرامات علے مقدار اعطاء الخبز والمختار عندی وعند شیخی ترک التعمل فی ذلک وترک الاختیار والارادۃ بل ترک التکلف فی الاعمال کلہا الا فی اداء الفرائض وتعظیم المومنین واکرامہم وشدّ الوسط لخدمۃ الشیوخ واولادھم والاستاذین واولادھم فی التصنیف واداء الاٰداب قال رسول اللہ تعالےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اکلأنی ربی کلأۃ الطفل الولید قال صاحب المثنوی رضی اللہ تعالےٰ عنہ اولیاء اطفال حق اند اے پسر بہذا المعنی لاکقول الیہود والنصاریٰ بابوّۃ اللہ لہم بل لم یسع فی تکثیر المدخل بالاستعذار و طلب النذور من الخلق قال رسول اللہ تعالےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ماجاءک من ہذا المال وانت غیر سائل ولامشرف فخذوہ ومالا فلاتتبعہ نفسک

وقال علیہ الصلوٰۃ والسلام یاحکیم ان ہذاالمال خضر حلو فمن اخذہ بسخاوۃ نفس بورک لہ فیہ ومن اخذہ باشراف نفس لم یبارک لہ فیہ وکان کالذی یاکل ولایشبع والید العلیا خیر من ید السفلی حالا ترجمہ ایں حدیث مے کنم وبیانش می نویسم تاآنکہ عالم لعربیتہ نباشد بفہمد رسول خدا صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم میفرمائید کہ مرا پروردگار من چوں طفل نوزائیدہ پروردہ است یعنی از من اختیار وارادہ نیست ہرچہ میکند باآں راضیم وایں در اُمور است کہ سعی وکوشش دراں فریضہ نیست وآنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ را فرمودہ است کہ اے عمر آنچہ نزد تو بیاید ازیں مال در حال آنکہ تو سوال نکردۂ آنرا و نہ باآں نفس خود را نمائندہ ونہ مطالعہ آں کردہ ونہ خواہش آں کردۂ پس بگیر آنرا ودر تصرف خود بیار وآنچہ ایں چنیں نیست پس نفس خود را پس آں خوار وذلیل مگرداں ودر رنج میفگن نفس خود را بتحصیل آں وحکم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حکیم بن حزام رضی اللہ تعالیٰ عنہ راگفت کہ اے حکیم ایں مال دنیا سبز وشیریں است پس آنکسے کہ بگیرد ایں مال را بخوشی وفراخ دلی ای لاجمع ولاطمع ولامنع وسخاوت راہمیں معنی است نہ آنچہ مرداں فہمیدہ اند کہ سخاوت دادن مال است واز سبب غلط فہمی گناہ راعبادت دانستہ اند یعنی آں کسے کہ مال را بسخاوۃ میگیرد احتکار نمی کند در مال او برکت انداختہ شود ومراورا آں مال نفع مے دہد در دنیا وعقبیٰ وآں کسے کہ می گیرد مال را بفکر کردن ودیدن مال مَرداں ومطالعہ آں ورنج کشیدن در تحصیل آں اور ابرکت انداختہ نمی شود وآں کس را حال چوں حال آں کسے باشد کہ میخورد وسیر نشود ودست بالا از دست زیریں بہتر است یعنی دہندہ از گیرندہ بہتر است پس اے فقیر تو ازیں حدیث فضل

دولتمند بر فقیر پنداشتہ سعی در تحصیلِ دنیا مکن کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم از سبب فارغ آں دست را بہتر گفتہ وآں دست را از سبب آلودگی کم ازاں فرمود الخ۔"

رسالہ شریفہ کے ختم پر اپنے مشائخ چشتیہ مرضیہ کے مذہب کی تائید میں حضرۃ محبوب سبحانی مقرب یزدانی شیخ محی الدین ابو محمد عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے فرمودات میں سے ایک فرمان نقل کر کے عجیب نکتہ کا انکشاف فرمایا ہے چنانچہ مرقوم ہے:

"حضرۃ شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرمود جاہدت نفسی فی ترک الاختیار والارادۃ حتی حصل لی ذلک فافہم وتامّل ولا ترتکب الشہوات فان الشہوات النفسانیۃ والارادات الطبعیۃ ھی الطاغوت یخرجون الناس من النور الی الظلمٰت فہم مغرورون بسراب بقیعۃ یحسبہ الظمآن ماءً حتی اذا جاءہ لم یجدہ شیئاً فہم الذین ضل سعیہم فی الحیوٰۃ الدنیا وھم یحسبون انہم یحسنون صنعا حاصل آنکہ در غیر اُمور مامور بہا ومنہی عنہا ترکِ اختیار وارادہ راس المال است در حصول فنا وایں کنز است از کنوز جنت"۔

فقیر لاشی غفرلہ کہتا ہے کہ اُس زمانہ میں چونکہ فارسی مقبول وعام فہم تھی اسلئے آپ نے فارسی ترجمہ کی ضرورت محسوس فرمائی اور چونکہ اس دَور پرفتن میں فارسی دان بھی عربی دانوں کی مثل ناپید ہیں لہذا ضرورت ہے کہ حضرۃ موصوف کے ان فارسی و عربی تصانیف کے اُردو ترجمے پیش کئے جائیں تا کہ حضرۃ موصوف کا مقصود پورا ہو۔ حق سبحانہٗ وتعالےٰ کسی کو بھی اس امر کی توفیق عطا فرما دیویں تو انکی عنایت بے نہایت سے بعید نہیں۔

۲۷ سِرِّ دلبراں:

اس کتاب میں حضور اعلیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے پیر و مرشد حضرت محبوب اللہ

خیرپوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ملفوظات شریفہ و عادات و اطوار مبارکہ اور مدارجِ عالیہ نہایت سادگی سے جمع فرمائے ہیں۔ اصل کتاب فارسی بھی تین مرتبہ بالترتیب ۱۲۶۷ھ، ۱۲۸۷ھ، ۱۳۲۴ھ میں طباعت پذیر ہوئی اور ۱۴۰۰ھ میں جناب محترم کیپٹن واحد بخش صاحب سیال مرحوم نے اس کا اُردو ترجمہ شائع کیا جو بحمدہٖ تعالیٰ پھر دوسری طباعت کے مراحل میں ہے۔ آپ کی اس تصنیف لطیف کو وہ مقبولیت نصیب ہوئی ہے کہ آپ کے حین حیات ہی حضرت خواجہ امام بخش مہاروی علیہ الرحمۃ نے ۱۲۸۳ھ میں اپنی مایہ ناز تصنیف گلشنِ ابرار میں حضرت محبوب اللہ خیرپوری رضی اللہ عنہ کے عادات و اطوار اور اقوال مبارکہ اسی کتاب مستطاب کے حوالہ سے درج فرمائے ہیں۔ ایک جگہ حضرت محبوب اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے چند واقعات دربارۂ استغراق ذکر کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں :

"چوں برادرِ آں حضرت مولوی قادر بخش صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ رحمۃً واسعۃً" وفات یافتند و بر جنازۂ ایشاں مردماں حاضر شدند آنحضرت منتظر بودند، سبب انتظار پرسیدند فرمودند کہ برادرم بیاید مردماں گفتند کہ ایں جنازہ مولوی صاحب است پس ازاں نمازِ جنازہ خواندند و نیز چوں در ملتان می آمدند یا کسی دیگر جائے میرسیدند کہ ایں کدام مکان است و نیز امر متعلق بخیرپور در ملتان می پرسیدند و برعکس آں و مردماں میگفتند کہ ایں فلاں جا است حاصل آنکہ استغراق در مراقبہ چناں بود کہ امور مرئیہ بچشم نیز از چشم غائب میشد الخ۔"

(۲۸) تحقیق الآداب :

حضور اعلیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس قلمی رسالہ میں حضور پُرنور سید یوم النشور

علیہ الصلوٰۃ والسلام کے آباء واجداد و خویش واقارب کے حق میں مؤدبانہ زبان استعمال کرنے کی سخت تاکید کی گئی ہے حتیٰ کہ جن کا کفر و شرک علماء کرام کے نزدیک مسلّم ہے ان کے حق میں بھی لعن وطعن کو آپ نے اس لئے رَوا نہیں رکھا کہ آپ نے محبوب کی دو قسمیں، دینی وایمانی اور طبعی واحسانی بیان فرما کر اہلِ اسلام کو متنبہ کیا ہے کہ ان میں سے بعض بالخصوص ابو طالب چونکہ محبوب احسانی وطبعی تھے لہذا ان کے حق میں بے ادبانہ گفتگو مناسب نہیں، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے آباؤ اجداد کے اسلام کے بارہ میں بھی اِس رسالہ میمونہ میں مفصّل بحث موجود ہے جو دلائل قاہرہ سے پر ہے اور اسقدر دِلچسپ، کہ ایک ہی نشست میں اوّل تا آخر مطالعہ کرنے کو دِل کرتا ہے۔ بہر حال میں بطورِ نمونہ کلام رِسالہ شریفہ کے آخری چند سطور جو ما قبل کا خلاصہ اور نتیجہ ہیں نقل کرنے پر اکتفا کرتا ہوں۔

"پس ما مسلمانان را باید کہ آداب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم و آباؤ اجداد و اولاد احفاد و ازواج واصحاب او نگہداریم اگرچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم لفظ فی النار یا غیر ذلک درحق بعضے از ایشاں فرمودہ باشد مشرک را رحمۃ ومغفرۃ ورضا نگوئیم ومومن را اگر مرتکب کبیرہ بودہ باشد از متقدمین یا متاخرین برو لفظ لعن نگوئیم وتکفیر نکنیم کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرمودہ المسلم من سلم المسلمون من لسانہ ویدہ یعنی مسلمان کسے است کہ مسلمانان از دست وزبان او سلامت باشند وہیچکس را از مومنان ضرر بدست وزبان نرساند واگر مومناں از کسے رنجیدہ باشند او را ہم لعن وتکفیر نکنیم کہ تکفیر ولعن امر عظیم وخطیر است بلکہ اولی آنست کہ کافر معین را ہم لعن نکنیم کہ احتمال است کہ قبل مردن مسلمان شدہ باشد الخ"

(۲۹) تحقیق اسماء شہور قمریہ :

اس رسالہ شریفہ میں قمری مہینوں، محرم صفر۔ ربیع الاول الخ کے لفظی معنی اور وجہ تسمیہ بیان کئے گئے ہیں ضمناً ہندی مہینوں، بیساکھ، جیٹھ۔ ہاڑ الخ اور شمسی و عیسوی جنوری، فروری الخ اور فارسی، فروردین اردبہشت اور عزلی، حمل، ثور، جوزاء الخ وغیرہ مہینوں کے ایام کی سالانہ مقدار وغیرہ پر مختصر بحث بھی فرمائی ہے۔

(۳۰) وفیات الاعیان (۳۱) سیر السماء ریاضی

(۳۲) رفیقیہ شرح توفیقیہ :

ان تین رسالوں کے نام بعض تذکرہ نگاروں نے آپکی تصانیف کے ضمن میں درج کئے ہیں مگر مجھ ناکارہ کی رسائی ان تک نہیں ہو سکی۔

(۳۳) رسالۃ الدخان :

اس مختصر رسالہ شریفہ میں آپ نے مسلمانوں کو بالعموم اور علماء کرام کو بالخصوص عجب و خود بینی وکبر وحسد و حقد و غضب اور حرص و بخل جیسے اخلاق ذمیمہ سے بچنے کی سخت تاکید فرمائی ہے۔ یہ رسالہ بھی غیر مطبوعہ ہے۔

(۳۴) رسالہ در منطق (۳۵) ادعیہ قرآنی برائے خیریت دو جہانی

(۳۶) رسالہ فی التصوّف :

آپ کے مصنفہ ان تینوں رسالوں کے نام میں نے آپ کی تیسری پشت میں

حضرت مولانا محمد عبدالقدوس صاحب علیہ الرحمۃ کی قلم سے لکھی گئی "فہرست کتب خانہ" میں پڑھے ممکن ہے آپ کی اولاد میں سے کسی کے پاس محفوظ ہوں مگر مجھے باوجود تلاش بسیار کے دستیاب نہیں ہو سکے۔

(۳۷) الہام الصواب (غیر مطبوعہ) :

آپ کی یہ تالیف مبارکہ مشتمل بر دو صد بستا ئیس ۲۲۷ صفحات دراصل "نفحات الانس" مصنفہ حضرت عارف جامی علیہ الرحمۃ میں مذکور مشائخ عظام کے ان اقوال کا مجموعہ ہے جن میں مسئلہ وحدت الوجود کی حقیت اور اثبات موجود ہے۔ منکرین وحدت الوجود کے بعض اقوال کو بھی آپ نے جمع فرما کر ان کے جوابات کو بصورتِ حاشیہ شامل کتاب مستطاب فرمایا ہے۔ مقدمہ، خاتمہ اور حاشیہ کے علاوہ چونکہ کتاب کا بیشتر حصہ نفحات الانس ہی سے منقول ہے لہٰذا میں تعارف پر ہی اکتفا کرتے ہوئے اقتباس نقل نہیں کر رہا۔

(۳۸) اعانۃ المریدین فی ردّ الشیاطین والمعاندین :

علاقہ خوشاب کے خلیل الرحمان نامی آپکے ہم زمان عالم نے "توفیقیہ شریف" کی رد میں ایک مفصل کتاب لکھی جس کے ردّ میں آنجناب فانی فی اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ رسالہ تصنیف فرمایا۔ اس رسالہ میمونہ میں موجود مسکت جوابات کے ایک ایک جملہ سے آپکا فنافی الشیخ ہونا اور مسئلہ وحدۃ الوجود پر آپ کا حد درجہ راسخ العقیدہ ہونا نمایاں ہوتا ہے۔ اس رسالہ کو توفیقیہ شریف کی شرح کہیئے یا حضرت محبوب اللہ خیر لوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مناقب میں شمار کیجئے یا وحدۃ الوجود کے مسئلہ پر شافی بیان سمجھیئے سب بجا ہے۔ خلیل الرحمٰن خوشابی جو خود عبدالعزیز بن ولی اللہ العمری دہلوی کے شاگردوں

سے ہے اور اس کے مشہور زمانہ شاگرد مولانا قادر بخش ڈیروی ہیں، جن کا لڑکا سلطان محمود ڈیرہ اسماعیل خانوی ثم الملتانی کا شمار غیر مقلد اہلحدیث علماء سے ہوتا ہے نے جب ہزاروں سادات صوفیاء اہل اللہ کے متفق علیہ مسئلہ " وحدۃ الوجود " پر اعتراضات کی بارش کی اور پوری کتاب میں حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی کے اقوال و مکتوبات کو سند پکڑتے ہوئے حضرت محبوب اللہ خیر پوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان میں گستاخانہ کلام تحریر کیا تو آپ نے بھی کسی رکھ رکھاؤ کے بغیر علمی اور تحقیقی جوابات پیش کئے آپ نے خلیل الرحمان کو "خالی از ذوق و وجدان بلکہ طالب خذلان المشہور بہ خلیل الرحمان" اور اکثر مقامات پر " اے شتربان " کہہ کر مخاطب کیا اس رسالہ میں آپ نے مخالف کے اقوال کو " قولہ " اور اپنے جواب کو " اقول " کے عنوان سے واضح فرمایا ہے۔ تسمیہ اور حمد و صلوٰۃ کے بعد سبب تالیف بیان کرتے ہوئے آپ نے مشائخ چشت اہل بہشت بالخصوص اپنے مرشد حقیقی مجذوب الہٰی حضرت محبوب اللہ خیر پوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی پرزور عبارت میں مدح سرائی فرما کر اہل اللہ کی دشمنی اور اہانت کو حق تعالیٰ جل شانہٗ سے جنگ کرنے کے مترادف قرار دیا ہے

العیاذ باللہ بعض لوگ اس کتاب مستطاب کو طریقہ نقشبندیہ کے خلاف سمجھتے ہیں حالانکہ آپ نے اس امر کی صراحۃ فرمائی ہے کہ اس زمانہ کے اکثر نقشبندی چونکہ وہابی نجدی ہیں اسلئے انکی مخالفت کرنا پڑتی ہے چنانچہ تحریر فرماتے ہیں :

" ولے الحال بعد از حضرت الشیخ احمد سرہندی علیہ الرحمۃ النقشبندیہ ہمہ بے ادبان اند الا قلیلاً و اکثر نجدیہ کہ لوہابیہ مشہور اند تعلق بیعۃ باین سلسلہ دارند الخ "

ایک دوسرے مقام پر بھی طویل بحث کے بعد رقمطراز ہیں :

" حاصل آنکہ ہر کہ نسبت دریں زمانہ بنقشبندیہ دارد از بے ادبی بہ اولیاء اللہ خالی نیست ۔ "

اب میں آپ کے غیرت مندانہ قلم کے چند اقتباسات انداز نگارش کے طور پر نقل کرتا ہوں، معلوم رہے کہ ایک مختصر حوالہ اسی رسالہ میمونہ سے چمن سوم میں بھی زیر عنوان "غیرت سلسلہ عالیہ" گزر چکا ہے، اگر دوبارہ پڑھ لیں تو اس محل کے مطابق مفید ثابت ہوگا انشاء اللہ العزیز۔

"**قولہ** چوں رسالہ توفیقیہ صغریٰ از مولوی خدابخش ملتانی (رضی اللہ عنہ) در مخالفت شریعت اتم واکمل بود الیٰ قولہ ایں باطل است **اقول** اے شتربان! برشتر نشستہ اگر تاخیر پوری رفتی وشاگردی اُستاد ماہر کہ در بے خودی کامل بود میکردی چہ بودی۔ ابویزید رضی اللہ عنہ گوید کہ من از ابو علی علم فنا در توحید می آموختم وابو علی از من الحمد للہ و قل ھو اللہ نفحات من عینہ واگر چنیں نکردی عمل بر قول خواجہ حافظ شیرازی میکردی ہم خوب بود ؎

سخن کہ بشنوی از اہلِ دل مگو کہ خطا است
سخن شناس نۂ دلبرا خطا اینجا است

وآنچہ سرہندی گفت جوابش اینست کہ آنانکہ قائلین بوحدت وجود اند مخلوقات راعین خالق نمیدانند بلکہ یک خالق را میدانند وبس وبر شرع عمل میکنند ومخالفت شرع نمیکنند حضرت خواجہ حافظ علیہ الرحمۃ فرمودہ ؎

فرض ایزد بگذاریم وبکس بد نکنیم،
وآنچہ در شرع روا نیست نگوئیم روا است الخ"

ایک مقام پر مخالف کو جواب دیتے ہوئے ثابت فرمایا ہے کہ مشائخ نقشبندیہ متقدمین بھی وحدت الوجود کے ہی قائل تھے اس مضمون کو آپ نے اگرچہ کافی وسعت بخشی ہے تاہم تین اقتباس مختصراً نقل کرتا ہوں۔"

"حضرت مولانا جامی از مشرب وحدت شہود بوحدت وجود در آمد وہمہ کمال

در وحدت الوجود یافت والسلام۔ باید دانست کہ آنچہ ما گفتیم کہ مولانا جامی از وحدت شہود بوحدت وجود در آمد سندش ایں است کہ مولانا مولوی عبد الغفور لاری کہ شاگرد و مرید و ہم صحبت مولانا است در تکملہ نفحات چنیں نوشتہ است کہ حضرت مولانا جامی علیہ الرحمۃ میفرمودند کہ مسئلہ توحید سخنی است قدیم و در ادیان سابق نیز می بودہ است الخ"

"ایں مسئلہ را در کلام خواجہ محمد پارسا قدس سرہٗ یافتیم خاطر از قید وحشتہ نجات یافت۔ و اندیشۂ ایں معنی شتافت میفرمودند کہ صدور کثرت از وحدت بغیر طریق توحید طریقے دیگر در تحت اندیشہ نمی آید و ایں مسئلہ ہیچ وضعے از اوضاع و ہیچ حکمے از احکام مخالف شریعت نیست فرقہ۔ کہ نفی رامے۔ تندبامے داشتہ اند کہ باآں منتفی نمی گردد الخ۔"

"چندیں ہزار علمای ربانی و فضلائی رحمانی و بزرگان و عارفان از بدگوئی اہل اللہ منع کردہ اند تو خود دریں ورطۂ ہلاکت افتادی و باشیرانِ الٰہی در افتادی و مجدّدِ تراکہ مُسند تست ازیں سکر چہ اثر اگر چیزی مجدّد یافتہ از خاندانِ چشتیہ و بخدمت ایشاں یافتہ سکر و صحو ایشاں داند کہ سینہ بسینہ فیض ایشاں جاری است در نفحات است کہ حضرت خواجہ عبد اللہ انصاری فرمودہ و چشتیاں ہمہ چناں بودہ اند از خلق بے باک و در باطن سادات جہاں انتہیٰ"

ایک مقام پر جواباً یہ تحریر فرما کر کہ خود حضور رسول مقبول علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھی العیاذ باللہ ثم العیاذ باللہ مجنوں کہنے والے جب زیارت فیض بشارت سے مستفید ہوتے تو بے ساختہ کلمۂ تشہد پڑھتے مخاطب کو یوں فرمایا:

"واگر تو زیارتِ آنحضرت قبلہ (خیر پوری) رضی اللہ عنہ میکردی شاید کہ مُریدشدی و فیض از ایشاں بقدر استعداد خود می یافتی الخ"

مخالف نے انتہائی بے باکانہ اور گستاخانہ جرأت کا مظاہرہ کرتے ہوئے جس اعتراض میں حضرت محبوب اللہ خیر پوری رضی اللہ تعالٰی عنہ کی العیاذ باللہ ثم العیاذ باللہ اپنی جہالت کے سبب تکفیر کی ہے، نقل کرتا ہوں :

"**قولہ** در آخر این نقل پس انصاف باید نمود کہ این اعتقاد خبیث اگر موجب کفر و الحاد نیست پس کرام کس را کافر گفتہ شود ا **قول** این منکر نمی داند کہ قائلین بوحدت وجود ہمہ عابدان و زاہدان و متقیان اند و پاک از آلائش اجسام و تلوث بقاذورات و تعدد و تکثر و موجودات متکثرہ ذہنی و خارجی و نفس الامری کہ بعلم می آیند ذات واجب الوجود از تقید بایںہا منزہ است۔ اعتقاد خبیث آنکس دارد کہ حق را شریک پیدا کند یا بمرتبہ اطلاق با تقید مقید دارد و زمین و آسمان و ہر چیز را غیر حق داند بایں معنی کہ مظہر ندانند و از خدائے تعالٰی و صفات او خالی دانند پس از حق تعالٰی دور است و با اعتقاد ناموافق خود مسر در حق تعالٰی میفرمائید : وھو اللہ فی السموات و فی الارض یعلم سرکم و جھرکم و یعلم ما تکسبون و لھبطتم علی اللہ پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام میفرماید۔ اگرچہ ظرفیۃ و مصروفیۃ و صفات اجسام بر حق تعالٰی گفتن مناسب نیست کہ موجب نقص است و ذات او کلی است اگر این اعتقاد در بعض نقشبندیہ بفہم نیاید و بفہم دیگران می آید و حال آن کہ ایشان بسیار اند پس قاصران بعض نقشبندیہ باشند کہ خلاف سواد اعظم کردہ باشند نہ ایشان۔ ہمہ طعن از قصور فہم است و دعوی برتری دین خود را بر دیگران از قصور فہم است الا فی الامور الشرعیۃ فیما ھو الحق چہ خوش گفت حضرت شیخ محی الدین عبد القادر جیلانی المکلف بکیحل بتراب قدمہ

والمتکلف امر باخراجہ۔ پس اے طاعن واے مدعی ؎

اقوال را چہ بینی بنگر بسوئی حال
بر اشہد تو خندہ زند اسہد بلال"

قولہ حضرت مجددؔ در مکتوب می فرماید صوفیہ باندازۂ دید خود کہ متضمن سکر وحال است چیز ہا برزبان می آرند بر ظواہر محمول نباید داشت الیٰ قولہ واصل محمدی نیافتہ اند ایں نقل در رسالۂ خواجہائی ما است انتہی کلامہ

اقول گفتن مجددؔ کہ یصرف عن الظاہر در حق مریدان خود گفتہ تا در کفر والحاد نیفتند وہر شیخی را طریقے خاص است کہ بآں مختص است تو درحق خود صرف عن الظاہر بکن وبر مذہب وطریق خود باش گفتہ اہل اللہ را صرف عن الظاہر چہ کنی قول خدائی تعالیٰ را کہ ھوالاول والآخر والظاھر والباطن است چہ صرف کنی لھبطتم علی اللہ را چہ تاویل کنی ینزل اللہ ویضحك اللہ وبل یداہ مبسوطتان والرحمٰن علی العرش استوی ومرضت فلم تعدنی را چہ تاویل کنی فرمودۂ اہل اللہ چوں آیات متشابہات است اگر اعتقاد بایشاں نداری دور باش ور برخود حسرت کن حضرت خضر علیہ السلام را اگرچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام از اولوالعزم بود یافت وصبر بر سخنانش وانعالش نکرد عتاب یافت۔ تو شتربان چہ طاقت داری کہ باخضر زمانہ گفتگو وقدح ورد شروع کنی الخ"

فارسی عربی دانوں کی قلت اور خوف طوالت کے سبب اسی پر اکتفا کرتا ہوں ورنہ اس رسالہ شریفہ کی ہر سطر مطالعہ سے تعلّق رکھتی ہے۔ افسوس کہ اس رسالہ کا شمار بھی تاحال آپ کے غیر مطبوعہ رسائل میں ہے۔

۳۹ وصایا عبیدیہ الموسومہ بہ "دفع الفساد والجدال":

حضور فانی فی اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ۱۲۵۰ھ کے بعد متعدد وصیّت نامے تحریر فرمائے اور ۱۲۸۷ھ میں لکھے گئے وصیت نامہ میں انکا نام "دفع الفساد والجدال" تجویز فرمایا۔ بعض وصایا میں صرف پند ونصائح ہیں اور بعض میں گھر بلو اشیا کا ذکر کہ یہ کن کی ملکیت ہیں اس احقر کاتب الحروف کی نظر سے آپ کے پانچ وصیّت نامے گزرے۔ ہر ایک وصیت نامہ اپنے فوائد کثیرہ کے سبب مع ترجمہ نقل کرنے کو دل چاہتا ہے مگر خوف طوالت مانع ہے لہذا صرف چند عبارات برکت و بھلائی کے طور پر ہی نقل کرتا ہوں:۔

۲۶ ذوالقعدہ بروز منگل ۱۲۵۰ھ کے بعد لکھے جانیوالے وصیّت نامہ میں اپنی اولاد، اپنے ہمسایوں، تعلق داروں اور دوستوں کو مخاطب ہو کر گوناگوں نصائح فرماتے ہیں چنانچہ حمد وصلوٰۃ کے بعد تحریر فرماتے ہیں:

"ثم ان وصیتی بالنسبۃ الی الابناء والبنات والزوجۃ والاحباب والاصحاب واہل القرابۃ والجوار تقوی اللہ وتوحیدہ والرھبۃ من اللہ والخشیۃ والانابۃ والمحافظۃ علی الصلوٰۃ الخمس وصیام رمضان واداء جمیع ما امر اللہ تعالٰے امما ھو مفصل فی الکتب ومجمل فی صدور العالمین والعارفین والانتہاء عما نہی اللہ عنہ مما ہو مفصل فی الکتب ومجمل فی صدور الفاسقین وغیرہم واکثر ما یحصل علی التمام والکمال بعد تحصیل العلم من کتب الصالحین الماضین وصحبۃ الاخیار الابرار العابدین العاملین بایاک نعبد وایاک نستعین الذین اذا رؤوا ذکر اللہ الخ۔"

ایک وصیّت نامہ جس میں سن تحریر درج نہیں ہیں صرف اپنے ہر دو فرزندان

کو خطاب فرماتے ہوئے ایک مقام پر لکھتے ہیں :

"والزما طریق السنۃ والجماعۃ وحبّ اہل البیت والصحابہ ویسلم المسلمون من لسانکما واحذرا الغیبۃ والکذب والنمیمۃ والحسد والعداوۃ والتکبّر والحرص والبخل والجبن وکونا عباد اللہ ولا تکونا عبادی الخلق ورسومہم واحذرا من القال والقیل وجمع المال وکثرۃ السوال والاسراف واسعیا فی اسعاف حوائج المحتاج الخ"

۷ جمادی الاوّل ۱۲۸۶ھ میں لکھے گئے وصیت نامہ میں چند حجرہ جات نزد مسجد عُبیدیہ محلہ قدیر آباد کے وقف ہونے کے متعلق ذکر فرماتے ہوئے اپنے صاحبزادگان کو یُوں تنبیہہ فرمائی ہے۔

"ایں تملیک فی الحقیقۃ تملیک نیست چہ خدمت باغ وچاہ ومسجد وضیفان و فقراء وتدریس کار دیگر کس نیست بلکہ کار کسی است کہ من کان للہ کان اللہ لہ را نصب العین خود کردہ پس گویا ایں (تملیک فی الحقیقۃ) تولیۃ وقف است نہ تملیک بلکہ اگر عبدالرحمٰن ایں کار برخود ندارد یا عبدالحق طاقت ایں کار ندارد ہیچ دخل در ملکیۃ ایشانرا نباشد بلکہ کسی دیگر را بریں امر گمارند کہ لائق بودہ باشد الخ"

اسی وصیت نامہ میں از راہِ عجز و انکساری اپنی قبر شریف پر گنبد بنانے سے منع کرتے ہوئے جو تحریر فرمایا ہے وہ نقل کرتا ہوں اور یہ بھی اندازہ فرمایئے کہ اپنے مُرشدِ حقیقی کے پیارے نام کو آپ کس طرح دُعائیہ معنی میں استعمال فرماتے وقت ذوق میں آکر اس کا تکرار فرماتے تھے۔

"متولیاں را باید کہ برقبر فقیر گنبد وسقف وغیر آں نکنند واگر قریب قبر بنای کنند جائز باشد والا ایں فقیر را پسند نیست کہ برقبر بناء کنند واگر سایہ کنند بجز سقف

از درخت وپتل چنانچہ از باران وباد مانع نباشد بے حسن وتفاخر برای آیندگان وآمرزش خواہندگان برای فقیر ہم جائز باشد کہ فقیر سخت سیاہکار وبے سامان است یا خدا بخش یا خدا بخش یا خدا بخش یا خدا بخش یا خدا بخش یا خدا بخش یا خدا بخش بر عبید خود کہ سیاہ کار وبدکار است۔ بفضلک وکرمک یا ارحم الراحمین" الخ

۱۸ شعبان ۱۲۸۶ھ کے وصیت نامہ میں رسمی علماء وجاہل صوفیاء کی بے فائدہ بلکہ انتہائی نقصان دہ صحبت سے اپنے دوستوں اور اولاد کو مجتنب رہنے پر زور دیا ہے۔ اس میں ابن تیمیہ، اسماعیل، خورم علی وغیرہم من الوہابیین ومن تبعہم اجمعین کے عقائد فاسدہ کو ذکر فرما کر آخر میں اس فرقہ باغیہ کو سلام میں ابتدا کرنے اور نماز دل میں انکی اقتداء کرنے کی ممانعت کے ساتھ ساتھ ان پر لعن اور ان کے حق میں تکفیر سے پرہیز کرنے کی وصیت جن الفاظ میں بیان فرمائی ہے اس میں سے آخری اقتباس نقل کرتا ہوں :

"علماء مکہ ومدینہ ودیگر بلاد اسلامیہ وصلحای زمانہ فرمودہ اند کہ ایشاں را ابتدائً سلام نباید گفت ونماز درپس ایشاں نباید خواند اگرچہ عالم باشند ظاہراً سیمائے صلاح درایشاں پیدا بود وبعض علماء مکہ ومدینہ در رسائل خود نام اسماعیل "ملحد ہندی" نہادہ اند وفقیر (حضور فانی فی اللہ باقی باللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ) اگرچہ جرأۃ بر ملحد وکافر گفتن ایشاں نمی کند لیکن نماز درپس ایشاں جائز نمی داند وسلام نیز ابتداءً گفتن نیکو نمی داند پس وصیۃ فقیر درحق دوستان ما جمعہم آنست کہ طریق بے ادبی را درحق علماء وصلحائی ومومنین متقدمین ومتاخرین کہ اہل ادب اند ترک کند بلکہ فحش ولعن وتکفیر درحق کافران کہ عاقبت ایشاں معلوم نباشد ہم نکند۔ شیخ سعدی علیہ الرحمۃ فرمودہ ؎

ہر کرا جامہ پارسا بینی ، پارسادان ونیکمرد انگار

وحضرت خواجہ حافظ علیہ الرحمۃ فرمودہ ؎

مباش درپئے آزار وہرچہ خواہی کن کہ درطریقہ ما غیر ازیں گناہی نیست

دہم فرمودہ ؎

فرض ایزد بگذاریم وبکس بدنکنیم وآنچہ گویند روا نیست نگوئیم رواست

وحدیث اَلْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِّسَانِہٖ وَیَدِہٖ را

مرعی باید داشت والسلام علی من اتبع الہدیٰ ۔"

ایک وصیت نامہ میں فرقہ وہابیہ طاغیہ کے ان رؤسا کا جنہوں نے اہلِ اسلام سے جنگ وجدال کو روا رکھا اور ائمہ اربعہ کی تقلید سے مسلمانوں کو منع کیا ذکر فرماکر اپنے متوسلین کو بدگمانی، بدبینی، عیب چینی، خودبینی اور خودنمائی وعجب وکبر سے باز رہنے کی وصیت فرمائی ہے کہ منکرینِ تقلید انہی امراض روحانیہ کے سبب ہی اس آفت میں گرفتار ہوئے۔ چنانچہ ایک مقام پر رقمطراز ہیں :

"ماؤ شمارا کہ ہیچ از ذوق وحلاوۃ ایمان واسلام نیافتیم واز نتیجہ ان الصلوٰۃ تنہیٰ عن الفحشاء والمنکر بوئی نشمیدیم واز طعام ابیت لقمہ نچشیدیم واز حق الیقین لوانزلنا ھٰذا القراٰن علیٰ جبل لرئیتہ خاشعا متصدعا من خشیۃ اللہ و تلک الامثال نضربہا للناس لعلہم تیفکرون بعلم الیقین نرسیدیم واز عتاب ثم قست قلوبکم من بعد ذلک فہی کالحجارۃ اواشد قسوۃ وان من الحجارۃ لما یتفجر منہا الانہار وان منہا لما یشقق فیخرج منہ الماء وان منہا لما یھبط من خشیۃ اللہ بردل خود ہیچ اثر نیافتیم واز حدیث وان من الجسد مضغۃ اذا فسدت فسدت الجسد کلہ الاوہی القلب ہیچ فہمے کہ بکار آید نفہمیدیم و واز حدیث کن فی الدنیا کانک غریب اوعابر سبیل وعد نفسک من اصحاب

القبور، ہیچ اثرے بدل نرسانیدیم واز حدیث اذا اصبحت فلا تحدث نفسک بالمساء واذا امسیت فلا تحدث نفسک بکر الصباح ہیچ درازی امل را کوتاہ نکردیم و از آیتہ ولا تقولن لشئ انی فاعل ذلک غدا الا ان یشاء اللہ واذکر ربک اذا نسیت، ہیچ تذکر والفاظ پند پذیر فتیم واز حدیث خط خطا مر لعبا الخ، ہیچ حظ نگرفتیم واز حدیث ذاق طعم الایمان من رضی اللہ ربا و بالاسلام دینا و بمحمد صلی اللہ علیہ وسلم نبیا ذوقی نگرفتیم باید کہ طریق جنگ وجدال را برطرف کنیم الخ "۔

اسی وصیت نامہ میں ایک مقام پر اکابرین اہل السنۃ اور انکی تصانیف کے مقابلہ میں رؤساء وہابیہ اور انکی تصانیف کا ذکر اسطرح فرمایا ہے:

"فقیر عبداللہ ملتانی سعدی شیرازی و فریدالدین عطار و مولوی جلال الدین را از ولی اللہ واسماعیل و عبدالوہاب و ابن تیمیہ و خورم علی اولی می پندارد و کتاب فریدالدین عطار پند نامہ و بوستان و گلستان و کیمیا را از کتاب التوحید و تقویۃ الایمان و مائۃ المسائل و زینۃ المومنین و امثال آنہا را محبوب تر و پسندیدہ تر می بیند حضرت خواجہ عبداللہ انصاری کہ سید المحدثین و رئیس المذکرین المتقدمین بود میفرمود کہ الٰہی من غلام آن معصیتم کہ مرا بعذر آرد و بیزارم از آں طاعت کہ مرا بعجب آرد الخ "

اسی طویل وصیت نامہ میں اولیاء اللہ کی شان بیان فرماتے ہوئے حضرت پیر دستگیر محبوب سبحانی، مولنا عارف جامی، خواجہ حافظ شیرازی، حضرت شیخ بہاؤالدین نقشبندی بخاری خواجہ عبداللہ انصاری قدس اللہ تعالٰی اسرارھم کے اشعار نقل فرما کر ان الفاظ پر وصیت نامہ کو ختم فرمایا ہے۔

"واز حدیث خیارکم الذین اذا رؤا ذکر اللہ واز آیت انظرونا نقتبس من

نور کم، ہم معلوم میشود کہ برگزیدہ واہل اللہ کسی است کہ از دیدنش خدا یاد
ونور حاصل آید نہ ایان کہ بدگویان ایشاں اندوھمہ عمر در جنگ وجدال وخصام
ومحبت دنیا وحسد ودشمن با اہل اللہ خرچ کردہ اند واز توحید بجز توحید
شیطانی کہ رب ربما اغویتنی است حاصل نکردہ واز فردتنی ربنا ظلمنا
انفسنا ہیچ بہرہ حاصل نکردہ۔ اللّٰہم ارنا الحق حقا وارزقنا اتباعہ وارنا الباطل
باطلا وارزقنا اجتنابہ آمین یارب العالمین“

یہ تمام وصایاجات جو اہل السنۃ والجماعۃ کے لئے گرانمایہ جواہر غیبی کی
حیثیت رکھتے ہیں بھی تاحال غیر مطبوعہ ہی ہیں۔

(۴۰) شرح اشعار حضرت الشیخ علی حیدر صاحب علیہ الرحمۃ (غیر مطبوعہ)

الشیخ المشتہر فی المشارق والمغارب حضرۃ مولٰنا مولوی خواجہ فخر الدین محمد
فخر جہاں دہلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مقبولِ نظر خلیفہ حضرۃ مولانا المولوی علی حیدر رضی
صاحب علیہ الرحمۃ کے بعض ایسے سرابِحی اشعار جو عام فہم نہ تھے، کی آسان ومختصر شرح
کرنے کے لئے علوم دینیہ کے بعض طلبا۔ کرام نے آپ علیہ الرحمۃ سے درخواست کی تو آپ
نے قبول فرمالی۔ ۱۲۷۱ھ میں یہ رسالہ شریفہ تصنیف فرمایا۔ اس تصنیفِ لطیف میں یہ
طریقہ تشریح یہ رہا ہے کہ جن اشعار کی شرح کرنا مطلوب ہوتی اول اُس کا خلاصہ بیان
فرماتے بعدہ اسے نقل کرتے اب اگر اسکی مزید شرح کی حاجت ہوتی تو تحریر فرماتے
ورنہ اسی خلاصہ پر اکتفا کرتے چند سطور بطورِ نمونہ اِس رسالہ شریفہ سے نقل کرتا ہوں:

”دوہم در بیان آنکہ بجز حصولِ عشقِ حقیقی از کتب فقہ ورد وقدح ودلائل ونظر
ہیچ بحث تمام نمی شود وبلکہ حل جمیع اشکال از عشق میشود وبجز عشق مشکلات
زیادہ می شود ؎

ق قدوری نے کنز ہدایہ بھی پھر پھر سبھو ئیں گجھ رہی
رَد قدح کر بہت معانی رمز دقیقہ بجھ رہی
فکراں بہت دلائل دے وِچ ایہہ دل میڈے رجہ رہی
حیدر نہیں لگا میڈے دِل نوں تا جھڑی تے جھکرے بجہ رہی

و در بیان آنکہ جذبہ الٰہی ناگاہ آید ؎

لام لگی موں چات چکیتے والے سیہاں وچ کہندری نوں
حیدر راجھی تندری پانی چرگھئی تند کھتندری نوں

باید دانست کہ در کلام عاشقان بعضے لوازم و عوارض تعینات می آرند کہ بجز معشوق مجازی صادق نمی آید چنانچہ ظالم و بے وفا و مانند آں کہ بر ذاتِ الٰہی اطلاق آں کفر است و حاصل آنکہ چونکہ کشش الٰہی در رسید بہ فتنہ بجانب حق گشتم و ہیچ شغل از اشاغل و بازی با اقران مانع جذبہ نیامد اما آنچہ بزرگان گفتہ اند کہ جذبہ ناگاہ آید ابا بر دل آگاہ آید مخالف ایں مذکور نیست چند مشاغل ظاہریہ کاملاں را از شغل باطنی مانع نمی آید چوں جذبہ حقیقی در رسد از ہر شغل باز رہاند اگر تتابع گشت مجذوب ماند و عقل گم شد و الا در کشاکش ظاہری و باطنی باز ماند و ہکذا الی ان یتوالی الجذبات الی الموت الحقیقی و الفنا ثم البقاء باللہ۔"

(۱۴) شرح اشعار حضرت خواجہ حافظ شیرازی علیہ الرحمۃ (غیر مطبوعہ)

چند نوت کے ایک عالم بزرگوار جناب حضرۃ مولانا المولوی خواجہ نور احمد صاحب علیہ الرحمۃ نے بذریعہ خط حضور اعلیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حضرت خواجہ حافظ شیرازی علیہ الرحمۃ کے چند نادیل طلب اشعار کی سلیس فارسی شرح کرنے کی درخواست کی تو

آپ نے ان اشعار کی صوفیانہ تشریح فرمائی۔ اوّلا سائل کا مکتوب نقل کرتا ہوں تاکہ انکی علمیت اور حضرت فانی فی اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے انکی محبت و عقیدت عیاں ہو۔

"بسم اللہ الرحمٰن الرحیم والصلوٰۃ والتحیات البرکات بوی آشنای رموز ہای کلام اہل اللہ بمشام خواصان بحرِ حقیقت و دالہان کوئی طریقت میرسید لہذا تصدیعہ افزای خاطر دریا مقاطر گشتہ کہ اگر در حل ایں ابیات مالاینحل دیوان حافظ علیہ الرحمۃ سطوری چند از عبارت سلیس فارسی سبیل پیوند بغیر ایراد شواہد عربی از دست حق پرست خود تسوید نمائید بعید از کرم گستریہای قدیم و غریب ازنوازشہائے طبع کریم نخواہد شد و از ایں چنیں فیض رسانی ہای عوام انام عنداللہ مشکور خواہند شد۔"

اب بطور نمونہ کلام صرف دو اشعار کی شرح نقل کرتا ہوں۔

(۱) :— "آں تلخ وش کہ صوفی ام الخبائثش خواند
اشہیٰ لنا و احلیٰ من قبلۃ العذاری

مراد از تلخ وش آں مئے است کہ باآں سالک چناں از عقل بیروں مے آید صوفیان ظاہر پرست مشارب را بخبث و کفر و شرک متہم سازند پس خواجہ حافظ صاحب علیہ الرحمۃ میفرمائید کہ ما را اکنوں آں شراب در کار است کہ از غیر و غیریتہ ما را رہائی بخشد و از خودی و خود پرستی باز رہاند چنانچہ مرد شہوت پرست در وقت ملال در وبال حسن پرستی و بوسہ بازی خود را در دہد تا از ملال باز رہد پس اہل اللہ در حین قبض ہماں شراب بیخودی و بے ہوشی کہ نزد صوفیان ظاہر پرست بدست از بوسۂ نازنیناں معشوقاں اولیٰ و شیریں و مشتہی تر مینماید

ای جان پدر تا نچشی کے دانی تا نخوری نخواہی
و تا نہ بینی نخواہی و تا نخواہی نفہمی و تا نفہمی نخواہی

با پیر مغاں دوش ز سر حیرانی گفتم رمزے بگو ز معنئ پنہانی
گفتا بود آں حقیقت وجدانی ای جان پدر تا نچشی کے دانی

نہم من ذاق وذاق من نہم ومن لم یذق لم یدر اللہم ارزقنا کا سامن کوس محبتک حتیٰ انزی حقائق الاشیاء کماھی چنداں بود کرشمہ ناز سہی قدان کاید بجلوہ سرو صنوبر خرام باید یعنی حقائق چنداں ظہور آثار تجلیات الٰہی در مظاہر متضادہ متغائرہ باید کہ پیدا شود تا ایں دل محبوب مجذوب الٰہی کہ در سطوتِ نور الٰہی مستہلک وفانی است مظہر فیوض الٰہی در حق ناقصاں کہ از ذوق وشوق برکنار اند گردد والیشاں فیض یاب شوند چہ چندانکہ جذبات حق کامل را مستہلک گرداند فیضش از ناقصاں باز می ماند

(۲):-
نقش خوارزم وخیال لب جیحوں می بست
با ہزاراں گلہ از ملک سلیمان میرفت

مراد از نقش خوارزم وخیال لب جیحوں در عشق اسباب مجاز افتاد نست ومراد از ملک سلیمان ملک مالا عین رات ولا اذن سمعت ولا خطر علیٰ قلب بشر است کہ اہل اللہ را ایں ملک در جہانِ دنیا مہیاست حاصل آنکہ کسے کہ از توحید گریختہ بعالم کثرت مقید میشود ھمچناں است کہ از ملک سلیمان گلہ کند حضرۃ قبلہ (محب المساکین محبوب اللہ صاحب خیر لوری رضی اللہ عنہ) ایں فقیر کاتب الحروف (حضرت فانی فی اللہ صاحب رضی اللہ عنہ) میفرمودند

کارہا بر خواہش خود خواستن کار خداست
بندہ باشی وخدا گردی تو اے ناداں چراست

پس تسلیم ورضا کہ آخر درجہ اہل اللہ است ہر کہ بگزرد در خود پرستی و کفر می افتد وہر کہ برگزیدہ خدا راضی شد جن والنس وطیر وہمہ مخلوقات مسخر

او میگردد والسلام علےٰ من اتبع الہدیٰ"۔

(۴۴) شراب طہور:

شیخ الاسلام حضرت شیخ بہاؤ الدین زکریا ملتانی قدس سرہٗ کے داماد حضرت محمد فخر الدین صاحب عراقی علیہ الرحمۃ جس غزل کے مطلع سننے سے حالت وجد میں آکر ممتاز بہ خرقۂ خلافت ہوئے حضور اعلیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بوجہ اولیٰ طلب ہونے کے اس مطلع کی شرح اس رسالہ میں تصنیف فرمائی۔ جو تقریباً ایک سو سے زائد سطور پر مشتمل ہے۔ مطلع غزل یہ ہے ۔

نخستیں بادہ کاندر جام کردند
زچشم مست ساقی وام کردند

مقدمہ میں اس چیز کا ذکر فرمایا ہے کہ چونکہ ضرر رساں اشیاء مثلاً خس و خار کو راستوں سے ہٹا دینے کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایمان کے شعبوں میں سے ایک شعبہ قرار دیا ہے لہذا اس شعر کے سمجھنے میں عوام الناس کو جو خس وخاشاک و شبہات درپیش ہیں میں انہیں اپنی وسعت کے موافق دفع کرنے کی کوشش کرتا ہوں۔ آپ نے احادیث اور عربی قصائد سے اس شرح کو مزین فرمانے کے ساتھ ساتھ رشحات سے متعدد واقعات جو اس شعر کے موافق تھے بھی نقل فرمائے ہیں۔ میں حتی الوسع وہ مقام نقل کر رہا ہوں جو اس شعر کے خلاصہ پر مبنی ہے۔

"مراد از "نخستیں بادہ" آثار جذب الہٰی است کہ اولاً مردے بے خبر را آگاہ کند و باعثِ وصول مراتب کمال شود کہ جذبۃ من جذبات الحق توازی عمل الثقلین و بزرگے فرمود ے

اگر از جانب معشوق نباشد کششے
کوشش عاشق بیچارہ بجائی نرسد

و مُراد از "جام" دل سالک است و مراد از "چشم ساقی" چشم پیر کامل است
کہ بحسب فحوای جذبۃ من جذبات الحق توازی عمل الثقلین
سالکانِ کلاب شوق شدہ در ریاضت شاقہ و محنتہائے رنگارنگ افگند
و بحسب فحوائے والذین جاھدوا فینا لنھدینھم سُبلنا از راہِ
محبت و انس بوصل علے الدوام رساند و لفظ "وام" اشارہ
است کہ ہر چہ میدہند از خود میدہند تا آنرا
سرمایہ خود ساختہ سود کند کہ لا یحمل عطایاھم الا مطایاھم۔"

آخر میں تنبیہا طاعنین کو تنبیہ فرمائی ہے کہ کلام مشائخ میں مجازات کا استعمال چونکہ شائع ذائع ہے لہذا انکے کلام کے ظاہری معانی جو خلاف شرع ہوں کو نشانۂ تنقید بنانے کی بجائے انہیں سمجھنے کی کوشش کریں کہ جس چیز کو یہ حضرات شراب کہتے ہیں اس کا تو نہ پینا سخت گناہ ہے علے ھذا القیاس باقی مجازات کا بھی یہی حال ہے۔

"پس معلوم شد از یں ہمہ سخناں کہ مراد از خمر و سماع چیزے دیگر است
کہ ترک آں موجب بزہ کاری است لہذا صاحب قصیدہ فرمودہ ؎

وقالوا شربت الاثم کلا وانما — شربت التی فی ترکھا الاثم

و بر اینجا اختتام یافت و تمام شد آنچہ برائے نوشتن آں قلم برداشتہ
بودم و سرد شدم واگر کسے حرارتے داشتہ باشد باقی ابیات را بیان بگوید
چہ شک است کہ نیکو تر و پسندیدہ تر از یں بگوید والسلام علے من اتبع الھدیٰ۔"

(۴۳) آداب المُریدین (غیر مطبوعہ)

سالکین کی وہ جماعت جو زیرِ تربیت ہو اس پر لازم ہے کہ کتب سیر و اصلاحِ نفس میں معاون کتابوں کو اپنے مطالعہ میں رکھیں۔ چنانچہ حضور اعلیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایسی جماعت کے لئے یہ دو سَو اشعار پر مشتمل مثنوی نظم فرمائی تاکہ مریدین اس کے مطالعہ

سے بہرہ مند ہوں۔ لیکن صد افسوس آپ کی اس مایہ ناز تصنیف جو سالکین کا سرمایہ اور مریدین راہِ حق کی شمع تھی کا شمار ان کتابوں میں ہوتا ہے جو حضرات سجادگان کرام مدظلہم العالی کے کتبخانوں سے گم ہو جانے والی ہیں۔ عوام الناس نے حضرات سجادگان مدظلہم کی فیاضی و ہر دلعزیزی سے خوب ناجائز فائدے حاصل کئے ہیں کہ جس کسی نے بھی کوئی تصنیف مطالعہ کی غرض سے حاصل کی پھر واپس نہ کی یا حفاظت میں کوتاہی کے سبب ضائع کر دی۔ اگر کسی کے پاس اس کا کوئی قلمی نسخہ موجود ہو تو ازراہِ کرم واحسان کچھ وقت کے لئے، یہ فقیر کاتب الحروف عفرلہ کو امانۃً عطا کر دے تو اسکی طرف سے احسان عظیم ہوگا۔ آپ نے اپنے رسالہ شریفہ "ہدایت الطلاب" میں اس منظوم رسالہ کا حوالہ دیا ہے جسے پڑھ کر ہی مجھے اس تصنیف لطیف کا علم ہوا۔ چنانچہ ہدایۃ الطلاب میں تحریر فرمایا ہے:۔

"طالب را باید کہ ترجمہ سورۃ حجرات وسورۃ احزاب ومانند آں را نصب العین دارد بہر قدر کہ فہمش رسد عمل کند واگر نتواند آداب الطالبین یا رفیق الطلاب را یادگیرد وایں فقیر کاتب الحروف باقصورِ فہم وکسل از عمل آداب مرید را در دو صد بیت مثنوی نوشتہ وآداب المریدین نام نہادہ الخ۔"

(۴۴) منظومہ سلسلہ عالیہ

پچپن ۵۵ اشعار پر مشتمل یہ سلسلۂ عالیہ آپ نے اپنے مرشدِ حقیقی حضرت محبوب اللہ خیر لوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اپنی بے حد عقیدت ومحبت کی بنا پر نظم فرمایا جس کا ردیف الٰہی کا مبارک نام "خدابخش" مقرر فرمایا۔ اس منظومہ سلسلہ کے علاوہ بھی آپ نے اپنے مشائخ کرام کے اسماء گرامی "الٰہی بحرمت فلاں" کی طرز پر ترتیب دیئے۔ ان ہر دو سلاسل پر حضرت مولانا

محمد عبدالغفور صاحب سیت پوری علیہ الرحمۃ نے گرانقدر حاشیہ لکھا۔ یہ ہر دو سلاسل مع حاشیہ مفیدہ کے ۱۲۸۸ھ یعنی آپ کی حیاتِ طیبہ ہی میں مطبع مجتبائی دہلی سے طباعت پذیر ہو کر غلامانِ سلسلہ کے وظائف میں شامل ہوگئے۔ بزبان اُردو تاحال مشہور زمانہ مروّج سلسلہ یعنی؎

اے خداوندا تو ذاتِ کبریا کے واسطے
رحم کر مجھ پر محمد مصطفٰی کے واسطے

بھی اسی رسالہ میں ایک ساتھ مطبوع ہے مگر اس کے مصنف معلوم نہیں ہو سکے واللہ اعلم۔ میں یہاں قارئین کے ذوق کے لئے فارسی منظومہ سلسلہ سے چند اشعار بطور نمونہ نقل کرتا ہوں۔

ترا حمد و ثنا ہا یا خُدا بخش — زتو جملہ عطا ہا یا خُدا بخش
صلوٰۃ بی حد و عد ہم سلامت — بروح پاک طٰہٰ یا خدا بخش
حبیب اللہ محبوب القلوب — ہمہ جرم و خطا ہا یا خدا بخش
طفیل آں شہ پیغمبر انت — گناہ و جرم مارا یا خدا بخش
طفیل حضرت بوبکر صدیق — رفیق باوفا ہا یا خدا بخش
طفیل اعدل اصحاب و احباب — قوی بود اد براعدا یا خدا بخش
طفیلِ صاحب دو نورِ روشن — کہ بد او از احبا یا خدا بخش
طفیل حیدر شیر خُداوند — علی باعطا ہا یا خدا بخش
طفیلِ جملگی اصحاب پُر نور — کہ می نایند در احصا یا خدا بخش
طفیلِ دُختران و آلِ احمد — کہ شاں بودند نجبا یا خدا بخش
طفیل عترۃ و ازواج احمد — ہمہ اہلِ ضیا ہا یا خدا بخش
طفیل سیّد الشُہدا حمزہ — لعباس و لشہدا یا خدا بخش

طفیل آں حسن مصلح زہیکار | بسیّد او مسمی یا خدا بخش
طفیلِ آں حسین قرۃ العین | بہ پیغمبر بزھرا یا خدا بخش
ہمہ پُر نورُ از نورُ محمّد | عبیدِ پی نوازا یا خدا بخش
طفیل تابعان و تبع اتباع | ہمہ شمع ہدا ہا یا خدا بخش
بریں احقر کرم ہم لطف فرما | طفیل جملہ کبرا یا خدا بخش
طفیل آں حسن بصری فیاض | کہ بدکان کرمہا یا خدا بخش
طفیلِ آں ابی اسحاق چشتی | کہ بد بحر سخا ہا یا خدا بخش
طفیلِ سنجری زین المشائخ | معینِ دین و دنیا یا خدا بخش
طفیلِ آں فرید الدین زاہد | مبُرا از ہوا ہا یا خدا بخش
طفیل شیخ محبوب الٰہی | نظامِ اولیا را یا خدا بخش
طفیل آں کلیم اللہ ارحسم | کرم کن وَاعفُ عَنّا یا خدا بخش
طفیل آں نظام الحق والدین | نجیب دین و دُنیا یا خدا بخش
طفیل فخر دین محبوب عالم | زعلماء و زعظما یا خدا بخش
طفیلِ شیخ دین نور محمّد | مکمل تر زکملا یا خدا بخش
طفیل آں جمال الدین ملتان | مکرّم تر زکرما یا خدا بخش
طفیل اعلم العلماء ملتان | کہ بُد حلم زحلما یا خدا بخش
کرم فرما بخشا بر عبیدت | بخشا و بخشا یا خدا بخش
شُدہ منظوم ایں شجر مسلسل | زالقاب و زاسما یا خدا بخش

ترقی کن تو اے طالب خدا را
بنور حق زغبرا یا خدا بخش

(۴۵) قصائدِ عُبَیدیہ :

حضور فانی فی اللہ باقی باللہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے مجموعہ رسائل میں تین رسالے حضور پُرنور سید یوم النشور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قصائد پر مشتمل ہیں جن میں آپکی ذات والاصفات نے نظم ونثر میں استغاثہ اور ندائغیبی کا جواز پیش کر کے گویا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دامن سراپا امن کی پناہ میں ہی آنے کو دارین کی سُرخروئی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت اور وابستگی کو دین قرار دیا ہے ۔ چنانچہ ہزاروں سادات صوفیاء کرام و علماء ربانی ، عارفین حقّانی اور جمہور اہلِ اسلام کی ترجمانی فرماتے ہوئے آپ نے ابتداءً جو کچھ تحریر فرمایا ہے اس کا کچھ حصّہ نقل کرتا ہوں ۔

"بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ اللھم لك الحمد والیك المشتکی وانت المستعان والسلام علیك ایھا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ یاسیدی یارسول اللہ خذ بیدی ، مالی سواك ولا الوی الی احد انت عبد اللہ ورسولہ ولست باٰلہ ولا شریك للہ تعالیٰ فی الذات والصفات فقلت لا تطرونی کما اطری عیسیٰ بن مریم وقولوا عبد اللہ ورسولہ ۔ ومن حبّنا ایاك یحملنا علی ندائك وعرض حاجاتنا لدیك ۔ انت حاضر ناظر لنا وسامع قالنا لانك فی مقام القرب قربا لایعبر بالسنتنا باللفظ ولا تطیق اسماعنا ولا اذھاننا بالسماع والفھم لما فارقت السبحٰن والسنۃ وھی الدنیا وکذا اولیائك

واحبائك الذين فی متابعتك ومحبتك الخ۔

ایک طویل قصیدہ میمیہ ہیں سے چند اشعار قارئین کے ذوق میں اضافہ کی خاطر نقل کرتا ہوں۔

حمد الله الذی اجری بالقلم	اخرج المخلوق عن کتم العدم
منهم مومن ومنهم کافر	لو یشاء الله لا تفق الا مم
انزل القرآن قولا معجزا	عن معارفتنا وانت الهمم
عجز البلغاء طرا نظمه	افصح الاعراب کلا والعجم
فیه آیات مفاتیح الهدی	للمنیب التائب العالی القدم
للمعادین مغالیق الضلال	للمحبین مصابیح الظلم
نازلا منه علی قلب الرسول	معدن الایمان ینبوع الکرم
سلم اللهم وارحم روحه	انه خیر الرسول المحترم
الصلوٰة علیك یا خیر الوریٰ	السلام علیك یا اهل الخدم
الصلوٰة علیك یا خیر البشر	السلام علیك یا اهل الحشم
یا رسول الله خاطبك الاله	رفع ذکرك فی الخلائق فانتظم
ثم اوجب ان نخاطبك الخطاب	فی الفرائض والنوافل واحتکم
یا رسول الله ذکرك نافع	بل شفاء فیه من کل السقم
یا رسول الله ذکرك مانع	للقلوب من المعاصی واللمم
یا رسول الله ذکرک مونس	من مخایف والحوادث والالم
یا رسول الله ذکرك واجب	فی الصلوٰة وفی الدعاء الملتزم
یا رسول الله حبك فی القلوب	طعم ایمان وکسار الصنم
یا رسول الله حبك باعث	للصلوٰة وللنداء المغتنم

یارسول اللہ اقسم بالودود ان حبک دیننا خیر القسم

تیسرے قصیدہ میں سے بھی چند آخری اشعار نقل کرنے پر کفایت کرتا ہوں

انت مولینا رسول مصطفیٰ انت سیّدنا نبی مجتبیٰ
انت مطلوب ومقصود لنا انت کافینا وحبک دیننا
اهدنا اللّٰهم حبک واسقنا کاس حب بعد کاس کامنا
من دنان لیس فیها لغو قول لیس نزف لیس تاثیم وغول
اسقنا من حوضه وارزق لنا رویة فی النوم منه واهدنا
ثم بعد النوم احشرنا معه لا تقنطنا الٰہنا من محبته
اعطه اللّٰهم مسئولاته هب له اللّٰهم ما مولاته
والوسیلة والفضیلة اته والشفاعة للعصاة فاعطه
اجعل اللّٰهم ایاه الشفیع فی خطایانا وشفع یا سمیع
یاخدا بخشای عصیانی به من گنہگارم توئی صاحب به
من عبیدم پرگناه وپرعیوب انت غفار وستار العیوب

(۴۶) ذکرِ لطائف :

دربیان" لطائف ذکر" یہ انتہائی مختصر منظوم رسالہ ہے جسے آپ نے کسی کے استفسار پر جواباً نظم فرمایا۔ مکمل نظم ہدیۂ قارئین کرتا ہوں کہ اختصار کے باوجو اپنی جامعیت کے پیشِ نظر اسے "دریا درکوزہ" کہنا مبالغہ نہیں۔

کسے شخص پرسید از من کہ گو لطائف کہ شرحی کنم من ازو
خدای لطیف است و پاک وعلیم باطن ز انسان فیضش عمیم
لطیفہ نہادہ کہ نامش دل است مرادات کلی ازاں حاصل است

بقدر صفائیش بود نا مہا — سرّ[۱] و روح[۲] و اخفیٰ[۳] خفی[۴] لے فتا
دو دل نیست در باطن ہیچکس — خدا گفت جز ایں ہمہ داں ہوس
اگر ہوشمندی بوحدۃ گرای — ز کثرت گذر کن بوحدت داری
خدا را بخود بین و ناظر بخود — فراموش کن غیر او را بود
بگو لا الٰہ کہ کس غیر نیست — بہ الاّ اللہ آئی کہ او ہست و الست
شریعت شناس و عمل کن براں — محمد رسول است معنی بداں
طریقت بود خُلق نیکو بداں — صفات خدا جملہ باشد عیاں
بود معرفت دیدن حق بخلق — بحق دیدن خلق بے رنج و قلق
حقیقت بداں دیدن حق فقط — دگر کس مبین تا نیفتد غلط
یکے بین یکے داں یکے خواں و بس — بجز حق نباشد کسے جز ہوس
نگہدار توحید حق را بدل — دگر جملہ نزد ذکرش بہل
بگو ذکر کلمہ کہ افضل بود — ز اذکار دیگر وی اکمل بود
لطائف شود حل و کارت درست — ز ذکر لطائف مکن کار سست
ز دعوی نگردد دلت منتظم — لطیف است حق منعم و منتقم
منت وعظ کردم قبول ار کنی — قبولت کند آں خدائے غنی
بکن نو تو ایمان بقول و کلام — بدل باز جو رازِ آں والسلام

(۴۷) مثنوی عبیدیہ (کلاں)

آپ نے اپنی اس امتثالی مثنوی شریف میں جو تقریباً چار سوا اشعار پر مشتمل ہے پند و نصائح اور علم و عرفان کے جواہر غیبی کی بارش فرمائی ہے۔ افسوس صد افسوس کہ یہ بیش بہا مثنوی تاحال غیر مطبوعہ ہے۔ اس میں حق تعالیٰ جل شانہٗ کی

قدرت، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عظمت، شانِ اولیاء کے مدلّل بیان کے ساتھ ساتھ اس دَورِ پُر فتن کے نام نہاد دنیا دوست ملاؤں، پیروں، مُدعیانِ معرفت صوفیوں اور علماء سوء کی جہاں خوب مذمت کی گئی ہے وہاں مخلصانہ طور پر دین کی خدمت کرنے والوں کو خراجِ عقیدت بھی پیش کیا گیا ہے۔ نصیحت کے بیشمار خشک موضوعات کو اس حسین انداز میں بیان کیا گیا ہے جو مطالعہ سے تعلق رکھتا ہے مقدمہ کے طور پر مثنوی سے پہلے ایک قصیدہ مدحیہ بھی آپ نے نظم فرمایا جس سے چند اشعار مختلف مقامات سے نقل کرتا ہوں۔

قصیدہ

احمد اللہ الکریم المستعان — او معینِ ماؤ ما جملہ مُعان
او جمیل است محبٌّ للجمال — نور او شد ظاہر اندر مُرسلان
فخرِ دینِ ما است در دنیا و دین — ہم نظامِ دینِ ما در آنجہان
صد ہزاراں از صلوٰۃ واز سلام — بر محمد کوست ذخرِ اُمّتان
بعد ازاں بر آل واصحاب کرام — باد بر احباب و بر اتباعِ شان
تا قیامت رحمتِ بے منتہا — باد بر شمس زمین و آسمان
روشن از نور وی آمد ہر کسے — چہ صغیر و چہ کبیر و چہ جوان
من چہ گویم وصفِ آں عالیجناب — مظہرِ غفرانِ حق بر مؤمنان
خلق گوید یا خدا بخشا بما — یا خدا بخشاؤ رحمت جاودان
محوِ مطلق ذات او در ذاتِ حق — او ز اسم و رسم جملہ بے نشان
شد وجودش آفتابِ معرفت — بے غروب و بے کسوف و امتحان
بے زوال و بے فنا و بے افول — جسم پاکش نیز در امن و امان

روح پاکش باد اندر قربِ حق | محکم و راسخ چو اصحاب قرآن
این عُبَید عاجز و احقر ذلیل | از قلم و از دل ہمے ساز د زبان
مے نویسد چند اوراق سفید | با سیاہی اش ہمیساز د زیاں
جز زیانکاری نبودہ شغل من | یا خدا بخش و گزر فرما ازاں
ہر گناہی کاں شدہ صادر زمن | خواہ از دل خواہ از گفت دہاں
خواہ از اعضاء شدہ خواہ از خیال | خواہ در پنہاں وخواہی در عیاں
یا خدا بخش و بیامرز اے کریم | کن کرم ہم عفو فرما از امتنان
من فقیرم نیست ملکم ہیچ چیز | واز کرم ہایت رجا دارم چناں
کایں نصاب عبدرحمٰن را افزوں | سازی از ورنج دتجارت درمیاں
کہ درو گوہر ہزاراں در ہزار | میشود منظوم اندر سلک آں
انت وہّابٌ کریمٌ قادر | انت ذوالانعام انت المستعان

اب مثنوی شریف سے چند اشعار مختلف مقامات سے نقل کر کے ہدیہ ناظرین کرتا ہوں اللہ تعالےٰ اس گلشن نصائح کے چند پھولوں کی مہک سے ناقل غافل اور قارئین کرام کی محبت میں اضافہ اور انہیں اتباعِ شریعت میں محکم فرماویں۔ آمین

مثنوی

مثنوی سازم ز توحیدِ خدا | کز دوئی توحید من آید جدا
کثرت و وحدۃ دو ضد اند اے فقیر | پیش عقل ما کہ ہست اندر ذخیر
پیش عارف جز خدا موجود نیست | دیدن دو پیش او معہود نیست
منکرِ شرع است کافر بے گماں | اولیاء را منکراں بس مردماں
منکرانِ انبیاء بسیار کس | گشتہ کافر از عناد و از ہوس

اولیاء را شرع باشد بر کمال | وز طریقہ یافتہ ایشاں جمال
ای عبیدِ پر گناہ روسیاہ | شرع را مگذار کو شد شاہراہ
گر ہزاراں معصیت داری عیاں | شرع را مگذار تا یابی اماں
چند دفتر از کتب کردی تو یاد | گر عمل نکنی ہمہ را کن بباد
جملہ علمِ شرع در قرآنست درج | لیک عقلت در ہوسہا گشت خرچ
گر ہوسہا از دلت بیروں کنی | در جہاد نفس ایں دل خوں کنی
واقف اسرار پنہانی شوی | عارف حق گشتہ ربّانی شوی
در عیوب مردماں دیدن خطاست | آں نظر کہ حق ببیند آں کجاست
حق بدیدن غیر خود بینی بود | خود بدیدن اصل بے دینی بود
خود بدید ابلیس تا مردود شد | تا قیامت راندۂ و مطرود شد
شو چو خاک افتادہ و مطروح پست | ہر کہ او سر برکشد گردن شکست
در ہمہ کارِ جہاں ایں قاعدہ | یاد داری تا بود بس فائدہ
گر مؤذن گویدت حی علتین | قوتی خواہ از خدایت اے حسین
کہ کسے را قوّۃ از خویش نیست | ایں سخن درخورد گاؤمیش نیست
گفتہ ہای اولیاء را حق بداں | از کتاب و سنتہ پیغمبراں
خواں جماعت پنج وقتی ہر نماز | کن دلِ خود را تو در جائی نیاز
گفتگوئی شرع احمد گوش کن | بندگیِ شرع را در جوش کن
چو نتو کردی خدمت شرع شریف | صوم رمضان ایں دلت سازد لطیف
متقی و فاسقی اندر رحم | ہست ہر کس لیک سعی آمد مہم
کار مکتوبِ ازل دارد ولیک | سعی ما مکتوب لوح است بہر نیک
خرچ سعی تست واجب ایں بداں | چوں ادا کردی نۂ از مجرماں

هر که طغیان کرد و دنیا خواست پس — اندکی را خرج کرد اندر هوس
دوزخ آمد جائی او بئس المهاد — وای آنکه سعی را بے جا نهاد
نفس خود را از هوا ار باز داشت — شرع را پذرفت بس پروا زداشت
جنت آمد جائی او نعم الثواب — باز رسته او ز دوزخ واز عتاب
مومناں را حکم کرده ذو الجلال — که تعاون بر نکوئی نے ضلال
گفت حضرة مصطفیٰ خیر البشر — خرچ کن بر خود پس انگه کن نظر
گر فزاید اہل خود را ده شتاب — که بود در دادن شان بس ثواب
پس اقارب نیز همسایہ رفیق — همچناں بر نیک مرداں اے شفیق
مست خمر و مست خوباں نیست پیر — مدّعیٔ معرفت را مُرده گیر
روئی عارف آئینۂ ایزد بود — روئی شیطاں آئینہ ملحد بود
ایں زماں بسیار پیراں ظاہر اند — که همه اندر گدائی ماہر اند
هم مُریداں کرده اینها معتبر — بے خبر پیراں مریداں همچو خر
پیر آں باشد که ناسی خویش شد — خیر دیگر خواست خود درویش شد
بهر دجّالاں بخواں در جمعه کهف — کن عمل تا در حشر نکنی تو لهف

وقس علی ہذا جمیع ما قال المؤلف الموصوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ فی ھذا المثنوی شریف

(۴۸) مثنوی عبیدیہ (خورد)

مختلف پند و نصائح پر مشتمل صنفِ مثنوی میں یہ نظم تقریباً ایک سَو اشعار پر مشتمل ہے۔ چند اشعار بطورِ نمونہ شاملِ کتاب کرتا ہوں۔ یہ رسالہ بھی تا حال زیورِ طباعت سے آراستہ نہیں ہوا۔

ابتدائی باسم ربّی الاعلیٰ — اول و آخر است هم مولیٰ

حمد و شکرش حیات جاں من است
گو تمش حمد تا کہ جاں بتن است

صلوٰت و سلام ربّ کریم
بر محمّد کہ خلق اوست عظیم

باد بر روح او و هم بر تن
هم بر آل و و صحابہ اہلِ منن

نظم کردہ عبید ایں اشعار
بہر احباب کردہ است اشعار

هم بر سیری و جوع یکساں باش
اہلِ صُفّہ ببیں و چوں شاں باش

گفت حضرت رسول ما احمد
شافع روز حشر پیش احد

بہر اصحابِ خویش باز پرند
می نترسم ز فقر و حال نشرند

بر شما لیک خوف میدارم
کہ شمارا بہ بسط بگذارم

بسط دنیا شود بردی شما
تا مقید شوید در من و ما

پس شمارا ہلاک را زداد
ہمچو عاد و ثمود در من و تو

بیں بحال محمّد و اصحاب
خاندانِ پیمبر و احباب

حال صدیق و هم عمر عادل
در رہ دیں زباں یکے بادل

حال عثمان جامع القرآن
هم علی و فیٌّ از دل و جان

ہمہ اہل جہاد دیں بودند
هم حسین و حسن چنیں بودند

حمزہ عباس و جعفر طیار
هم بلال و صہیب و هم عمار

ہمہ اصحاب صفہ و ازواج
تارک تن شدہ ہمہ سرتاج

بنگر اندر حدیث و هم تفسیر
تا یقین گرددت بہ ایں تقریر

لذت الروح اعظم اللذات
لذت تن منافیش بالذات

حاجب جنت اند مکروہات
حاجب نار ایں هم مکروہات

نفس و دجال را یکے آئین
نار را میکند چو آب معین

آب را آتشے باستدراج
ایں سخن گفت صاحب المعراج

من چو طفلے اسیر رنگم و بو | کن کلامۃ رہاں ز طفلی تو
لا تکلنی الیٰ یا اللہ | من چو طفلم بدست تو آگاہ
وارہانم ز نفس بدکیشم | فتح را دہ بریں بد اندیشم
ماندہ ام اسیر لذت تن | شدہ غافل ز ذوق روحم من
یا خدا بخش و رحم کن بر من | ہمہ از من بلای من بر من
تو کریمی کرم کن و بخشا | کن قدم رنجہ یا خدا بخش آ
وقت عون است و دستگیری تو | کہ بہ نیک و بد نصیری تو
رحمتت وافر است و بخشش عام | یا خدا بخش سبق ما است تمام
یا خدا بخش لا الہ سواک | دل من پُر بکن بحب ہواک
آخر کار من کن اے آگاہ | ختم بر لا الہ الاّ اللہ

برکت احمد رسول اللہ
من عبیدم مرا ہمیں دو گواہ

(۴۹) تہذیب و ترصیف ابیات علم میراث:

حضرت مخدوم مُلّا نصیر صاحب علیہ الرحمۃ نے علم میراث کے ضروری مسائل کو اشعار میں بند کیا تھا لیکن چونکہ یہ ابیات کسی وزن پر نہ تھے اس لئے اُنکی تہذیب و ترصیف حضرت موصوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کی پھر آپ کے پوتے زبدۃ المحققین حضرت مفتی اعظم ہند رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس رسالہ مسمی ابیات علم میراث کے ذیل میں " ما یتعلق بہا الابحاث " کے نام سے علم میراث کے متعلق ضروری بحثیں مختصر طور پر مع حاشیہ بر ابیات تحریر فرمائیں، جو ایک ساتھ متعدد بار زیور طباعت سے آراستہ ہوئیں اور بحمدہٖ تعالیٰ اپنی مقبولیت عامہ و فوائد تامہ کے سبب متعدد مدارس میں یہ رسالہ شریفہ درساً پڑھایا

جاتا ہے حتیٰ کہ منہاج القرآن جیسے عالمی طور پر معیاری مدرسہ میں حضرت پروفیسر ڈاکٹر علامہ طاہر القادری صاحب نے بھی اپنے نصاب میں اسے شامل فرمایا ہوا ہے۔

ان ابیات کو اگرچہ اکثر تذکرہ نویسوں نے حضرت موصوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف منسوب کیا ہے لیکن حقیقت میں ان ابیات کا اکثر حصہ حضرت مخدوم نصیر صاحب علیہ الرحمہ کا منظومہ ہے جیسا کہ آپ نے اثناء نظم خود فرمایا ہے ؎

بعد ازیں احوال اصحاب فرائض را بگیر　　　من نکردم نظم آنہا کرد مخدوم نصیرؒ

آپ نے علمِ عروض کے مخصوص وزنوں میں سے ایک وزن موسوم بہ "بحر رمل مثمن مقصور" پر ان ابیات کی تہذیب و ترصیف فرمائی ہے۔ چنانچہ آخری ابیات میں خود فرماتے ہیں:

بیتہا را گر تو تقطیعی کنی اندر وزان　　　ہست ہر مصراع بے افراط و تفریط اے کمال

فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلات　　　کن نظر گر در عروض اے پر فنون داری مجال

کرد ایں تہذیب در ظنّ خودش ملّا عبیدؔ　　　اصغر و احقر بقدر وسع در دفع ملال

یا الٰہی در جزائش عفو بنما زلّتم،
یا خدا بخش ایں گناہم تو مجلّی للجمال

(۵۰) دیوان چراغ عُبیدیہ المعروف بہ داستان معرفت:

دیوان شریف اسرار و رموز کے بے بہا خزائن کا مجموعہ ہے۔ اس کا ہر شعر صوفی کے دل کو نئی جلا بخشتا ہے۔ گوشہ تنہائی میں اس کا مطالعہ قلبِ مشتاق پر ایک عجیب وجدانی کیفیت طاری کرتا ہے چنانچہ مثنوی تذکرہ عبیدیہ میں ہے ؎

در بیان عشق و عرفاں نیز توحیدِ خدا　　　گفت یک دِیوانِ اشعار از پئے اہلِ فنا

اکثر غزلوں میں معرفت حق کی ترغیب دی گئی ہے چنانچہ ایک غزل کا مطلع ہے۔

بجو اے مولوی مولیٰ بجز مولیٰ چہ میجوئی　　مجو چیزے بجز مولیٰ از یں اَولیٰ چہ میجوئی

کہیں معرفت حق کے حصول کی خاطر حقیقت نفس کو پہچاننے کا شوق دلایا ہے

کتا چشم خدا بین را تو کالاعمیٰ چہ میجوئی　　خدا را خویش را بنگر دگر کس را چہ میجوئی

زمعشوقان ومحبوبان چہ میخواہی نگارمن　　ہمہ از پرتوِ حسنت زپر تو ہا چہ میجوئی

تو خود را خود تماشا کن بہر خلوت بہر جلوت　　زخلوت ہا چہ میجوئی زمحفلہا چہ میجوئی

تو خود را خود نمے بینی ازاں حق را نمے یابی　　تو خود را خود شناسا شو دگر از ما چہ میجوئی

کہیں فنا ونیستی کا درس نہایت دلکش اور نرالے انداز میں پیش کیا ہے ؎

یار بحر و من چو موجے یا حباب　　او بود در عیش من سینہ کباب

او بود معنی و من چوں لفظ وحرف　　یا کہ اسمے بے مسمیٰ چوں کتاب

در شمار آیم شوم من بے شمار　　او ہمیشہ واحد اندر ہر حساب

اور کہیں سادہ لوح مسلمان کو خواب غفلت سے بیدار کیا ہے ؎

غم دین خور غم دین خور کہ دین باتست پایندہ　　غم دنیا مخور ہرگز کہ مقسوم است آئندہ

غم گور و قیامت خور زغمہا جملہ فارغ شو　　پشیمانی مباد آندم کہ باشی باز گردندہ

کہیں آزادیِ جہاں سے پابندیِ شرع کو بہتر قرار دیا ہے۔

مرا در حبس آں محبوب بودن بہ ز ہر شادی　　بقید شرع او مردن بہ است از عیش آزادی

(الغرض) کونسی غزل یا کونسا شعر اس دیوان شریف میں ایسا ہے جو معانی ومطالب کے دفتر اپنے اندر نہیں سمائے ہوئے۔ دیوان شریف کی طباعت صرف ایک مرتبہ ۱۳۰۵ھ میں ہوئی برموقعہ طباعت حضرت مفتی اعظم ہند مفتی غلام سرور صاحب لاہوری اور مولٰنا خیر الدین صابر ملتانی نے چند اشعار دیوان شریف کی تعریف میں لکھے صابر ملتانی علیہ الرحمۃ کے نوشتہ اشعار درج ذیل ہیں۔

عالم دنیا میں دیوان عبیدؒ　　موج زن اک بحر عرفاں ہے عجیب

معدنِ نورِ خدائی ذوالجلال — مخزنِ انوارِ رحمان ہے عجیب
آبِ توحیدِ خدا سے دائماً — تازہ و تر یہ گلستان ہے عجیب
ہے یہ اِک مجمُوعۂ اسرارِ حق — منبعِ انوارِ یزدان ہے عجیب
گنجِ توحید اور کانِ معرفت — وحدتِ حق کا یہ سامان ہے عجیب
دردمندانِ محبت کے لئے — دوستو یہ نسخۂ درمان ہے عجیب
لکھا صابر نے یہ سالِ انطباع — خوشنما مطبوعِ دیوان ہے عجیب ۱۳۰۵

اب ضرورت ہے کہ اِس دِیوان شریف کو ترجمہ کے ساتھ متوسلین کی خدمت میں پیش کیا جائے اللہ تعالیٰ اس کام کے لئے کسی کو توفیق بخشیں. آمین

صرف چار غزلیں بطور نمونہ کلام ہدیہ ناظرین کرنے کے لئے منتخب کی ہیں۔

غزل (۱)

مرا در مجلس عشرت جگر بریاں ہمی باید — شراب ناب می باید کہ از شریان ہمی آید
دل پُر درد می خواہم چو زر رُخ زردی جویم — تن چوں مُو بُبّاریکی ہم آہ سرد می باید
خم و می جام ہم حاضر زساقی لطفہا ظاہر — زیاران وصف او قاصر کہ از وے ذوقہا زاید
زمعشوقانِ گوناگوں بود مجلس مزیّن ہم — کہ ہر یک دست در دندان زحسن یار من آید
عبیؔد عاجز و مسکین دران مجلس زددق مے
خدا بخشش کند روزے کہ رو در پائے او شاید

غزل (۲)

من جان جان جانم اندر جہاں نگنجم — من در نہاں عیان ام اندر عیان نگنجم
من مالک جہانم من ملک جاودانم — در دلق من نہانم اندر نہان نگنجم

در ملک لایزالی مارا است ذوالجلالی
من شاہ لامکانم اندر مکان نگنجم

مائیم جملہ عالم جنّ و مَلک، ہم آدم
ظاہر بجملہ شانم در ہیچ شان نگنجم

من بحر بیکرانم خورشید بے عنانم
من ارض و آسمانم در آسمان نگنجم

من شاہباز قدسم من رازدار قدسم
من نار و من جنانم اندر جہان نگنجم

ہم حور و ہم قصورم ہم ذوق و ہم سرورم
ظاہر بجسم و جانم در جسم و جان نگنجم

من عاشق و عشیقم خود شارب رحیقم
من مست بے نشانم اندر نشان نگنجم

من دُرّ بے بہایم من لعل پر ضیایم
من ابر دُر فشانم در بحر و کان نگنجم

اندر ازل چو بودم خود را بخود نمودم
اکنوں ھم آنچنانم اندر چناں نگنجم

من عالم و مریدم من شاھد و شہیدم
خود را بخویش دانم در این و آں نگنجم

متکلّم و بصیرم ھم سامع و خبیرم
من حیّی با توانم اندر تواں نگنجم

ہم قادر و کلیم بر خلق من رحیمم
بے وقت و بے زبانم اندر زماں نگنجم

ہم با ہمہ بظاہر ہم بے ہمہ بباطن
بے ہر دو این و آنم اندر چناں نگنجم

من سارف الغیوبم من ساتر العیوبم
با ہیچ من نمانم من در بیان نگنجم

من عبد ھم عبیدم گہ غنچہ اُمیدم
طوطی خوش زبانم اندر زبان نگنجم

غزل (۳)

ساقیا جام بکف کردہ بیا بسم اللہ
چشم مستانہ بمن باز نما بسم اللہ

تیری از غمزۂ جادوت بدل باز بزن
بدہ از لطف و عطا جام فنا بسم اللہ

مستی چشم تو دارد اثر خم شراب
جرعۂ زاں خم می ریز بما بسم اللہ

سخنت مایۂ احیاء مسیحی دارد
آب حیواں بدہ ای خضر لقا بسم اللہ

تا شوم زندہ جاوید ز لطف سخنت — بچشان جرعۂ از جام بقا بسم اللہ
مایٔ ما ہر گدای دوست ز پیش نظرم — ظلمت تیرگی ام باز ردا بسم اللہ
برمس ہست من انداز ز اکسیر کرم — ہمہ زر ساز ز فیضان عطا بسم اللہ
خوان انعام خلیلے است عجب عشق خدا — بخش یارب تو گلویم ز عطا بسم اللہ
بے نصیبم تو مراں گرچہ قریب الموتم — نظر لطف توام ہست شفا بسم اللہ

ایں عبیدت کہ درت را بنظر قبلہ نمود
تا بکے دور ز تو تا بکجا بسم اللہ

غزل (۴)

گہ اندر نعمتی غافل گہ اندر تنگدستی ریش — بگو با من تو اے مومن کہ کے با حق بپردازی
خدایت آفرید از خاک در خاکت کند مسکن — مشو مغرور در دنیا مکن چوں کودکاں بازی
خدایت رہبر رزق است شیطاں رہنمائے حرص — بدام حرص گر افتی متاع خویش در بازی
خدایا رحم کن بر ما بدہ توفیق بر طاعت — کہ از انعام والایت بجنت بہرہ ور سازی

عبید عاجز و مسکین ہمے خواہد ز درگاہت
کہ از اقوام صدّیقاں بحشر منبعث سازی

ردیف الیاء میں دیوان شریف کو زیورِ نعتِ مصطفٰے علیہ الصلوٰۃ والسلام سے بھی مزیّن کیا ہے لہٰذا وہ مولود شریف بھی ہدیۂ ناظرین کیا جاتا ہے تا کہ عاشقانِ مصطفٰے علیہ الصلوٰۃ والسلام الف الف مرّۃ کے درد کا درمان بھی موجود ہو۔

مولود شریف

من عاشقم بر روئے تو یا مصطفٰے یا مجتبٰی — من چوں سگم در کوئے تو یا مصطفٰے یا مجتبٰی

رویت مرا آمد ضحیٰ مویت مرا لیل و مسا | برقع تو از رخ برکشا یا مصطفیٰ یا مجتبیٰ
اندر فراقت مردہ ام عمر بسر آوردہ ام | خُوں جگر بس خوردہ ام یا مصطفیٰ یا مجتبیٰ
شمس الضحیٰ بدر الدجےٰ نور الہدیٰ خیر الوریٰ | بحر الندیٰ کانِ سخا یا مصطفیٰ یا مجتبیٰ
دعویٔ عشقت میکنم بس لافِ خود میزنم | دایم بخود بر میتنم یا مصطفیٰ یا مجتبیٰ
عشقت کجا دعوی کجا ایں لفظِ بے معنیٰ کجا | مائے منی ایں جا کجا یا مصطفیٰ یا مجتبیٰ
من بندۂ پیرِ توام بے تیر نخچیر توام | پروردۂ شیر توام یا مصطفیٰ یا مجتبیٰ
من خارِ چشم دشمناں چوں بلبلاں نعرہ کناں | در وصفت اے شاہ شہاں یا مصطفیٰ یا مجتبیٰ
مدحت چہ گویم من کہ ام نعتت چہ سنجم من چہ ام | خاک درت گشتہ بہ ام یا مصطفیٰ یا مجتبیٰ
کہتر ز جملہ بندگان عو عو کنندہ چوں سگاں | بس کو مرا نام و نشاں یا مصطفیٰ یا مجتبیٰ
گمرد رہ خود کن مرا از خویش بیخود کن مرا | درودّ بلے بد کن مرا یا مصطفیٰ یا مجتبیٰ

(۵۱) رسالۃ النحو "وہ تیتیس ۳۳ ابیات" (مطبوعہ) :

یہ رسالہ شریفہ سرائیکی نظم میں علم نحو کے ان ضروری مسائل "جو مبتدی کو بہر حال یاد کرنا پڑتے ہیں" پر مشتمل ہے۔ مذکورہ مسائل و قواعد نہایت آسان ترتیب اور اختصار سے صرف تیتیس ۳۳ اشعار میں بند کئے گئے ہیں اور تحت السطور نہایت مفید اور ضروری مثالیں شامل رسالہ کی گئی ہیں اگر مبتدی اس مختصر نظم کو زبانی یاد کرلے تو متقدمین کے اس فرمان پر علم نحو کی حد تک عامل ہو جائے جو انہوں نے اپنی تصانیف میں حصولِ علم کے ضوابط و قواعد درج کرتے ہوئے تحریر فرمایا ہے کہ طالب علم کے لئے یہ بات ضروری ہے کہ وہ ہر فن یعنی صرف، نحو، فقہ، کلام وغیرہ پر ایک ایک مختصر رسالہ کو زبانی یاد کرلے وہ تیتیس ابیات ۱۳۰۵ رسالہ شریفہ کا تاریخی نام ہے یا سِنِ طباعت۔ واللہ اعلم۔ اب میں چند اشعار نقل کرتا ہوں جن سے اندازِ بیان، الفاظ کا حسن استعمال اور اپنے

موضوع کے ساتھ انکی ہم آہنگی اور ربط واضح ہوگا۔ نمبرات اشعار ہمراہ لکھوں گا تاکہ سیاق سباق کی بے ربطی باعثِ تشویش نہ بنے۔

۱۔ سبھ ثنا خدائیکوں خافض رافع اوہ — فاعل ہر مفعول دا اُس دِل مضاف سبوہ
۲۔ ناصب سبھ پیغمبران منصب رسالت والا — خالق ہر مخلوق دا کیا چٹا کیا کالا
۴۔ ضم کریندا روح بزرگاں پیغمبراں اپنیاں نال — نال روحاں پیغمبراں دے رب کوں قرب کمال
۵۔ بھیج صلوٰۃ سلام الٰہی حضرت احمد تے — بھی آل اصحاب اسی تے جو عشق دے ہن رتے
۶۔ ای عبید فقیر توں نحو اسیدے ول — صرف گناہاں عمر پیاری کیتی ھن توں چل
۷۔ جر کریھن اسم کوں ھفدہ حرف ہک با — کاف لام فی داد من الی مذعن تا
۸۔ منذ علی خلا عدا حاشا حتیٰ رب — مضاف الیہ مجرور ہے لام من فی ڈب
۲۲۔ زمان مکان تے علّت مصدر بھی مدخول الواؤ — ایہ چار بھی مفعول سڈیون نصب انھاں کوں آؤ
۲۳۔ فیہ لہ تے مطلق معہ محذوف الجار منصوب — اکھدے ہن سبھ نحوی اینویں ای ربد المحبوب
۲۴۔ اسم بمعنی فعل جی آوے عمل اُسی مانند — تابع وانگ متبوع چھڑیسی وچ اعراب پسند

نحو چونکہ نہایت خشک اور محنت طلب فن ہے اس لئے مشہور ہے کہ نحویاں را مغز باشد چوں خراں اسی محنت کی طرف اشارہ فرماتے ہوئے حضرت موصوف نے آخر میں نہایت دلچسپ شعر کہہ کر طالب کو حفظِ اشعار پر اکسایا ہے۔ فرماتے ہیں:

۳۲۔ ڈندان جتنے بیت بنائے اس عبید فقیر — جیہن جیّن واسطے ناہو توں دلگیر
۳۳۔ زبان میری تے ایہ بیت آیا ہے از غیب — یا خدا بخش توں اساں ہاں میں عبید پر عیب

(۵۲) رسالہ ملامتیہ

حضرت موصوف نے سولہ اشعار کی سرائیکی نظم صفات و مذموماتِ ایام پر مشتمل ہے اس نظم میں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دراصل متمول و مخیر حضرات کو اشارۃً تنبیہہ فرمائی

ہے کہ وہ مساجد کی سرپرستی اور ان میں امامت کی عظیم تر ذمّہ داری سے خود کو سبکدوش سمجھتے ہیں حالانکہ یہ ذمّہ داری دراصل انہی کے سر تھی کہ وہ خود حصولِ علم کے بعد بدون طمع فریضہ امامت اَدا کریں تاکہ نادار حضرات بھی خسیس دُنیا بلکہ پارۂ نان کو دین بنانے پر مجبور نہ ہوں ۔کیونکہ یہ امر محقق ہے کہ ؎

خداوند روزی بحق مشتغل، پراگندہ روزی پراگندہ دل

چُونکہ متاخرین اہلِ فتویٰ نے اُجرت امامت کو بعض شرائط کے ساتھ مقید کرکے جواز کا حکم دیا ہے اس لئے اگرچہ انکو حضرت موصوف رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی اس نظم میں کلام ہوگا لیکن اہلِ تقویٰ اور متقدمین کو اِس میں قطعاً خلاف نہیں۔ اسی طرح اُن نکو نامی کے شائقین کو جو باوجود طہارت و نماز و قرأت و دیگر علوم شرعیہ سے اصلاً نابلد وجاہل ہونے کے مُصّلائے امامت پر کھڑے ہوتے ہیں اس امر سے مجتنب رہنے کی تنبیہہ فرمائی ہے تاکہ ڈّوروزہ فانی زندگی کے بعد ہمیشہ کی رُسوائی کا سامنا نہ کرنا پڑے ۔ یہ مختصر نظم آپ ہی کے مصنفہ رسالہ وہ تینتیس ۳۳ ابیات کے ساتھ ایک دفعہ حسبِ فرمائش خلف الصدق آنجناب حضور خواجہ عربی غریب نواز بذریعہ مطبع نرسنگھ پریس مُلتان طبع بھی ہوئی ہے بوجہ مختصر اور مفید ہونے نظم کے میں یہاں مکمل نقل کرتا ہوں ۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ؕ

حمد ثنا خدائیوں بہت درود رسول — آل اصحاب احباب اسیدے جو دربدے مقبول
پچھی حمد صلوٰۃ دی کہندا اِیہ عبید — خوف نہ اسنوں باجھ خدا دے اللہ تے اُمید
امامت مسجد ادہ کرے جو بھی وچ مسیتے — قرآن تے فقہ پڑھے ہمیشہ مسجد بنی اس کیت
فالاں والے بُرے ملانے کافر اودھے سبھ — غیب الیہن کوڑ بولیہن مار انہاں جے لبھ

قرأت دا علم نہ ہووے جینوں ترجمہ قرآن نجانے — مکروہ نماز جماعتیاں گلی اوہ نسائی
جماعتی سکھن امام تھوں چنگے کم تمامیں — روٹی کپڑا ڈیون اس جے نانہ ہوسی خامی
امام جے طالب دنیا ہووے وظیفہ اس حرام — واسطہ طمع نماز پڑھاوے بھیڑا اوہ امام
کسب کرے نماز پڑھاوے اوہ امام چنگیرا — حاجت کہیں نہ رکھے اوھو در در نکرے پھیرا
اللہ لوک جے ہووے اوہو عالم بھی فقیہ — قاری بھی آواز خوش پیغمبر نال شبیہ
جے بدخو امام بناون رنج کرے اوہ لوکاں — گھالیس کڈھے کوڑا لاوے کرے ہمیشہ ٹوکاں
ایہ امام خدا نہ بھانویں دشمن لوکاں اوہ — مال یتیماں عاجزاں کھاوے دل وچ اوس دروہ
ایہ امام شیطان حقیقی ناھیں ایہ امام — ڈیون اسدا جرم ہے بھارا کہنا بھی سلام
عالم ہوسی ایہ مینسی جاہل کوں ایہ تیر — لگا سینہ وچ اوسیدے بھل گیس تدبیر
یارب توں جزا عمل دی دیندا ہر مخلوق — توں ہی خالق رازق ہر دا سبھ تیرے مرزوق
پیدا کیتو مفت اسانوں روزی مفت بھی دیویں — یا خدا بخش مفت اساہاں توں غفار سدیویں
عالم شک کرے جے اسوچ شرح اسیدیو یکھے — حدیث تفسیر موافق ایہو سمجھ الہدے لیکھے

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

(۵۳) توفیقیہ ہندی :

یہ امر بعید از قیاس نہیں کہ یہ آپکی پہلی منظومہ تصنیف ہو کہ حضرت محبوب اللہ خیر پوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حین حیات ہی آپ نے تقریباً صرف پچیس سال کی عمر میں اُنکی مایہ ناز تصنیف لطیف "توفیقیہ شریف" بر مسئلہ وحدۃ الوجود کا بزبان ہندی (سرائیکی) دو صد بیاسی ۲۸۲ اشعار پر مشتمل منظوم ترجمہ فرما کر اُنکی خدمت عالیہ میں پیش کیا جیسا کہ سِر دلبران شریف میں بھی اس کا ذکر آپ نے ان الفاظ سے فرمایا ہے "وہم چوں ایں کاتب الحروف (مولانا المولوی محمد عبید اللہ الملتانی) توفیقیہ

شریفہ را ہندی منظوم نوشت دبحضور (محبوب اللہ خیر پوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ) شنوایندن گرفت فرمودند کہ دشوار کردی۔"

"وحدۃ الوجود" جیسے ادق مسئلہ کو ہندی زبان میں نظم فرمانا آپ کے تبحر علمی پر شاہد عدل ہے۔ معلوم رہے کہ توفیقیہ شریف آپ کی انتہائی پسندیدہ کتاب تھی کہ آپ کی تصانیف میں اس کتاب مستطاب کے حوالہ جات کثرت سے ملتے ہیں۔ ایک وصیت نامہ میں اس مبارک کتاب کو طالبانِ راہ حق کے لئے تریاق اور مدعیان معرفت خود پرست علماء کے لئے زہر قاتل قرار دیا ہے۔ مگر افسوس کہ یہ رسالہ شریفہ بھی تاحال زیورِ طباعت سے آراستہ نہیں ہو سکا۔ اول تا آخر اگرچہ ایک ہی مضمون ہونے کے سبب چند اشعار کا نقل کرنا اتنا مفید نہیں تاہم تبرکاً ایک مقام سے چند اشعار نقل کرتا ہوں۔

جیوں حضرت آدم کیتا ۔۔۔ جام اَدب دا چا بھر پیتا
ظلم نسبت او تے اپنے ۔۔۔ کیتس تاں اوس بخشیا رب نے
جے ناں تاں کیتا کیں ھا ۔۔۔ آپ آپے بخشا کیں ھا
وَت بخشے وت قاہر ہووے ۔۔۔ وَت چھپے وَت ظاہر ہووے
وِچ تعیّناں جو کجھ کردا ۔۔۔ آپے آپ ظلم نہ کردا
ظلم او ہوندا جو بئے نال ۔۔۔ کرے برائی یا بدچال
جداں غیر نہ تھیا کوئی ۔۔۔ ظلم لڑائی کِتھے ہوئی،
ہر ہر مظہر جدا جدا ۔۔۔ کیتا سبھو آپ خدا
ہِک ہِکلا جو کجھ کردا ۔۔۔ او سردار تے سبہ کو بَردا
او مصوّر اساں صورتاں ۔۔۔ اوہ ہے قادر اساں مورتاں
کیوں جو عدم ہے سب بھاگا ۔۔۔ عدمی صفتاں دا اوہ دھاگا

چنگے عملیں چنگی جزا — بھاگیں عملیں بری سزا
وعدے سبھے رب دے سچے — توڑے سمجھ نہ جانن کچے
ظن ہر یک دے موجب رب — کردا ہے او سبھ سبب
ہک کو غیر نظر نہ آوے — بیا سبھو غیر دساوے
جیکو یار بناوے کوئی — اس کو ویکھے بیا نہ کوئی
المرئ مع من احبّ — اپنے یاراں نال ہے سب

(۵۴) عیوب النّفس :

سرائیکی نظم میں یہ مطبوعہ رسالہ صرف چھیاسی[۸۶] اشعار پر مشتمل مگر مبتدی و منتہی، عالم و جاہل رند و صوفی، ملازم و مالک، تاجر و کسان اور مفلس و مالدار سب کیلئے انتہائی مفید ہے۔ اس میں نفس بدکیش کے عیُوب گنوائے گئے ہیں اس کے اختصار اور فوائدِ کثیرہ کے سبب جی چاہتا ہے کہ اُسے پُورا نقل کیا جائے لیکن میرا رُویّہ اختصار پسندی رہا ہے لہذا چند اشعار بطورِ نمونہ نقل کرنے پر ہی اکتفا کرتا ہوں۔

حمد ثنا خدا توں جو ہے سچّا رب — مومن کافر پیدا کیتس رزق پہنچاوے سب
فرق حلال حرام دا کیتس سب بیان — جو فرق حلال نہ کردا اُس نوں کافر جان
درود بہوں رسول نوں ہادی لوکاں اوہ — آل اصحاب نبی دے جو ہن دین دے رُوہ
پچھے حمد صلوٰۃ دے کہندا ایہ عبید — خوف نہ اس نوں باجھ خُدا دے اللہ اُتے اُمید
ایہو نفس امارہ جو ہے مُڈھ فساداں سب — سدّھا تھیندا ناہیں ایہو باجھوں رحمت رب
علم پڑھیاں نہ سدّھا تھیندا صوفی ہویاں بھی — نام دا شرم نہ کردا ایہو کجھ حیا نہ تھی
کافراں کنوں ویہاج دا لینا کردا اوہ حلال — قصیرا روپیہ گھنے سہنگاں مول نہ کرے ملال
ڈڈے پیسیاں والے اینویں کرے دین خوار — جیڑھے تھوڑے پیسیاں والے انہاں بھی رب دی مار

جٹ نوں ڈیون ڈو چار قرضے پٹھے گاں دے لوتن
وہا جیوں پیسے لوتن لہے ہوواں کوں اوہ ڈیون

ڈوڑا دہاج بھی لیون ادھے ہوون بہوں خوار
جٹ نوں مانہگے دیلے ڈیون ایہو کرن ویار

دنیا داراں ایہہ کارن غریب فقیر بھی اینویں
محنت کسب حلال دے کنوں لنگھن تیر کمانوں جیویں

بہلت بھی زیادتی کمی کرن ویار سنارے
کھوٹا کھرا برابر آکھیا حضرت نبی پیارے

عالم مفتی قاضی وڈے رشوت کھاون سب
ضعیف روایت تے عمل کریہن رشوت لوتن جھب

وڈے عالم اینویں کریہن مہندے مال یتیماں
کھاون پیون نال جمیعت گزارن وانگ لیئماں

وچ شہر اندے صوفی رہندے کردے اودلالی
محراب متھے تے وڈے ہوون داسطے ٹھگی پیالی

عہدے دار ملانے بھائی مال یتیماں کھاون
حق دھواون پڑھن جنازہ وڈا آکھ ڈراون

سیّد اتے قریشی بہوں کرن گمراہ خلائق
کفر دے کلمے آکھن ادھے عمل کرن نالائق

شراب تے بھنگاں پیون او ہے کردے ترک صلوٰۃ
دین نہ جانن علم نہ رکھدے وڈی وڈیائی ذات

بیا ٹولہ تعویذیاں والا وڈے کرن اندھار
فالنامہ تے نال تعویذاں کردے خلق خوار

کئی بئے ہن خانقاہاں بزرگاں سر قبراں اتے ٹھکاون
قبراں کوں پرستش کردے لوکاں کوں سکھلاون

کئی مشائخ بئے مکری فریبی حرص مریداں انہاں
کیویں مرید گھنیرے ہوون شوق ایہو ہے تناں

نفس مرے وچ ایہے سبھے عیب گناہ ہن لبھدے
چھپے ہن وچہ ننگ موسے ایہو وچہ سبھدے

یارب توں امان ڈیواویں مکر ایں نفس شیطان
نال شوق لقاء اپنے دے دائم دین ایمان

خود بینی اتے تکبر وچہ میڈے ہے ڈھیر
حرص ہوا تے خصلتاں بہاگیاں نفس میرا ہے شیر

اندھاں ہووناں عیباں اپنیاں وڈا عیب ہے میرا
اکھیں اندھیاں ویکھن والیاں کر فضل ہے تیرا

توہو میرا یارب میرا، میرا کوئی ناہیں
یا خدا بخش عبید اپنے کوں کر توں فضل نگاہیں

ہادی توں ہیں یا الٰہی عبید نماناں نیست
وچہ ضلالت بھی گمراہی ہر دم اس کوں الیست

یارب ڈے شفا ہر مرضوں عشق دی رتی نال
بئی شفائیں منگدا ناہیں مرض شفا جنجال

مومن نام تیڈا اہے یا رب ڈے ایمان کمال   ہُن میڈی کوں گال خُدایا اپنی رحمت نال

کلمہ پاک، شہادت نالے ہووے ہیں نصیب
یا خُدا بخش سب گناہاں برکت اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم

(۵۵) تحفۂ زناں :

اس ہندی منظومہ رِسالہ میں جو تقریباً تین سَو اشعار پر مشتمل ہے حضرہ موصوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے صاحب مرتبہ عورتوں کے حالات وکرامات تحریر فرمائے تاکہ عورتیں جھوٹے اور گمراہ کن کہانیاں پڑھنے کی بجائے ان کے احوال کے مطالعہ میں وقت صَرف کریں۔ مزید یہ کہ اس زمانہ کی وہ عورتیں جو ناجائز وغلط طریقوں سے ذوق نکونامی کے دام تزویر میں شکار ہو چکی ہیں ان کو سبق دیا ہے کہ وہ ان مذکورہ زندۂ جاوید عورتوں کے نقش قدم پر چلنے میں کوشاں رہیں تاکہ انکا نام بھی آسمان رفعت پر درخشندہ ستاروں کی مثل روشن ہو کر ہمیشہ ہمیشہ چمکتا رہے۔ یہ رسالہ بھی ایک ہی مرتبہ طباعت پذیر ہوا۔ بطور نمونہ صرف چند آخری اشعار نقل کرنے پر اکتفا کرتا ہوں ؎

برکت دوستاں اپنیاں یارب میکوں دوستی ڈے
دوستی تیڈی دوستی انہاں دوستی تیڈی ہے
انہاں دی خواہش تیڈی خواہش تیری انہاں دی ہے
دید تیڈی بھی دید انہاں دی انہاں دی تیڈی ہے
صحبت انہاں اثر بہتیرا جے حق بینی ہووے
خود بینی جے ہووے دَت آپ کوں پٹے رووے
خودی جے ہووے اوہ نہ ڈِسن بیخود کوں اُو دسدے
ایہہ حس اُتھاں کم نہ آوے بہوں ھن مٹھے حسدے

خود بین کجھ نہ دیکھے بیخود دیکھے سبھ تماشے
حق بین بے خود ہووے دائم فکر نہ کجھ معاشے
دنیا عقبیٰ فکر نہ اُنھاں وحدۃ وچ او غرق
ھک خدا نوں ویکھن سمجھن اٹھ گیا سب فرق
اللہ جو سمجھایا انہاں سمجھ نہ پووے لوکاں
اپنی سمجھ نوں دیکھ کراھن مارے ہر کوئی ٹوکاں
طعن تے ٹوکاں اِنہاں نُوں ماریں توڑے ہووے موسیٰ
اصحاب کہف تے خضر تے موسیٰ وچ قرآن پڑھیا ہوسیا
یا اللہ زبان تے دل نوں حوصلہ ڈیویں وڈا
یا خدا بخش حلم گنھیرا نا ہنہ بنائیں جڈا
علم تے حلم توں بخش گنھیرا چھوڑا اسانوں ناہنیں
تیرے ہتھ وِچ ہووِن ہمیشہ رکھیں ہجر دے بھائیں
قدم جے رکھیں وقت ہجر دے دوزخ وسمے جھب
وِچ بہشت دیدار ہمیشہ نعمتاں حاضر سبھ
لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ توں ہیں بیا ناہیں
مُحَمَّدٌ رَّسُولُ ہے تیڈا بھیجیا منوں سنجھ سنبھائیں
صلے اللہ علیہ واٰلہ یار تے دوست تمامی
سبھے ساڈے نور اکھیاں دے جنّت وِچ مقامی

(۵۶) سی حرفی در معرفت :

یہ مختصر سرائیکی نظم سی حرفی معرفت کے موضوع پر لکھی گئی ہے جس میں الف سے

یا تک تیس حروف میں سے ہر حرف کے ذیل میں صرف تین اور یا کے ذیل میں چھ اشعار لکھے گئے ہیں یہ رسالہ ایک دفعہ طباعت پذیر ہوا ہے اور تا حال حضرات سجادگان مدظلہم کے پاس اس کے نسخہ جات موجود ہیں جو شائقین کو عند الطلب مفت عطا فرماتے ہیں۔ اسکے بعض اشعار تاویل طلب ہیں اسلئے بہتر ہے کہ برادران طریقت میں سے کوئی اسکی مختصر شرح لکھ دے تو اُمید ہے کہ مقبولِ عام ہو جائے۔ مثلاً دوسرے شعر کا دُوسرا مصرع دیکھئے ع "احد احمد کوں کون نکھیڑے" کا ظاہری معنی عام فہم نہیں لیکن حضور سیّدی مرشدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ یہ عقیدہ باب الایمان پر محمول ہے کہ اگر کوئی کلمہ طیبّہ کی اوّل جز و یعنی توحید کا قائل ہو مگر ثانی جز یعنی رسالت محمدی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مُنکر تو اس کا اسلام معتبر نہیں لہذا اس معاملہ ایمان میں جتنا ضروری توحید کا قائل ہونا ہے۔ اتنا ہی رسالت کا اقرار۔ تو اس معاملہ میں خدا اور رسول کو جُدا جُدا کرنا یقیناً خلافِ شرع ہے۔

اب بطورِ نمونہ چند اشعار ہدیہ ناظرین کرتا ہوں۔

الف الحمد احد کا کہنا — احمد ظاہر اوسکا بہنا
بہنا احمد کا ہو رہنا — احد احمد کوں کون نکھیڑے
سَٹ مُلا سب جھگڑے جھیڑے — یارا ساڈا رہندا نیڑے
بؔ بہت صلوٰۃ محمّد اُتّے — جو سبھ پیغمبر اللہ مُتّے
سُکھدیاں نندراں سبّہ کر سُتّے — فرق نہیں کجھ اَگے پچھیرے
سٹ مُلا سب جھگڑے جھیڑے — یارا ساڈا رہندا نیڑے
تؔ تیڈے پچھے سبہ اصحاب — حضرت دے سب آل احباب
خادم سبھے ایس جناب — نور اکھیاں دا اوہ سبھ میرے
سَٹ مُلا سب جھگڑے جھیڑے — یارا ساڈا رہندا نیڑے

ج جمالِ الٰہی ظاہر   ہویا ہے وِچ ہر ہک ظاہر
اُدھو اندر، اودھو باہر   میرے یار دے ہر جا ڈیرے
سٹ مُلا سب جھگڑے جھیڑے   یار اساڈا رہندا نیڑے

ح حال مقام نہ کوئی میرا   جے اوہ یار نہ پاوے پھیرا
کوئی ناہیں جھگڑا جھیڑا   ای عبید ایہ سب فتنے تیرے
سٹ مُلا سب جھگڑے جھیڑے   یار اساڈا رہندا نیڑے

ز زاری میری اوسدے اگےّ   جسدی یاری اوڑک تگےّ
جو کجھ چاہے سو کجھ سگھے   حاجت سبھ دی اوہو نبیڑے
سٹ مُلا سبھ جھگڑے جھیڑے   یار اساڈا رہندا نیڑے

س سبھ کجھ گھولیا جند تے جان   یار دے اُتوں سبھ قربان
عشق وبجھیندا نام نشان   عشق دے پینڈے ہن اوکھیرے
سٹ ملا سب جھگڑے جھیڑے   یار اساڈا رہندا نیڑے

ص صبر آرام نہ عاشق ہووے   ناں اوہ سُکھ دا سووں سووے
وِچ دردِ وِچھوڑے ہر دم رووے   غم ہووے نت ودھے ودھیرے
سٹ مُلا سب جھگڑے جھیڑے   یار اساڈا رہندا نیڑے

ظ ظاہر باطن اوّل آخر   ہر ہر مظہر دے وِچ ظاہر
پاک منزّہ بیچوں قاہر   شاہ رگ تھیں نزدیک بہتیرے
سٹ ملا سب جھگڑے جھیڑے   یار اساڈا رہندا نیڑے

ع علم عقل سبھ گم تھیا   کردی ہر دم پیّا پیّا
اگھدی عمر میری لگھ گیا   میری طرفوں پندھ لمیرے
سٹ مُلا سب جھگڑے جھیڑے   یار اساڈا رہندا نیڑے

م محمد احمد حامد — محمود احد بن میمون واحد
معبود مسجود تے عابد ساجد — ہکو دیکھ تے چھڈ بکھیڑے
سٹ مُلا سب جھگڑے جھیڑے — یار اساڈا رہندا نیڑے

لا الٰہ نہ کوئی موجود — باجھوں اللہ سبھ نابود
اوھو حامد بھی محمود — کائی روشنائی کائی اندھیرے
سٹ مُلا سب جھگڑے جھیڑے — یار اساڈا رہندا نیڑے

ی یا خدا بخش توں ساہان — مار مار تھکی میں باہاں
تیرا افضل میں ہر دم چاہاں — وِچ گناہاں گھُمر گھیرے
سٹ مُلا سب جھگڑے جھیڑے — یار اساڈا رہندا نیڑے

رُباعیات

ان منظومہ رسائل کے علاوہ حُضور اعلیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے چند رُباعیات وغزلیات وغیرہ نظم فرمائے جن میں سے صرف دو رُباعیات جنہیں صاحبِ تاریخ ملتان نے بھی بطور نمونہ کلام منتخب کئے ہیں یہاں نقل کرتا ہوں۔

رُباعی در حق شبِ برات (۵ اشعبان المعظم)

جاء لیل البرات فی الانوار — حصّلوا فیہ سیرۃ الابرار
ربّ اتمم امورنا بالخیر — وقنا ربّنا عذاب النار

ترجمہ:۔ شبِ برات اپنی نُورانیوں میں آگئی ہے تم نیک لوگوں کی سیرت (شبِ بیداری) کو اس میں حاصل کرو۔ اے پروردگار ہمارے تمام کام بخیر و خوبی انجام کو پہنچا اور اے پروردگار!۔۔۔ ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچا۔

رُباعی در شان آخر چہار شنبہ (از ماہ صفر المظفر)

چہار شنبہ آخر ماہ صفر ہست روزے صحّت خیر البشر
خیز شادی کن دراں روز شریف تا بیابی در جہاں فتح و ظفر

ترجمہ : ماہِ صفر کا آخری بُدھ حضور خیر الخلائق علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صحت یابی کا دِن ہے تو اس مبارک دِن میں خوشی منا تاکہ جہاں میں فتح و کامیابی سے سرفراز ہو۔

معلوم رہے کہ اگرچہ آخری چہار شنبہ کے دن آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی صحّت مُبارک والی رِوایت پر بعض علماء اہلسنت نے بھی اعتراض کیا ہے۔ تاہم بے شمار صوفیاء کرام و علماء عظام کے نزدیک بات درجہ ثبوت تک پہنچ چکی ہے چنانچہ مرآت العاشقین ملفوظات حضرت شمس العارفین خواجہ صاحب سیالوی علیہ الرحمۃ میں بھی اس کا ذِکر موجود ہے۔

اعتذار

طِفل مکتب ہونے کے سبب اپنی بے بضاعتی و کم علمی کا اعتراف کرتے ہوئے اس چمن کو ختم کرتا ہوں۔ مجھے یقین ہے کہ اس چمن کی سیر کے لئے اگر کوئی صاحب علم آپ کی راہنمائی کرتا تو آپ یقیناً زیادہ سے زیادہ فائدہ حاصل کرتے اور لطف اندوز ہوتے۔ مَیں نے اپنی علمی کمزوریوں کے باعث یہ بھی سوچا تھا کہ اِس چمن میں صِرف تصانیف کے نام اور موضوع لکھنے پر ہی کفایت کر دوں مگر اس خیال سے کہ شاید ان حوالہ جات کو پڑھ کر کوئی صاحب دِل ذوق میں آئے اور ان کے تراجم کی طرف توجہ کرے اور میری بخشش کا بہانہ بن جائے لہٰذا حضور اعلیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی موجود تمام تصانیف کا اپنی وسعت مطابق مطالعہ

کر کے تبرکاً کچھ اقتباسات بطورِ اندازِ نگارش نقل کر دیئے انہیں اللہ تعالیٰ قبول فرمائے

رحمت حق بہانہ می جوید   رحمت حق بہانہ می جوید

ترجمہ : اللہ تعالیٰ کی رحمت (قبولیت اور مغفرت کے لئے) بہانہ ہی ڈھونڈتی ہے نہ کہ قیمت

یا خدا بخش جملہ جرم و گناہ : برکتِ خواجۂ عبید اللہ

چمن ششم

دربیان وصال پُر ملال

شوقِ وصال: تقدیرِ الٰہی اور کثرتِ مجاہدہ کے سبب رفتہ رفتہ آپ کی جسمانی قوت میں ضُعف بڑھتا گیا اور اس ضعف کے ساتھ ساتھ شوقِ وصال میں بھی اضافہ ہوتا گیا ؏

گرچہ پیرم بہ رہ عشق جوان آمدہ ام

یعنی : اگرچہ بوڑھا ہوں مگر سفرِ عشق میں جوان ہی ہوں۔

کیونکہ یہ امرِ مُسلم ہے کہ عاشق صادق کے عشق و محبّت میں باوجود کبر سنی اور بڑھاپے کے، کمی کی بجائے بتدریج اضافہ ہی ہوتا جاتا ہے، اور وہ مرتبہ عشق میں بلند تر مقام حاصل کرتا رہتا ہے

مگو کہ پیر شدی ذوق عاشقیت نماند   شراب کہنۂ ما مستی دگر دارد

ترجمہ : یہ مت کہو کہ تم بوڑھے ہو گئے ہو اور عشقیہ ذوق تم میں نہیں رہا، کیونکہ ہماری پرانی شراب کی مستی کچھ جُدا گانہ حیثیت رکھتی ہے۔

آپ کے دِیوان شریف کی آخری غزل ہندی اسی طلبِ وصال پر روشن دلیل ہے جسے یہاں نقل کرتا ہوں۔

غزلِ ہندی

اٹھا ہے شوق ملنے کا میرا دِلدار کب آوے
حجاب و ستر جل جاوی عیاں وہ یار کب آوے

بدیں نیکی کہ من دارم بدین تن کہ قفص وارست
نِگاہِ یار کب ہووے وہی نظار کب آوے

فجور وفسق عصیانم کہ از حد است وُ عد بیرون
خدایا بخش کب ہووے وہی نظار کب آوے

اسیر قید جانانم رئیس ناتوانانم
زضعف خویش بیجانم شفیع الجار کب آوے

جلا دیوے خودی میری و خود بینی و عجب من
کبھی ہووے کبھی وہ سیّد الابرار کب آوے

عجب کاین عشق او مارا شکار و صید خود کردہ
تڑھپتا ہوں جو ئیں بیدل وہی تلوار کب آوے

کمان و تیر کی حاجت نہیں رکھتا نگار من
نگاہوں سے کرے بسمل وہی جبّار کب آوے

اوسیکے کام سب سُہنے قصے ہیں اونکے من موہنے
ارادے اونکے سب ہونے وہی سردار کب آوی

منم بیدل منم بیجان منم در خونِ دل غلطاں
منم در درد بے درمان شفا بیمار کب آوی

عبیدم من کہ سرگشتہ ہمے گردم بکوئے او
بہردم منتظر اوسکا شہ اسرار کب آوی

سفرِ آخرت

فقیر کاتب الحروف نے اپنے مرشدِ حقیقی حضور سراپا نور رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زبان گوہر فشان سے سُنا ارشاد فرماتے تھے مجھے مولوی خیر الدین صابر ملتانی نے بیان کیا کہ ایک دن ایک وکیل صاحب نے مجھے بتلایا کہ آج تمہارے پیر و مرشد حضرت فانی فی اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنی چارپائی سے نیچے اُتر کر مٹی کے برتن میں سے کچھ رقم شمار کرتے دیکھا ہے جس سے مجھے سخت تعجّب ہوا کہ ساری زندگی جنسِ زر سے مجتنب رہے اب کس غرض سے نامعلوم رقم شماری ہو رہی ہے چنانچہ مجھے (صابر ملتانی) کو بھی خلافِ معمول بات سن کر حیرت ہوئی۔ تحقیق کرنے پر معلوم ہوا کہ آپ نے کچھ رقم سفرِ آخرت کی تیاری کے لئے مختص فرمائی تھی جو آپ نے حوالۂ فرزندِ دلبند حضور خواجہ عربی غریب نواز رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرمائی۔ اسی طرح اپنے کفن کا کپڑا بھی حین حیات تیار کرنے کے لئے کسی خاص معتقد کو باوضو ہو کر کپاس چُننے دھاگہ بنانے اور کپڑہ بُننے کا حکم فرمایا تھا چنانچہ حسبِ ارشاد ایسا ہی کیا گیا لہٰذا موٹے دھاگے کے اس کپڑہ سمیت آپ نے وہ رقم اپنے فرزندِ اکبر حضور شیخ العرب والعجم عربی غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مرحمت فرما کر وصیّت فرمائی کہ اسی کپڑہ میں مجھے کفن دیا جائے اور میرے دفن وغیرہ اُمور پہ یہی رقم صرف کی جائے۔

اخیر عمر میں بوجہ ضعف و کمزوری آپ صِرف فرضی نمازیں کھڑے ہو کر ادا فرماتے جبکہ سنن و نوافل بیٹھ کر ادا فرماتے اور اگر قعدہ و قیام یعنی نماز میں اُٹھنے بیٹھنے کی طاقت بھی نہ ہوتی اور آپ صاحبِ السریر ہوتے تو نماز رو بقبلہ ہو کر لیٹے لیٹے ہی صرف سر مبارک کے اشارہ سے ادا فرماتے جیسا کہ مثنوی تذکرہ عبیدیہ میں ہے۔

ہم میانِ ضعف پیری فرض کردی باقیام جز نماز فرض بنشستہ ادا کردی مدام

گر نباشد در نمازش قدرۃ قعدہ قیام   رو بقبلہ خفتہ با ایمائے سر آرد تمام

اسی دوران آپ کو نصیب دشمناں موسمی بخار بھی لاحق ہوا جس کی وجہ سے آپ کی طبع مبارک جو پہلے ہی سے علیل تھی، زیادتی مرض کا شکار ہو گئی اور بالآخر مقبول ربانی مقرب یزدانی قطب الواصلین سند الکاملین محبوب الٰہ حضرت فانی فی اللہ باقی باللہ مولانا المولوی محمد عبید اللہ الملتانی الچشتی القادری ۶ جمادی الاولیٰ ۱۳۰۵ھ مطابق ۲۰ جنوری ۱۸۸۸ء عیسوی بروز جمعۃ المبارک بوقت چاشت دوران ذکر لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ (جلّ جلالہٗ وصلّی اللہ علیہ وسلم) دار فنا سے سوئے بقا روانہ ہو کر واصل باللہ ہوئے۔

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ (ترجمہ) ہم اللہ تعالیٰ ہی کے لئے ہیں اور ہم اسی ذات پاک ہی کی طرف رجوع کرنے والے ہیں۔

اس وقت آپ کی عمر چھیاسی برس تھی فقیر کاتب الحروف نے آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے تخلص "عبید" اور لقب "محب اللہ" سے آپ کی عمر شریف تلاش کی ہے۔

مثنوی تذکرہ عبیدیہ میں ہے۔

چوں بر وحش ارجعی آمد خطاب از ذوالجلال   بود روز جمعہ عرس خواجۂ حافظ جمال

ششمی اوّل راضحائش چوں رسید   مرغ جاں قبلہ بعلیین پرید

چوں زبانش از ذکر حق بد تازہ تر در روز و شب   شد کلام آخرینش کلمۂ توحید رب

بود از ہجرت ہزار و سہ صد و ہم پنج سال   گفت لبیک آں بہ پیک حق کہ گفت اورا تعال

ترجمہ: جس دن آنجناب قبلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روح مبارک کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اِرْجِعِیْ کا فرمان پہنچا (سورۃ والفجر کی آیۃ شریفہ یٰٓاَیَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ارْجِعِیْٓ اِلٰی رَبِّكِ رَاضِیَةً مَّرْضِیَّةً کی طرف اشارہ ہے جس کا ترجمہ ہے اے

اطمینان والی جان اپنے رب کی طرف واپس ہو اس طرح کہ تو اس سے راضی وہ تجھ سے راضی) اس دن حضرت محب اللہ المتعال خواجہ حافظ محمد جمال ملتانی رضی اللہ تعالیٰ کا عرس مبارک تھا (معلوم رہے کہ اس دفعہ چاند کی تاریخ میں اختلاف کے باعث عرس مبارک ۵ کی بجائے ۶ جمادی الاوّل کو ہو رہا تھا جس کی تحقیق بعد از عرس شریف ہوئی) آنحضرت قبلہ کی روح مبارک نے علیین (ساتویں آسمان میں عرش کے نیچے ایک مقام ہے جہاں مومنین صادقین کے اعمال نامے موجود ہوتے ہیں) کی طرف چھ جمادی الاوّل بوقت چاشت پرواز کی چونکہ آپ کی زبان دن رات اللہ تعالیٰ کے ذکر سے تروتازہ رہتی تھی اسلئے آپ کا آخری کلام کلمہ توحید ہی تھا جب اللہ تعالیٰ کے قاصد نے آپ کو کہا کہ تشریف لائیے اور آپ نے اس پر کہا کہ میں حاضر ہوں تو اس وقت ہجرت نبوی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو تیرہ سو پانچ سال گزر چکے تھے۔

تجہیز و تکفین و جنازہ و تدفین

بعد از وفات حسرت آیات آپ کی وصیت کے مطابق آپ کے جسد اطہر کو آپ کے برادر کلاں جناب حضرت مولانا محمد عبداللہ صاحب اور فرزند کلاں جناب حضرت مولانا محمد عبدالرحمٰن صاحب نے غسل دیا۔ تجہیز و تکفین کے دوران ہی آپ کے وصال پر ملال کی خبر وحشت اثر سن کر دور دراز سے لوگ اس طرح جوق جوق جمع ہونے لگے کہ اہل زمانہ نے اس قدر ہجوم کسی جنازہ پر نہ دیکھا تھا چنانچہ مثنوی تذکرہ عبیدیہ میں ہے۔

زیر میغ آمد نہاں شمس الہدی شیخ ...
صد ہزاراں خلق گریاں از فراقش نعرہ زن

انا للہ پس انا الیہ راجعو(ن)
روز عالم شد سیاہ دردو غم از حد فزوں

بود تخمینا کہ بد پنجاہ صد با چہل ...
بر نمازش جمع گشت از خلائق بے شمار

ترجمہ: ہزاروں کی تعداد میں لوگ آپ کے فراق میں آہ وفغانی اور گریہ وزاری کر رہے تھے کہ ہدایت کا سورج اور زمانے بھر کا پر روشن ضمیر بادل میں چھپ گیا ہے۔ دن رات میں بدل گیا اور دَرد وغم حَد سے بڑھ گیا بیشک ہم اللہ ہی کے لئے ہیں اور ہمیں اسی کی طرف ہی جانا ہے۔ آپ کی نمازِ جنازہ پر تقریباً پینتالیس [45] ہزار آدمی جمع ہوئے (جبکہ اس زمانہ میں آبادیاں کم ہونے کے باعث سینکڑوں کے مجمع کو بھی جمِّ غفیر سمجھا جاتا تھا)۔ اسی طرح خاتمہ گلزارِ جمالیہ میں ہے۔

"درجنازہ حضرت ایشاں علیہ الرحمۃ چنداں خلق جمع شدہ بود کہ درعدد حصر ہیچکس نمے آمد وہمہ کساں از حاضرین متعجب بودند چہ موافقین چہ مخالفین قائلین ما رأینا مثل ہذا الازدحام علی جنازۃ احد وکان قد شرع من الوقت الوصال الی حصول الدفن السحاب الماطر قلیلا قلیلا"

ترجمہ: یعنی آپ کے وصال کے وقت سے لے کر حصولِ دفن تک بوندا باندی ہوتی رہی اور جنازہ کی نماز میں شرکت کے لئے ہجوم جو کسی کی شمار میں نہ آسکتا تھا کو دیکھ کر دوست دشمن سب حیران تھے۔ کہنے والے یوں بھی کہہ رہے تھے کہ ہم نے آج تک کسی کے جنازہ میں اتنا ہجوم نہیں دیکھا۔

میرے مرشد حقیقی حضور سَراپا حضورِ نور کے ماموں جناب استاد الحفاظ مولانا محمد عبد العزیز صاحب علیہ الرحمۃ فرمایا کرتے تھے کہ میں اگرچہ نوعمر تھا تاہم مجھے آپ کی نمازِ جنازہ میں شامل ہونے والوں کا ہجوم اچھی طرح یاد ہے کہ میں دیواروں پہ چڑھ کر کر اس انبوہی کی ابتداء وانتہاء معلوم کرنے کی کوشش کرتا تھا مگر سوائے اس کے کہ حدِّ نگاہ تک ابن آدم ہی دکھائی دیتے اور کچھ معلوم نہ ہوتا تھا فقط بنو آدم ہی کیا واللہ تعالیٰ اعلم کتنے جنّات، مقدس رُوحیں اور ملائکہ آپ کے جنازہ میں شریک ہوں گے۔؟

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ چونکہ طبعی علالت کے پیشِ نظر اس دفعہ حضرت محب اللہ المتعال خواجہ حافظ محمد جمال ملتانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عرس مبارک میں شمولیت نہ فرما رہے تھے اس لیئے اپنے فرزند اکبر حضور خواجہ عربی غریب نواز کو وصیت فرمائی کہ ساری زندگی مجھ سے حضور مظہر جمال الٰہی کا عرس مبارک قضا نہیں ہوا لہٰذا آج بھی قضا نہ ہونے پائے چنانچہ تجہیز و تکفین کے بعد اسی ہجوم کی معیت میں حسب وصیت آپ کا جنازہ دربارِ عالیہ جمالیہ کی طرف لے جایا گیا ؎

اگر جنازۂ سعدی بکوئے دوست برند
زہے حیات نکو ئے زہے کمال سعادت

ترجمہ: سعدی (علیہ الرحمۃ) کا جنازہ اگر دوست کی گلی میں لے جائیں تو یہ (موت بھی) کیا ہی بہتر زندگی ہوگی اور کیا ہی نیک بختی کا کمال ہوگا۔

چنانچہ مجلس سماع میں آپ کو شریک کیا گیا آپ کے فرزند اکبر کٹھرے میں پڑی ہمیانی سے رقم اُٹھا اُٹھا کر آپ کی طرف سے قوالوں کو پیش فرماتے رہے جبکہ ہزار عقیدت مند پروانوں کی مثل چارپائی پر نچھاور ہو رہے تھے۔ بیشمار مخلوق خداوندی آپ کے فراق میں گریاں و غم کناں تھی۔ اس دن کے غم و اندوہ کی کیفیت زبان قلم سے بیان نہیں کی جا سکتی۔

الغرض عرس شریف کی تقریبات ختم ہونے پر حاضرین مجلس و زائرین کرام اور مشائخ کبار خصوصاً حضرات سجادگان والاشان حضرت قبلہ عالم و عالمیان مہاروی علیہم الرضوان وغیرہم سب نے باغ عام خاص میں بعد ادائیگی نماز جمعۃ المبارک آپ پر نمازِ جنازہ پڑھی۔ فریضۂ امامت حسبِ وصیت آپ کے فرزندِ اکبر سرگروہ حلیمان حضرت مولانا محمد عبدالرحمٰن عربی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ادا فرمایا جیسا کہ مثنوی تذکرہ عبیدیہ میں ہے ؎

جمعہ را کردہ ادا خواندند بروے نماز — شد امام خلق فرزند کبیرش اہلِ راز

بعد از ادائیگی نماز جنازہ اشکبار آنکھوں سے آپ کے جسدِ اطہر کو محلہ قدیر آباد کی طرف لایا گیا اور مسجد عُبیدیہ و مسجد رحمانیہ کے درمیانی باغیچہ میں بوقتِ عصر محبوبِ خدا سیّدِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وبارک وسلم کے دیدارِ فیض آثار سے مشرف ہونے اور سعادتِ وصلِ محبوبِ حقیقی حق تعالیٰ جل شانہ کے حصُول کے لئے بسترِ نَمْ کَنَوْمَةِ الْعُرُوْسِ (دلہن کی سی بے فکری والی نیند سو جائیے) پر سُلا دیا گیا۔

حق تعالیٰ جل شانہ آپ کی قبر شریف کو اپنی رحمت کاملہ سے بتوسّل جمیع انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام واولیاء کبار علیہم الرضوان اپنے نور سے مُنوّر فرما کر جنّت کے باغات سے ایک باغ بنا دیں اور آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فیوضات روحانیہ سے ہم غلاموں کو ہمیشہ نوازتے اور فیض یاب فرماتے رہیں۔ آمین۔

آپ حین حیات فرمایا کرتے تھے کہ میرا وصال اگر مگھیانہ ضلع جھنگ میں ہو تو میرا مدفن وہیں بنا دیا جائے اگر ملتان میں اپنی جان بجانان سپُرد کروں تو ملتان ہی میں مجھے رکھا جائے اور اگر خیر پور شریف مجھے سعادت وصل میسّر ہو تو مجھے کوچۂ محبوب اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں ہی سُلا دیا جائے اور اگر دورانِ سفر مجھے موت کا ذائقہ چکھنا پڑے تو ان تینوں مذکور مقامات میں جو بھی قریب ہو وہیں لیجایا جائے چنانچہ ربّ کائنات جلّ مجدہٗ نے اہلِ ملتان پر کتنا احسان فرمایا کہ آپ کی مرقد شریف ملتان جنّت نشان ہی میں زیارت گاہ خلائق بنی۔ اللہ تبارک وتعالےٰ ہمیں آپ کی نوُرانی تعلیمات پر عمل پیرا ہو کر مُرید حقیقی اور سچّا متوسل بننے کی توفیق نصیب فرما دیں اور آپ کی اولاد امجاد کا سایہ ہما پایہ ہم سب پر قائم رہے۔ آمین

قطعات تاریخ وفات قیامت آیات

آپ کی تاریخِ وفات حسرت آیات پر علماءِ زمانہ، مشائخ کرام و حضرات متوسّلین علیہم الرحمۃ نے متعدد قطعات نظم فرمائے تھے ان میں سے چند ایک یہاں درج کرتا ہوں

از مفتی اعظم زبدۃ المحققین حضرت مولانا محمد عبد العلیم مسکینؔ ملتانی
نبیرہ حضرت فانی فی اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما

حضرتم مولوی عبید اللہ — عالم و حافظ بشرع آگاہ
درحقیقت گزیدہ از عالم — متصّف باہمہ صفات الٰہ
افسر اتقیاء وهم صلحاء — نیز سرتاج اولیاء اللہ
صبح جمعہ جمادی الاولیٰ، — ششمیں بود کاں حبیب الٰہ
شد ز دار فنا بقرب خدا — رضی اللہ عنہ ثم ارضاہ
گفت مسکین بسال ترحیلش — ۱۳۰۵ وہ چہار مظہر جمال اللہ

از حضرت مولانا محمد عبد الرحمن صاحب خیر پوری علیہ الرحمۃ
خلیفہ حضرت فانی فی اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرۃ المولوی عبید اللہ — کان للناس مقتدا بیقین
عالما عاملا بحکم الشرع — ھادیا للوریٰ طریق الدین
امر للزائرین بالمعروف — ونہاھم عن الذنوب بلین
صرف عمرا بشغل ذکر الحق — ماسہا ذکر ربہ فی حین
اکمل الورع والتقی جمعا — صار فی الناس اکمل الورعین
ذاق ذوق الوصال من ربہ — روح راح عند حور عین
فاذا ارتحل دار دنیا قد — رضی اللہ عنہ قلت سنین

— از معنی پرور سخنور جناب مفتی غلام رسول صاحب لاہوری علیہ الرحمۃ —

رفت از دُنیائے دوں سُوئے بہشت چوں عُبید اللہ والا منزلت
سال ترحیلش بسر در طرفہ تر حضرت رضوان براہ مرحمت
فیض ربّانی عبید ۱۳۰۵ ہم عُبید اللہ گفت ۱۳۰۵ عالی مرتبت

— از مولانا خیر الدین محمد صابر لنگاہ ملتانی علیہ الرحمۃ —
— مُرید حضرت فانی فی اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ —

کرد رحلت زیں جہاں واحسرتا واحسرتا شیخ عالیشان عبید اللہ غمخوار جہاں
بندہ صابر بصد غم مصرع سالش نوشت رفت قبلہ دین عبید اللہ ۱۳۰۵ از دارِ جہاں

— ایضاً —

چوں عبید اللہ قطب الاتقیاء کرد جائی خویش در باغ جناں
گفت صابر بہر سال رحلتش طالب حق شد بجنت شادماں ۱۳۰۵

— ایضاً —

عازم عقبیٰ چو شد مرشدِ اہلِ کمال گشت بچشمک زدن واصل ربّ تعال
سالِ وصالش بگو تو زسر اعتقاد سالک راہ خدا قبلۂ ارباب حال ۱۳۰۵

علاوہ از قطعات آپ کے محرم راز فرزند حضرت خواجہ عربی غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فانّ المتقین فی جنّت ۱۳۰۵ سے بھی آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سنِ وصال نکالا ہے۔

تعمیر روضہ شریف و متعلقات آں :

چند روز تک آپ کی مرقد مبارک پر خیمہ نصب رہا اس کے بعد زائرین و

متوسّلین کے اصرار پر مسند آرائے حضور خواجہ عربی غریب نواز رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے حسبِ وصیّت حضور اعلیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایسی تعمیر فرمائی جو ہوا اور بارش کے قبر شریف تک پہنچنے میں تو رکاوٹ نہ بنی مگر زائرین کی سہولت کے لئے سایہ کا انتظام بھی ہو گیا۔ مگر چند ہی عرصہ بعد آپ کے چھوٹے صاحبزادہ حاجی الحرمین حافظ محمد عبد الحق صاحب علیہ الرحمۃ نے مستقل طور پر قبہّ کی تعمیر شروع کرادی۔ بُنیادوں سے چوراس تک تعمیر مکمل ہوگئی۔ مگر بعد میں کسی عُذر سے اس کام کو بند کروا دیا گیا۔ پھر یہ کام تشنۂ تکمیل رہا حتیٰ کہ شماتت اعداد کا سبب بن گیا تو حضور خواجہ عربی غریب نواز نے فرمایا کہ حضورِ پُرنور سیّدِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دشمنوں کی خوشی سے اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب فرمائی تو مناسب ہے کہ اس کام کو عملی جامہ پہنا ہی دیا جائے چنانچہ چوراس سے اُوپر کا کام اور بیرونی نقاشی کا ملتانی کام جو آج تک جدید معلوم ہوتا ہے اور لکڑی کا کام آپ نے اپنی نگرانی میں کرایا۔ روضہ شریف کی جنُوبی جانب لکڑی کی چھت کا برآمدہ بھی بنایا گیا۔

روضہ شریف سے غربی جانب ایک بہت بڑا کمرہ مجلس خانہ کی غرض سے بھی تیار کیا گیا جس میں آج تک بر موقعہ اعراس مبارکہ محفلِ سماع منعقد ہوتی ہے۔ مجلس خانہ کے غربی دروازہ پر حضرت مفتی اعظم مولانا محمد عبد العلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لکھے ہوئے اشعار نقش ہیں جو درجِ ذیل ہیں۔

چو مجلس خانہ مبنی شد بدیر آمد چہ خیر آمد ۔۔۔ بصنع فیض بخش اوستاد کہ مرحومِ ابد باشد
اگرچہ خرچ از بس شد زگرہِ خود نہ از دیگراں ۔۔۔ چہ برجا شد پسندیدند یاران شکر للرحمٰن
بشد مسکیں بنایش را سنے جویاں ز فکر خود ۔۔۔ زغیب آمد باحسن وجہ مجلس خانہ مبنی شد ۱۳۳۰
خداوندا نگہدارش ز نا اہلان و شریران ۔۔۔ بود آباد ز اصحاب حال و لبس نکوکاران

مجلس خانہ سے شمال اور مغرب کی طرف سرائے خانے برائے مہمانان و مسافران

وطلباء کرام بنائے گئے جو چھوٹی اینٹ سے انتہائی صفائی اور خوبصورتی کے علاوہ سادگی میں بھی نمایاں تھے۔ مگر حال ہی میں بوجہ خستہ حالی ان کو گرا کر نئے کمرے بنوائے گئے ہیں

الٰہی تا بہ ابد آستان یار رہے
یہ آسرا ہے غریبوں کا برقرار رہے

روضہ شریف، کی شرقی جانب ایک برآمدہ اور شرقی شمالی جانب آپکے فرزند خورد جناب حاجی الحرمین حافظ محمد عبد الحق صاحب نے بھی ایک مجلس خانہ بنوایا مگر ان کے بعد انکے فرزند جناب مولانا محمد عبد الحی صاحب علیہ الرحمۃ نے منہدم کرادیا بلکہ اس کا ملبہ جو انکی ضرورت سے زائد تھا اپنے عمزاد بھائی سجادہ نشین حضرت مفتی اعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے سپرد فرمادیا اور خود اس کام سے اصلاً دستبردار ہو کر زندگی گزاری۔ مگر مسجد عُبیدیہ اور اس کے ساتھ موجود حجرہ جات برائے رہائش طلباء کی سرپرستی فرماتے رہے اور تا حال روضہ شریف سے شرقی جانب تمام املاک کی سرپرستی انہی کی اولاد فرمارہی ہے اور غربی جانب موجود املاک کی نگرانی شیخ العرب والعجم حضور خواجہ عربی غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد فرمارہی ہے۔

تصرّفات بعد الممات

اب میں چند ایک واقعات جو کہ حضور اعلیٰ فانی فی اللہ باقی باللہ نور اللہ تعالےٰ مرقدہ کے وصال پُرملال کے بعد رُونما ہوئے، ذکر کرتا ہوں۔ والتوفیق من اللہ تعالیٰ

قبر شریف سے خوشبو آنا: آپ کے وصال سے چند عرصہ بعد ملتان جنت نشان میں زبردست طوفان آیا جس سے محلہ قدیر آباد پانی سے بھر گیا اور تعمیرات کو کافی نقصان ہوا حتیٰ کہ قبر شریف کا تعویذ مُبارک زمین میں دھنس گیا معتقدین حضرات میں سے جن کو بھی یہ خبر ملی وہ

اِس ارادہ سے فوراً جمع ہونا شروع ہو گئے کہ آخر جسدِ اطہر کو نکال کر ہی دوبارہ قبر شریف بنائی جائے گی لہذا ہم زیارت سے مشرف ہو لیں گے مگر عارفِ ربّانی امیرِ شریعت پیرِ طریقت حضور خواجہ عربی غریب نواز نے اسکی ممانعت فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ شرع شریف حصولِ دفن کے بعد کسی بھی میّت کا راز فاش کرنے کی اجازت ہرگز نہیں دیتی۔ کتبِ فقہ میں اس امر کی صراحت موجود ہے کہ قبر کا نشان اگر گر جائے تو دوبارہ اس پر مٹی بھر کر نیا تعویذ بنا دیا جائے۔ ے

شریعت را مقدم دار اکنوں : طریقت از شریعت نیست بیروں

ترجمہ:۔ تو شریعت کو مقدم رکھ کیونکہ طریقت، شریعت سے جُدا نہیں۔

لہذا جب حضور خواجہ عربی غریب نواز قبر شریف کی مٹی مُبارک ہموار کرنے کے لئے خود تشریف لے گئے تو وہاں سے مُشک و عنبر کی خُوشبو اس قدر مہک رہی تھی کہ جس کی مثل کسی نے خوشبو نہ سُونگھی تھی۔ چنانچہ آپ نے اس خوشبو والی مٹی سے چند پیالے بھر کر گھر پہنچائے جن سے مُدتوں خوشبو مہکتی رہی۔ بعدازاں نئی مٹی ڈال کر تعویذ مُبارک بنا دیا گیا۔ مجھے یہ حکایت اپنے ماموں محترم صوفی خواجہ مشتاق احمد نقشبندی علیہ الرحمۃ نے سنائی' انہیں اس مستری نے خود سنائی جس نے تعویذ بنانے کا شرف حاصل کیا تھا۔ مگر اس انتہائی پُرکشش کوہانٹ نما تعویذ کو جو تقریباً ڈیڑھ فٹ اونچائی کے چبوترے پر بنایا گیا تھا اب صاحبزادہ عبدالرحیم صاحب نے اونچا کرا کے مسطح شکل میں تبدیل کرا دیا ہے۔۔

وسیلۂ دُنیا و آخرت :

حضرت خواجہ کریم تونسوی م ۱۳۱۹ھ کے برادرِ خورد جناب حضرت خواجہ خیر محمّد صاحب م ۱۳۱۱ھ کی اولادِ باصفا سے حضرت خواجہ گل محمد صاحب گل سلیمانی علیہ الرحمۃ م ۱۹۷۰ء سخت گرمی میں عین دوپہر کے وقت ایک مرتبہ مسجد رحمانیہ شریف (مسجد

آستانہ عالیہ عُبیدیہ رحمانیہ ملتان) کے برآمدہ میں لیٹے ہوئے تھے کہ اچانک مدرسہ رحمانیہ کے مایہ ناز طالب علم جناب حضرت شیخ غلام محمد نظامی کی نگاہ پڑی تو فوراً قدمبوس ہو کر عرض کی حضور! حضرت قبلہ میاں صاحب (حضور ولی لاثانی مولانا محمد عبدالکریم ملتانی) اسوقت بغرض قیلولہ گھر تشریف لے گئے ہیں حکم ہو تو اطلاع کر دوں۔ فرمایا "نہ بابا نہ! آپ والاشان ہمارا اُستاد گھرانہ ہیں ہم تو بغرض زیارت حاضری دیتے ہیں نہ کہ تکلیف دینے کی خاطر" انکے مسکن (آستانہ عالیہ) کی زیارت بھی کامل زیارت ہے کہ بندہ نے بڑے بڑے بزرگوں کی زیارت کی ہے مگر حضور فانی فی اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جس سرعت کے ساتھ مہربانی فرماتے ہیں۔ یہ اُنکی سخاوت اور فیاضی کی روشن دلیل ہے۔ میرے ساتھ حضرت کی کرم بخشی خاص الخاص ہے۔ الحمدللہ میں سمجھتا ہوں حضرت کی ذات والاصفات ہم سب کے لئے دنیا و آخرت کا وسیلہ ہیں۔" مجھے یہ روایت حضرت نظامی صاحب نے خود سنائی۔

خشک روٹی پر فاتحہ پڑھنے والے سے خوش طبعی فرمانا:

مصنف مثنوی تذکرہ عبیدیہ مولوی الٰہی بخش علیہ الرحمۃ آپ کے وصال کے بعد ازراہِ محبت اکثر و بیشتر حاضر طعام پر فاتحہ خوانی کر کے آپ کی روح پر فتوح کو ایصال ثواب فرمایا کرتے تھے۔ مگر ایک دن کسی فقیر نے دستک دے کر روٹی کا سوال کیا تو تقدیرِ الٰہی گھر میں باسی اور خشک روٹی کے سوا کچھ موجود نہ تھا تاہم مولوی صاحب نے اسی پر فاتحہ پڑھ کر فقیر کو وہی خشک روٹی ہی دے دی۔ چنانچہ اسی شب ہی حضور اعلیٰ نور اللہ تعالےٰ مرقدہ خواب میں تشریف لائے اور دہن مبارک کھول کر مسوڑھوں پر انگلی رکھی اور مولوی صاحب کو فرمایا مولانا دیکھو میرے کوئی دانت ہیں کہ مجھے خشک روٹی بھیجتے ہو۔ سُبحان اللہ تعالےٰ و بحمدہ۔ مولانا صاحب جب بیدار ہوئے تو ندامت کے ساتھ خوشی بھی تھی کہ جو بھیجتا ہوں

بحمدہ تعالیٰ مل رہا ہے اور یہ کہ حضور اعلیٰ نور اللہ تعالیٰ مرقدہ کی توجہ ہم غلاموں پر برابر قائم ہے ؎

مرا زندہ پندار چوں خویشتن : من آیم بجاں گر تو آئی بہ تن

ترجمہ: مجھے اپنی طرح زندہ سمجھ اور اگر تو (میری قبر پر فاتحہ خوانی کے لئے) اپنے جسم سے حاضر ہوتا ہے تو میں روح سے حاضر ہوتا ہوں۔

چنانچہ مولوی صاحب نے بعد نمازِ فجر چند نرم نرم مرغن روٹیاں تیار کروائیں اور انہیں جناب حضرت مفتی اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں اسوقت لائے جب آپکے پوتے اور فقیر کاتب الحروف کے مرشدِ حقیقی حضور سراپا نور رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ سے سبق پڑھ رہے تھے اور پھر گزشتہ شب کا تمام قصہ بیان کر کے عرض کی اب آپ خود ہی اس پر فاتحہ خوانی فرما کر آنحضور رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روح پرفتوح کو ثواب پہنچا دیں۔

بذریعہ خواب عرس شریف کے لئے بلوانا۔

حضور شیخ العرب والعجم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نظر منظور خلیفہ جناب مولانا محمد بخش صاحب لطف آبادی علیہ الرحمۃ عرس مبارک پر جمیع انتظامات خود سنبھالتے تھے اور بڑی محبت وعقیدت اور تندہی سے اس مبارک کام میں حصہ لیتے۔ آپ بھی ان پر بہت زیادہ اعتماد فرماتے اور انکی محبت کی بنا پر انتظامی امور سے بے نیاز ہو کر حاضرین کی حاجت روائی اور اپنے مشاغل میں مصروف رہتے چونکہ خلیفہ صاحب عرس شریف سے چند روز قبل حاضر ہو کر مہمان خانہ کی صفائی چارپائیوں کی مرمتی و برتنوں کا انتظام وغیرہ طیب خاطر سے فرما دیا کرتے تھے۔

الغرض ایک دفعہ خلیفہ صاحب حج کی سعادت حاصل کرنے کے لئے حجاز مقدس گئے تو ادائیگی حج کے بعد یہ سوچ کر کہ سفر کی گوناگوں

صعوبتیں برداشت کر کے نامعلوم پھر اس سعادت سے بہرہ ور ہو سکوں یا نہ، پختہ ارادہ کر لیا کہ آئندہ سال حج کر کے ہی واپس ہوں گا، چنانچہ ان کا ارادہ کرنا تھا کہ رات کو حضور اعلیٰ یعنی اپنے دادا پیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زیارت سے خواب ہی میں مُشرّف ہوئے کہ آپ فرما رہے ہیں مولانا! آپ نے سال بھر یہیں رہنے کا ارادہ تو کر لیا ہے مگر یہ بتائیں کہ یہاں میرے عرس پر آنے والے میرے مہمانوں کی خدمت کے لئے بھی کسی کو مقرر کیا ہے؟ حالانکہ آپ جانتے ہیں کہ میرے فرزند دلبند اور آپ کے پیر مولانا محمد عبدالرحمٰن صاحب تو درس و تدریس ارشاد و تلقین اور ورد و وظائف میں مصروف رہتے ہیں او کما قال۔ چنانچہ خلیفہ صاحب بیدار ہوئے تو سابقہ خدمات کی قبولیت پر حمدِ خداوندی بجا لائے اور عازم ملتان دار الامان ہوئے پھر تا حیات اس خدمت کو دل و جان سے ادا فرماتے رہے۔

منت منہ کہ خدمت سلطان ہمے کنی منت ازو شناس کہ بخدمت گزاشت

ترجمہ: بادشاہ کی خدمت کرنا تجھے نصیب ہو تو اس پر احسان نہ رکھ بلکہ اسی کا احسان سمجھ کہ اس نے تجھے خدمت کا موقع دیا۔

مُشکل کشائی :

ابو سلیمان حضرت شیخ غلام محمد نظامی صاحب نے بیان کیا کہ انہیں حضرت مولانا خان محمد تونسوی علیہ الرحمۃ فاضل دار العلوم دیوبند و صدر مدرس جامعہ نعمانیہ ملتان نے فرمایا کہ جناب در محمد خان خاکوانی مرحوم کی معرفت ایک سائل نے یزید علیہ ما علیہ کے بارہ میں سوال کیا میں فقہ کی مختلف کتابیں دیکھتا رہا تسلّی نہ ہوئی چنانچہ دورانِ قیلولہ عشق نے راہبری کی تو گرمی میں ہی جا کر حضور فانی فی اللہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی زیارت سے مُشرّف ہو کر طالبِ امداد ہوا کہ یا حضرت! صحیح راہنمائی فرما دیں تا کہ میں خود اور خاکوانی صاحب مطمئن ہو جاویں۔ الغرض اتنی عرضی گزار کر اطمینان سے سو گیا۔ پھر شام کو مولانا فیض اللہ خان صاحب سے

بات چیت ہوئی اُنہوں نے فرمایا میری تحقیق اِس مسئلہ میں نہیں ہے البتہ حضورِ اعلیٰ کے پوتے جناب مفتیٔ اعظم کی خدمت میں قبل از عشاء چلیں گے، چنانچہ ہم دونوں آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور درپیش مسئلہ عرض کیا آپ ہُوں ہُوں کر کے سنتے رہے اور وظیفہ بھی پڑھتے رہے بعد از تکمیل فرمایا عصر کے بعد ایک آدمی کتاب دے گیا ہے کہ خانقاہ شریف میں رکھی ہوئی تھی میں نے اُٹھالی ہے کہ کوئی لے نہ جائے میں نے سرسری دیکھا حضرت الشیخ المحقق عبدالحق محدّث دہلوی کی تصنیف تکمیل الایمان، حضور فانی فی اللہ کی قلمی تحریر شدہ تھی۔ اس میں یہ مسئلہ مفصل مرقوم ہے مطالعہ فرمالیں چنانچہ مولنا صاحب فرماتے تھے میں سمجھ گیا کہ حضور اعلیٰ نے میری مشکل کشائی فرمائی ہے۔ نور اللہ تعالیٰ مرقدہٗ

زائر کی غیر حاضری سے درگزر فرمانا:

خواجہ حافظ محمد طاہر صاحب ملتانی علیہ الرحمۃ بیان فرماتے تھے کہ میں اپنے پیر روشن ضمیر حضور فانی فی اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وصالِ پُر ملال کے بعد متواتر بیس سال تک آپ کے مزار شریف پر حاضری کی سعادت حاصل کرتا رہا اتنے طویل عرصہ کے بعد دو تین دن مُسلسل مجھ سے یہ وظیفہ قضا ہو گیا جس کا قلق و افسوس مجھے از حد فزوں تھا چنانچہ میں غلبۂ شوق میں اپنے معہودہ طریقہ سے متجاوز ہو کر آدابِ زیارت بجا لانے کے ارادہ سے گھر سے نِکلا چنانچہ جب آپ کے مزار گوہر بار کے قریب پہنچا تو اپنے آگے ایک غیر حسّی مگر پُر زور رکاوٹ محسوس کی کہ باوجود میری کوشش کے مجھے کوئی چیز مزارِ مبارک کی طرف بڑھنے سے مانع ہو رہی تھی چشمِ ظاہر چونکہ اس رکاوٹ کا مشاہدہ نہ کر رہی تھی اس لئے میں سمجھ گیا کہ یہ سب حضرت فانی فی اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا روحانی تصرّف ہے کہ مجھے آدابِ زیارت میں مُبالغہ کرنے سے روک رہے ہیں اور مزید یہ بھی سمجھ گیا کہ میری غیر حاضری کی تقصیر آپ نے معاف فرما دی ہے۔

حضور سلطان الہند رضی اللہ تعالیٰ کی طرف سے تحفہ سلام :

فقیر کاتب الحروف جن دِنوں اپنے مرشدِ حقیقی قدس سرہٗ کے برادرِ خورد جناب مولٰنا حافظ محمد عبد الغفور صاحب علیہ الرحمۃ کے ہاں "یوسف زلیخا" پڑھا کرتا تھا انہی دِنوں ایک حافظ صاحب جناب اللہ رکھا خیاط بھی فارسی کی ابتدائی کتب پڑھنے آتے تھے چنانچہ ایک روز حضرتم استاذی علیہ الرحمۃ نے اپنے اور حافظ صاحب کے مابین تعلق کا قصہ سُنایا کہ حافظ صاحب مذکور کے چچا محترم ایک دفعہ برائے زیارت خواجہ بزرگ حضور سلطان الہند غریب نواز اجمیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ عازم اجمیر شریف ہوئے اور کچھ عرصہ وہیں رہ کر مستفیض ہوتے رہے۔ جب واپسی کا ارادہ کیا تو برائے اجازت و سلام آخری سلام خواجہ بزرگ سلطان الہند رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے روضہ شریف پر حاضر ہوئے۔ فاتحہ خوانی و دعاء سے فراغت پا کر اشکبار واپس لوٹنے لگے تو خانقاہ شریف سے غائبانہ ندا سُنی کہ حافظ صاحب! ملتان پہنچ کر حضرت مولٰنا محمد عبید اللہ ملتانی (نور اللہ تعالیٰ مرقدہٗ) کو میرے سلام پہنچا دینا۔ یہ ندا اتنی واضح تھی کہ حافظ صاحب کو کوئی تردّد باقی نہ رہا مگر حضور اعلیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے چونکہ متعارف نہ تھے اس لئے ذرا تشویش ہوئی۔ لہذا جب ملتان دار الامان پہنچے تو ایک دن حسنِ اتفاق سے محلہ قدیر آباد سے گزر رہا جب خانقاہ شریف حضور اعلیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے گزرے تو کچھ کشش سی محسوس ہوئی تو ازراہِ محبت با اولیاء کرام فاتحہ خوانی کے لئے حاضر ہو گئے بعد از فاتحہ خوانی و دعا واپسی پر حافظ صاحب نے پھر غائبانہ ندا سُنی کہ حافظ صاحب! حضرت مولٰنا محمد عبید اللہ ملتانی (نور اللہ تعالیٰ مرقدہٗ) یہی ہیں ہماری امانت پہنچا دیں تب جناب حافظ صاحب کو اجمیر شریف والی بات یاد آئی تو فوراً امانت پہنچائی اور اس تعجب خیز واقعہ کے انکشاف پر حمدِ خداوندی بجا لائے۔ اور حضور اعلیٰ

رضی اللہ عنہ سے حُسن عقیدت کی بنیاد پر اپنے بھتیجے حافظ اللہ رکھا صاحب کو بچپن میں میرے پاس قرآن شریف حفظ کرانے کی غرض سے چھوڑ گئے پھر طویل عرصہ بعد اب اِس عمر میں کتابیں پڑھنے کے لئے حاضر ہوتے ہیں۔

حضرتم استاذی کے بھتیجے حضور سجادہ نشین زیب آستانہ عالیہ مدظلہم العالے کو تصدیق واقعات کے لئے حاضری کے دوران جب میں نے یہ واقعہ سنایا تو آپ نے ارشاد فرمایا میں نے یہ واقعہ یوں سُنا ہے کہ حافظ صاحب جب محلہ قدیر آباد سے گزر رہے تھے تو کوئی دو شخص کھڑے آپس میں باتیں کر رہے تھے ایک نے دُوسرے کو کہا حضرت مولانا محمد عبیداللہ ملتانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا روضہ شریف یہی ہے تو یہ سُنتے ہی حافظ صاحب کو اجمیر شریف والی بات یاد آگئی تو حاضر ہو کر فاتحہ خوانی کی اور امانت پہنچائی واللہ تعالےٰ اعلم

معلوم رہے کہ حضور اعلیٰ حضرت فانی فی اللہ باقی باللہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے واقعات تصرّف بعد الممات اور سلسلۂ عنایات بر متوسلین اگرچہ از حد طویل ہے مگر میں اسی پر ہی اکتفا کرتا ہوں اور اس چمن کے آخر میں یہ چند ایک واقعات اس لئے لکھ دیئے کہ اولیاء کرام علیہم الرضوان کا وصال کے بعد بھی اپنے متوسلین کی طرف متوجہ رہنا ثابت ہو جائے اور اس جہاد اکبر (جہاد بالنفس) کے شہیدوں کو مُردہ کہنے والے ذرا عبرت پکڑیں کہ جہادِ اصغر (قتال بالکفار) میں شہید ہونے والوں کو حق تعالےٰ جل شانہ کے سچّے کلام قرآن مجید نے مُردہ کہنے سے منع فرمایا ہے بلکہ ایک مقام پر مُردہ گمان کرنے سے بھی منع فرمایا ہے جو اہلِ علم پر مخفی نہیں، اسی لئے کہا گیا ہے "اولیاء اللہ مرتے نہیں بلکہ ایک گھر سے دُوسرے گھر کی طرف منتقل ہوتے ہیں،" اس مبارک اور برحق قول کو کتب تصوف میں احادیث کے ضمن میں نقل کیا گیا ہے۔ واللہ تعالےٰ اعلم بالصّواب۔

حضرت قبلہ عالم و عالمیان غوث الاغیاث خواجہ نور محمد مہاروی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ملفوظات شریفہ میں یہ فرمان بالتفصیل لکھا ہوا ہے کہ اولیاء اللہ اپنی زندگی میں خالق و

مخلوق دونوں کی طرف متوجہ رہتے ہیں لیکن خاتمہ بالایمان کے بعد مخلوقِ خداوندی کی طرف ہی متوجہ رہ کر قضائے حاجات میں انکے مُعاون رہتے ہیں اسی لئے بعض صوفیاء کرام نے بزرگان دین کے مزارات متبرکات کی زیارت کو حلّ مشکلات کے لئے مجرّب لکھا ہے جیسا کہ تاج العارفین حضور داتا گنج بخش شیخ محمد علی ہجویری قدس سرہ العزیز نے اپنی مشہور زمانہ تصنیف کشف المحجوب باب ، بارہ میں حضرت ابوالعباس مہدی سیّاری علیہ الرحمۃ کی قبر شریف کے بارہ میں لکھا ہے "لوگ اپنی حاجات کے لئے اس قبر پر حاضری دیتے ہیں اور بامراد واپس آتے ہیں حلّ مقاصد کے لئے آپ کی قبر پر جانا مجرّب ہے۔" اسی طرح نسائی شریف کتاب الجنائز باب زیارۃ القبور میں بحوالہ لمعات لکھا گیا عربی حاشیہ اس امر پر دال ہے جس کا ترجمہ ہے۔

"حضرت امام شافعی علیہ الرحمۃ نے فرمایا حضرت سیّدنا موسیٰ کاظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قبر شریف قبولیت دعا کے لئے تریاق مجرّب ہے اور حجۃ الاسلام حضرت امام غزالی علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ جس سے اسکی حیاتی میں مدد طلب کی جاسکتی ہے اس سے اس کے وصال کے بعد بھی مدد طلب کی جاسکتی ہے۔"

بہرحال اس باب میں بحث طویل ہے ، علماء اہلسنت کی مستقل تصانیف اسی موضوع پر موجود ہیں جن کا مطالعہ باعثِ اطمینان بن سکتا ہے خصوصاً حضرت امام احمد رضا خان صاحب بریلوی علیہ الرحمۃ کی "حیاۃ الموات فی سماع الاموات المعروف بہ رُوحوں کی دنیا اپنے موضوع پر بے مثل تصنیف ہے۔

تبرّکات

سلف صالحین کی عملی تصویر ہونے کے باعث حضور اعلیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انتہائی سادہ زندگی بسر فرمائی۔ آپ کے وصایا سے معلوم ہوتا ہے کہ زندگی بھر آپ نے جس دولت خانہ میں وقت گزارا وہ بلحاظِ رقبہ دو مرلہ سے بھی کم تھا اور آپ کا گھریلو

سامان انتہائی مختصر، آٹا پیسنے والی چکّی، دو چار برتنوں اور چند ایک پارچہ جات و چارپائیوں
پر مشتمل تھا۔ جس کی تفصیل بھی بعض وصایا میں موجود ہے بہرحال جو تبرکات اس وقت
موجود ہیں انہی کا ذکر کرتا ہوں۔

پالکی مبارک: پنگھوڑے کی شکل کی سواری جس پر آپ تشریف فرما ہو کر نزدیک و دُور کا سفر فرماتے بحمدہ تعالےٰ تا حال زیب آستانہ
عالیہ حضرت سجادہ نشین جناب خواجہ مولٰنا محمّد عبداللطیف صاحب دامت برکاتہم العالیہ
کے ہاں موجود ہے جو زیارت کے قابل اور انتہائی مُتبرک چیز ہے کہ آپ کے خصوصی استعمال
میں رہی۔ چونکہ اسے "خاصہ" بھی کہا جاتا ہے اسی لئے آپ "خاصہ والے پیر" بھی کہلاتے تھے

کرتہ مبارک: زیب آستانہ عالیہ کے عمزاد جناب مولٰنا حافظ محمد عبدالجمیل صاحب کے پاس یہ کُرتہ شریف موجود ہے۔ جو جیب اور بٹن جیسے
تکلفات سے مبرا ہے ایک کُرتہ شریف آپ کے فرزند خورد جناب مولانا عبدالحق صاحب
پُشت سے تیسری جگہ حضرت مولانا عبدالرحیم صاحب کے پاس بھی موجود ہے۔

شلوار مبارک: یہ بھی حضرت مولانا حافظ محمد عبدالجمیل صاحب کے پاس موجود ہے اسے آپ بوقت خواب استعمال فرماتے تھے یہ پیراھن مبارک
آپ نے خیرپور شریف سے واپسی کے موقعہ پر ایک دفعہ کسی خادمہ کی طلب پر اسے
عنایت فرمایا تھا جو اس نے اپنے انتہائی بڑھاپے میں بجائے اپنی اولاد کے حضرت
استاذی مولانا محمّد عبدالغفور صاحب علیہ الرحمۃ کو پیش کیا تو آپ نے بصد شکریہ قبول
فرمایا پھر انکے بعد آپ کے صاحبزادہ صاحب مذکور کے پاس اب محفوظ ہے۔

ٹوپی مبارک: یہ کلاہ چہار ترکی جس کے نیچے سرخ ڈوری بھی ہے اور اسے قادری ٹوپی کہا جاتا ہے، صاحبزادہ میاں محمد عبدالرحیم
صاحب کے ہاں موجود ہے۔ اسکے علاوہ روئی بھری ایک ٹوپی متولی صاحب مسجد جھنگ کے پاس بھی

جائے نماز: نیلے رنگ کی بالکل سادہ موٹے کپڑے کی مختصر جائے نماز حضرت مولانا محمد عبدالرحیم صاحب کے پاس موجود ہے۔ یہ بھی سننے میں آیا ہے کہ یہ جائے نماز حضرت محبوب اللہ خیرپوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بھی زیرِ استعمال رہی۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

قلمی کُتب: آپ کے تبرکات میں خاندانِ عالیشان کے پاس قلمی قرآن شریف وچند کتابیں جو آپ نے تحریر وتصنیف فرمائیں بحمدہ تعالیٰ موجود ہیں۔ سُنا ہے کہ بخاری شریف وچند دیگر احادیث کی کتابیں بھی آپ نے قلمی نقل فرمائیں مگر اب اس فقیر کاتب الحروف کو انکی زیارت نہیں ہوسکی۔ حضرت قاضی علی ہمدانی علیہ الرحمۃ کی مشہور زمانہ تصنیف کشف الحقائق انتہائی خوش خط بہ قلم جلی الجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اپنی لکھی ہوئی بندہ لاشئی نے حضرت پیر مولانا محمد عبدالقدوس صاحب علیہ الرحمۃ کے پاس دیکھی تھی اُمید ہے اب انکی اولاد کے پاس موجود ہوگی۔ اسی طرح چہل احادیث اور صاحب فتوحاتِ مکیہ حضرت شیخ اکبر ودیگر مشائخ کرام کی متعدد تصانیف یا ان کے اقتباسات کو آپ نے اپنی قلم مبارک سے کئی جلدوں میں نقل فرمایا جو بحمدہٖ تعالیٰ کتب خانہ رحمانیہ میں موجود ہیں۔ اس کے علاوہ توفیقیہ شریف کے کئی نسخہ جات اور متعدد دیوان آپ نے قلمی نقل فرمائے جو ممکن ہے آپ کے بعض عقیدتمندوں کے پاس موجود ہوں۔

گلزارِ اول کا آخری چمن اگرچہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وصال پُرملال کی خبر وحشت اثر کے بارہ میں تھا تاہم اُمید ہے کہ آخری چند واقعات اور ان تبرکات کے ذکر سے قارئین اس چمن کی بہار سے بھی لُطف اندوز ہوئے ہونگے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ جمیع متوسلین بالخصوص فقیر کاتب الحروف کہ سب سے زیادہ محتاج ہے کو بہ طفیلِ

حضور پُر نور سیّد عالم و جمیع انبیاء کرام علیہم الصلوٰت والسّلام و اولیاء عظام علیہم الرضوان بہرہ از محبّت و ثمرہ از عرفان نصیب فرماویں آمین۔

میں نے چاہا کہ اسی گلزار کا ایک چمن مزید مشتمل بر تذکرہ خلفاء کرام حضور اعلیٰ ترتیب دوں مگر قلم نے گوارا نہ کیا کہ آپ کی صلبی یعنی حقیقی اولاد پر روحانی اولاد یعنی خلفاء کرام کے ذکر کو مقدم کرے۔ لہذا خلفاء کرام کا ذکر آپ گلزار دوم کے آخری چمن میں پڑھیں گے۔ انشاء اللہ العزیز اور اسی پر اس گلشن کا پہلا گلزار ختم کرتا ہوں۔

یا خدا بخش جملہ جرم و گناہ : برکتِ خواجہ عبید اللہ

الحمد للہ حمدا کثیرا طیبا مبارکا فیہ والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ الکریم وعلی آلہ واصحابہ اجمعین برحمتک یا ارحم الراحمین۔

گلزارِ دوم

دَر بیان حالات
اولادِ امجاد و خُلفاء کرام
حضرت فانی فی اللہ باقی باللہ حُضور اعلیٰ
رضی اللہ تعالےٰ عنہٗ

(مُشتمل بر چہار چمن)

حضرت فانی فی اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حق سُبحانہٗ وتعالےٰ نے اہلیہ اولیٰ ملتانیہ سے دُو۲ فرزند دلبند اور دُو۲ ہی دختران نیک اختراں عطا فرمائیں ــــــ اہلیہ ثانیہ جن سے آپ نے جھنگ میں عقدِ نکاح فرمایا تھا کوئی اولاد نہیں ہوئی۔

چمن اوّل

در بیان سجادہ نشین اول درگاہ عالیہ عبیدیہ سرِ گروہ حلیمان محامل الحیاء والایمان

حضرت الحاج الحافظ المفتی مولانا المولوی محمّد عبد الرحمٰن ملتانی ثم العربی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آپ حضرت فانی فی اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فرزندِ اکبر اور خلیفۂ اعظم ہیں۔ نام نامی محمد عبد الرحمٰن مگر بوجہ مظہر اتم ہونے حضرت قبلہ عالم و عالمیان خواجہ خواجگان نور محمد مہاروی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ظاہراً و باطناً اور صورتاً و سیرتاً اپنی زندگی میں "قبلہ عالم ثانی" کے لقب سے ممتاز ہوئے اور بقضاء الٰہی و بحسن اتفاق عرب شریف میں وصال پُر ملال اور مدفن نصیب ہونے کے سبب بعد از وفات حسرت آیات "حضور خواجہ عربی غریب نواز" کے نام سے مشہورِ زمانہ ہوئے۔

ولادت باسعادت: ۱۲۳۹ھ میں آپ صبح صادق سے تھوڑا پہلے ملتان دار الامان میں پیدا ہوئے۔ فقیر کاتب الحروف نے تاریخی مادۂ ولادت۔ مظہر جمال ودود — ۱۲۳۹ — سے اخذ کیا ہے

نقل ہے کہ حضرت فانی فی اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کی ولادت کی پُر مسرت اطلاع ملنے پر بوجہ حصولِ کمال فی علم النجوم اسی وقت ستاروں کی گردش اور اتصال کا معائنہ فرمایا پھر یہ فرماتے ہوئے کہ "بختا نوالہ" یعنی سعادت مند لڑکا ہے حمدِ خداوندی بجا لائے۔ یہ بھی مشہور کہ آپ نومولود کی درخشاں جبین کو بوسہ دے کر فرمایا کرتے تھے۔

"ایہہ وڈیاں اُچیاں شاناں والا ہے"۔ یعنی یہ بہت بلند مرتبہ بچہ ہے۔

حفظِ کلام اللہ کا عجیب واقعہ: جب آپ پڑھائی کی عمر کو پہنچے تو حضرت

فانی فی اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کو طلبِ دعا کے واسطے حضرت محبوب اللہ خیر پوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر کیا جس پر حضرت موصوف مسکین نواز نے اپنا لعابِ دھن لگا کر شیرینی بطورِ تبرک چکھنے کے لئے عطا فرمائی اور ایک نسخہ کلام اللہ شریف کا مع رحل مرحمت فرما کر دعا اور باطنی توجہ کی امداد فرمائی جس کے ثمرات بہت جلد ظاہر ہوئے۔ حضور قبلہ سیدی و مرشدی رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ یہ نسخہ کلام اللہ شریف کا اور متبرک رحل مبارک ہمارے خاندان میں کافی عرصہ موجود رہا حتیٰ کہ فرماتے ہیں نے بھی اسکی زیارت سے اپنی آنکھوں کو ٹھنڈا کیا ہوا ہے الحمد للہ علےٰ ذالک

ناظرہ قرآن شریف کی تعلیم آپ نے اپنے زمانہ کے مایہ ناز استاذ، سلسلہ اولیسیہ کے مشہور بزرگ اور اپنے پھوپھا محترم جناب خواجہ علی مردان صاحب سیرانی علیہ الرحمۃ ۱۲۸۲ھ سے حاصل فرمائی اور اسکے بعد متصل ہی علوم دینیہ کے حصول میں مشغول ہوئے لیکن بحمدہٖ تعالیٰ بوجہ غلبہ محبّت با کلام الٰہی شب و روز کے فارغ اوقات میں تلاوت کلام اللہ شریف سے رطب اللسان رہتے۔

جب فرائضِ اسلام یعنی نماز روزہ وغیرہ کے ضروری مسائل پر دسترس ہو گئی تو حضرت فانی فی اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے شعبان المعظم میں آپ کو ارشاد فرمایا کہ نیک بخت! اس سال نماز تراویح میں قرآن شریف آپنے سنانا ہے۔ بخت مند فرزند اس فرمان ذیشان سے یک لخت حیران ہوتے کہ میں تو حافظ بھی نہیں اور طرفہ تر یہ کہ اب آمد رمضان شریف کو بھی چند ہی دن باقی ہیں جن میں عبور کرنا کچھ آسان نہیں۔ بہر حال مطیع و فرمانبردار فرزند دلبند اس فرمان واجب التسلیم والاذعان کو سُنتے ہی تیاری میں مشغول ہوئے چنانچہ حق سبحانہٗ وتعالےٰ کی عنایت بے نہایت اور حضرت فانی فی اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کی باطنی توجہ سے چند ہی دنوں میں پُورا قرآن شریف اس قدر پختہ فرمالیا کہ آمد ماہِ صیام پر بلا خوف و خطر نماز تراویح میں امامت کے لئے قدم بڑھائے اور روزانہ ایک

معینہ مقدار یاد فرما کر پڑھتے رہے حتیٰ کہ انتیس کی رات کلام اللہ شریف ختم فرمایا اور کسی کو محسوس بھی نہ ہوا کہ امام حافظ تھے یا ناظرہ خواں۔ مجھے یہ واقعہ اپنے مرشدِ حقیقی حضرت قبلہ ام رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سلف صالحین میں بلا کا حافظہ رکھنے والے مشائخ کرام کی حکایات سُناتے ہوئے بیان فرمایا۔ الغرض اسطرح آپ اپنی خاندانی نعمت "حفظ کلام اللہ شریف" جو کہ بچپن میں درساً حاصل نہ فرما سکے، کے حصول سے مشرف ہو گئے۔ الحمد للہ علے ذلک۔

کسب علم وجذبۂ خدمت: حفظ کلام اللہ شریف کے بعد گوہر علم کے حصول کے لئے اپنے پدرِ بزرگوار کے بحرِ بیکراں میں نہایت محنت وجانفشانی سے ایک عرصہ تک غوّاصی فرماتے رہے حتیٰ کہ دامنِ مراد بارور ہوا۔ مشہور روایت کے مطابق آپ نے جمیع علوم فارسیہ وعربیہ، نقلیہ وعقلیہ میں اپنے قبلہ گاہ پدرِ بزرگوار سے ہی استفادہ فرمایا مگر "فقہائے ملتان" میں ہے کہ آپ کو اپنے زمانے کے نامور عالمِ دین جناب مولانا محمد بہرام خان خُدکہ سدّوزئی علیہ الرحمۃ سے بھی شرفِ تلمذ حاصل تھا۔ واللہ اعلم۔ زمانہ تعلیم کے دوران شب و روز، سفر وحضر کی صحبتِ فیض اثر سے جُدا نہ ہوئے اور پدری مہر ومحبت وشفقت وعنایت کا مرکز بنے رہے حتیٰ کہ حضور اعلیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جو نور وجلا بخشی وہ قیدِ قلم میں نہیں لائی جا سکتی۔

بچپن کا ایک واقعہ خود ہی بیان فرماتے تھے کہ حضرت خواجہ حافظ محمد موسیٰ قریشی ملتانی علیہ الرحمۃ ہر سال ساون کے مہینہ میں جب کہ دریا عموماً طغیانی پر ہوتے ہیں، ہم زمان علماء ومشائخ کرام کی دریا چناب کے کنارہ پر دعوت فرماتے تھے۔ چنانچہ جن دنوں میں عربی کی گنتی واحد، اثنین ثلاثہ الخ (ایک دو تین آخر تک) یاد کرتا تھا انہی دنوں ہی میں دعوت مذکورہ میں حضرت فانی فی اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو

شرکت کے لئے جانا پڑا تو مجھے بھی ہمراہ لے گئے۔ میں سبق بھی یاد کرتا تھا اور دیدار فیضِ آثار سے مستفید بھی ہوتا۔ دعوت میں لنگر کی تقسیم کا انتظام صاحبِ دعوت نے مولانا محمد حامد صاحب کے سپرد فرمایا تھا مگر جب طعام تیار ہو چکا تو مولانا صاحبِ مذکور حاضر نہ تھے لہذا تقسیمِ طعام میں کچھ دیر ہو گئی جو صاحبِ دعوت کو ناگوار گزری کہ ایک صاحب کی غیر موجودگی معزز مہمانوں کی مہمانی میں تاخیر کا سبب بن گئی لہذا مافی الضمیر بیان فرماتے ہوئے صاحبِ دعوت علیہ الرحمۃ نے فی البدیہہ ایک شعر پڑھا جو انکے علمی کمال پر دلالت کرتا ہے کہ لفظ حامد اپنے معنی موضوع لہ اور مولانا صاحب مذکور کی غیر حاضری کی طرف بھی اشارہ کرتا ہے۔

رَسْمٌ جَرَى فِي النَّاسِ لَيْسَ بِحَامِدٍ : جُوْعُ الْجَمَاعَةِ لِانْتِظَارِ الْوَاحِدِ

یعنی لوگوں میں ایک شخص کے انتظار میں بھوک برداشت کرنے کی جو رسم جاری ہے وہ محمود یعنی بہتر نہیں۔

دوسرا معنی یہ کہ چند لوگوں میں (اکٹھے مل کر کھانے کا) ایک طریقہ رائج ہے اور (ان ساتھیوں میں) مولانا حامد صاحب موجود نہیں لہذا پوری جماعت کو انکے انتظار میں بھوک برداشت کرنا پڑ رہی ہے۔

اس موقعہ پر یہ واقعہ بیان کرنے سے میری مراد یہ ہے کہ باوجود بچپن اور کم عمری کے پھر دریا کے کنارہ پر بجائے کھیل کود اور لہو ولعب میں مشغولی کے بزرگوں کی صحبت میں خاموش ہمہ تن گوش بیٹھنا اور اپنا سبق یاد کرنے میں محو رہنا آپ کا فطرتی اور پیدائشی طور پر محبِ اولیا و علم دوست ہونا روزِ روشن کی طرح واضح ہے۔

اپنے مشائخ کرام بلکہ جمیع خاصان حق سبحانہٗ تعالیٰ کی طرح آپ میں بھی بچپن سے ہی مخلوقِ خداوندی بالخصوص والدین اساتذہ کرام

علماء وصلحاء کی خدمت کا جذبہ ہر وقت موجزن رہتا تھا۔ نو عمری کا ایک واقعہ نقل کرتا ہوں جس سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ علومِ ظاہریہ کے حصول کے دوران خدمت فیض درجت کا یہ شوق تھا تو بعد والی زندگی میں خدمت خلق کے لئے کس طرح کوشاں وموقع جویاں رہتے ہوں گے۔

چنانچہ نقل ہے کہ حضور اعلیٰ رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے باوجود تنگدستی کے اپنے فرزندِ دلبند کو ایک موقعہ پر چمڑہ کی نئی جوتی تیار کرا دی جو آپ نے زیب پا فرمالی۔ مگر چند روز بعد ہی آپ نے جوتی کا پچھلا حصّہ کٹا ہوا دیکھا تو حیران رہ گئے۔ فرزندِ دلبند سے پوچھا تو بوجہ حیاء واخفاء حال آپ نے صرف تبسّم فرمایا اور خاموش ہو گئے لہذا حضور اعلیٰ رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے آپ کے ہم سبق طلباء کو پوچھنے کے لئے حکم فرمایا کہ بوجہ کامل الحیاء ہونے کے مجھے جواب نہیں دیا۔ تم اپنی طرف سے پوچھو اور مجھے مطلع کرو۔ چنانچہ انکے پوچھنے پر آپ نے فرمایا حضور قبلہ والد محترم تھوڑی دیر کے بعد کسی کام کے لئے یاد فرماتے ہیں میں نے دیکھا کہ جوتی تنگ تھی اور حاضری میں دشواری اور تاخیر کا خطرہ تھا لہذا میں نے اسے پیچھے سے عمداً کاٹ دیا ہے۔ فقیر کاتب الحروف کہتا ہے کہ بچوں کو نئی جوتی کتنی عزیز ہوتی ہے مگر یہاں معاملہ بڑوں سے بھی بڑھ کر ہے۔ سُبحان اللہ وبحمدہٖ آپ کے حق میں یہ کہنا ہرگز بے جا نہ ہوگا،

ع در خردی آثارِ بزرگی در ناصیہ او پیدا

کہ بچپن ہی میں آپ کی جبینِ نازمیں آثار وعلامات بُزرگی کے نمایاں تھے۔

چنانچہ جب حضور اعلیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سعادت مند بیٹے کی طرف سے اتنا مناسب جواب سنا تو اُٹھ کر بیٹھ گئے اور آپ پر حالت وَجد طاری ہو گئی خوشی سے آنسو بہاتے رہے اور اپنی دعاؤں اور باطنی توجّہات سے آپ کو نوازتے رہے۔ حضرت خواجہ

امام بخش مہاروی علیہ الرحمۃ نے اپنی مایۂ ناز تصنیف گلشن ابرار میں آپ کا انتہائی مختصر تذکرہ کرنے کے بعد آپ کے حق میں کتنا مناسب شعر درج فرمایا ہے ؎

زہے دولت مادر روزگار : کہ پورے چنیں پرورد در کنار

ترجمہ: اس خوش بخت والدہ کو کیا ہی عجیب دولت میسّر ہے جو ایسا لڑکا اپنی گود میں پرورش کے لئے رکھتی ہے۔

حق سبحانہٗ وتعالےٰ ہمیں بھی خدمتِ والدین کا جذبہ نصیب فرماکر انکی دعاؤں کا مستحق بنائے کہ حدیث شریف میں یہ مضمون وارد ہے کہ تین شخصوں کی دعا رد نہیں ہوتی۔ باپ کی بیٹے کے حق میں، روزہ دار کی افطار کے وقت اور عادل بادشاہ کی۔ انہی دعاؤں کا نتیجہ جلد از جلد رونما ہوا کہ حضرت موصوف مقبول خاص و عام ہو کر بلند سے بلند مقامات پر فائز ہوئے۔ الحمد للہ علےٰ ذٰلک۔

اعلیٰ حضرت تونسوی علیہ الرحمۃ کی حوصلہ افزائی:

نقل ہے کہ سلطان المتوکلین حضرت خواجہ محمد سلیمان تونسوی علیہ الرحمۃ بر موقعہ عرس مبارک حضور محبّ اللہ بالکمال خواجہ حافظ محمد جمال ملتانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ملتان جنت نشان کو رشکِ گلزار بناتے تو ختم خواجگان شریف دربارِ عالیہ پر اپنی سرپرستی میں پڑھواتے اور حضرت موصوف کے حلقۂ ختم شریف میں پابندی ہوتی تھی کہ صرف متوسلین سلسلۂ عالیہ ہی اس میں شریک ہوں کہ وہ عموماً اوراد و آداب سے واقف ہوتے ہیں نیا آدمی شامل ہو کر باعثِ تشویش بن جاتا ہے کہ بیٹھنے کا مخصوص اندازِ تشہد، ہر دور میں نیا کلام پڑھنا آخر میں ثواب کا ہلک کرنا وغیرہ اُمور سے ہر نیا آدمی واقف نہیں ہوتا۔ لہذا آپ اسے شامل نہ ہونے دیتے تھے چنانچہ ایک مرتبہ ختم خواجگان شریف کے لئے حلقہ لگا ہوا تھا جس میں اعلحضرت تونسوی اپنے خلفاء کرام علیہم الرحمۃ سمیت مشغول تھے حسنِ اتفاق سے حضور خواجہ عربی غریب نواز جو ابھی نوعمر

تھے وہیں پہنچے تو ختم خواجگان میں شامل ہونے کی نیت سے بڑھے خلفاء کرام نے حسبِ معمول اشاروں سے پیچھے ہٹ کر بیٹھنے کو کہا مگر حضورِ اعلیٰ تونسوی علیہ الرحمۃ نے جب دیکھا تو انتہائی بشاشتِ قلبی سے اشارہ فرما کر شریک ہونے کی اجازت فرمادی گویا آپ کو اس شرط سے مستثنیٰ قرار دیا چونکہ آپ جانتے تھے کہ فرزندِ عزیز باوجود نوعمری کے ختم خواجگان شریف کے اوراد و آداب سے بخوبی واقف ہیں۔ الحمد للہ علیٰ ذالک کہ تاحال اس عالیشان علمی و روحانی خاندان کا سات آٹھ سال کا ہر سعادت مند بچہ ختم خواجگان شریف کے آداب سے بخوبی واقف ہوتا ہے۔

مشرف بہ بیعت ہونا :

خاندانی روایات کو برقرار رکھتے ہوئے آپ نے انتہائی مختصر عرصہ میں جمیع علومِ درسیہ متداولہ میں کمال حاصل فرمالیا حتیٰ کہ علمِ طب بھی آپ نے حاصل فرمایا اور انہی علومِ ظاہریہ کے حصول کے دوران کتبِ سیر کا مطالعہ اور حضورِ اعلیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صحبت بابرکت کے سبب آپ کی طبیعت علومِ باطنیہ کے حصول کی طرف راغب ہوچکی تھی الغرض انہی دِنوں حسنِ اتفاق سے حضرت رئیس المتوکلین خواجہ محمد سلیمان تونسوی علیہ الرحمۃ بھی ملتان دارالامان کو اپنی ضیاء پاشیوں سے خلدِ بریں بنائے ہوئے تھے لہٰذا حضرت فانی فی اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے بخت مند فرزند کو انکی طرف روانہ فرمایا تاکہ انسے بیعت ہوکر باطنی کمالات حاصل فرمائیں لیکن بتقدیرِ الٰہی جب آپ انکی اقامت گاہ پر حسبِ فرمان پدرِ بزرگوار اپنے اندر عجز و نیاز اور ذوق شوق کا موجزن سمندر لے کر حاضر ہوئے تو معلوم ہوا کہ حضرت موصوف یہاں سے حال ہی میں تشریف لے جاچکے ہیں لہٰذا مطیع و فرمانبردار فرزندِ دلبند نے واپس حاضرِ خدمت ہوکر حقیقتِ حال سے حضورِ اعلیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو آگاہ کیا تو آپ نے اس کام میں تاخیر کو مناسب نہ سمجھتے ہوئے فرمایا "اب میرے ہاتھ میں ہاتھ دیدو"

چنانچہ آپ نے انتہائی خوشی سے اپنے والدِ محترم بزرگوار حضورِ اعلیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دستِ حق پرست پر بیعت ہو کر آپ ہی کے زیرِ سایہ ہُما پایہ مَنازلِ سلوک کو سِلسلہ عالیہ چشتیہ نظامیہ جمالیہ کے طریق پر طے کرنے کے درپئے ہوئے۔ الحمد للہ علیٰ ذلک

آپ کی اولاد امجاد میں سے بعض محترم حضرات نے آپ کو سلسلہ چشتیہ نظامیہ جمالیہ کے ساتھ ساتھ سلسلہ چشتیہ سلیمانیہ سے بھی منسلک کر کے اپنے منظومہ سلسلہ میں حضرت خواجہ محمد سلیمان تونسوی علیہ الرحمۃ کا ذِکر بھی فرمادیا ہے مگر فقیر کاتب الحروف کہتا ہے کہ اگر خود حضور عربی غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ اپنے آپ کو اس سلسلہ سلیمانیہ میں منسلک سمجھتے تو سنہ ۱۳۰۱ھ حضورِ اعلیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زندگی مبارکہ میں ہی جو وظیفہ انیقہ شریفہ آپ نے چھپوایا اس میں اس قابلِ فخر نسبت کا ضرور اظہار فرماتے حالانکہ آپ نے اس وظیفہ شریفہ میں اپنے چاروں سلاسل فقر اسی ترتیب سے ذکر فرمائے ہیں جو میں گلزارِ اول میں درج کر چکا ہوں اِسی طرح آ ... ارجمند

اور مطلق سجادہ نشین حضور مفتی اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی ...

جو منظومہ سلسلۂ زیورِ طباعت سے آراستہ فرمایا ...

غریب نواز کا ذکر نہیں ہے۔

پابندئ وظائف، مُجاہدات

حضورِ اعلیٰ رضی اللہ تعا...

بڑی پابندی سے کاربند ...

ملاومت فرمائی کیونکہ حدیث شریف ...

اختیار کی جائے اگرچہ تھوڑا کیوں نہ ہو۔ کلمہ

خواجگان شریف، ختم بسری وغیرہا کے علاوہ کلام،

آپ تلاوت فرماتے تھے کہ آپ نے اپنے وصیت نامہ الموسوم بہ وصیت رحمانیہ میں اپنے فرزند دلبند کے لئے درود شریف کی کم از کم مقدار ایک ہزار، کلام اللہ شریف کی کم از کم مقدار ہفتہ بھر میں ایک ختم تجویز فرمائی ہے۔ علیٰ ہذا القیاس آپکے اپنے معمولات کا اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ کتنے ہوں گے۔ اور ختم سری شریف کے متعلق بھی مشہور ہے کہ تقریباً دو فرلانگ تک پیدل چلنے میں جتنا وقت خرچ ہوتا ہے آپ اتنے وقت میں ادا فرمالیتے تھے حالانکہ عام آدمی اس وظیفہ کو ادا کرنے میں گھنٹہ سوا خرچ کرتا ہے۔

حضور اعلیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سرپرستی میں مہمانوں مسافروں طلباء کی خدمت بھی فرماتے بالخصوص والدین کریمین کی خدمت میں سعادت دارین سمجھ کر دن دیکھتے نہ رات مصروف رہتے۔

آپ کے عام مجاہدات میں یہ بھی تھا کہ عمر بھر رضائی استعمال نہ فرمائی آپ ارشاد فرمایا کرتے کہ ضرورت کی نیند بغیر رضائی کے پوری ہوجاتی ہے۔ اور رضائی صرف غفلت کی نیند سلانے میں مدد دیتی ہے۔

سونے کا ذکر آگیا ہے تو ضمناً یہ بھی عرض کردوں کہ آپ کے معمولات مبارکہ میں یہ بھی ذکر کیا گیا ہے کہ اتباعاً لسنۃ النبی الامی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم آپ سونے سے قبل دونوں چشمہائے مبارکہ میں تین تین سلائی سرمہ استعمال فرماتے اور ہر سلائی پر یہ کلمات پڑھ کر دم فرماتے۔

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ الْمُبِيْنُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ صَادِقُ الْوَعْدِ الْاَمِيْنُ۔ ترجمہ: اللہ جل شانہ جو بادشاہ، برحق اور ظاہر ہیں کے علاوہ کوئی معبود نہیں اور حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالےٰ کے رسول ہیں جو امین اور وعدہ میں انتہائی سچے ہیں۔ معلوم رہے کہ حضرت محبوب اللہ خیر پوری رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے

سرمہ کی سلائی پر دم کرنے کے لئے یہ کلام منقول ہے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ نُوْرُ الْعَیْنَیْنِ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ سَیِّدُ الْکَوْنَیْنِ ترجمہ: اللہ تعالیٰ جل شانہٗ جو دونوں آنکھوں کا نور ہیں کے علاوہ کوئی معبود نہیں اور حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم جو دونوں جہاں کے سردار ہیں اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوئے ہیں۔

بوقت خواب سرمہ کی سلائیوں کی مسنون ترتیب کے ۲ دو مختلف طریقے کتب سیر میں درج ہیں جو ضمناً افادۂ عام کے لئے نقل کئے جاتے ہیں

اوّل یہ کہ پہلی ۲ دو سلائیاں دائیں آنکھ میں پھر ۳ تین سلائیاں متواتر بائیں آنکھ میں پھر آخر میں ایک سلائی دائیں آنکھ میں لگائے اسطرح ابتداء انتہاء دائیں آنکھ پر ہوئی اور ہر آنکھ میں ۳ تین تین سلائیاں ڈالی گئیں۔

دوم یہ کہ دائیں آنکھ سے شروع کرے اور ایک ایک سلائی لگاتا رہے یعنی پہلی دائیں، دوسری بائیں پھر دائیں پھر بائیں اور آخری دائیں آنکھ میں لگائے۔ اسطرح اگرچہ دائیں میں تین اور بائیں میں ۲ دو سلائیاں ہوں گی مگر دائیں پر ہی انتہا ہوئی اور مجموعہ سلائیوں کی تعداد پانچ کا طاق اور محبوب عدد ہوا۔

آپ جب بھی گھر سے باہر تشریف لے جاتے تو اپنے چہرۂ انور پر نقاب فرما لیا کرتے تاکہ کسی نامحرم پر نظر نہ پڑے اور نہ ہی کسی کے عیب پر مطلع ہوا جائے۔ آپ کے نبیرۂ محترم حضرت ولی لاثانی مولانا محمد عبد الکریم ملتانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب بھی آپ کی نقاب پوشی کا ذکر فرماتے آنکھیں نمناک ہو جاتیں کہ ارشاد فرماتے آج ایسی صورت کہیں نظر نہیں آتی۔

اسی طرح کم خوردن، کم گفتن، کم خفتن کے علاوہ ہر امر میں اتباعِ شریعت، اختصار پسندی، لباس میں سادگی، مزاج میں عاجزی انکساری، درویشوں مسکینوں کے ساتھ فیاضی وغمگساری اور ہمسایوں رشتہ داروں کے ساتھ دلداری جیسی صفات

آپ کی جبلّت میں داخل تھیں گویا بمقتضائے اَلْوَلَدُ سِرٌّ لِّاَبِیْہِ کہ بیٹا باپ کا راز ہوتا ہے اپنے پدر بزرگوار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مظہر اتم بن کر رشد و ہدایت کے اُس چراغ کے جو حضور اعلیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روشن فرمایا تھا امین بنے الحمد للہ علیٰ ذالک۔

الغرض ایک مخصوص عرصہ تک منازلِ سلوک طے فرماتے رہے جب حضرت فانی فی اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کو شرع شریف کی مخلصانہ اتباع میں منہمک پایا اور رضا و توکل کے بلند و بالا مقامات میں بدرجہ اتم کامیاب دیکھا تو از راہ عنایت بے نہایت خرقہ خلافت سے مشرف فرمایا۔ چنانچہ حضرت مولانا عبدالحی صاحب لکھنوی علیہ الرحمۃ نے نزہۃ الخواطر کے جزء ثامن میں آپ کا ذکر ان جامع الفاظ میں کیا ہے۔

"اَلشَّیْخُ الْفَاضِلُ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عُبَیْدِ اللّٰہِ بْنِ قُدْرَۃِ اللّٰہِ الْچِشْتِیُّ الْمُلْتَانِیُّ اَحَدُ الْعُلَمَاءِ الْمُبَرِّزِیْنَ فِی الْفِقْہِ وَالْاُصُوْلِ اَخَذَ عَنْ وَّالِدِہٖ وَعَنْ غَیْرِہٖ مِنَ الْعُلَمَاءِ ثُمَّ اَخَذَ الطَّرِیْقَۃَ عَنْ اَبِیْہِ وَلَازَمَہٗ مُلَازَمَۃً طَوِیْلَۃً فَدَرَسَ وَاَفَادَ وَکَانَ عَلٰی قَدَمِ اَبِیْہِ فِی الْعِلْمِ وَالْعَمَلِ۔"

"الشیخ الفاضل عبدالرحمٰن بن عبیداللہ بن قدرۃ اللہ چشتی ملتانی فقہ اور اصول کے فن میں مناظرہ پر قدرت رکھنے والے علماء میں سے ہیں اپنے والد محترم اور چند دیگر علماء سے بھی علوم حاصل کئے پھر سلسلۂ طریقت میں اپنے والدِ گرامی سے مجاز ہوتے انکی صحبت میں کافی عرصہ رہے درس و تعلیم و ارشاد بھی فرماتے رہے اور علم و عمل میں اپنے والدِ گرامی کے ہی نقش قدم پر تھے۔"

اشاعتِ سلسلۂ عالیہ: صاحب اجازت ہونے کے بعد بسبب مجسم شرم و حیاء ہونے کے حضورِ اعلیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حین حیات کسی کو اپنی بیعت میں لینا اگرچہ پسند نہ فرماتے تاہم عوام الناس بلکہ خود

حضور اعلیٰ رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے اصرار پر سلسلہ رشد وہدایت شروع فرمایا بحمدہٖ سبحانہٗ وتعالیٰ اپنے حسن اخلاق اور دیگر اوصاف حمیدہ کی بنا پر بہت جلد مقبولیت تام نصیب ہوئی آپکے چہرۂ اقدس پر آثار ولایت وبزرگی اس قدر نمایاں تھے کہ جہاں تشریف لے جاتے لوگ جوق در جوق آکر حلقۂ ارادت میں شامل ہوتے۔ تاثیر نظر اس قدر قوی تھی کہ مسلک صوفیاء سے متنفر شخص بھی جب آپکی مجلس میں حاضر ہوتا تو طوق غلامی کو قلادہ بنانے پر خوشی محسوس کرتا۔

میرے مرشد حقیقی حضور قبلہ ام نے ایک روز بیان فرمایا کہ میرے والد گرامی یعنی حضور عربی غریب نواز کے پوتے جناب ولی لاثانی حضرت مولانا محمد عبد الکریم ملتانی رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی شادی حضور اعلیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مرید خاص جناب ابو الحفاظ مولانا محمد عبد الحق ملتانی علیہ الرحمۃ ۱۳۴۲ھ کی دختر نیک اختر سے ہونی قرار پائی تھی لہٰذا رخصتی کیلئے بارات جب انکے گھر گئی تو حضور خواجہ عربی غریب نواز رضی اللہ تعالےٰ عنہ میر کارواں تھے بارات خاندان عالیشان کے طریقہ کے مطابق قوالوں سمیت لڑکی والوں کے گھر پہنچی تو ابو الحفاظ صاحب کے ایک صاحبزادے جناب مولوی عبد العزیز صاحب م ۱۳۸۰ھ جو چونکہ حال ہی میں ہندوستان سے فارغ التحصیل ہو کر آئے ہوئے تھے اس لئے بارات کا یہ نقشہ دیکھ کر برداشت نہ کر سکے اور ابو الحفاظ صاحب کی خدمت میں حاضر ہو کر ما فی الضمیر ان لفظوں سے بیان کر دیا کہ "ابّا جان! افسوس کہ ان بدعتیوں کا گھر ہی میری ہمشیرہ کے لئے منتخب کرنا تھا" اللہ اکبر! ابو الحفاظ صاحب یہ سن کر سخت رنجیدہ خاطر ہوئے کہ اس نازک موقعہ پر لڑکے کے جذبات پر کیسے قابو پایا جائے۔ چنانچہ دفعۃً پیر روشن ضمیر حضور اعلیٰ رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی محبت کا غلبہ رونما ہوا تو مولوی صاحب کو برملا کہہ دیا: "بیٹا عبد العزیز! میری آنکھوں سے دور ہو اور گھر سے نکل جا" اور خود پیرزادوں کی آمد پر خوشی مناتے

ہوئے انہیں عزت واحترام سے جگہ دی۔ پھر جب محفلِ سماع شروع ہوئی مولوی صاحب با دلِ ناخواستہ شریکِ محفل ہوئے۔ دورانِ محفل حضور شیخ العرب والعجم خواجہ عربی غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زیارت کا موقعہ ملتا رہا اور حضرت موصوف بھی انکی قسمت کی کایا پلٹنے کی طرف متوجہ رہے حتیٰ کہ اسی دوران ہی انکی طبیعت غیر ہوگئی اور اس قدر متاثر ہوئے کہ جملہ علوم و فنون اور تحقیق و تدقیق کی گتھیوں سے منہ موڑ کر آپ کی طرف ہمہ تن متوجہ ہوگئے۔ پھر جذبات اتنے موجزن ہوئے کہ بیعت کئے بغیر نہ رہ سکے سُبحان اللہ وبحمدہ۔

حضور قبلہ ام سیّدی مُرشدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ پھر یہی مولوی صاحب مذکور جو میرے ماموں بھی تھے، اپنے مشائخ کرام کے اعراس مُبارکہ پر بڑی ملازمت سے شریکِ محفل ہوتے حتیٰ کہ فرماتے مجھے انکی زندگی میں کسی بھی عرس پر غیر حاضری یاد نہیں۔ بحمدہ تعالیٰ انکی اولاد بھی تاحال خوش عقیدہ ہے

آپکی تیسری پُشت میں موجود جناب حضرت مفتی محمدّ عبدالقادر صاحب مدظلہٗ نے اس راقم آثم کو بیان فرمایا کہ ایک مرتبہ آپ کے عرس مُبارک پر بہاولنگر کے چند حضرات پہلی مرتبہ حاضر ہوئے تو پوچھنے پر انھوں نے بیان کیا کہ صاحبِ عرس جناب حضور خواجہ عربی غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک دفعہ ہندوستان کی طرف بذریعہ ریل گاڑی سفر کے دوران روہتک حصار کے سٹیشن پر نیلا پہنے جلوہ افروز تھے اور اس سراپا کرامت اور مجسّم ولایت شخصیت کے گرد متعدد نیلاپوش متوسّلین بھی حلقہ زن تھے کہ حاضرین میں سے چند لوگوں نے بیعت کے لئے درخواست پیش کی اسی دوران ایک بدچلن رقاصہ عورت اپنے چند ہمراہیوں سمیت گزری تو اس ماہِ کامل پر بھی نگاہ پڑگئی پھر تو دیکھتے ہی طبیعت میں کشش سی ہوگئی، جہاں تماشا کرنے جارہی تھی وہاں جانے کی بجائے یہیں ٹھہری اور ان نیلاپوشوں

کے حلقہ کے قریب ہو گئی۔ ؎ شکار کرنے چلے تھے شکار ہو بیٹھے

اے تماشا گاہ جانہا روئے تو : تو کجا بہر تماشا میروی

ترجمہ: جب تیرا چہرہ تمام جانوں کی تماشا گاہ ہے تو خود کدھر تماشا دیکھنے جاتی ہے؟

الغرض اتنے میں آپ نے ایک چادر مبارکہ کو پھیلاتے ہوئے شائقینِ بیعت کو فرداً فرداً بیعت میں لینے کی بجائے فرمایا کہ اسی چادر کو پکڑ لیں چنانچہ اس عورت سے بھی رہا نہ گیا اور چادر کو پکڑ لیا چنانچہ حسبِ معمول بیعت کے دوران آپ نے بلند آواز سے خود کلمہ طیبہ پڑھا پھر اس کا ترجمہ فرمایا اور یہی کلمات سب حاضرین نے بھی آپ کے فرمان پر دُھرائے بعد ازاں آپ نے مندرجہ ذیل کلمات بھی ان سب سے کہلوائے "جو کچھ حکم شریعت کے حضرت محمد صاحب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمائے ہیں، مَیں نے وہ سب کے سب تسلیم کیئے۔ تمام احکام شریعت پر مَیں ایمان لایا۔ مَیں نے اسی بات کی بیعت کی۔ مَیں نے اسی بات کا وعدہ کیا، اے اللہ! مجھے اس وعدہ پر پابند رکھ مجھے شریعت پر قائم رکھ، یا اللہ مجھے اپنی محبت اپنے ہی فضل و کرم سے نصیب فرما لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ۔" اس کے بعد خطبہ بیعت پڑھ کر آپ نے ان کے ہاتھوں پر دم فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا ہر شخص اپنے ہاتھ کو اپنے سینہ پر پھیر لے، پھر وظائف اور نماز روزہ احکامِ شریعت وغیرہ حسبِ معمول تلقین فرمائے۔ چنانچہ وہ طوائفہ عورت جوں جوں کلماتِ بیعت سُنتی گئی اسکی حالت دگرگوں ہوتی گئی کہ مجھے کیا کرنا تھا اور کس کام میں عمر گزار دی۔ حتیٰ کہ ایک چیخ ماری اور اس پر حالت طاری ہو گئی آپ کی پہلی نگاہ میں اگرچہ اس کا کام بن گیا تھا مگر اب آپ نے مزید توجہ فرمائی اور اس کو درجۂ ولایت تک پہنچایا۔ اس کے بعد جب آپ گاڑی کا وقت ہونے پر روانہ ہوئے تو اس نیک بخت مُریدنی کو اس کے ساتھیوں نے اپنے پروگرام

کے مطابق وہاں پہنچنے کو کہا تو اس نے کہا مجھے جہاں پہنچنا تھا پہنچ گئی ہوں اب تم جانو اور تمہارا کام۔ چنانچہ اس توبہ کے بعد وہ تارک الدنیا ہو کر شب و روز ذکر خداوندی اور طاعت الہٰی میں وقت گزارنے لگیں۔ الحمد للہ علے ذلک۔

یہ واقعہ بیان کرنے پر انہوں نے بتایا کہ اس مائی صاحبہ کی زندگی میں انقلاب کو دیکھ کر بہت لوگ اس علاقہ کے آپ سے بیعت ہونے کے لئے ملتان دار الامان حاضر ہوئے پھر آپ کے عرس مبارک پر بھی آتے رہے، ہمارے اکابرین بھی انہی لوگوں میں شامل تھے پھر پاک و ہند کی تقسیم کے موقعہ پر اکثر وہیں رہ گئے اور جو پاکستان آئے ان میں سے ہم بھی تھے لہذا اس دفعہ ہم نے عرس مبارک میں شمولیت کا پختہ ارادہ کیا تو اللہ تبارک و تعالےٰ نے توفیق بخشی الحمد للہ علے ذلک بحمدہٖ سبحانہ و تعالےٰ یہی صورتِ حال آپ کے ساتھ ہر جگہ پیش آئی۔

اندرون و بیرون ملک جہاں جہاں بھی آپ تشریف لے گئے بے شمار لوگوں کی قسمت بدل ڈالی۔ پاک و ہند عرب و عجم میں آپ کی شہرت ہوئی عوام و خواص علماء و صلحاء کا ایک جم غفیر آپ کے حلقہ ارادت میں شامل ہوا۔ ایک روایت مجھے یوں بھی ملی کہ حضور اعلیٰ رضی اللہ تعالےٰ عنہ ابتدائً کسی سے سُن لیتے کہ وہ آپ کے حلقۂ ارادت میں شامل ہو گیا ہے تو ارشاد فرماتے ابھی کم لوگ ایسے ہیں جو میرے فرزندِ دلبند کے عالی مرتبہ ہونے سے واقف ہیں گویا پیر کامل کے تعین میں اس کے فیصلہ کو لائق تحسین سمجھتے اور اعزہ و اقارب سے کوئی آپ سے حسد کرتا تو ارشاد فرماتے اگر میں اور تو ترازو کے ایک پلڑے میں بیٹھ جائیں اور نیک بخت فرزند عبد الرحمٰن دوسرے پلڑے میں تو وہی پلڑا جھک جائے گا گویا ان کو حسد سے باز رہنے اور آپ کا مقام سمجھنے کی تاکید فرماتے

نقل ہے کہ ایک مرتبہ آپ حضور اعلیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہمراہ کسی دعوت

برہا پیادہ مع چند ساتھیوں کے تشریف لے جارہے تھے اور آپ چونکہ ازراہ ادب حضور اعلیٰ کے پیچھے پیچھے چل رہے تھے تو حضور اعلیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی احتیاط فرماتے کہ فرزند عزیز جو ولایت کے اعلیٰ مقام پر فائز ہو چکے تھے کو پشت نہ ہو اللہ اکبر! حتیٰ کہ راستہ ہی میں بُلا کر ارشاد فرمایا بیٹا میرے ساتھ ساتھ چلو کہ جب بھی تمہیں دیکھتا ہوں مجھے اپنے پیر روشن ضمیر کی جھلک پڑتی ہے۔ بزبان ہندی یوں فرمایا "پُتر میکوں اپنے پیر صاحب دا بھُلا ندرا یوندے، تساں میڈے نال نال ٹُرے کرو"۔ سُبحان اللہ وبحمدہ۔

آنحضور کے مُرید صادق جناب صوفی محمد بخش صاحب المعروف آہیر واصوی و جناب حاجی منصب دار صاحب بھروانہ رئیسِ اعظم ستیانہ ضلع جھنگ و خلیفہ صاحب جناب حضرت سید پیر فضل شاہ علیہ الرحمۃ پیر عبدالرحمٰن والو نے آپکی منقبت میں کافی اشعار بصورتِ غزل و قطعات و رُباعیات لکھے ہیں جن میں آپ کی قبولیتِ عامہ اور اوصافِ حمیدہ کا ذکر ہے علاقہ مٹھہ ٹوانہ ضلع شاہ پور کی مشہور و معروف شخصیت جناب حافظ محمد معصوم صاحب خلف جناب مولوی فیض احمد صاحب نے تو آپ کے عشق و محبت میں ایک دِیوان الموسوم بہ رسالۃ الشوق نظم فرمایا تھا جس میں اسّی سے زائد غزلیں بزبان فارسی و اُردو صرف آپکی مدح سرائی میں لکھیں اور اسکی آپ کے حینِ حیات ۱۳۲۶ھ میں طباعت بھی کرادی۔ میں یہاں قارئین کے شوق میں اضافہ کے لئے آپ کے خلیفہ جناب حضرت سید پیر فضل شاہ علیہ الرحمۃ کا ایک مختصر قصیدہ مدحیہ نقل کرتا ہوں۔

عندلیبِ باغ وحدت شاہ ملتان آمدہ ۔۔۔ بر سر یرِ ہر دو عالم چوں سلیمان آمدہ
دلربا و دلکشا، و دلبر و دلدارِ حق ۔۔۔ از برائے ما غریباں ساز و سامان آمدہ

لطف او بر خلق بیرون از حد و شمار
رحمۃ اللہ دائما بر جن و انسان آمدہ

حامیٔ دینِ محمدؐ رہبر شرع شریف
محو فی اللہ باقی باللہ عبد رحمٰن آمدہ

نور احمد روشن آمد در حجاب مولوی
کرد جلوہ در جہاں در صورت ایشان آمدہ

فاتح انوار حق ہم کاشفا سرارِ حق
ضامن روز جزا بہر مریدان آمدہ

لب کشادہ ہر زمان از بہر ذکر کردگار
شاکر و صابر تقی صدیق دوران آمدہ

از ابد دارم امید لطف رحمت ذاتِ او
ہم رضا و ہم بقا و فیض خواہان آمدہ

مرض دارم عشق تو بہر خدا فرما نظر
اے حکیم خاص حق بہر مریضان آمدہ

من فدائے ذات اویم کس ندارم دیگرے
رد محن مسکین فضل شید اپریشان آمدہ

تعمیر مسجد و مدرسہ رحمانیہ:

درس و تدریس کا سلسلہ ایک عرصہ تک آپ نے اپنے حضور قبلہ والد محترم کے ہمراہ مسجد حافظ صاحب والی اندرون بوہڑ گیٹ پھر مسجد عبیدیہ محلہ قدیر آباد میں جاری رکھا بعد ازاں جب آپ کے ہاں مقیم و مسافر طلباء کی تعداد زیادہ ہوگئی تو آپ نے مسجد شریف واقع نزد باغ لانگے خاں جہاں اب پبلک لائبریری ہے کا انتظام اپنے ذمہ لے لیا۔ عرصہ دراز تک آپ اپنی رہائش گاہ سے مسافر طلباء کے لئے خوانچۂ طعام خود اٹھا کر لاتے رہے۔ یہ انگریز دورِ حکومت تھا انہوں نے ایک منصوبہ کے تحت اس مسجد شریف کو بضرورت راستہ و شارع عام شہید کرنے کا تہیہ کر لیا اگرچہ آپ نے قانونی چارہ جوئی بھی کی کہ مسجد شہید نہ کی جائے مگر وہ اس حرکت سے باز نہ آئے اور آپ کو رائج الوقت سکہ مبلغ پانچ سو روپیہ دے کر مسجد کا قبضہ لے لیا پھر مسجد کا عمارتی ملبہ نیلام کرنے لگے تو آپ نے اس خیال سے کہ اسکی بے حرمتی نہ ہو اسی رقم سے تمام ملبہ خرید لیا اور مسجد عبیدیہ کی غربی جانب بالکل غیر آباد ریت کے ٹیلوں کی شکل میں تقریباً دو تین ایکڑ رقبہ خرید فرما لیا یہیں آپ

نے آہستہ آہستہ حضور اعلیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اجازت و رضا سے اپنی رہائش گاہ، مسجد رحمانیہ، چند کمرہ جات برائے سرائے و مدرسہ اور اپنی نشست گاہ بصورت بارہ دری انتہائی سادگی سے تعمیر کرائیں۔ مسجد شریف سے شمالی جانب وضو کے لئے تالاب اور شرقی جانب نشست گاہ کے قریب کنواں بھی احداث فرمایا۔ آپ کے نبیرہ محترم حضور ولی لاثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وضو کا جدید انتظام مہیا فرما کر کنواں اور تالاب بند کرا دیا تھا۔ سرائے قدیمی بھی حال ہی میں بارشوں کی کثرت سے منہدم ہو گئی ہے اور اب زیب آستانہ عالیہ حضور قبلہ میاں صاحب مدظلہم العالی نے انتہائی سادگی سے چند کمرہ جات ضرورت کے لئے تیار کروائے ہیں۔ پرانی تعمیرات میں صرف مسجد رحمانیہ شریف ابھی اپنی شکل میں موجود ہے۔ یہ مسجد شریف حضور اعلیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وصال سے دس سال قبل ۱۲۹۵ھ میں تعمیر ہوئی۔ مسجد شریف کے درمیانی دروازہ پر چند تاریخی اشعار لکھے ہیں جو درج ذیل ہیں۔

شد از مولوی عبد رحمٰن بنا	چہ پاکیزہ مسجد بصدق خضوع
ہمہ عابدانش بشغل نماز	گہی در سجود و گہی در رکوع
بہنگام صلوٰت و ذکر خدا	کند نورِ حق بر ہمہ کس طلوع
ہم از بہر شرب و وضو ساخت چاہ	کہ آبش کند ہمچو کوثر نبوع
چو سال تمامش بجستم ز عقل	بگفتا چہ جائے رکوع خشوع

ترجمہ: (حضرت مولانا) مولوی عبدالرحمٰن (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے کتنی پاکیزہ مسجد سچائی اور عاجزی کی بنیاد پر تیار ہوئی کہ اس میں موجود تمام عبادت گزار نماز کے شغل میں کبھی رکوع کبھی سجدہ کی حالت میں مصروف ہیں۔ نماز و ذکر خداوندی کے وقت اللہ تعالیٰ کا نور سب پر چمکتا ہے اور پانی پینے اور وضو کے لئے ایک کنواں بھی بنایا جس کا پانی نہر کوثر کی طرح جوش مارتا ہے۔ جب میں نے

عقل کے ذریعہ سے اسکی تمامیت کا تاریخی مادہ تلاش کیا تو مجھے جواب ملا عاجزی اور رکوع کرنے کی کیا ہی عمدہ جگہ ہے۔

آپ کے بارہ میں مشہور ہے کہ مسجد رحمانیہ شریف کی آبادی آپ کو ازحد عزیز تھی نمازیوں کی سہولت کے لئے آپ کسی قسم کا انتظام فرمانے میں پس و پیش نہ فرماتے سردیوں میں وضو کرنے والوں کی سہولت کے پیش نظر گھر سے پانی خود بدولت گرم فرما کر لاتے اور باہر موجود آفتابوں میں ڈال کر رکھتے۔

آپ رشد وہدایت وخلق خدا کی فریاد رسی کے لئے اپنی خصوصی نشست گاہ بارگاہ معلی بارہ دری میں جلوہ افروز رہتے حضور اعلیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی متعدد بار اس نشست گاہ کو اپنے قدوم میمنت لزوم سے مشرف فرمایا تھا وہ اس طرح کہ جب آپ سفر سے واپس تشریف لاتے تو دولت خانہ پہنچنے سے قبل ہی قاصد کے ذریعہ آپ کو مطلع فرماتے چنانچہ حضور عربی غریب نواز اپنے قبلہ و کعبہ والدِ محترم کی آمد کی خوشی میں عید کی طرح خوشی مناتے ہوئے نشست گاہ کی صفائی اور اس میں چھڑکاؤ کا خصوصی انتظام فرماتے پھر استقبال اور پالکی مبارک اُٹھانے کا شرف حاصل کرنے کی خاطر پاپیادہ نکل پڑتے جہاں بھی قسمت یاوری کرتی دست بستہ تیزی سے سرنگوں ہو کر قدمبوسی کی سعادت حاصل فرماتے بعد ازاں حضور اعلیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی پالکی آپ ہی کی اجازت سے اوّلاً اسی بارہ دری میں لائی جاتی کہار صاحبان بچھی چٹائیوں سے پہلے جوتیاں اُتارنا چاہتے تو حضور عربی غریب نواز ازراہِ ادب وشوق انہیں منع فرما دیتے۔ الغرض حضور اعلیٰ یہیں جلوہ افروز ہوتے تو خویش واقارب، دیگر احباب اور متوسلین یہیں آکر زیارت فیض بشارت سے مستفید ہوتے آپ اندرون خانہ کی خیریت پوچھنے اور احوال سفر اپنے محرم راز فرزندِ دلبند کو بیان فرمانے کے بعد اپنے

کاشانہ اقدس اور مسجد شریف کی طرف تشریف لے جاتے۔ حضور عربی غریب نواز اپنی بارہ دری سے پا پیادہ بغیر نعلین کے کہاروں سمیت مسجد عبیدیہ کے دروازہ شریف تک آپ کو پہنچا کر سہ بارہ قدمبوسی فرماتے پھر کہاروں کی کچھ خدمت فرما کر واپس ہوتے۔ یہ بارہ دری بھی اب اپنے پرانے نقشہ پر نہیں رہی اس وقت حضور عربی غریب نواز کی تیسری پشت میں موجود جناب مفتی محمد عبدالقادر صاحب مدظلہم کے زیر نگرانی درس و تدریس کا شغل رہتا اور یہیں حضرت عربی غریب نواز کے بڑے فرزند دلبند حضرت مولانا عبدالحکیم شہید صاحب اور نبیرہ محترم حضرت مولٰنا عبدالقدوس صاحب وغیرہم علیہم الرحمۃ کے مزارات بھی زیارت گاہ خلائق ہیں۔

تبحر علمی و مقبولیت مدرسہ رحمانیہ: مسجد شریف میں مدرسہ کے قیام سے قبل بھی اگرچہ آپ کی علمی قابلیت چہار دانگ عالم میں مشہور تھی لیکن حق سبحانہٗ تعالٰے کی عنایت بے نہایت اور آپ کی ذاتی توجہ سے مدرسہ کے قیام کے بعد آپ کی درسگاہ ملتان اور گردونواح میں مرکزی حیثیت اختیار کر گئی انتہائی سادگی سے طلباء کی ظاہری باطنی تربیت میں یہ مدرسہ منفرد مقام رکھتا تھا اگرچہ یہاں جملہ علوم متداولہ فارسی و عربی میں صرف و نحو سے لے کر فقہ حدیث تفسیر ہیئۃ وغیرہ تک سب علوم پڑھائے جاتے مگر علم میراث میں بالخصوص یہ مدرسہ سند کی حیثیت رکھتا تھا کہ طلباء فارغ التحصیل ہونے کے بعد بھی دورۂ میراث کے لئے حاضر ہو کر سند حاصل کرتے "تاریخ ملتان" مصنفہ جناب نور احمد خان صاحب فریدی جلد دوم میں ہے کہ "آپ کے مدرسہ کا تعلیمی معیار اس قدر بلند تھا کہ آپ تمام طلباء سے عربی میں گفتگو فرماتے" واللہ تعالٰے اعلم۔ اسلاف کی یادوں کو تازہ کرنے والے اس مدرسہ میں کوئی

تنخواہ دار معلّم نہ تھا بلکہ آپ کی ذات گرامی اور اولادِ احفاد کے علاوہ چند مخلص فیض یافتہ شاگرد و مُریدین حضرات، طلباء کی تعلیم و تربیت کا خالصتہً للّٰہ فریضہ انجام دیتے۔ بغیر چندہ جات کے اپنی جیب سے طلباء کی رہائش و خوراک کا خرچہ برداشت کیا جاتا تھا۔ بحمدہ تعالے تاحال مسجدِ رحمانیہ یہی نقشہ پیش کر رہی ہے۔ اللّٰھم زد فزد۔ والحمد للّٰہ علے ذالک

آپ کا طرزِ تعلیم بھی حضرت فانی فی اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرح انتہائی سادہ تھا آپ کے مُرید صادق جناب مولانا محمد عبدالعزیز صاحب جنکی بیعت کا قصہ ابھی بعنوان اشاعت سلسلہ عالیہ ذکر کر آیا ہوں فرماتے تھے کہ میں بہت شہرت یافتہ اساتذہ کے ہاں تعلیم حاصل کرتا رہا ہوں مگر جو منفرد اور مؤثر طرزِ تعلیم آپ کے ہاں دیکھا وہ اپنی مثال آپ تھا۔ مزید فرماتے کہ میں نے آپ کے علاوہ کسی استاد کو ایک ہی وقت میں تین کاموں میں مصروف نہیں دیکھا کہ درس کے دوران بعض دفعہ تعویذ بھی لکھتے رہتے اور تسبیح میں بھی مشغول رہتے۔ فقیر کاتب الحروف جو تاحال اسی مدرسہ میں زیرِ تعلیم ہے بحمدہ تعالے آج بھی یہی نمونہ آپ کی اولادِ امجاد میں دیکھ کر خوشی محسوس کرتا ہے۔

ضلع مظفر گڑھ کے نامور عالمِ دین جناب مولوی سلطان محمود جن کی بیعت مولانا محمد غوث صاحب خلیفہ مجاز اعلحضرت تونسوی علیہم الرحمۃ سے تھی کو علم معانی کی مشہور درسی کتاب المطوّل شرح تلخیص المفتاح سے خصوصی انس اور لگاؤ تھا اسی لئے اِس کتاب کو متعدد بار ہندوستان کے مختلف علماء سے درساً پڑھا اور ہر بار نئے فوائد حاصل کئے گویا خود مصنف کتاب جناب مؤسس قواعد البیان والمعانی حضرت العلامۃ السعد التفتازانی علیہ الرحمۃ کی طرح علم معانی کے قواعد وضوابط کی تحقیق کے لئے عمر کا ایک حصّہ صَرف کیا۔ مولوی صاحب مذکور نے حضور شیخ العرب والعجم عربی

غریب نواز رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے بارہ میں بھی سُنا کہ المطوّل اپنے ایک مخصوص انداز میں پڑھاتے ہیں تو عازم ملتان ہوئے اور حاضرِ خدمت ہو کر اپنا مدّعیٰ بیان کیا۔ آپ کا مدرسہ چونکہ رسمی و مُروّجہ تکلّفات یعنی اوقات درس و تدریس کے تعیّن اور شرائط داخلہ وغیرہ اُمور سے بالاتر تھا اسلیئے یہ فرماتے ہوئے کہ مولانا ابھی فرصت ہے بیٹھ بسم اللہ کرو انہیں کتاب اٹھا کر دے دی۔ مولانا حیران تو ہوئے مگر کرتے ہی کیا عبارت پڑھنا شروع کر دی طرفہ تر یہ ہے کہ آپ چونکہ حضور اعلیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرح فارغ بیٹھنا پسند نہ فرماتے اس لئے اپنی نشست گاہ سے کوئی تنکے اور کھجور کی گٹھلیاں وغیرہ اکٹھی فرماتے رہے اور عبارت سن کر معانی و مطالب بیان فرماتے رہے۔ چند روز مولانا درسگاہ میں رہ کر آپ کے معمولات دیکھتے رہے آپکا رَویّہ یہی رہتا کہ طلباء حلقہ لگاتے جس کی باری ہوتی وہ عبارت پڑھتا آپ معانی مطالب بیان فرماتے اگر عبارت پڑھنے میں غلطی کرتا تو معمولی اشارہ سے اصلاح کا حکم فرماتے اور گاہے تعویذ لکھتے تسبیحات پڑھتے و دیگر اُمور بھی دوران سبق انجام دیتے رہتے لہذا ایک روز مولانا صاحب تیاری کر کے آئے کہ آج استاذ محترم کا امتحان لیں گے چنانچہ عبارت پڑھنے کے دَوران سیاق سباق کو ملا کر عبارت کا کافی حصہ چھوڑ دیا اور آگے سے پڑھنے لگے آپ اس وقت بھی ہمہ تن متوجہ نہ تھے بلکہ کسی دوسرے شغل میں مصروف تھے تاہم فوراً فرمایا مولانا کتاب میں عبارت نہیں یا تم نابینا ہو ؟ اگر عبارت نہیں تو میں پڑھتا ہوں مکمل کر لو چنانچہ متروکہ عبارت آپ نے زبانی پڑھ دی اسپر مولانا کی حیرت کی انتہا نہ رہی کہ جو کتاب اساتذہ کرام کئی کئی شروح سامنے رکھنے کے بعد ہمہ تن گوش ہو کر سنتے اور پڑھاتے ہیں وہ آپ کو قرآن شریف کی طرح زبانی یاد ہے لہذا سخت نادم ہوئے پھر کسی دن موقع پا کر آپ نے مولانا صاحب کو فرمایا کتاب کے شروع میں ذرا باریک لکیریں

لگی ہوئی گنو چنانچہ شمار کر کے عرض کی حضور تریاسی ۸۳ دیگر واقعے اکانوے ۹۱ ہیں تو فرمایا ایک بار مکمل کتاب پڑھانے پر ایک لکیر لگاتا ہوں تو گویا اب تک اتنے دور مکمل کر چکا ہوں لہذا اب اسکی تعلیم کوئی مشکل نہیں رہی کہ اس میں موجود مشکل سے مشکل تر مقامات بھی توجہ طلب نہیں۔

"فقہائے ملتان" مصنفہ جناب عمر کمال خان ایڈوکیٹ میں ہے کہ پچاس سال کی عمر میں کسی کے سوال کرنے پر آپ نے جواباً فرمایا کہ اصولِ فقہ کی کتاب "توضیح تلویح" کے اب تک بیاسی دور مکمل کر چکا ہوں۔ واللہ تعالٰے اعلم۔

جھنگ و ملتان کے درمیان واقعہ قصبہ چوپڑ ہٹا میں آپ کے ہم عصر غیر مقلد عالم مولوی عبدالحق صاحب آپ کو پالکی پر بصد عزت و احترام سوار، جب کبھی اپنے قصبہ سے دوران سفر گزرتے ہوئے دیکھتے تو دل ہی دل میں بوجہ عدم عرفان حقیقتِ آنجناب جلتے اور بھنتے کہ یہ پیر صاحب بزرگ ہیں نہ عالم پھر انہیں یہ مقبولیت کیسے حاصل ہوئی چنانچہ ایک مرتبہ ارادہ کیا کہ انہیں کسی آزمائش میں ڈال کر شرمندہ کر دیا گا تاکہ معتقدین کی حاضر جماعت پر تو کم از کم انکی کور علمی عیاں ہو جائے نعوذ باللہ من ذلک۔ چنانچہ موقعہ پا کر مولوی صاحب مذکور ایک دفعہ حاضر ہوئے اور کہاروں سے کہنے لگے پالکی رکھ دو چند مشکل مسائل درپیش ہیں کیا بعید ہے کہ حضور کی توجہ سے میری مشکل حل ہو لہذا انہوں نے اجازت لے کر پالکی رکھ دی۔ مولوی صاحب حاضرِ خدمت ہوئے سلام مسنون الاسلام کے بعد علم منطق یا معقول کی کوئی کتاب کھول کر آپ کی طرف بڑھائی اور ایک مشکل مقام کی وضاحت طلب کی آپ نے فرمایا کتاب میرے آگے مت بڑھاؤ خود ہی توضیح طلب مقام سے عبارت پڑھو الغرض مولوی صاحب نے ابھی چند حروف ہی پڑھے تھے کہ آپ نے کتاب، موضوع اور وضاحت طلب مسئلہ معلوم کر لیا اور

خاموش ہونے کا حکم صادر فرمایا۔ مولوی صاحب خاموش ہو گئے آپ نے نہایت آسان لفظوں میں اس مشکل مقام کی وضاحت بالتفصیل فرما دی کہ مسئلہ کا کوئی پہلو مخفی نہ رہا۔ الحمد للہ علےٰ ذالک مولوی صاحب ششدر رہ گئے اور نہایت شرمندہ ہوئے

اس واقعہ کے بعد مولوی صاحب ملتان آکر مقیم ہوئے اور اکثر و بیشتر مسائل پوچھنے کے لئے آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے مجھے اپنے حضور قبلہ سیّدی و مرشدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، نے فرمایا تھا کہ انکی اولاد تا حال باوجود غیر مقلد ہونے کے بعض مسائل کی تحقیق کے لئے آتی ہے، فقیر کاتب الحروف کو یہ واقعہ پیر روشن ضمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی زبان درفشان سے اس وقت بیان فرمایا جب فقیر مع چند پیر برادران کے آپ کی رفاقت سراپا سعادت میں محبّ النبی مولانا فخر جہاں دہلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خلیفہ مجاز شاعر بیدل حضرت مولانا علی حیدر علیہ الرحمۃ کی زیارت کے لئے سفر کرتے ہوئے اسی قصبہ چوپڑھا سے گزر رہا تھا مجھ احقر کو یاد نہیں کہ آپ نے علم معقول کی کتاب کا ذکر فرمایا تھا یا علم منطق کا واللہ تعالےٰ اعلم۔

سراپا نور حضور قبلہ سیّدی و مرشدی قدس سرہٗ العزیز بیان فرماتے تھے کہ ایک دفعہ حُضور قبلہ عالم و عالمیان مہاروی کی پانچویں پشت مُبارک میں حضرت خواجہ حافظ محمد جمال الدین جو بڑے صاحب کرامت بزرگ ہو گذرے ہیں ملتان دارالامان بر موقعہ عرس مبارک حضور عربی غریب نواز رضی اللہ تعالےٰ عنہم رونق افروز ہوئے تو خود بخود بیان فرمایا کہ میں اپنے استاذ مکرم قبلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عرس مُبارک میں شرکت کی سعادت حاصل کرنے آیا ہوں بعد ازاں فرمایا کہ میں ایک عرصہ تک یہیں مقیم رہ کر صاحب عرس سے مستفید ہوتا رہا ہوں نوّر اللہ تعالےٰ مرقدہم

الغرض ظاہری و باطنی تعلیم کے لئے مردان حق و طالبان راہ خدا قریب و دُور سے فرداً فرداً اور گروہ در گروہ آنجناب کی خدمت عالیہ میں حاضر ہو کر شریعت

نبوی علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کی تعلیم حاصل کرتے اور بعد از فراغت اشاعت دینِ اسلام میں مصروف ہو جاتے ۔ الحمد للہ علیٰ ذالک ۔

محبت باپیر روشن ضمیرِ خود و معاصرین مشائخ میں آپ کا مقام :

معلوم رہے کہ آپ جن جلیل القدر مشائخ کرام کی صحبت و زیارت سے مشرف ہو کر انکے منظورِ نظر ہوئے ان میں حضور اعلیٰ حضرت فانی فی اللہ باقی باللہ کے علاوہ حضرات سجادگان والاشان مہاروی صاحبان حضرت محبوب اللہ خیر پوری، حضرت سلطان المتوکلین خواجہ محمد سلیمان تونسوی، شمس العارفین خواجہ شمس الدین سیالوی، قدوۃ الاولیاء خواجہ حافظ محمد موسیٰ قریشی ملتانی، غوث زماں خواجہ حافظ محمد عیسیٰ خانپوری جامی دوران خواجہ منشی غلام حسن شہید ملتانی سر فہرست ہیں اور ان کے علاوہ حضرت محب اللہ بالکمال خواجہ حافظ محمد جمال ملتانی کے دیگر خلفاء کرام وغیرہم علیہم الرضوان کی پاکیزہ زندگیوں کا بہت قریب سے مطالعہ فرمایا تھا تاہم حضور اعلیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شفقتوں محبتوں اور اعلیٰ درجہ کی تربیت کے باعث آپ انکی محبت میں ایسے فریفتہ اور والا وشیفتہ تھے کہ کسی کی طرف کسب فیض کی نیت سے التفات نہ فرماتے ۔ کیونکہ حضورِ اعلیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس قدر سیراب فرمایا تھا کہ بعد میں کسی کی توجہ کے محتاج نہ رہے ۔

در بروئے ہمہ بستم چو بدیت دیدم : بسیار خوباں دیدہ ام اما تو چیزِ دیگری

ترجمہ : جب سے آپ کا رُخِ انور دیکھا تو آنکھ کا دروازہ سب پر بند کر دیا آپ سے پہلے اگرچہ بہت حسین دیکھے مگر آپ جیسا کہیں نہ دیکھا ۔

ایسا رُخ دیکھا نہیں ایسی جبیں ملتی نہیں — دو جہاں میں مثل تیری اے حسین ملتی نہیں
یہ بجا ہے اور بھی لاکھوں حسین ہوں گے مگر — مَیں نے دیکھی ہے جو صورت وہ کہیں ملتی نہیں

چنانچہ ایک مرتبہ کسی نے مشہورِ زمانہ بزرگ کا نام لے کر آپ کو انکی زیارت فیضِ بشارت کی ترغیب دی تو آپ نے فرمایا جن بزرگوں کی زیارت فیض بشارت سے اپنے دل وجان کو میں ٹھنڈا کر چکا ہوں مجھے اب انکی بو بھی کہیں محسوس نہیں ہوتی۔

سنگِ بابِ یار سے کچھ اسقدر مانوس ہے　　آستانِ غیر سے میری جبین ملتی نہیں

اسی طرح آپ عموماً فرماتے۔ یک در گیر محکم گیر، ہرجائی عاشق نہ بن، یعنی ایک ہی در کا غلام بن کر رہ۔

آپ اپنے معاصرینِ اولیاء کرام میں بحمدہٗ تعالےٰ ایک خصوصی مقام رکھتے تھے اور باوجود انتہائی سادگی وعاجزی کے جمیع مشائخ ہم زمان آپکی علمی ودیگر صلاحیتوں کی بناء پر آپ کو عزت واحترام کی نگاہوں سے دیکھتے۔

سلطان العاشقین حضرت سلطان باہو علیہ الرحمۃ کے نیک خو سجادہ نشین جناب خواجہ محمد صالح علیہ الرحمۃ سے آپ کی قلمی اور علمی دوستی تھی مگر اس کے باوجود آپ حضور اعلیٰ رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی اتباع اور غیرت سلسلہ عالیہ کی بناء پر صاحبِ مزارِ گوہر بار کی زیارت کے لئے کبھی بھی تشریف نہ لے گئے جس کی تفصیل گلزارِ اوّل میں بعنوان غیرتِ سلسلہ عالیہ درج کر آیا ہوں۔ چنانچہ ایک مرتبہ کہاروں نے دورانِ سفر حاضری کی خواہش ظاہر کی تو آپ نے ان کو بصد خوشی اجازت مرحمت فرمائی مگر خود باہر ہی سے فاتحہ خوانی فرمائی جب سجادہ نشین صاحب مذکور کو علم ہوا تو دیرینہ دوستی کے سبب خود حاضر خدمت ہو کر ملاقات فرمائی۔

ایک موقعہ پر آپ ڈیرہ اسماعیل خان اپنے متوسلین کی طرف سے دی گئی دعوت پر رونق افروز ہوئے تو لوگ خبر سُنکر زیارت کے لئے حاضر ہوتے رہے چنانچہ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے عالی مرتبہ بزرگ جناب خواجہ دوست محمد قندھاری علیہ الرحمۃ کے سجادہ نشین جناب حضرت مولنا خواجہ سراج الدین صاحب علیہ الرحمۃ جنکی

کرامات زبان زدِ عام ہیں اور یہ مشہور ہے کہ ان کے ہاں فقیری ٹکے سیر اور خلافت آنے سیر فروخت ہوتی تھی یعنی فقر و خلافت جیسا منصب انکے دربار میں تھوڑے عرصہ میں حاصل ہو جاتا تھا، بھی حسن اتفاق سے آپ سے ملاقی ہوئے تو علامات و آثار ولایت آپ کے چہرۂ اقدس پر نمایاں پائے تو اپنے کاشانۂ اقدس پر آپ کو خلوص و محبّت کی بارات کے ساتھ لے گئے اور پر تکلّف دعوت فرمائی۔

ع قدر زر زرگر بداند قدر جوہر جوہری

ایک مرتبہ بر موقعہ عرس مبارک حضور قبلہ عالم و عالمیان خواجہ نور محمد مہاروی رضی اللہ تعالےٰ عنہ آپ چشتیاں شریف تشریف لے گئے تو وارث نعمت سلیمانی حضرت ثانی خواجہ کریم جناب اللہ بخش صاحب تونسوی علیہ الرحمۃ سے بھی ملاقات ہوئی تو حضرت خواجہ کریم تونسوی نہایت محبت و شفقت اور احترام سے ملے احوال کی باز پرس اور چند لمحات کی گفتگو کے بعد حضرت خواجہ کریم تونسوی نے شاہزادگان مہاروی جو آپ سے بیعت ہو چکے تھے، کو بلوایا اور انہیں بالخصوص سجادہ نشین جناب حضور خواجہ محمد یوسف صاحب مہاروی کو حضرت عربی غریب نواز کے رُوبرو ارشاد فرمایا کہ جیسا کہ آپ جانتے ہیں کہ یہ صاحبِ علم و عمل شخصیت ملتان شریف سے تشریف لائے ہیں اور انکی آمد ہمارے لئے باعثِ سعادت ہے کہ ایسے لوگ گاہے گاہے حاضری دیتے ہیں ہر موقعہ پر نہیں آسکتے تو انکی خدمت اگر آپ بوجہ مصروفیت نہ فرما سکیں تو مَیں اپنے ذمّہ لیتا ہوں اسی موقعہ پر آپ نے خواجہ عربی غریب نواز کی مدح سرائی کے دَوران یہ بھی فرمایا کہ مَیں نے سُنا ہے کہ یہ طلباء کی رہائش و خوراک کا تمام خرچہ اپنی گرہ سے کرتے ہوئے انہیں محبت و شفقت سے پڑھاتے ہیں اور لوگ تو اپنے لڑکوں کے لئے رشتہ تلاش کرتے ہیں مگر یہ حضرت صاحب ملتانی اپنی لڑکیوں کے لئے نیک خاوند تلاش کر کے ان کے نکاح میں دے

دیتے ہیں۔ الغرض اس گفتگو کے بعد حضرات والاشان شاہزادگان نے آپ کے لئے رہائش کا بندوبست فرمایا مگر آپ نے جس ٹیلہ پر پڑاؤ کیا ہوا تھا۔ آداب بجالا کر وہیں رہنا ہی پسند فرمایا مگر لنگر شریف بروقت آپ کے پاس پہنچتا رہا۔

کہتے ہیں آخر میں بطورِ خوش طبعی حضور خواجہ کریم تونسوی علیہ الرحمۃ نے اپنی عمر شریف بیان فرماتے ہوئے آپ سے بھی عمر دریافت فرمائی چنانچہ آپ اگرچہ دو سال بڑے تھے تاہم دیکھنے میں حضور خواجہ کریم تونسوی ضعیف، کمزور اور معمّر معلوم ہوتے تھے۔ لہذا خواجہ کریم تونسوی نے فرمایا۔ "ہوتاں میں کل وڈے پر وڈے بھر ہو۔" یعنی آپ ہیں تو مجھ سے بڑے مگر قوی اور صحت مند زیادہ معلوم ہوتے ہیں۔

ضمناً اضافہ معلومات کے لئے عرض کرتا ہوں کہ حضرت خواجہ کریم تونسوی اور حضرت خواجہ غلام فرید صاحب کوٹی علیہما الرحمۃ آپ سے گیارہ سال قبل ایک ہی سن میں واصل باللہ ہوئے آپ کے فرزند دلبند حضرت مفتی اعظم ہند رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان دونوں صاحبِ مرتبہ بزرگوں کے یکے بعد دیگرے وصال پر ملال پر جو تاریخی اشعار تحریر فرمائے ان میں حضرت قبلہ عربی غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی درازی عمر کے لئے انتہائی خوبصورت انداز میں دعا فرمائی تبرکاً وہ اشعار نقل کرتا ہوں

چونکہ قطب زمن ز تخت زمین — گشت مسند نشین بعلیین
کرد پرواز شد ز دیدۂ خلق — روز و شب شد فنا ز خلق بقلق
شد چو مخفی ز ما قطب جنوب — گفت مسکین بسن کہ قطب غروب (۱۳۱۹)
شمس ما باد دائماً بعروج — باد بد خواہ حضرتش مفلوج
یافت ذرات عالم از وے نور — تافت برخلق چہ قریب چہ دور

ترجمہ: جب قطب دوران زمین کے تخت سے اٹھے تو اعلیٰ علیین پر مسند نشین ہو گئے۔ ایسی پرواز فرمائی کہ مخلوق کی آنکھوں سے اوجھل ہو گئے اور خلق خدا کی

شب و روز بے قرار رہنے لگی۔ جب ہم سے جنوب میں واقع بزرگ قطبی ستارہ کی مثل مخفی ہو گئے تو مسکینؔ (تخلص حضرت مفتی اعظم ہند) نے سن وصال کے لیئے یہ الفاظ کہے کہ قطب زمان غزدب ہو گئے ہمارے سورج (حضور عربی غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو خدا کرے ہمیشہ عروج حاصل رہے اور ان کے بد خواہ مفلوج ہو جائیں کیونکہ آپ کا علم وہدایت والا سورج بلا امتیاز قریب و دور سب پر چمکا ہے اور ذرات عالم نے اس سے خوب روشنی پائی ہے۔

زیبِ آستانہ عالیہ حضرت قبلہ میاں صاحب مدظلہم العالی ارشاد فرماتے ہیں کہ میاں محمد غوث جو حضور عربی غریب نواز کے مُرید صادق تھے بیان کرتے تھے کہ میں دورانِ ملازمت محکمہ ریلوے سمہ سٹہ سٹیشن پر کھڑا تھا تو خصوصی ڈبہ جو جناب نواب صادق خان عباسی فرمانروائے بہاولپور و مرید حضور خواجہ غلام فرید صاحب کو لوٹی علیہ الرحمۃ کے لیئے ریل گاڑی کے ساتھ لگتا تھا، لگا میں کسی کام کے سلسلہ میں اندر گیا اور خیال تھا کہ نواب صاحب بھی تشریف فرما ہوں گے مگر بحمدہٖ تعالےٰ انکے پیر روشن ضمیر قطب دوران حضرت خواجہ صاحب کی زیارت فیض بشارت نصیب ہوئی کہ اپنی تمام رعنائیوں سے جلوہ گر تھے میں خدمت اقدس میں حاضر ہو کر آداب بجالایا حضور نے ازراہ کرم دوران گفتگو پوچھا کن کے مُرید ہو عرض کی حضور! پیر صاحب خاصے والے جناب حضرت مولانا محمد عبدالرحمٰن صاحب مُلتانی کا غلام ہوں تو حضرت خواجہ صاحب نے تعجب سے خوشی کا اظہار فرماتے ہوئے فرمایا ہوں آں اور ساتھ ہی اپنے ہاتھوں کو بلند فرماتے ہوئے میرے حضرت قبلہ غریب نواز کی عظمت اور بزرگی کا اظہار فرمایا۔

ان کے علاوہ باقی مشائخ زمانہ بھی خصوصاً سجادگان والاشان خیر پور شریف جو آپ سے بیعت بھی ہو چکے تھے اور خلفاء کرام حضور اعلیٰ اور ملتان کے گرد و

نواح میں اکثر بزرگان دین علمی مسائل کی تحقیق اور فتویٰ کے لئے حضور اعلیٰ رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے بعد آپ کی طرف رجوع فرماتے۔ الحمدللہ علیٰ ذلک۔

خواجۂ بزرگ سُلطان الہند رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف متوکلانہ سفر:

سفر کی بات ہو رہی ہے تو معلوم رہے کہ آپ بدھ کے دن کسی جانب بھی سفر کو پسند نہ فرماتے اور اس کے علاوہ دنوں میں مخصوص سمتوں کی طرف مخصوص دنوں میں سفر، بہتر نہ سمجھتے اور اس کا تعین اس شعر میں آپ ہی نے فرمایا ہے

شرق شنبہ یا دوشنبہ جمعہ یکشنبہ غروب
سہ چہار اندر شمال و پنجشنبہ در جنوب

ترجمہ: مشرق کی طرف ہفتہ یا سوموار، مغرب کی طرف جمعہ اور اتوار، شمال کی طرف منگل اور بدھ اور جنوب کی طرف جمعرات کے دن سفر کرنا بہتر نہیں۔

آپ کو سلطان الہند خواجہ بزرگ جناب حضرت سیدنا معین الدین حسن سنجری چشتی غریب نواز رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی زیارت فیض بشارت کا شوق دامن گیر ہوا تو اس ارادہ کی تکمیل کے لئے محدود رقم مختص کی مگر جیسے ہی آپ کے دوست احباب سُنتے گئے شوقِ صُحبت میں تیاری کرتے گئے، حتیٰ کہ کثیر جماعت اس مبارک سفر میں آپ کی رفاقت سراپا سعادت کی متمنی ہو بیٹھی تو آپ نے فرمایا اگر آپ سارے میرے ساتھ سفر کا ارادہ رکھتے ہیں تو میرے پاس صرف یکطرفہ کرایہ کا انتظام موجود ہے واپسی کا خرچہ برداشت کرنے کا میں وعدہ نہیں کرتا چنانچہ اس فرمان سے حاضرین شائقین دِل آزردہ ہوئے تو آپ نے فرمایا اچھا خیر ہے دیوانِ معینی لے آؤ فال نکال کر ہی میں حتمی فیصلہ کر سکوں گا چنانچہ دِیوان شریف پیشِ خدمت کیا گیا آپ نے کچھ پڑھ کر دَم فرمایا

پھر کھولا تو غزل ۱۴۷ کے آخری شعر کا پہلا مصرعہ "در آ بہ مجلس مسکین معین شوریدہ" فال کا جواب بن کر ظاہر ہوا اس کا مطالعہ فرماتے ہی آپ نے مشتاقانِ زیارت کو بشارت اور مبارک دی کہ ہمیں حضور سلطان الہند خواجہ بزرگ رضی اللہ تعالےٰ عنہ اسی پریشانی کے عالم میں ہی حاضری کی دعوت دے رہے ہیں الحمدللہ علے ذالک۔ لہذا آپ جمیع رفقاء کے ساتھ جن میں آپ کے منظور نظر ہوتے جناب حضور ولی لاثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ بھی شامل تھے توکلاً علی اللہ تعالےٰ عازم اجمیر شریف ہوئے۔ حضور ولی لاثانی فرماتے تھے کہ اجمیر شریف آپ جس وقت پہنچے تو ایک پیسہ بھی باقی نہ تھا جو کہیں خرچ کیا جائے۔ مگر بحمدہ تعالےٰ جب آستانہ عالیہ پر حاضر ہوئے تو روضہ شریف کی مرمتی کرنے والے معمار حضرات آپ سے پہلی ملاقات ہی میں بیعت ہو گئے اور نہایت عجز و انکساری سے عرضی پیش کی کہ حضور والا! آپ جتنا عرصہ یہاں رونق افروز رہیں گے ہمارے ہی مہمان ہوں گے۔ چنانچہ شام کو روزانہ وہ آپ کو ڈولی پر سوار کر کے اپنے گھر عزت و احترام سے مع چند خواص کے لے جاتے اور صبح دربار گوہر بار پر لے آتے۔ باقی ساتھیوں کا انتظام آستانہ عالیہ میں ہو گیا لہذا رہائش و خوراک کا انتظام پہلے ہی روز از غیب ہو گیا دبرولیتے وہاں پہنچتے ہی ایک سید صاحب جو خود کو حضور سلطان الہند رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی اولاد امجاد سے کہلواتے تھے اور چند مرتبہ ملتان شریف حضور خواجہ عربی غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاں آ کر رہ چکے تھے اچانک ملاقات پر از حد مسرور ہوئے انہوں نے بھی اس انتظام میں حصہ لیا۔ الغرض آپ ایک مخصوص عرصہ تک اپنے رفقاء سعداء سمیت حضور خواجہ خواجگان سلطان الہند رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فیوضات باطنیہ سے مستفیض ہوتے رہے۔ اور جوں جوں وقت گزرتا گیا تعلقات و معتقدین میں اضافہ ہوتا گیا حتیٰ کہ ایام عرس مبارک کے شروع

ہوئے تو حضرت قبلہ دیوان صاحب نے جیسے دُوسرے معزز مہمانوں کو محفل سماع کے شروع ہونے کی اطلاع بھیجی تو آپ کو بھی مطلع کرا بھیجا آپ محافلِ سماع میں شمولیت فرماتے رہے آپ کے نبیرہ محترم حضور ولی لاثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرماتے تھے کہ الہ آباد سے تشریف لائے ہوئے بزرگ حضرت مولانا حسین احمد صاحب علیہ الرحمۃ بھی محفل میں شریک ہوتے تھے اور انکی روح اسی محفل میں دوران وجد بحالت سجدہ قفسِ عنصری سے پرواز کر گئی۔

واپسی سے چند ہی روز قبل بمبئی سے آئے ہوئے ایک سیٹھ صاحب نے آپ کے خلیفہ جناب مولوی خیر محمد صاحب علیہ الرحمۃ سے احاطہ آستانہ عالیہ میں وظیفہ انیقہ شریف پڑھنے کے دُوران مُلاقات کی اور پوچھا مولانا! کہاں سے آنا ہوا ہے فرمایا، ملتان جنت نشان سے حاضری ہوئی ہے۔ کہا واپسی کا کرایہ ہے؟ فرمایا نہیں، تو سیٹھ صاحب نے کرایہ نکال کر دیا اور پوچھا کوئی اور مُسافر بھی معلوم ہیں جن کے پاس واپسی کا کرایہ نہ ہو خلیفہ صاحب نے حضور عربی غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متوکلانہ سفر کا مختصر حال سُنایا اور بتلایا کہ ہمارے پیر و مرشد ہیں اس نے عرض کی مجھے ملاقات کا موقع دیا جائے۔ چنانچہ خلیفہ صاحب انہیں لے گئے وہ انتہائی ادب و احترام سے ملاقی ہوئے تمام رفقاء سعداء کا کرایہ طیب خاطر سے پیش کیا اور مزید ڈُو روپے دبراویتے پانچ روپے بطورِ نذر بھی پیش کئے اور دعائیں لے کر رخصت ہوئے۔ یُوں بھی سننے میں آیا ہے کہ سیٹھ صاحب نے مَنّت مانی ہوئی تھی کہ فلاں کام ہو گیا تو حضور سلطان الہند رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دربارِ عالیہ پر حاضر ہو کر چند ایسے مسافروں کو جن کے پاس واپسی کا کرایہ نہ ہو گا، رقم برائے کرایہ واپسی پیشِ خدمت کروں گا۔ چنانچہ وہ اپنی مَنّت پُوری کرنے آئے ہوئے تھے۔

پابندی صوم وصلوٰۃ کا فقید المثل نمونہ:

سفر ہوتا یا حضر آپ نمازیں باجماعت انتہائی اہتمام سے مسجد میں ادا فرماتے اور اوقاتِ نماز میں ریل کا سفر پسند نہ فرماتے چنانچہ جہاں بھی جانا ہوتا پوچھ لیتے کہ زوال سے پہلے گاڑی کہاں پہنچے گی تو ٹکٹ ہی اسی مقام کا خرید فرماتے چنانچہ آپ نے حج مبارک کے سفر میں ملتان شریف سے بمبئی تک اتنا لمبا سفر بہ عمر نوّے سال رفقاء کی کثیر جماعت کے ہمراہ اسی طرح طے فرمایا کہ فجر کی نماز کے بعد گاڑی پر اسی سٹیشن کا ٹکٹ لے کر سوار ہوتے جہاں گاڑی نے زوال سے پہلے پہنچنا ہوتا تھا اور بعض دفعہ عشاء کی نماز ادا کرنے کے بعد صبح صادق سے پہلے تک بھی سفر فرمایا اور اسطرح آپ نے یہ سفر تقریباً پندرہ دن میں طے فرمایا جس کی بقایا تفصیل آپ کے سفرِ حج مبارک میں درج کی جائے گی۔ انشاء اللہ العزیز۔

اللہ اکبر! پورے قافلے کا سامان جگہ جگہ نکالنا پھر رکھنا یہ مشکل تو برداشت فرمائی مگر اس عمل کی خوب حفاظت فرمائی جسے ہم سب کے اور خود حق تعالیٰ اجل مجدہٗ کے محبوب سیّدِ عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی مبارک آنکھوں کی ٹھنڈک اور مومنوں کی معراج فرمایا اور اللہ تبارک وتعالیٰ جل شانہٗ نے تو اپنے کلام برحق میں اس عمل یعنی نماز کو "ایمان" قرار دیا چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا ؕ وَمَا جَعَلْنَا الْقِبْلَةَ الَّتِىْ كُنْتَ عَلَيْهَآ اِلَّا لِنَعْلَمَ مَنْ يَّتَّبِعُ الرَّسُوْلَ مِمَّنْ يَّنْقَلِبُ عَلٰى عَقِبَيْهِ ؕ وَاِنْ كَانَتْ لَكَبِيْرَةً اِلَّا عَلَى الَّذِيْنَ هَدَى اللّٰهُ ؕ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُضِيْعَ اِيْمَانَكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ بِالنَّاسِ لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ○

ترجمہ: اور بات یوں ہے کہ ہم نے تمہیں سب اُمتوں میں افضل کیا کہ تم لوگوں پر گواہ اور یہ رسول صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ وسلم تمہارے نگہبان وگواہ اور اے محبوب (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) تم پہلے جس قبلہ پر تھے ہم نے وہ اسی لئے مقرر کیا تھا کہ دیکھیں کون رسول (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کی پیروی کرتا ہے اور کون اُلٹے پاؤں پھر جاتا ہے اور بیشک یہ بھاری تھی مگر ان پر جنہیں اللہ تعالیٰ نے ہدایت کی اور اللہ تعالیٰ کی شان نہیں کہ تمہارا ایمان (نماز) اکارت (ضائع) کرے بیشک اللہ تعالیٰ آدمیوں پر بہت مہربان مہر والا ہے۔

دُوسرے پارہ کی یہ ان ابتدائی آیات میں ایک ہے جن میں تحویلِ قبلہ کا حکم دیا گیا چنانچہ بیت المقدس کی طرف نماز پڑھنے کے زمانہ میں جن صحابہ کرام علیہم الرضوان نے وفات پائی انکے رشتہ داروں نے تحویلِ قبلہ کے بعد ان کی نمازوں کا حکم دریافت کیا تو اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی اور اطمینان دلایا گیا کہ انکی نمازیں جو انہوں نے بیت المقدس کی طرف پڑھیں وہ ضائع نہیں ان پر انہیں ثواب ملے گا تو یہاں نمازوں کے لئے اللہ تبارک وتعالیٰ نے لفظ "ایمان" استعمال فرمایا جس میں نماز کی اہمیّت واضح طور پر معلوم ہو رہی ہے گویا نماز اور ایمان کا باہمی تعلق اس قدر گہرا ہے کہ اگر نماز کو ایمان قرار دیا جائے، برحق ہے اسی لئے حدیث شریف میں بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اَلْفَرْقُ بَیْنَ الْمُسْلِمِ وَالْکَافِرِ الصَّلٰوۃُ فَمَنْ تَرَکَ الصَّلٰوۃَ مُتَعَمِّدًا فَقَدْ کَفَرَ۔

ترجمہ: مسلمان اور کافر کے درمیان فرق نماز ہے پس جس نے جان بوجھ کر نماز کو چھوڑا وہ کافر (ہونے کے قریب) ہوگیا دوسرا ترجمہ یہ کہ جس نے نماز کو (اسکی فرضیت کا منکر ہوکر) عمداً چھوڑ دیا تو وہ کافر ہوگیا۔

اللہ تبارک وتعالیٰ ہم سب کو نماز جیسی مہتم بالشان عبادت کی صحیح معنیٰ میں حفاظت کی توفیق مرحمت فرماکر دارین کی نعمتوں سے نوازیں۔ آمین۔

یہ بھی منقول ہے کہ سفرِ حج میں آپ نے ضروریاتِ سفر کے لئے جو مختصر سامان تیار کیا اس میں مٹی کے خود ساختہ ڈھیلوں کو بھی شامل فرمایا کہ اثناءِ سفر بعد از بول و براز استبراء و استنجاء کے لئے دشواری نہ ہو کہ طہارت نصف ایمان ہے اور فقہاء کرام کے نزدیک استبراء یعنی پیشاب کے بعد مرد کو قطرات کے بند ہونے کے یقین تک پانی کا استعمال نہ کرنا واجب ہے۔

مسجد رحمانیہ کی تعمیر کے دوران ایک روز مستری حضرات کو آپ نے جماعت میں حاضر نہ پایا تو بعد نماز دریافت فرمانے پر معلوم ہوا کہ وہ ابھی تک کام میں مصروف ہیں۔ مستریوں سے پوچھا تو انہوں نے عرض کی حضور! ابھی پڑھتے ہیں بس معمولی سا کام بقایا تھا جو ختم ہوگیا ہے۔ آپ اس پر سخت رنجیدہ خاطر ہوئے اور ارشاد فرمایا ہماری نماز پڑھنے کے دوران تم نے جتنا کام کیا ہے اسے زیر زبر کردو اور نماز پڑھنے کے بعد دوبارہ بنانا تاکہ تمہیں احساس ہو کہ نماز کے مقابلہ میں سب کام ہیچ ہیں اور یاد رکھو کہ میں بے نماز (تارک جماعت) مستریوں سے مسجد بنواکر راضی نہیں ہوں چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔

اس زمانہ کے بعض جاہل صوفی وظائف ونوافل کی ادائیگی میں توجد وجہد اور سعی بلیغ کے ساتھ پابندی کرتے ہیں مگر افسوس کہ عموماً اور بعض اوقات

ادائیگی وظائف کے ہی سبب ترکِ جماعت اور مسجد کی غیر حاضری کو روا رکھتے ہیں جو اصلاً خلافِ شرع اور قابلِ مواخذہ فعل ہے گویا فرائض کا اہتمام انکے شایان شان نہیں کرتے اللہ تبارک وتعالےٰ درگزر فرماویں اور شیطان و نفس کی ایسی تلبیسات اور انکے حیلہ و مکر سے محفوظ فرما کر حق کی اتباع اور باطل سے اجتناب کی توفیق مرحمت فرماویں۔ آمین۔

فقیر کاتب الحروف نے اپنے پیر روشن ضمیر حضور قبلہ حاجات رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے دریافت کیا کہ مریض روزہ دار اگر باوجود مشورہ حکماء کے روزہ افطار نہ کرے اور جاں بحق ہوجائے تو گنہگار ہوگا یا نہیں تو فرمایا (صوفیاء کرام کے نزدیک تو ایسا شخص) ہر گز گنہگار نہیں کیونکہ بیماری کو موت لازم نہیں (کہ بسا اوقات بیماری میں موت کا گمان غالب ہونے کے باوجود آدمی شفایاب ہوکر عرصہ دراز زندہ رہتا ہے اسی لئے فقہاء کرام نے بھی احتیاط سے کام لیتے ہوئے فرمایا ہے کہ اگر بعذر بیماری روزہ افطار بھی کرنا پڑے تو مٹی وغیرہ ایسی چیز سے روزہ افطار کرے جو غذا ہو نہ دوا تاکہ اگر عنداللہ افطار کا یہ عذر صحیح نہ بھی ہو تو کفارہ لازم نہ آئے) اسکے بعد حضرت قبلہ سیّدی و مرشدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آواز مبارک غم سے بھر آئی اور پھر اپنے جدِّ اعلیٰ حضور خواجہ عربی غریب نوازؒ نے رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا قصہ بیان فرمایا کہ ایک مرتبہ موسم گرما کے رمضان المبارک میں آپ کو صفرادی بخار جس میں پیاس کی شدت ہوا کرتی ہے کا عارضہ لاحق ہوا جس سے طبع مبارک بہت علیل ہوگئی لیکن آپ نے روزہ کی نیت فرمالی دن گرم ہونے پر کمزوری حد سے بڑھ گئی حکماء نے دوائی تجویز کرکے افطار کا حکم دیا آپ کو انکا یہ مشورہ گوش گزار کیا گیا اور مجوّزہ چیزیں از قسم خوراک و دوا پیش کی گئیں، تو اشارہ فرماکر ہی آنجناب نے وہ اشیاءِ خوردنی لینے سے انکار فرمادیا۔ دوبارہ سہ بارہ

عرضی کی گئی مگر اشارہ ہی میں آپ نفی فرما دیتے حتیٰ کہ پورا دن پھر دوسرا تیسرا اور مکمل رمضان شریف بحمدہ تعالیٰ اسی طرح گزرا کہ علاج بھی ہوتا رہا مگر ایک روزہ بھی افطار نہ فرمایا۔

اتنا معلوم رہے کہ آپ کا یہ عمل تقویٰ پر مبنی تھا یا آپ چونکہ خود بھی علم طب سے دِلچسپی رکھتے تھے اور اس فن میں آپ کو کافی دسترس حاصل تھی لہذا ممکن ہے آپ نے اس بیماری میں روزہ کو بیماری میں زیادتی اور امتداد کا سبب یا اسے مفضی الی الھلاک نہ سمجھا ہو جس میں افطار واجب ہے یا یہ بھی ممکنات سے ہے کہ آپ کو بذریعہ الہام وغیرہ اپنی حیات مبارکہ کی بقا کا علم ہو گیا ہو۔

کار پاکاں را قیاس از خود مگیر گرچہ ماند در نوشتن شیر و شِیر

یعنی نیک لوگوں کے کاموں کو اپنے کاموں پر قیاس نہ کر جیسا کہ شیر (مشہور جانور) اور شِیر بمعنی دودھ اگرچہ ایک ہی طرح لکھے جاتے ہیں مگر انکے معانی اور حقیقت میں کتنا فرق ہے؟

بے فائدہ اُمور سے اجتناب اور سادگی:

حضور پُرنور سید یوم النشور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ذیشان کہ کسی شخص کے اسلام کی خُوبی یہ ہے کہ وہ بے فائدہ اُمور کو چھوڑ دے، علم تصوّف میں بنیادی نکتہ تسلیم کیا گیا ہے اور اسی میں بے فائدہ دیکھنا، سننا، بولنا، خرچ کرنا وغیرہ سب اُمور شامل ہیں اسی لئے صوفیاء کرام مُباح اُمور کہ جن کا کرنا شرعاً ممنوع نہ ہو مگر کرنے پر اجر و ثواب بھی مرتب نہ ہو، سے رُکنے اور بچنے کی تاکید کرتے ہیں کہ ان مباح کاموں میں وقت خرچ کرنا گویا وقت ضائع ہی کرنا ہے کہ اس وقت میں آخرت کے لئے کوئی ذخیرہ جمع نہ کر سکا۔ آپ کی

زندگی اسی کا نمونہ تھی کہ بے فائدہ اُمور سے کوسوں دُور رہتے۔ اسی لئے آپ کی اکثر و بیشتر نصیحت "ہر چہ گیرید مختصر گیرید" تھی کہ جو بھی کرو انتہائی اختصار سے کرو یعنی اُمورِ دنیویہ میں اور نئے نئے رسم و رِواج میں دن بدن اضافہ آپ کو اصلاً پسند نہ تھا۔

تعمیراتی کاموں میں بے فائدہ نقش و نگار سے آپ متنفر تھے کیونکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دولت کا بدترین مصرف تعمیری کاموں میں رقم خرچ کرنا ارشاد فرمایا ہے چنانچہ نقل ہے کہ جب مسجد رحمانیہ شریف کے سامنے آپ کا دولت خانہ تیار ہوا تو تعمیر مکمل ہونے کے بعد پھر کسی مزدُور کو دیکھا کہ گارا بنا رہا ہے دریافت فرمایا تو عرض کیا گیا پختہ فرش کی بجائے اسی گارے سے فرش پر پلستر کرنے کا ارادہ ہے تاکہ زمین کا نشیب و فراز ختم ہو جائے۔ فرمایا مٹی پر مٹی چڑھانے کا کیا فائدہ بس مٹی ہموار کر کے اُوپر پانی چھڑک دو۔

مسجد رحمانیہ شریف کے میناروں کے لئے جیسا کہ رِواج ہے بُنیادوں سے ہی انتظام کیا جاتا ہے، مستریوں نے کچھ اہتمام کرنا چاہا تو اُنہیں روک دیا اور اوپر ہی مختصر مینار بنانے کا حکم فرمایا۔ بحمدہٖ سبحانہ وتعالیٰ آج ایک سو بائیس ۱۲۲ سال گزرنے پر بھی مسجد شریف اپنے اصل نقشہ پر قائم اور آباد ہے۔ الحمدللہ علیٰ ذٰلک۔

یہ بھی نقل ہے کہ مسجد شریف کے محرابوں کے لئے جو اینٹیں توڑ، گھڑ کر لگانی پڑتی تھیں چونکہ آپ محسوس فرماتے تھے اسلئے معمار دُور سے وہ اینٹیں گھڑ کر آتے، تاکہ اینٹیں توڑنے کی آواز سے آپ کو تشویش نہ ہو۔

لباس، خوراک و دیگر ضروریات کے پورا کرنے میں بھی اختصار بحد پسند تھا آپ کا استعمال شدہ نیلا شریف (چادر مبارک جسے بطورِ تہبند استعمال فرماتے) تاحال آپ کی چوتھی پشت میں جناب مولانا محمد عبدالجمیل صاحب کے پاس

موجود ہے جس میں متعدد پیوند مرقع ہیں جو آپ کی سادگی اور اتباع سنت و اسراف سے اجتناب پر دال ہیں۔ تہبند شریف بھی آپ طول و عرض میں انتہائی مختصر استعمال فرماتے زمینداروں کی طرح تہبند کے بڑے بڑے پلو چھوڑنا آپ کا طریقہ نہ تھا بلکہ زیب آستانہ عالیہ حضرت قبلہ میاں صاحب مدظلہم العالے ارشاد فرماتے ہیں کہ بعض دفعہ تو چادر طولاً اتنی مختصر ہوتی تھی کہ بندھی بھی نہ جا سکتی لہذا اسیر مثل کمر بند کے کوئی چیز باندھ دیتے اور کشف عورت کے خطرہ کے پیش نظر اٹھنے بیٹھنے میں سخت احتیاط فرماتے۔ اور عرضاً اتنی کہ آدھی پنڈلی یا اس سے قدرے نیچی رہ جاتی مگر ٹخنے اصلاً نہ چھپاتے کہ حدیث شریف میں اسکی سخت ممانعت وارد ہوئی ہے چنانچہ ارشادِ نبوی ہے۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم

اِزَارَةُ الْمُؤْمِنِ اِلٰى اَنْصَافِ سَاقَيْهِ وَلَاجُنَاحَ عَلَيْهِ فِيْمَا بَيْنَهٗ وَبَيْنَ الْكَعْبَيْنِ وَمَآ اَسْفَلَ مِنْ ذٰلِكَ فَفِى النَّارِ قَالَ ذٰلِكَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ وَّلَا يَنْظُرُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اِلٰى مَنْ جَرَّ اِزَارَهٗ بَطَرًا۔

ترجمہ: مومن کا تہبند آدھی پنڈلی تک رہتا ہے۔ ہاں اگر آدھی پنڈلی اور ٹخنوں کے درمیان ہو جب بھی کچھ گناہ نہیں اور البتہ چادر یا شلوار جس قدر بھی ٹخنوں سے نیچے ہو گی تو بدن کا وہ حصہ آگ میں ہو گا۔

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے اس جملہ کو تین مرتبہ ارشاد فرمایا اور مزید فرمایا کہ قیامت کے دن اللہ تبارک و تعالےٰ اس شخص کی طرف رحمت کی نظر نہ فرمادیں گے جو چادر یا شلوار کو تکبر کی وجہ سے گھسیٹ کر چلتا ہے۔

زیب آستانہ عالیہ حضرت قبلہ میاں صاحب مدظلہم العالی ارشاد فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ حضرت خواجہ عربی غریب نواز رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی نعلین مبارک (پاپوش شریف) میرے جد امجد اور آپ کے پوتے حضور ولی لاثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے دیکھی تو اسے سر آنکھوں پر مَلا، سینے سے لگایا اور خوب محبّت کا اظہار فرمایا، میں بھی زیارت سے مستفید ہوا دیکھا تو اسپر متعدد پیوند چمڑے کے لگے ہوئے تھے یہ سب اہتمام اتباعِ سنت اور حساب کے خوف کے سبب تھا۔

اپنی صاحبزادیوں کے عقدِ نکاح میں آپ نے جس سادگی اور خیر القرون کے اسلاف کا نمونہ پیش کیا اس کا ذکر انشاء اللہ العزیز گلزارِ رسوم میں آئے گا۔

فضول مجالس و بے فائدہ بحث میں اوقات ضائع کرنا بھی آپ کا شیوہ نہ تھا چنانچہ ایک دفعہ کسی منکرِ سماع نے حاضر ہو کر سماع کے بارہ میں مسئلہ دریافت کیا تو اسے بلا تامّل فرمادیا کہ ناجائز ہے پھر اس نے عرض کیا آپ کا معمول کیوں ہے؟ تو فرمایا میاں! مَیں تو گنہگار آدمی ہوں۔ جس پر وہ تو رخصت ہوا مگر حاضرین میں سے کسی نے جوابات کی وضاحت طلب کی تو فرمایا، مَیں نے جھوٹ نہیں بولا بلکہ یہ سمجھ کر جواب دیا کہ ناجائز ہے۔ تیرے ہی قول اور اعتقاد کے مطابق اور میں قوالی سن کر گناہ گار ہوتا ہوں تیرے ہی عقیدہ اور قول کے مطابق پھر فرمایا یہ لوگ ہماری تحقیق سے نہ مطمئن ہوتے ہیں اور نہ ہم انکی تسلّی کرا سکتے ہیں کہ نیّت میں بحث مقصود ہوتی ہے نہ کہ تحقیقِ مسئلہ لہذا ان سے بحث کرنا اپنے اوقات ضائع کرنا ہیں۔

کسی کی غیبت نہ خود فرماتے اور نہ ہی کسی سے سُننے حتیٰ کہ اگر کوئی کسی مُردہ کا گلہ شکوہ کرتا تو فرماتے، اب تو شیطان نے بھی اس کا پیچھا چھوڑ دیا ہے لہذا تو بھی چھوڑ دے۔

کوٹھے والا سے حضرت مولانا خدا بخش صاحب علیہ الرحمۃ بیان فرماتے تھے کہ ایک دفعہ عین دوپہر کے وقت میں حاضرِ خدمت ہوا آنجناب نے روٹی کے اُوپر ہی خشک ساگ رکھا ہوا مرحمت فرمایا دِل ہی میں تعجب سا سوچا کہ حضور والا خود تو مکلّف سالن اور چکنی چوپڑی روٹی تناول فرماتے ہوں گے مگر مہمانوں کے لیئے اتنی سادگی ۔چنانچہ میرے دِلی خطرہ سے آپ کو آگاہی ہوئی تو ازراہ کرم بدگمانی سے بچا لیا اور ارشاد فرمایا مولوی صاحب، فقیر نے روزہ کی نیّت کی ہوئی تھی مگر گھر والوں کو اس کا علم نہ تھا لہذا انہوں کے یہ روٹی میرے ہی لیئے بھیجی ہے ۔ جو آپ کی قسمت تھی ۔ سبحان اللہ وبحمدہٖ۔

دفع افلاس کا عجیب نسخہ:

علاقہ مٹھ ٹوانا سے آپ کے صاحبدل مرید حافظ خان محمّد صاحب اپنے اہل وعیال سمیت آستانہ عالیہ پر حاضرِ خدمت ہو کر اپنی مفلسی وبے یارو مددگاری پر کچھ عرض کرتے رہے مقصد یہ تھا کہ آپ توجہ فرمادیں یا کوئی وظیفہ ارشاد فرمادیں تاکہ رزق کی بے حد تنگی ختم ہو اور فراغ دِل سے حق سُبحانہٗ وتعالےٰ کی عبادت اور یاد میسّر ہو کہ ؎

خداوند روزی بحق مشتغل ۔۔۔ پراگندہ روزی پراگندہ دل

ترجمہ: صاحب رزق ہی روزی رسان کے ذکر میں مشغول ہوتا ہے ۔ اور پریشان روزی والے کا تو دِل ہی پریشان رہتا ہے ۔

الغرض آپ انکی فریاد سُنتے رہے اور آخر کار ارشاد فرمایا حافظ صاحب! اگر کسی ویران مسجد کی آبادی کے درپے ہو جاؤ تو حق تعالےٰ کے کرم عمیم سے مجھے اُمید وابستہ ہے کہ جمیع مشکلات حل ہو جائیں گی ۔ حافظ صاحب کوئی رسمی مُرید نہ تھے اور آنجناب کی زبان درفشان بھی کوئی عام آدمی کی زبان نہ تھی کہ کہا

سنا اکارت چلا جاتا بلکہ حافظ صاحب نے بِلا تاخیر کسی ویران مسجد کی تلاش کے لئے احرام باندھا اور بچّوں کو آستان ذیشان پر بٹھا کر ملتان چھاؤنی کی طرف نکل پڑے اور بہت جلد ہی ایک مسجد تلاش کرنے میں کامیاب ہو گئے جس میں ایک کُتیا اپنے متعدد بچّوں سمیت انکی پرورش میں مصروف تھی اور کیڑے مکوڑے بھی اس مسجد میں بکثرت تھے یقین سے کہا جا سکتا تھا کہ عرصہ دراز سے اس مسجد میں کسی بنی آدم کا آنا نہیں ہوا والعیاذ باللہ من ذلک۔ حافظ صاحب اس حالت زار اور صورت جانگداز کو دیکھ کر سخت رنجیدہ خاطر بھی ہوئے اور سمجھ بھی گئے کہ حضور شیخ العرب والعجم کا اشارہ ایسی ہی مسجد کے لئے تھا لہٰذا کتوں کو مسجد سے باہر نکالا مٹی ہموار کی کیڑوں مکوڑوں سے مسجد کو حتی الوسع خالی کیا اور دیگر امورِ ضروریہ سرانجام دینے کے بعد نماز کے وقت آنے پر اذان کہی کوئی آیا نہ آیا نماز پڑھ لی اسی طرح دوسری تیسری نماز حتیٰ کہ کئی دن کی مسلسل محنت کے بعد لوگوں نے جب دیکھا کہ پانچوں وقت مسجد سے اذان کی آواز آتی ہے تو حق تعالیٰ مقلّب القلوب نے اہلِ محلّہ کو توفیق بخشی اور وہ مسجد میں آ کر نمازیں پڑھنے لگے اور بحمدہٖ سبحانہٗ و تعالیٰ مسجد آباد ہو گئی۔ حافظ صاحب کی حاضر باشی کو دیکھا تو بچوں کو تعلیم کی خاطر ان کے پاس بھیجنے لگے اس طرح نمازوں کے علاوہ مسجد میں سلسلۂ تعلیم بھی شروع ہو گیا۔ الحمد للہ علے ذلک۔

الغرض حافظ صاحب انتہائی خلوص و استقامت کے ساتھ مسجد کی آبادی میں کوشاں رہے اور ہر مشکل وقت خوشی سے نبھاتے رہے۔ حتیٰ کہ لوگ بھی معتقد ہوتے گئے اور اللہ تبارک و تعالیٰ نے زمانہ فقر کو خوشحالی میں بدل دیا۔ انکے بعد انکے فرزند جناب حافظ محمد عبدالشکور صاحب نے مسجد میں امامت و تعلیم کا سلسلہ برقرار رکھا اور اپنے والدِ محترم کی طرح سینکڑوں ہزاروں مسلمانوں

کو دولت قرآن و سرمایہ حفظ سے مالا مال کیا۔ مگر افسوس کہ ان کے بعد انکے لڑکے بسبب کند ذہن ہونے کے حفظ و علم سے محروم رہے لہذا مسجد کی رونق نہ بن سکے مگر بحمدہ تعالے یہ مسجد شریف ملتان چھاؤنی میں لال کرتی والی مسجد کے نام سے مشہور ہے اور اس میں درس و تدریس کا سلسلہ تا حال جاری ہے الحمد للہ علے ذلک۔

کہتے ہیں حضور عربی غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک موقعہ پر حافظ صاحب کو خالی بکسہ عطا فرمایا تھا کہ کسی استعمال میں لے آنا چنانچہ جب حافظ صاحب کا وصال ہوا تو اسی بکسہ سے کچھ زیور بھی نکلے اور تقریباً ڈیڑھ مربع زرعی زمین بھی حافظ صاحب نے خرید فرمائی تھی۔ نافع السالکین میں حضرت خواجہ محمد سلیمان تونسوی علیہ الرحمۃ کا ملفوظ بھی محفوظ ہے کہ ایک شخص مضطر و پریشان خدمتِ مسجد کے سبب ہی صاحب ملک و املاک ہوا۔ الغرض ملتان چھاؤنی میں بڑے مالدار لوگ انکی غلامی اور شاگردی پر فخر بھی محسوس کرتے تھے چنانچہ میرے مُرشد کریم حضور سراپا نور رضی اللہ تعالے عنہ فرماتے تھے کہ چھاؤنی میں حافظ صاحب کے ساتھ جانا ہوا تو ایک گھوڑ سوار، نہایت خوش پوش نے انتہائی ادب سے رُک کر سلام کیا تو حافظ صاحب نے فرمایا حضور! یہ میرے شاگرد ہیں۔

فقیر کاتب الحروف کہتا ہے کہ حضور خواجہ عربی غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ فرمان دراصل دنیا سے بے رغبتی اور میلان الی اللہ کے مبارک درس پر شامل تھا اور یہی کامیاب نسخہ ہے جس سے انسان بے فائدہ تفکرات سے بچ کر دارین کی کامیابی حاصل کر لیتا ہے۔ حدیث شریف میں یہ مضمون کتنا واضح ہے چنانچہ حضور پر نور سید یوم النشور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا:

مَنْ جَعَلَ الْهُمُوْمَ هَمًّا وَّاحِدًا هَمَّ اٰخِرَتِهٖ كَفَى اللّٰهُ

الْهُمُوْمَ كُلَّهَا وَمَنْ تَشَعَّبَتْ بِهِ الْهُمُوْمُ هُمُوْمُ الدُّنْيَا لَمْ يُبَالِ اللّٰهُ فِيْ اَيِّ اَوْدِيَتِهَا هَلَكَ

ترجمہ: حق سبحانہ وتعالےٰ اس شخص کے جمیع غموں اور پریشانیوں کی کفایت فرمائیں گے جو اپنے سب غموں کو ختم کر کے صرف آخرت کا غم رکھے۔ اور جس کے دنیاوی غم بکھر جائیں تو وہ چاہے جس وادی میں ہلاک ہو اللہ تعالےٰ اسکی پرواہ نہیں فرماتے۔

سلسلہ فتوحات اور انکا مصرف: بحمدہٖ سبحانہ وتعالےٰ اپکا علمی رُوحانی فیض اسقدر

تدر تھا کہ آپ کی شہرت کی حد نہ رہی اور فتوحات کا دروازہ اسطرح کھلا کہ دنیا ذلیل ہو کر آنے لگی مگر آپ کی فیاضی دیکھ کر لوگ کہتے کہ حضور کیمیا گری کا عمل فرماتے ہیں مگر آپ فرماتے قناعت کا نسخہ میرے پاس ہے جو کیمیا گری سے کم نہیں بیشمار یتیموں اور بیوگان کے اخراجات آپ اپنے ذمہ لگا لیتے۔ کئی لڑکیوں کی شادیوں کا مکمل انتظام اپنی گرہ سے فرمایا۔ مظفر گڑھ بستی گاذران کے ایک حافظ صاحب کی تین دختران کا مکمل جہیز تیار کر کے آپ نے اپنے خلیفہ میاں سلطان صاحب کے ہمراہ رات ہی رات انکے گھر جا کر پہنچایا جس کی کسی کو خبر بھی نہ ہوئی اور خود انتہائی سادگی سے زندگی گذاری آپ کی یہ زندگی گویا لباس فقر میں شانِ سکندری کا نمونہ تھی۔ آپ نے اپنا عقیقہ بھی خود فرمایا تھا کہ حضور اعلیٰ رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے فقر سے بخوبی واقف تھے لہذا فرمایا کہ ممکن ہے عقیقہ نہ کیا ہو۔ معلوم ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی اپنا عقیقہ مبارکہ خود بدولت فرمایا تھا۔ مسجد [illegible]میہ، خانقاہ شریف، مجلس خانہ، سرائے وغیرہ پر بھی آپ نے باوجود سادگی کے

کثیر رقم خرچ فرمائی۔

الغرض فتوحات میں سے ضروری و استحبابی اخراجات کے بعد جو رقم بچ رہتی اس سے آپ کہیں نہ کہیں آباد یا غیر آباد رقبہ خرید فرمالیتے۔ رقبہ جات ان دنوں اتنے مہنگے نہ تھے چنانچہ زیبِ آستانہ عالیہ مدظلہم العالی فرماتے ہیں میں نے ایک روپیہ فی بیگھ کے حساب سے خریدی ہوئی زمین کے اسٹامپ دیکھے ہیں اور اس سب فراوانی کے باوجود استغنا کا یہ عالم تھا کہ دَوران سفر آپ نے کسی چاہ پر وضو فرمایا تو کسی نے پُوچھا حضور! آپ کو معلوم ہے کہاں وضو فرما رہے ہیں فرمایا نہیں تو عرض کیا گیا حضور! یہ رقبہ آپ ہی کی ملکیت ہے۔ یعنی اس طرف شوق اور دھیان تک نہ تھا کہ فی الحقیقت زرعی رقبہ خریدنے کا اہتمام آپ نے محض اس لئے فرمایا کہ اولاد کو دینی تعلیم سے سرفراز کرکے مسجد مدرسہ کی آبادی کے لئے وقف کر دیا تھا لہذا ضرورت سمجھی کہ ان کیلئے معاش کا بندوبست اگر معقول نہ ہوا تو ممکن ہے دینی خدمات احسن طریقہ پر انجام نہ دے سکیں، چنانچہ ان رقبہ جات کی خریداری کے بہتر نتائج، آج تقریباً سو سال گزرنے پر بھی کسی پر مخفی نہیں کہ آپ کی اولاد امجاد بحمدہٖ تعالےٰ اب تک مہمانوں مسافروں دین اور دینی طلباء کی خدمت جس خلوص اور استغناء سے کر رہے ہیں وہ قابلِ تحسین ہے۔ ورنہ اس زمان وحشت اقتران میں دیکھا گیا ہے کہ تنگدستی ہی عموماً دینی راہ پر استقامت میں رکاوٹ بن جاتی ہے ؎

مَا اَحْسَنَ الدِّیْنُ وَالدُّنْیَا اِذَا اجْتَمَعَا
وَاَقْبَحَ الْکُفْرُ وَالْاِفْلَاسُ بِالرَّجُلِ

ترجمہ: دین اور دنیا دونوں کسی شخص کے پاس جمع ہو جائیں تو کیا ہی اچھا

منظر پیش کرتے ہیں اور کتنا قبیح المنظر ہے وہ جسے کفر و تنگدستی سے بیک وقت پالا ہو۔

چنانچہ حدیث شریف میں یہی مضمون کتنی وضاحت اور خوش اسلوبی سے بیان فرمایا گیا ہے جسے حضرت امام ترمذی علیہ الرحمۃ نے اپنی جامع میں نقل کیا ہے کہ فرمایا حضور رسول مقبول صلی اللہ تعالے علیہ وآلہ وسلم نے۔

اُحَدِّثُکُمْ حَدِیْثًا فَاحْفَظُوْہُ فَقَالَ اِنَّمَا الدُّنْیَا لِاَرْبَعَۃِ نَفَرٍ عَبْدٍ رَزَقَہُ اللّٰہُ مَالًا وَّعِلْمًا فَھُوَ یَتَّقِیْ رَبَّہٗ فِیْہِ وَیَصِلُ بِہٖ رَحِمَہٗ وَیَعْلَمُ لِلّٰہِ فِیْہِ حَقًّا فَھٰذَا بِاَفْضَلِ الْمَنَازِلِ وَعَبْدٍ رَزَقَہُ اللّٰہُ عِلْمًا وَّلَمْ یَرْزُقْہُ مَالًا فَھُوَ صَادِقُ النِّیَّۃِ یَقُوْلُ لَوْ اَنَّ لِیْ مَالًا لَعَمِلْتُ بِعَمَلِ فُلَانٍ فَھُوَ بِنِیَّتِہٖ فَاَجْرُھُمَا سَوَآءٌ وَعَبْدٍ رَزَقَہُ اللّٰہُ مَالًا وَّلَمْ یَرْزُقْہُ عِلْمًا یَخْبِطُ فِیْ مَالِہٖ بِغَیْرِ عِلْمٍ لَا یَتَّقِیْ فِیْہِ رَبَّہٗ وَلَا یَصِلُ فِیْہِ رَحِمَہٗ وَلَا یَعْلَمُ لِلّٰہِ فِیْہِ حَقًّا فَھُوَ بِاَخْبَثِ الْمَنَازِلِ وَعَبْدٍ لَّمْ یَرْزُقْہُ اللّٰہُ مَالًا وَّلَا عِلْمًا فَھُوَ یَقُوْلُ لَوْ اَنَّ لِیْ مَالًا لَعَمِلْتُ فِیْہِ بِعَمَلِ فُلَانٍ فَھُوَ بِنِیَّتِہٖ فَوِزْرُھُمَا سَوَآءٌ۔

ترجمہ: میں تمہیں ایک حدیث بیان کرتا ہوں اسے خوب یاد کرلو پھر آپ صلی اللہ تعالے علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا دنیا چار قسم کے لوگوں کے پاس ہوتی ہے اول وہ شخص جسے اللہ تبارک وتعالے نے مال کے ساتھ علم بھی عطا فرمایا پھر وہ شخص اس مال کو خرچ کرتے وقت اپنے پروردگار کی نافرمانی سے بچتا ہے اور صلہ رحمی کرتا ہے اور اس میں اللہ تعالی جل شانہ کا خوب حق بھی سمجھتا ہے (زکوٰۃ وغیرہ واجبی صدقات ادا کرتا ہے) پس یہی شخص مرتبہ میں (ان چاروں سے) افضل ہے دوسرا وہ شخص جسے اللہ

تبارک وتعالےٰ نے علم تو عطا فرمایا مگر مال نہ دیا پھر یہی شخص صدق نیت سے کہتا ہے کاش کہ میرے پاس بھی مال ہوتا تو میں بھی اس (پہلے) شخص کی طرح عمل کرتا پس یہ شخص اپنی نیت پر ہے (حکماً ایسا مالدار ہے جس نے اسے صحیح طور پر خرچ بھی کیا) پس اجر وثواب ان دونوں کا برابر ہے۔ تیسرا وہ شخص جسے اللہ تعالےٰ نے مال تو عطا فرمایا مگر علم کی دولت سے نہ نوازا تو وہ علم حاصل کئے بغیر دیوانہ وار اس مال کو خواہشاتِ نفسانیہ کے مطابق خرچ کرتا ہے۔ اس مال کو خرچ کرتے وقت اپنے پروردگار جلّ شانہٗ کی نافرمانی سے نہیں بچتا اور نہ ہی صلہ رحمی کرتا ہے اور نہ ہی اس میں اللہ تعالیٰ جلّ شانہٗ کا حق سمجھتا ہے (زکوٰۃ وغیرہ واجبی صدقات ادا نہیں کرتا) پس یہی شخص مرتبہ میں سب (ان چاروں) سے کمتر ہے چوتھا وہ شخص جسے اللہ تعالےٰ نے مال دیا نہ علم پس وہ حسرتاً کہتا ہے کہ اگر میرے پاس بھی مال ہوتا تو میں بھی اس مال کو خرچ کرنے میں اس (تیسرے شخص) کی پیروی کرتا پس یہ شخص اپنی نیت میں چونکہ بہت پختہ ہے لہٰذا یہ دونوں (چوتھا اور تیسرا) گناہ میں برابر ہیں

چند علمی و تحقیقی مضامین

حضور عربی غریب نواز رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے اگرچہ اپنے پدرِ بزرگوار قبلہ کی طرح مستقل تصانیف تو اپنی یادگار نہیں چھوڑیں کہ درس وتدریس و فتویٰ نویسی، ورد و وظائف و ذکر و اشغال اور سلسلۂ رشد و ہدایت و وعظ و نصیحت ہی کی کافی مصروفیت تھی البتہ آپ کے فتاوی جات کی تعداد یقیناً ہزاروں تک

پہنچی ہوگی لیکن افسوس کہ قریب زمانہ میں انکو جمع کرنے کا کام باضابطہ طور پر نہ ہو سکا حالانکہ آپ کے فتاویٰ جات علماء کرام کے لئے بھی سند کا درجہ رکھتے تھے چنانچہ بعض مسائل پر تحقیقی رسائل میں آپ کے فتویٰ کی نقل دیکھی گئی ہے۔ جسے علماء نے بطور حجّت پیش کیا گویا اس طرح آپ اپنے آبائی اعزاز "مفتی ملتان" کے امین بنے بلکہ "موضع الافتا" کی مہر ثبت شدہ آپ کے مدرسہ رحمانیہ کا فتویٰ بحمدہ تعالےٰ پنجاب سے متجاوز ہو کر سندھ، بلوچستان، افغانستان اور ہندوستان کے دُور دراز علاقوں میں بھی سند کی حیثیت پا گیا۔

بحمدہٖ تعالیٰ اب بھی متعدد موضوعات پر لکھے ہوئے عربی فارسی مضامین و فتاویٰ جات مطبوعہ غیر مطبوعہ حالت میں متوسلین سلسلہ عالیہ کے پاس موجود ہیں۔ جن کی تفصیل درج ذیل ہے۔

وظیفہ انیقہ شریف: سنہ ۱۳۰۰ ھجری میں آپ کے بڑے صاحبزادہ جناب حضرت مولانا محمد عبدالحکیم شہید علیہ الرحمۃ کا وصال ہوا جس کی تفصیل اپنے موقعہ پر آئے گی انشاء اللہ العزیز تو آپ نے فرزند ارجمند کے ایصالِ ثواب کے لئے ایک عدد وظیفہ ہفت منازل اسی سال مشتمل بر ادعیہ ماثورہ، درود شریف، توسل بہ مشائخ ہر چہار سلاسل فقر و حزب البحر وغیرہ تحریر فرما کر مطبع نظامی کانپور طبع کروایا بحمدہ سبحانہ وتعالےٰ تاحال چند دوستوں کے معمول بہ وظائف میں شامل ہے۔

علاوہ ازیں "وظیفۃ الصباح والمساء الصغیرہ" کے نام سے بھی صبح شام پڑھی جانے والی مسنون دُعاؤں پر مشتمل رسالہ آپ نے شائع کیا جس کی بحمدہٖ تعالیٰ حضور مفتی اعظم کے زمانہ میں بھی طباعت ہوئی اور تاحال مدرسہ رحمانیہ سے عند الطلب مفت مل سکتا ہے۔

خاتمہ گلزارِ جمالیہ: حضرت مولانا محمد عبدالعزیز پرھاروی علیہ الرحمۃ کی تصنیف انوارِ جمالیہ جب فارسی اردو ترجمہ کے ساتھ طباعت پذیر ہونے لگی تو اس کے آخر میں آپ نے حضرت محبّ اللہ بالکمال خواجہ حافظ محمد جمال ملتانی، محبّ المساکین خواجہ خدا بخش ملتانی ثم الخیرپوری اور حضور فانی فی اللہ باقی باللہ مولانا محمد عُبید اللہ ملتانی علیہم الرضوان کے مختصر حالات بزبان فارسی لکھ کر شامل رسالہ کئے یہ تراجم اصل کتاب انوارِ جمالیہ کے ہمراہ گلزارِ جمالیہ کے نام سے متعدد بار شائع ہو چکے ہیں۔

وصیّت رحمانیہ: آپ کا یہ مشہورِ زمانہ بے مثل وصیّت نامہ بزبان عربی مع ترجمہ اردو حسبِ فرمائش محترم نبیرۂ آنجناب حضور ولی لاثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ طباعت پذیر ہو چکا ہے۔ جو عند الطلب زیب آستانہ عالیہ حضرت قبلہ میاں صاحب مدظلہم العالی سے مفت حاصل کیا جا سکتا ہے۔

حضور زیب آستانہ عالیہ حضرت قبلہ میاں صاحب مدظلہم العالی نے اسکی اہمیت اور جامعیت کو دیکھتے ہوئے مفصل شرح بھی عربی ہی میں تحریر فرمائی ہے۔ جو تاحال غیر مطبوعہ ہے۔ یہ وصیّت نامہ چونکہ آپ کی زندگی کا آئینہ ہے کہ اس میں جو تحریر فرمایا وہ آپ کا اپنا حال تھا نہ قال کہ آپ لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَالَا تَفْعَلُوْنَ کہ جس پر خود عمل نہیں کرتے وہ دوسروں کو کیوں کہتے ہو کے مصداق نہ تھے لہٰذا مناسب سمجھا کہ اسکو مع ترجمہ نقل کر دوں کہ جہاں حضورِ غریب نواز کی زندگی کی عکاسی ہو گی وہاں قارئین اس جامع نصائح کے مطالعہ سے مستفید ہوں گے حق سُبحانہٗ وتعالیٰ توفیق عمل بخشیں۔ آمین۔

ھٰذہٖ وصیۃ من عبد الرحمن الیٰ ولدہ الاعز اطال اللہ حیاتہ مع زیادۃ فی الھدایۃ والعلم۔

یہ وصیت نامہ ہے عبدالرحمان کی طرف سے اپنے انتہائی عزیز فرزند کے لئے۔ اللہ تعالیٰ اسکی عمر ہدایت اور علم کی زیادتی کے ساتھ دراز فرمائے۔

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ۝

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بڑا مہربان نہایت رحم کرنیوالا ہے۔

الحمد للہ رب العلمین والصلوٰة علی رسولہ محمد واٰلہ اجمعین اما بعد فاعلم ایها الولد الاعز وفقك الله لما یحب ویرضی وجنبك عما یسخط ولا یرضی ان علیك لازم بعد ان استحققت وصلحت للکتاب ان تحفظ کتاب الله تعالیٰ عند استاد ماهر بالترتیل ثم داوم علی قراءته وختمه ولو فی اسبوع واشتغل فی اثناء الحفظ بشیئ من تحصیل المسائل الدینیۃ مما لا بد منه من مقدمۃ الصلوٰة ونحوها ولا تدع الصلوٰة بالجماعۃ عن وقتها۔

ترجمہ:۔ تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں جو تمام جہانوں کو پالنے والے ہیں اور درود (اللہ تعالیٰ کا فضل و احسان) اس کے برگزیدہ رسول جن کا نام محمدؐ ہے پر اُترنے والا ہو اور انکے تمام خاندان پر۔ حمد وصلوٰۃ کے بعد اے انتہائی عزیز فرزند! اللہ تعالیٰ تجھے اپنے محبوب اور پسندیدہ کاموں کی توفیق دے اور اپنے مبغوض اور ناپسندیدہ کاموں سے بچائے تو جان لے کہ جب تجھ میں لیاقت اور قابلیت ظاہر ہو تو تجھ پر لازم ہے کہ قرآن شریف کو کسی انتہائی تجربہ کار استاد سے ترتیل کے ساتھ یاد کرے اور پھر اسے زیادہ نہ پڑھ سکو تو کم از کم ہر ہفتہ میں ایک بار ختم کرنے پر مداومت اور ہمیشگی کرنا اور حفظِ قرآن کے دوران نماز وغیرہ عبادات کے مقدمات کے بعض ضروری

اور دینی مسائل حاصل کرتے رہنا اور نماز باجماعت پڑھنے کو وقت سے بے وقت نہ کرنا۔

ثم اشرع فی شیئ من کتب النظم حتی تقوی علی تحصیل الادب فاذا قویت علیہ فبادر لی صرف للہمۃ الی علم الصرف والنحو واللغۃ حتی تکملھا ولا تذرن فی اثناء تحصیل تلک العلوم مطالعۃ کتاب من کتب السیر والاخلاق حتی لا تسوء خلقک

پھر نظم کی کوئی کتابیں شروع کرنا تاکہ تجھ کو ادب حاصل کرنے پر قوت مل جائے پھر جب تجھ کو اس پر قوت حاصل ہو جائے تو جلدی سے اپنی ہمّت کو صرف اور نحو اور لغت کی طرف صرف کرنا تاکہ تو ان (علوم) کو کامل کرے اور ان علوم کو حاصل کرنے کے دوران سیرت اور اخلاق کی کتابوں میں سے کسی کتاب کا مطالعہ ہرگز نہ چھوڑنا تاکہ تیری عادات بُری نہ ہو جائیں۔

وتعلم شیئا من علم المنطق والکلام ولا تکثر منہ ثم اشتغل بکتب التفسیر والحدیث والفقہ مطالعۃ وتعلما وتعلیما

اور کچھ منطق اور کلام کا علم بھی سیکھ لینا لیکن بہت نہ سیکھنا، پھر تفسیر حدیث اور فقہ کی کتابوں کے مطالعہ اور درس و تدریس میں مشغول ہو رہنا۔

واجعل التقوی دأبک فی کل شیئ فانھا ملاک الدین وھی الاجتناب عن نواھی اللہ تعالی والامتثال لاوامرہ ثم الاجتناب عن الشھوات المباحۃ الا بقدر الضرورۃ ثم الاجتناب عن غیر اللہ قلبا وسرا۔

اور ہر ایک چیز میں اللہ کا ڈر رکھنے کو اپنا طریقہ بنانا کیونکہ یہی اس دین کی بنیاد و مدار ہے اور تقوی اللہ تعالی کی منع کردہ چیزوں سے بچنے اور اس کے

احکام کی تعمیل ہی کا نام ہے۔ پھر مباح خواہشات سے بھی بچتے رہنا ہاں بوقتِ ضرورت اور بقدرِ ضرورت ان میں گنجائش ہے پھر غیر اللہ (کی محبت) سے اپنے دل اور باطن کو بچائے رکھنا۔

والتزم خدمة جدك الكريم لازال عليك ظله بفضل الله العظيم فانه سبب لسعادتك فى الدين واستوص باهلك ووالدتك وعمك الشريف وجدتك الكريمة واختك الصالحة النصح والاصلاح ولا تؤذهم بشئ بل عليك ان ترفق بهم وتدخل السرور فى قلوبهم عسى الله ان يجعلك خيرا لناس واعلم ان الله عزوجل رقيب عليك فى جميع حركاتك وسكناتك ولحظاتك ولمحاتك فكن بحيث لايراك مولاك فيما يكره ولا يفقدك فيما امرك ورضى لك۔

اور اپنے دادا بزرگوار کی خدمت کو اپنے اوپر لازم کر اللہ پاک کے فضل سے انکا مُبارک سایہ تجھ پر ختم نہ ہو کہ وہ دونوں جہان میں تیرے سعید ہونے کا سبب ہیں اور اپنے گھر والوں کے حق میں اور اپنی والدہ اور اپنے چچا شریف اور اپنی دادی بزرگوار اور اپنی نیک بہن کے حق میں خلوص رکھنے اور صلاحیّت کرنے کی وصیّت قبول کر اور ان کو کوئی ایذا مت دینا بلکہ تجھ پر لازم ہے کہ ان سے نرمی رکھنا اور انکے دِلوں میں خوشی داخل کرنا امید ہے کہ اللہ تعالےٰ تجھ کو سب سے بہتر بنا دے گا اور جان لے کہ اللہ عزّ وجلّ تجھ پر تیری تمام حرکات، سکنات، لحظوں اور لمحوں میں تیرا نگہبان ہے پس تو اسطرح زندگی گذار کہ تیرا مولیٰ جلّ شانہٗ تجھے ناپسندیدہ کاموں میں مشغول اور اپنے پسندیدہ کاموں اور احکام سے منحرف نہ پائے۔

ولا تسئ الظن فی احد من الناس ولا تحقرهم واعلم کل احد خیرا منك فالصغیر لانه طاهر عن الذنوب والکبیر لانه اقدم طاعة والغنی لانه اکثر صدقة والفقیر لانه ارضی بقسمة ربه وهکذا وراع المساکین کل الرّعایة وهم الذین اشتغالهم بتعلم العلم الدینی والذکر ومع ذلك لایسالون احدا غیر الله سبحانه واحبهم لله سبحانه حبا لایشوبه غرض واصحبهم ولا تصحب کل مکثار ضحاك صخاب فی الاسواق ودام الصمت بالفکر فی الذنوب والنعماء والصّفات ولا تضحك وایاك ثم ایاك والقهقهة ولا تدخل السوق الا لضرورة فانه مجمع الشرور ولا تخل فی وقت من اوقات لیلك ونهارك عن تعلم وتعلیم وذکر الله سبحانه ونوم بقدر ثلثهما واقل واکل واشرب لتقوی بهما علی طاعة الله سبحانه وبالجملة لایکون وقت من اوقاتك معطلا مهملا فان العمر راس مالك۔

اور کسی آدمی پر بدگمانی مت کرنا اور نہ کسی کو حقیر جاننا اور ہر ایک کو اپنے آپ سے بہتر جاننا چھوٹے کو اس لئے کہ وہ گناہوں سے پاک ہے اور بڑے کو اسلئے کہ وہ عبادت میں تجھ سے مقدم ہے اور غنی کو اس لئے کہ وہ خیرات زیادہ دیتا ہے اور فقیر کو اس لئے کہ وہ اپنے پروردگار کی تقسیم پر راضی ہے اور اسی طرح مسکینوں کی پوری پوری رعایت کیا کر اور مسکین وہ لوگ ہیں جو دینی علم کے پڑھنے پڑھانے اور ذکر الٰہی میں مشغول رہتے ہیں۔ باایں ہمہ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کے سوا کسی سے سوال نہیں کرتے اور ان سے اللہ کیلئے ایسی

محبت رکھنا کہ جس کے ساتھ کوئی دوسری غرض ملی ہوئی نہ ہو اور انہی کی صحبت اختیار کرنا اور ہر اس شخص کا جو بہت بولنے والا، بہت ہنسنے والا بازاروں میں شور وغل کرنے والا ہو ساتھی نہ بننا اور ہمیشہ چپ رہنا اپنے گناہوں میں فکر کرنا اور اللہ کی نعمتوں اور اسکی صفات کاملہ میں غور کرنا اور ہنسی کی عادت نہ بنانا اور قہقہہ کرنے سے ہر حال میں بچنا اور بغیر ضرورت کے بازار میں داخل نہ ہونا کیونکہ وہ تمام برائیوں کا مجمع ہے اور اپنے رات ودن کے کسی وقت میں پڑھنے اور پڑھانے سے اور اللہ سبحانہ کی یاد سے خالی نہ رہنا اور شب و روز کے ایک تہائی یا اس سے بھی کم نیند کرنا اور اتنا کھانا اور پینا کہ جس سے اللہ سبحانہ کی فرمانبرداری کے لئے تجھ کو قوت حاصل رہے الغرض تیرا کوئی وقت بیکار اور مہمل نہ جاوے کیونکہ یہی زندگی ہی تیرا حقیقی سرمایہ ہے۔

وصم رمضانك صوماً لا تكذب فيه ولا تغتاب احدا من المسلمين ولا تذكر مسلماً الا بخير وصل ذوي رحمك صلة تقيهم عن شرورك وتقي نفسك عن شرورهم ولا تهمك فيهم انهما كا يذهب به دينك بل بُل الرحم بالسلام وحسن الخلق والتعليم وبذل شيئ مما يفضل عن نفسك واقاربك ولا تقولن لشيئ اني فاعل ذلك غدا الا ان يشاء الله واذكر ربك اذا نسيت۔

اور رمضان شریف کا روزہ اس طرح کا رکھنا کہ جس میں تو جھوٹ نہ بولے اور نہ ہی کسی مسلمان کا تو گلہ کرے اور کسی مسلمان کو سوائے بھلائی کے یاد نہ کرنا اور اپنے رشتہ داروں سے اسطرح کی صلہ رحمی کرنا کہ ان کو اپنے شر

سے اور اپنے آپ کو اُن کے شر سے بچانا اور ان کے اندر ایسا مستغرق نہ نہ ہونا کہ جس سے تیرا دین جاتا رہے بلکہ قرابت داروں کو سلام خوش خلقی اور تعلیم کے ساتھ تر رکھنا اور تیری ذات اور عزیزوں سے جو کچھ بچ رہے وہ ان پر خرچ کرنا اور کسی چیز کے حق میں جب بھی تجھے یہ کہنا ہو کہ میں کل کام کرونگا تو ضرور یہ کہہ دیا کر کہ اگر اللہ نے چاہا۔ اور اپنے پروردگار کو یاد کرنا جب تو بھول جاوے۔

ولا تمش فی الارض مرحًا ولا تطل ازارك ولا تجعل الدنیا مبلغ علمك واکبر همك بل اعتقد انها مزرعة الاٰخرة فاختر منها ما یکفیك ویقضے منه وطرك وابذل بما بقے علی اقاربك وذوی رحمك والفقرآء والمساکین۔

اور زمین پر اکڑ کر مت چلنا اور اپنے تہبند کو (ٹخنوں سے) نیچے نہ رکھنا اور اپنی دانائی کی انتہا اور بڑے مطلب کی چیز دنیا کو نہ بنانا بلکہ یہ سمجھ رکھنا کہ دنیا آخرت کی کھیتی ہے سو اس سے بقدرِ کفایت نفع حاصل کرنا کہ جس سے تیرا کام نکل آئے اور باقی اپنے قریبوں، خویشوں فقراء اور مساکین پر خرچ کرنا۔

ولا تذر صلوٰة الجمعة فانها یوم عید للمسلمین واغتسل وتطیب وتنظف ولا تأل فی ختم القراٰن فیها هدیة لروح النبی صلی اللہ تعالیٰ علیه وآله وسلم وبطفیله ثوابا لروح سیدنا ومولٰنا محب المساکین حتے یرجع الیك به فیوض روحه برد اللہ مضجعه وصل علی النبی صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم فی کل یوم ولیلة ولو الفًا ولا تدع الختم السرّی فان فیه سرًّا

عظيمًا وعظ نفسك ثم اقاربك فاقاربك ثم الناس بلا تكثير من الاشعار والابيات واياك التسجع فى الكلام وكلم الناس على قدر عقولهم۔

اور جمعہ کی نماز مت چھوڑنا کیونکہ یہ مسلمانوں کے لئے عید کا دن ہے اور (اس دن) نہایا کر، خوشبو لگایا کر اور خوب صفائی اور پاکیزگی حاصل کیا کر اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی روح مبارک کو تحفہ بھیجنے کے لئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طفیل ہمارے سردار اور مولیٰ مسکینوں کے دوست (حضرت خیر لوری رضی اللہ تعالےٰ عنہ) کی روح مبارک کو ثواب پہنچانے کے لئے اس دن قرآن شریف ختم کرنے میں کوتاہی نہ کیا کرتا کہ تیری طرف انکے روح منور کا فیض پہنچتا رہے تر وتازہ ہو قبر مبارک انکی اور ہر شب و روز میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھا کر زیادہ نہ سہی تو ہزار بار اور ختم سرّی کو مت چھوڑ کہ اس میں بڑے اسرار و رموز پوشیدہ ہیں اور اپنے آپ کو پھر درجہ بدرجہ رشتہ داروں اور دوسرے لوگوں کو بھی وعظ و نصیحت کرتا رہا کر لیکن اس میں اشعار بہت نہ پڑھا کر اور قافیہ دار کلام بولنے سے بچتا رہ اور لوگوں سے انکی عقل کے مطابق کلام کیا کر۔

واخرج عن قلبك حب الجاه والمال فان حب الدنيا رأس كل خطيئة ولا تفعل فعلا تقصد به وجه الناس ولا تحسد احدًا فيجعلك الله محسودا مغبوطا واعلم ان الناس ابناء الاغراض فعامل كل احد على قدر حبه لك فمن احبك لله هو المحب ومن احبك

لغرضٍ فهو محب غرضه لا محبك والله يحب الناس و اياك لهم ولك فلا تحبهم الا بحبه ولا تبغضهم الا ببغضه ولا تغضب على احدٍ لنفسك ولا تنتقم منه بل لا بد ان يكون اعطائك ومنعك وحبك وبغضك ولطفك وغضبك لِلّٰهِ لا لغيره۔

اور اپنے دل سے مرتبہ اور مال کی محبت نکال دے کیونکہ دنیا کی محبت ہر ایک گناہ کی اصل ہے اور ایسا کوئی کام نہ کر کہ جس سے تیرا قصد لوگوں میں اثر و رسوخ بنانا ہو اور کسی پر حسد نہ کرنا کہ اللہ تعالےٰ لوگوں کو تجھ پر حسد کرنے والا کر دے گا اور جان لے کہ لوگ مقصد پرست ہیں سو ہر ایک سے اتنا تعلق رکھ جتنا کہ وہ تجھ سے محبت رکھتا ہے۔ پھر جو تجھ سے اللہ کے لئے محبت رکھے وہی تیرا محبّ ہے اور جو تجھ سے کسی غرض کی وجہ سے محبّت رکھے تو وہ اپنی غرض کا ہی محبّ ہے تیرا نہیں اور اللہ تعالیٰ لوگوں سے اور تجھ سے محبّت رکھتا ہے ان کے لئے اور تیرے لئے، سو تو انسے محبّت نہ رکھنا مگر اللہ کی محبت کے سبب اور اُنسے بُغض نہ رکھنا مگر اللہ کے بغض کے سبب اور کسی پر اپنی ذات کی وجہ سے غصّہ نہ کرنا اور نہ اس سے انتقام لینا بلکہ یہ ضروری ہے کہ تیرا دینا اور نہ دینا، تیری محبّت اور تیرا بغض اور تیری مہربانی اور غصہ اللہ ہی کے لئے ہو نہ غیر کے لئے۔

ولا تأل فی التدریس اعلاء للدین فانه فی هذا الزمان بمنزلة الجهاد فی سبیل الله واکرم ضیفك حق الاکرام ولا تؤذ جارك واکرمه فانه من الایمان۔

اور دین کی سربلندی کے لئے درس پڑھانے میں قصور نہ کرنا ،
کیونکہ درس تدریس اس زمانہ میں جہاد فی سبیل اللہ کی طرح ہے
اور اپنے مہمان کا پورا پورا اکرام کیا کر اور اپنے پڑوسی کو مت ستانا
اس کا بھی خوب احترام کرنا کہ یہ ایمان کے کاموں سے ہے۔

اللھم اختمنا علی الایمان وَاٰخِرُ دعونا ان الحمد للہ
رَبِّ العلمین ؕ وَصَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی خیر خلقہٖ سَیِّدِنا
محمد و علٰی اٰلہٖ وَاصحابہٖ اجمعین ط

اے اللہ ! ہمارا خاتمہ ایمان پر کرنا اور ہماری آخری دُعا یہ ہے کہ سب
تعریف اللہ ہی کے لئے ہے جو تمام جہانوں کا مالک ہے اور رحمت بھیجے
اللہ تعالیٰ اپنی تمام مخلوق میں بہترین ، ہمارے سردار حضرت محمد صلی اللہ
علیہ وسلم پر اور آپ کے تمام خاندان اور اصحاب پر۔

انکے علاوہ رسالۃ المصابرۃ جس میں مُصیبت کے موقع پر جزع فزع
کو منافی صبر و رضا ثابت کیا گیا ہے اور مسئلہ وحدت الوجود، ثمرۃ العقوق و
ھو الفسوق اور عدم جواز صلوٰۃ الجمعہ فی القریۃ والبادیۃ وتحقیق ومخرج حرف
الضاد وحلت ذبحہ فوق العقدہ وغیرہ مضامین عربی و فارسی میں قابلِ ذکر
ہیں۔ ان کے علاوہ حضرت مولانا محمد عبد القدوس صاحب علیہ الرحمۃ کی قلمی
یادداشت والی کاپی میں موجود "فہرست کتب الماری بارہ دری" میں لکھا ہے۔
"تین رسالہ در عروض مُصنفہ حضور عربی رضی اللہ تعالیٰ عنہ" جس سے معلوم ہوتا
ہے کہ آپ نے یہ رسائل تصنیف فرمائے مگر اب محفوظ نہیں۔ اسی فہرست میں
آپ ہی کی قلمی نقل شدہ کتابوں میں مُسلم شریف کے علاوہ متعدد دیگر کتب بھی
درج ہیں انکے فرزند مولانا محمد عبد الرزاق قدوسی صاحب کا کہنا ہے کہ ان کے

ہاں آپ کی مخطوطہ مسلم شریف موجود ہے ۔ واللہ تعالےٰ اعلم بالصواب ۔ اسی طرح رسالۃ الناسخ والمنسوخ بھی آپ ہی کا مخطوطہ رسالہ کتب خانہ مدرسہ رحمانیہ میں موجود ہے اس کے مصنف آپ ہیں یا کوئی دوسرے بزرگ اس بارہ میں علم نہیں ہو سکا۔

کرامات

نمود و نمائش سے تا آخر زندگی گریزاں رہنے اور اخفاء حال کی کوشش بلیغ فرمانے کے باوجود آپ سے متعدد کرامات کا صدور ہوا قریب زمانہ میں حالات قلمبند نہ ہونے کے باوجود برادران طریقت جن کرامات کو آپ کیطرف منسوب کرتے ہیں انکی تعداد تیس ۳۰ تک پہنچتی ہے تاہم جو کرامات از راہِ تحقیق روایات صحیحہ سے مجھ احقر تک پہنچی ہیں صرف انہی کے نقل پر ہی اکتفا کرونگا۔

جنّات کا دفع ہونا: آپ کے محبوب مرید حکیم فیروزالدین ملتانی مرحوم فرماتے تھے کہ میرے گھر جنات اس کثرت سے سکونت پذیر ہوئے کہ اہلِ خانہ کی زندگی اجیرن اور دوبھر ہو گئی چنانچہ ایک روز حضور قبلہ عربی غریب نواز کی خدمت بابرکت میں حاضر ہو کر اپنی مشکل پیش کی تو آپ نے فرمایا حکیم صاحب! جب مجھ پر حالت (وجد) طاری ہو تو یہ حال بیان کرنا چنانچہ میں حیران ہوا کہ حالت طاری ہونے کا وقت مجھے معلوم نہیں اور کیا ضروری ہے کہ آپ جب حالت میں ہوں تو میں بھی حاضر ہوں ۔ بہر حال اس وسوسہ کے باوجود سرِ تسلیم خم کر کے میں واپس چلا گیا حسنِ اتفاق سے دوسرے ہی روز حضرت محبّ اللہ المتعال خواجہ حافظ محمد جمال ملتانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا عرس مبارک تھا محفلِ سماع میں حضور خواجہ عربی غریب نواز بھی رونق افروز تھے چنانچہ قوالی

کے دوران آپ حالتِ وجد میں آئے تو سرو قد قیام فرمایا پھر مستانہ وار روضہ مطہر کی طرف قدم مبارک بڑھائے میں نے موقعہ پاکر اپنا قصۂ غم سنا ہی دیا تو انتہائی غضبناک ہو کر ارشاد فرمایا کہ جنات کو جا کر میرا حکم سُنا دو کہ "تمہارے گھر سے فوراً نکل جاویں ورنہ میں انہیں ہرگز معاف نہ کروں گا بلکہ پھر اگر کوہ قاف تک بھی چلے گئے تو انتقام لئے بغیر نہ رہ سکوں گا۔"

چُنانچہ بعد از ختم شریف اپنے گھر جا کر جنات کو مخاطب ہوا اور حضورِ عربی غریب نواز کی طرف سے حکم نامہ سنایا تو بحمدہ تعالےٰ جنّات بلا تاخیر گھر سے دفع ہوئے اور ہم انتہائی سکون سے وقت گزارنے لگے۔

جو وجد کے عالم میں نکلے لبِ مومن سے ـــــ وہ بات حقیقت میں تقدیرِ الٰہی ہے

حکیم صاحب فرماتے تھے عرصہ بارہ سال کے بعد پھر جنّات نے کچھ شرارتیں شروع کیں تو دوبارہ حاضرِ خدمت ہو کر عرضی پیش کی اور گزشتہ قصّہ بھی سنایا تو ازراہِ تعجب فرمایا اچھا ایسا بھی ہو چکا ہے؟ چنانچہ اس مرتبہ آپ نے چند اوراد تلقین فرمائے جن پر عمل کرنے سے انکے شرور سے خلاصی نصیب ہوئی۔ فقیر کاتب الحروف کو یہ حکایت اپنے محترم ماموں جناب خواجہ مشتاق احمد نقشبندی مرحوم نے سُنائی انہوں نے خود حکیم صاحب سے سُنی۔

معلوم رہے کہ آپ کو اکثر و بیشتر محفل سماع میں وجد ہو جاتا تھا حتیٰ کہ ایک مرتبہ آپ اور حضرت محبوب اللہ ثانی خواجہ خدا بخش ملتانی علیہ الرحمۃ بیک وقت حالتِ وجد میں آئے دونوں حضرات نے بغلگیر ہو کر رقص بھی فرمایا۔

گمشدہ گائے کا ملنا:

قصبہ گلہری میں آپ کے ایک خوش طبع اہلِ علم خلیفہ صاحب نے ایک مرتبہ دعوت کا انتظام کیا اور یہ ایام خیر پور شریف کی طرف روانگی کے تھے لہذا حسبِ وعدہ آپ

تشریف تو لے گئے لیکن فرمایا تکلفات کی اصلاً ضرورت نہیں وقت انتہائی مختصر لے کر آیا ہوں بس لسّی اور بھنے ہوئے گندم کے دانے اگر تیار ہوں تو لے آؤ تمہاری طرف سے دعوت ہو جائے گی چنانچہ خلیفہ صاحب نے جلدی میں ماحضر پیش کیا اور حسبِ ارشاد گندم دانے کسی خوبصورت رومال میں باندھ کر دیئے کہ اپنے ساتھ لیتے جادیں آپ نے ازراہِ خوش طبعی فرمایا مولانا! رومال تو واپس کرنے کی ضرورت نہیں۔ عرض کی حضور بالکل نہیں مگر ایک شرط پر وہ یہ کہ میری قریب الولادۃ گائے چند روز سے گم ہے اگر واپس کرادیں تو رومال آپ کا ـ چنانچہ آپ نے فرمایا مولانا! اس وقت خیرپور شریف تیاری ہے اگر تم بھی رفیقِ سفر ہو تو ہر چاہ (کنواں مراد آبادی) پر دیکھتے جانا آپکی گائے بندھی ہو تو کھول لینا۔ خلیفہ صاحب انتہائی خوش اعتقاد تھے اس کلام کو خوش طبعی نہ سمجھا بلکہ یقین کر لیا کہ میری گائے اسی راستہ پر ہی کہیں بندھی ہوگی۔ چنانچہ یہ مبارک سفر شروع ہوا چند منزلیں طے ہوئی تھیں کہ وضو وغیرہ حاجات کے لئے کسی کنویں کے قریب آپ نے پڑاؤ فرمایا تو خلیفہ صاحب قریب بندھے ہوئے چند جانوروں کی طرف گئے اور دیکھا تو خوشی کی انتہا نہ رہی کہ انکی گائے بچھڑی سمیت وہیں موجود تھی حمدِ خداوندی بجالائے اور چپکے سے وہ گائے کھول لی کیونکہ آپ کا ارشاد تھا کہ کہیں بندھی گائے دیکھنا تو کھول لینا طرفہ تر یہ کہ کسی نے بھی خلیفہ صاحب کے اس عمل پر اعتراض نہ کیا یوں معلوم ہوتا تھا جیسے کوئی انہیں دیکھ بھی نہیں رہا چنانچہ حاضرِ خدمت ہو کر خوشخبری سنائی اور گائے لے کر اپنے گھر خوشی خوشی واپس ہوئے۔

شمولیت عرسِ مبارک کی غائبانہ دعوت : فقیر بحرص ہوا اسیر کو ایک مرتبہ بر موقعہ

عرس مبارک حضرت محبوب اللہ خیر پوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ خیر پور شریف اپنے حضورِ قبلۂ حاجات سیّدی و مرشدی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی صحبت جیسی سعادت کہ کوئی نعمت اس کا مقابلہ نہ کر سکتی تھی میسّر تھی الحمد للہ علےٰ ذٰلک۔ دیگر برادران طریقت و خدام سلسلۂ عالیہ بھی حاضرِ خدمت تھے کہ حضور قبلہ ام رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے حضرت خواجہ عربی غریب نواز کا ذکر فرمایا تو دوران کلام خیر انجام بہ مناسبت ایام نیک فرجام ایک قصہ سُنایا کہ آنجناب کے خلفاء میں جناب استاذ الحفاظ حافظ نور محمّد صاحب ڈیروی جو بیک وقت دو دو شاگردوں سے منزل کلام اللہ شریف کی سنتے اور دونوں کو ٹوکتے اور لقمہ دے لیتے تھے نے بیان فرمایا تھا کہ ایک دفعہ میں درسِ قرآن میں مشغول تھا کہ دفعتہً اپنے پیر روشن ضمیر حضور عربی غریب نواز رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی آواز فرحت نواز سُنی، ارشاد فرماتے تھے: ”حافظ صاحب! اذان کہنا اذان۔“ چنانچہ باہر نکلا اور ہر سُو دیکھا مگر کچھ مراد حاصل نہ ہوئی پھر فوراً ہی خیال آیا کہ عرس مُبارک کے ابتدائی دن ہیں آنجناب تو حسبِ معمول ان دنوں خیر پور شریف جلوہ افروز ہوں گے لہٰذا میری غیر حاضری پر مجھے متنبہ فرمایا ہوگا چنانچہ میں نے فوراً رخت سفر باندھا، البتہ نماز عصر کا وقت تھا حسب ارشاد اذان کہی اور نماز ادا کر کے عازم خیر پور شریف ہوا اشتیاقِ ملاقات از حد فزوں تھا سفر تیزی سے طے کیا اور جب خیر پور شریف پہنچا تو بھی نماز عصر کا ہی وقت تھا آپ مسجد شریف کے شمالی حجرہ میں رونق افروز تھے (اس فقیر نے یہ قصہ اپنے حضور قبلہ حاجات پیر روشن ضمیر قدس سرہ العزیز سے اسی حجرہ شریفہ میں ہی بیٹھ کر سنا)۔ مجھے آتے دیکھ کر اندر ہی سے بیٹھے بیٹھے بہ آواز بلند ارشاد فرمایا۔ ”حافظ صاحب! اذان کہتے آنا اذان کہ نماز کا وقت ہو چکا ہے۔“ چنانچہ میں نے باوجود فرطِ محبت اور اشتیاق ملاقات کے

بجا آوری حکم کو قدمبوسی پر مقدم رکھا، اور اذان کہہ کر ہی حاضرِ خدمت ہوا۔

غائبانہ ندا: مجھے حضرت مولینا پیر محمد یوسف صاحب موہڑوی نقشبندی مدظلہٗ نے بیان فرمایا کہ انہیں ان کے والد گرامی نے حضورِ عربی غریب نواز کے مریدِ خاص میاں اللہ وسایا ساکن ملتان چھاؤنی سے سنی بات سنائی کہ ایک روز بوقت تہجد میں نے اپنے گھر بیٹھے آنجناب کی مبارک آواز سنی کہ مجھے بلا رہے ہیں میں از حد حیران ہوا۔ اِدھر اُدھر دیکھا کچھ نظر نہ آیا کچھ لحظہ بعد وہی میٹھی آواز پھر کانوں میں گونجی کہ آنجناب فرما رہے ہیں میاں اللہ وسایا! جلدی سے آ جاؤ۔ میں نے پھر اندر باہر دیکھا مگر کچھ نہ پایا۔ تیسری بار کی آواز میری اہلیہ نے بھی سنی تو مجھے فوراً کہا یہ تو حضور قبلہ پیر صاحب کی آواز ہے تم باہر تو دیکھو میں نے دیکھا تو نہ پایا پھر مشورہ طے ہوا کہ اب دربار شریف میں بلا تاخیر حاضری ضروری ہے چنانچہ پہنچا تو آپ کو انتظار میں پایا۔ مجھے دیکھتے ہی ارشاد فرمایا۔ میاں اللہ وسایا! تم نے دیر کر دی مجھے غسلِ فرض کی حاجت تھی کنواں چلانے کے لئے حسنِ اتفاق سے آج کوئی میسّر نہ تھا لہٰذا تمہیں اِس خدمت کے لئے پسند کیا میں بصد خوشی یہ خدمت بجا لایا اور دل و جان سے ہزار بار شکریہ ادا کیا ؎

منت منہ کہ خدمت سلطان ہمے کنی،
منت ازو شناس کہ بخدمت گزاشتت

ترجمہ: تجھے بادشاہ کی خدمت میسّر ہو تو اس پر احسان نہ رکھ بلکہ اُسی کا احسان سمجھ کہ اس نے تجھے اس خدمت پر مامور کر کے نوازا۔

قبولیتِ دُعا: آپ کے غلاموں میں کوئی باپ بیٹا دونوں ناجائز مقدمۂ قتل میں گرفتار ہو کر جیل میں وقت گزار رہے تھے باپ نے موقعہ پا کر کسی کے ہاتھ ناجائز گرفتاری کی شکایت کر بھیجی کہ دُعا فرماویں آنے والے

نے صرف باپ کا نام لیا آپ نے دعا فرمادی چند ہی روز میں باپ تو بری ہو کر رہا ہوا مگر بیٹا سولی چڑھ گیا باپ روتا پیٹتا حاضرِ خدمت ہوا تو آپ نے فرمایا اسی وقت بیٹے کا بھی کہلا بھیجتے۔ مجھے تو صرف تیری اطلاع ملی تھی قاصد سے پوچھا تو اس نے غلطی کا اعتراف کیا۔

چرواہے کا زمیندار بن جانا: میاں اللہ بخش روانی مرحوم چرواہا جو آنحضور غریب نواز کا مخلص غلام تھا نے ایک مرتبہ اپنی خوشحالی کے لئے دعا کی درخواست کی اور یوں بھی روایت ملی ہے کہ جب اس نے آپ کو مختلف مقامات پر رقبہ خرید کرتے دیکھا تو اپنے لئے بھی دعا کی درخواست کی کہ حق تعالےٰ جل شانہ مجھے بھی اس دولت سے نوازیں تو آپ نے دعا فرما کر ارشاد فرمایا میاں اللہ بخش! جمع خاطر رہو انشاء اللہ العزیز عنقریب بہتری ہوگی فکر کی ضرورت نہیں چنانچہ چند یوم صحبت بابرکت میں رہنے کے بعد عازم وطن ہوا تو ایک چھوٹی سی نہر جو راستہ میں پڑتی تھی حسبِ عادت عبور کرتے ہوئے محسوس کیا کہ پاؤں میں کوئی چیز چمٹ گئی ہے نہر میں کیا نظر آتا بس خوفزدہ ہو کر پاؤں کو بار بار جھٹکا دیا اور ہاتھ مارا مگر وہ چیز جدا نہ ہوئی۔ تیزی سے نہر کو عبور کر کے دیکھا تو ناگاہ سونے کا ایک وزنی کڑا تھا جو پاؤں میں پھنس چکا تھا اسے نکالا اور آنجناب کی برکتِ دعا سے غیبی امداد سمجھ کر حمدِ خداوندی بجالایا اور بیچ کر کچھ زرعی رقبہ خرید کیا پھر اسی طرح بتدریج زمینیں خریدتا رہا حتیٰ کہ نقل کرتے ہیں کہ پچیس ۲۵ مربع زرعی رقبہ اس نے اپنی زندگی میں خرید کیا۔ مشہور ہے کہ اس کے موضع میں کسی نے زمین خرید لی تو اسے ناگوار گزرا فوراً شفعہ کر دیا اور دعا کے لئے حاضرِ خدمت ہوا آنجناب نے فرمایا میاں! آئندہ پیشی پر وہ نہیں آئے گا چنانچہ وہ مشتری آئندہ پیشی سے قبل ہی اللہ کو پیارا ہوگیا۔ ایک روایت میں ہے کہ یہ قصہ آنجناب

کے مطلق سجادہ نشین حضرت قبلہ مفتی اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ کے دور میں واقع ہوا واللہ تعالٰی اعلم بالصواب۔

معلوم رہے کہ غریب اور مستحق زکوٰۃ کو اگر کوئی گری پڑی چیز ملے تو مالک کی تلاش کے بعد اسے اس نیّت سے خود استعمال میں لے آنا کہ مالک کے آنے پر اسے دے دوں گا شرعاً جائز و درست ہے۔

برکتِ دعا سے بارش کا ہونا: یہی میاں اللہ بخش صاحب رَوانی جو آپ کے انتہائی لاڈلے اور عزیز مُریدوں سے تھے اکثر و بیشتر عرض کرتے کہ حضور غریب نواز! میری طرف سے آپ ہمہ وقت دعوت سمجھا کریں کہ جب کبھی بھی ہمارے علاقہ کے قرب وجوار میں تشریف آوری ہو تو ازراہِ کرم دعوت سمجھ کر مشرّف فرمایا کریں یہ عمومی دعوت ہو جائے گی حالانکہ یہ خصوصی دعوت کا اہتمام بھی بارہا کیا کرتے تھے۔ الغرض ایک دفعہ میاں اللہ بخش صاحب روانی نے سنا کہ آپ قریبی موضع میں رونق افروز ہیں اور اب آپ کی روانگی ہے تو فوراً آدمی بھیجے کہ آپ بغیر دعوت تو تشریف نہ لاویں گے لہذا حاضرِ خدمت ہو کر عرض پیش کرو ممکن ہے شرف قبولیت نصیب ہو چنانچہ آپ نے ازراہِ کرم دعوت قبول فرمائی اور کہاروں کو پالکی اُدھر لے جانے کو فرما دیا جب پالکی روانی صاحب کی زمینوں میں پہنچ گئی تو موضع والوں کو کہا کہ حضور قبلہ غریب نواز رضی اللہ تعالٰی عنہ کی پالکی مبارک دھوپ میں ہی رکھوا کر آجاؤ اور خود حاضر ہو کر بصد ناز و نیاز عرض پرداز ہوا "حضور! اساں کوئی مویاں سائیاں دے ہیں؟ زمیناں پتھر تھی گین کدّاں بارش آسی ہُنڑے نہ آئی تاں پالکی دُھپے پئی رہسی۔" یعنی غریب نواز! ہم کوئی بے یار و مددگار نہیں ہمارے آقا حیات ہیں اور ہماری زمینیں خشک ہو کر پتھر ہو گئی ہیں کب بارش آئے گی اگر ابھی نہ آئی تو پالکی دھوپ ہی میں

پڑی رہے گی۔ سبحان اللہ آپ بھی سرگروہ حلیماں اور لجپال تھے بجائے اس کے کہ انکی نازیبا حرکت پر غضبناک ہوتے انکو اپنی حاجت میں سچّا جانا اور سخت دھوپ میں پالکی مبارک سے نکل کر دو رکعت نماز ادا فرمائی اور مصروفِ دُعا ہوئے چند ہی لمحات کے بعد سیاہ بادل ظاہر ہوئے اور اسقدر زور سے برسنے لگے کہ لوگ دوڑ کر پالکی مبارک اُٹھانے کو حاضر ہوئے اور واپس ہونے تک خوب بھیگ گئے اور زمینیں جل تھل ہو گئیں یہ بھی روایت ہے کہ گہری جگہوں پر گھٹنے گھٹنے پانی جمع ہو گیا تو تب پالکی مبارک اٹھوائی گئی۔ یہ بھی سُنا گیا ہے کہ اس علاقے کے بوڑھے لوگ کہا کرتے تھے کہ ساٹھ سال سے ایسی بارش دیکھنے میں نہیں آئی۔ واللہ تعالےٰ اعلم بالصواب۔

بند کنوئیں کا جاری ہونا:

آپ کے متوسلین سے ایک زمیندار میاں جان محمد صاحب نے ٹبہ سلطان پور میں ایک کنواں کثیر رقم خرچ کر کے کھدوایا مگر باوجود گہری کھدائی کے اس کنوئیں سے اسقدر پانی نہ نکلا کہ اس سے استفادہ کیا جا سکتا۔ معاملہ عقل و فکر سے بالاتر تھا حُسنِ اتفاق سے آپکا گزر ٹبہ سلطان پور سے ہوا تو ناچار میاں جان محمد صاحب حاضرِ خدمت ہوئے۔ آپ نے دعا فرمائی مگر تبقدیرِ الٰہی پانی نہ نکلا۔ چند مرتبہ موقع بموقع میاں جان محمد صاحب نے پھر بھی دعا کروائی کہ خرچہ از حد زیادہ ہو چکا تھا مگر کچھ کارآمد نہ ہوا۔ تقریباً ایک سال کا دراز عرصہ گزر جانے کے بعد آپکی ذاتِ گرامی نے اس بستی کو پھر رشکِ گلزار بنایا تو از راہ کرم خود بخود میاں جان محمد صاحب سے اس کنوئیں کے بارہ میں دریافت فرمایا۔ عرض کی حضور! معاملہ جوں کا توں ہے از حد پریشان ہوں چنانچہ اب دریائے رحمت جوش میں آیا اور حکم فرمایا کہ مجھے کنوئیں پر لے چلو پالکی مبارک تیار کی گئی اور آپ کو حسبِ ارشاد

وہیں رونق افروز کیا گیا۔ آپ نے کنوئیں کے قریب اور ایک روایت میں اسکی منڈیر پر وضو فرمایا اور آفتابہ میں جو پانی بچ رہا کنوئیں میں ڈال دیا۔ ان چند قطرات کی برکت سے بلا تاخیر چند لمحات کے بعد ہی خشک کنوئیں میں اسقدر پانی بھر آیا کہ بستی والے حیران ہو گئے پھر خدا کی قدرت کہ ساری بستی میں کوئی کنواں پانی کی کثرت میں اس کے برابر نہ تھا اور بجائے بیلوں کے اُونٹوں سے کئی کئی پہر پانی کھینچا جاتا مگر ختم نہ ہوتا۔ زیب آستانہ عالیہ حضرت قبلہ میاں صاحب مدظلہ العالی فرماتے ہیں اتنے عرصہ بعد میں نے بھی اُونٹوں کے ذریعہ اس کنوئیں سے پانی نکلتے دیکھا ہے

آپکے ملکیہ مکان کو غصب کرنے کا انجام: حضور اعلیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خادم خاص

جناب مولوی الٰہی بخش صاحب ویسانی کو آپ نے اپنے ملکیہ مکان میں از راہِ کرم سکونت پذیر کیا ایک عرصہ تک وہ انتہائی خوشی سے وقت بسر کرتے رہے۔ چنانچہ کسی مشہور زمانہ پیر صاحب کے اشارہ سے کسی زمیندار نے انکو راتوں رات مکان سے باہر نکال کر مکان منہدم کر دیا اور وہیں اپنے لئے مسجد بنوا دی مولوی صاحب مع اپنے سامان کے علی الصبح حضور شیخ العرب والعجم رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے در اقدس پر آکر بیٹھ گئے آپ باہر تشریف لائے تو انتہائی دردمندانہ انداز میں گزشتہ شب کا ماجرا من وعن زمیندار کی طرف منسوب کرتے ہوئے بیان کیا جس پر آپ نے فرمایا تم بھی سچ کہتے ہو، مگر مجھے خُوب معلوم ہے کہ یہ حرکت کن کے اشارہ پر رونما ہوئی ہے خیر، سُنو جس نے آپ کو میرے مکان سے باہر نکلوایا حق تعالیٰ جل شانہ اسے اپنے مکانوں سے اسی طرح نکالیں گے۔

چنانچہ آپ کے فرزند دلبند حضور مفتی اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے تھے مَیں نے اپنی زندگی میں دو مرتبہ ان پیر صاحب کو اپنے خانگی اختلافات

کے باعث اپنے مکانوں سے نکلتے دیکھا کہ مخالف فریق والے زبردستی قبضہ لے رہے تھے۔

برکتِ لُعابِ دھن: آنحضور قبلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دعا، توجہ اور دم فرمانے سے بے شمار مریض شفایاب ہوئے جس کا سلسلہ بہت طویل ہے یہاں صرف اسی پر اکتفا کروں گا کہ نقل ہے کہ حضرت مولانا ضیاء الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ جو آپ کے ساتھ حج کے مبارک سفر میں بھی شریک تھے، کو کوڑھ کی بیماری عارض ہوئی تو حق سُبحانہ وتعالےٰ نے آپ کے لُعابِ دھن کے استعمال کی برکت سے ان کو شفایاب فرمایا۔

ان کے علاوہ بھی آنحضور غریب نواز سے کئی کرامات ظہور پذیر ہوئیں اللہ تبارک وتعالےٰ فاعلِ حقیقی جلِ شانہ نے آپ کو سراپا کرامت بنایا تھا اور آپ کی نظر مبارک میں وہ فیضان رکھا تھا کہ آپ کے متوسّلین اتباعِ شریعت میں انتہائی مستعد اور صاحبِ استقامت بن جاتے یہ بھی آپ کی کرامات میں سے تھا چنانچہ یہ فقیر کاتب الحروف آپ کے جتنے مریدین کی زیارت سے مُشرّف ہوا سب کو کمال درجہ کا متقّی پرہیز گار متبع شریعت تہجد گزار اور ورد و وظائف کا پابند پایا بلکہ حضرت میاں محمد عبدالجمیل صاحب کا فرمان ہے کہ مَیں نے اکثر مریدین کو ہفت منزل پر بھی کاربند دیکھا کہ کلام اللہ شریف کو سات ہی دنوں میں ختم فرماتے۔

سراپا کرامت سفر باظفر سُوئے طیبہ وبطحا: حضور خواجہ عربی غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ سفر باظفر سراپا کرامت اور متعدد وجوہات کی بناء پر بے شمار خصوصیات کا حامل ہے۔ لہٰذا مناسب ہے کہ اس کا تفصیلی ذکر کیا جائے امید ہے مفید ثابت ہوگا۔ قارئین اس سفر میں آپ سے رونما ہونے والی متعدد کرامات بھی اسی عنوان کے

تخت ہی پڑھیں گے۔

یہ مبارک سفر آپ نے اگرچہ نوّے سال کی عمر مکمل ہونے پر شروع فرمایا مگر اس سفر سے دو سال قبل آنجناب میں نقاہت و کمزوری حد سے بڑھ گئی اور سفر کی صعوبت برداشت میں نہ رہی۔ تو آپ نے اس خیال سے کہ ضعفِ پیری کی وجہ سے دوبارہ صحت بحال ہو نہ ہو خود کو شیخِ فانی تصور کرتے ہوئے کسی مولوی صاحب کو اپنی طرف سے حج بدل کرنے کے لیئے روانہ فرمادیا۔ مگر آتشِ شوق جو دن رات بھڑک رہی تھی کے شعلے اس کام سے ہرگز ٹھنڈے نہ ہوئے۔

وعدۂ وصل چوں شود نزدیک　　آتشِ شوق تیز تر گردد

ترجمہ: ملاقات کا وعدہ قریب ہو تو شوق کی آگ تیز تر ہو جاتی ہے۔

حق تعالےٰ جل شانہٗ کو بھی یہی منظور تھا کہ آپ کا فریضہ حج بطورِ نیابت ادا ہونے کے اصالۃً ادا ہو چنانچہ دو سال بعد بجائے اس کے کہ نقاہت میں اضافہ ہوتا بحمدہ تعالےٰ آپ نے خود کو اتنا قوی پایا کہ اس مقدس سفر کے لئے تیاری فرمائی۔

اس ضعیفی میں ہزاروں لاکھوں عقیدتمندوں کو چھوڑ کر جانا آپ کے لئے گو مشکل نہ تھا کہ جب اس مبارک سفر کا والہانہ شوق دامن گیر ہوتا ہے تو ظاہری اسباب و ضعفِ بدن کی طرف دھیان بھی نہیں جاتا۔

شوقِ طوافِ کعبہ چو دامنت کشد　　گر زاد راہ شد شد نہ شد نہ شد

ترجمہ: جب طوافِ کعبہ کا شوق تیرا دامن کھینچ رہا ہو تو زادِ راہ کی پرواہ نہ کر میسّر ہو یا نہ ہو سفر شروع کر دے۔

مگر لواحقین اور مریدین جو آپ کی زیارت فیضِ بشارت کے سہارے زندہ

تھے ہیں زبردست تشویش ہوئی کہ اس عمر میں اتنا طویل سفر نہ معلوم کیا نتیجہ لائے اور ہمیں یہ سفر ہمیشہ کے لئے داغِ مفارقت نہ دے جائے تاہم آپ چونکہ عزم بالجزم فرما چکے تھے لہذا انتظامات کو مکمل فرمایا اور دن رات مکہ مکرمہ ومدینہ منورہ زادھما اللہ تعالے تعظیما وتشریفا کی ضیا پاشیوں اور جلوہ آرائیوں کے مقدس اور نورانی ماحول میں حاضر ہو کر اللہ تبارک وتعالے جل شانہ کی بارگاہ صمدیّت میں بوسیلہ سید الکونین فخرِ عالم محبوب رب العلمین علیہ الصلوٰۃ والسّلام اپنے دامنِ اُمید کو گوہر مُرادِ وصلِ محبوب سے بارور کرنے کے شوق میں لگے رہے ؎

کے بود یارب کہ رو در یثرب وبطحا کنم   گہ بمکہ منزل وگہ در مدینہ جا کنم

ترجمہ: اے پروردگار یہ جلد ممکن ہو جائے کہ میں مکّہ شریف ومدینہ منورہ کی طرف سفر کر سکوں اور وہاں پہنچ کر کبھی تو مکّہ شریف اپنی جائے رہائش بناؤں اور کبھی مدینہ منورہ میں سکونت اختیار کروں ؎

کبھی گرد کعبہ کے ہُوں میں تصدّق   کبھی جا کے ہوں میں نثارِ مدینہ
کبھی لطف مکّہ کا حاصل کروں میں   کبھی جا کے لُوٹوں بہارِ مدینہ
رہے میرا مسکن حوالیِ کعبہ بنے   میرا مدفن دیارِ مدینہ

آپ کے حلقہ احباب میں جیسے ہی یہ خبر پھیلتی گئی متوسّلین حضرات وعقیدتمندوں کا جمِ غفیر آستانہ عالیہ پر جمع ہونے لگا لوگ زیارت اور دعاؤں کی درخواست کے لئے حاضری دیتے رہے، حتیٰ کہ بعض حضرات جن کی تعداد با اختلاف روایات ستّر یا ڈیڑھ سو تھی سفر با ظفر میں آپکی رفاقت سراپا سعادت کے متمنی بھی ہو بیٹھے ان میں چند افراد کی مخصوص جماعت آپ ہی کے خرچہ پر ہمراہ جا رہی تھی چنانچہ اسی غرض سے آپ نے اپنی ملکیہ زمین واقع بستی مراد آباد بعوض سات ہزار روپے فروخت کر کے زادِ راہ کا انتظام فرمایا۔ اور روانگی کے

لئے گیارہ شوال ۱۳۲۹ھ بروز جمعۃ المبارک مقرر فرمایا۔

آپ کے محبوب خلیفہ جناب حضرت پیر فضل شاہ صاحب قریشی علیہ الرحمۃ جو اِس سفر میں آپ کے رفیق تھے۔ بیان فرماتے تھے کہ روانگی برائے حج سے چند ہی یوم قبل بوقت تہجد جبکہ میں وضو کر رہا تھا، میرے کانوں میں آنجناب حضور خواجہ عربی غریب نواز کی میٹھی میٹھی آواز گونجی کہ فضل شاہ ملتان آجاؤ تو میں از حد حیران ہوا مگر اسے خیال کی بجائے حقیقت سمجھتا ہوا بستی پیر عبدالرحمٰن ضلع جھنگ سے ملتان دارالامان کے لئے بلا تاخیر چل پڑا جب تک بستی پیر عبدالرحمان میں رہا، وہی نقشہ رہا جونہی اس بستی سے باہر نکلا تو میرے قدم ملتان جنت نشان نزد آستانہ عالیہ میں تھے میری حیرت کی انتہا نہ رہی فوراً فرطِ محبت سے مسجدِ رحمانیہ شریف حاضر ہوا تو صبح کی نماز کا وقت تھا باجماعت نماز ادا کر کے حضور خواجہ عربی غریب نواز سے ملا یہاں پہنچ کر معلوم ہوا کہ آپ نے بھی بوقت تہجد ہی وضو کرانے والوں کو ارشاد فرمایا کہ دل چاہتا ہے کہ پیر فضل شاہ صاحب بھی اس سفر میں رفاقت اختیار کریں پھر فرطِ محبت سے فرمایا: "فضل شاہ ملتان آجاؤ"۔ یہی میٹھی آواز تھی جو بطورِ کرامت میرے کانوں میں گونجی تھی۔ اللہ اکبر۔ الغرض آپ ہی کی روحانی توجہ سے یہ کئی دِنوں کا سفر مجھ سے چند منٹوں میں طے ہوا حتیٰ کہ اس مبارک سفر میں رفاقت کی سعادت حاصل رہی۔ الحمد للہ علیٰ ذٰلک

جوں جوں دن قریب آتے گئے لوگوں کا تانتا بندھتا گیا دیدارِ فیض آثار سے مشرف ہوتے دعائیں لیتے اور فیض پاتے چند زیرِ تربیت حضرات کو مشرف بہ اجازت فرمایا انہی میں حضرت پیر سید محمد اسماعیل شاہ صاحب المعروف بہ حضرت مسّو شاہ صاحب بستی مسّو شاہ کے سجادہ نشین جناب سید محمد نواز شاہ صاحب بھی تھے جس کی تفصیل انشاء اللہ العزیز آپ کے خلفاء کرام کے حالات میں آپ دیکھیں گے

یہ بھی منقول ہے کہ آپ فرمایا کرتے تھے اب ہندوستان میں حیا کی کمی ہے لہذا دِل کرتا ہے' اس مبارک سفر باظفر سے واپسی نہ ہو۔ اور ایک روایت میں ہے کہ آپ نے حسبِ معمول فال بھی نکالی تو اشارہ یہی ملا کہ واپسی نہ ہوگی۔ مُریدین میں تشویش بھی غالباً آپ کے ایسے ہی فرامین کے سبب سے بڑھ گئی ہوگی لہذا لوگ رفیقِ سفر بننے کے علاوہ کثرت سے جمع ہو کر مشرف بہ زیارت ہونے اور الوداعی ملاقات کرنے لگے۔

سفر سے پہلے آپ نے اپنے اکلوتے فرزند دِلبند حضور مُفتیٔ اعظم ہند' زبدۃ المحققین جناب مولانا محمد عبد العلیم ملتانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو اپنا مطلق جانشین مقرر فرمایا اور اس سفر باظفر میں اپنے ہر دلعزیز خدمت گزار و نظر منظور پوتے اور خلیفہ مجاز جناب حضور ولی لاثانی مولانا مفتی عبد الکریم ملتانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنی رفاقت باسعادت سے مشرف فرمایا الغرض جس صبح رُوانہ ہونا تھا رات کو سینکڑوں ہزاروں لوگ آستانہ عالیہ پر جمع تھے کہ عازمین حج کے علاوہ ان کے رشتہ داران وغیرہ موجود تھے۔ حضور ولی لاثانی فرماتے تھے کہ مَیں پچھلی رات تہجّد کے لئے اپنے گھر سے مسجد شریف آنے لگا تو دیکھا کوئی صاحب حضور جدِ امجد یعنی حضرت عربی غریب نواز کے قدموں میں گھٹنے ٹیک کر ان کے تخت پوش پر گرے پڑے ہیں اور زار و قطار رو رہے ہیں۔ مَیں نے سوچا کسی عقیدت مند پر گھڑیاں فراق کی سخت بھاری ہو چکی ہیں لہذا حسرت مِٹا رہا ہے قریب ہوا تو دیکھا کہ خود والد گرامی حضور مفتی اعظم ہند رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے جو اپنے رحیم و کریم والدِ محترم سے انکے حین حیات انکے فیضان بے پایاں سے آخری حصہ حاصل فرما رہے تھے سبحان اللہ کیا پُر سوز اور پُر درد منظر ہوگا کہ آخر غوث زماں کی گود میں قطب دوراں کا شر تھا نہ معلوم اُنھوں نے کیا نوازا اور اِنہوں نے کیا لیا یہ

فیضِ رسانی اور فیض یابی کی عجیب گھڑیاں بھی آخر اختتام کو پہنچیں اور آج کے مُبارک دن یہ انتہائی باوقار قافلہ میر کارواں کی سرپرستی میں سُوئے حجازِ مقدس براستہ بمبئی بذریعہ ریل کار رَوانہ ہوا ۔

شکر خدا کہ آج گھڑی اس سفر کی ہے جس پر نثار جان فلاح وظفر کی ہے
گرمی ہے تپ ہے درد ہے کلفت سفر کی ہے ناشکر یہ تو دیکھ عزیمت کدھر کی ہے

مولانا محمّد عبدالرشید صاحب سیت پوری مرحوم نے اس احقر کاتب الحروف کو بیان کیا کہ میں نے یتیمی کی حالت میں پرورش پائی اس لئے والدِ گرامی جناب مولوی محمّد عبدالحق صاحب سیت پوری خلیفہ مجاز حضور عربی غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے خود تو نہیں سُنا البتہ والدہ ماجدہ فرماتی تھیں کہ والدِ گرامی بڑے وثوق سے فرمایا کرتے تھے کہ جب حضور عربی غریب نواز اپنے سفرِ حج مبارک کے لئے گھر سے باہر نکل کر پالکی تک تشریف لائے تو ہم حاضرین نے بغور دیکھا تو آنحضور قبلہ کا سایہ مُبارکہ نہ تھا حالانکہ گرمی کا موسم تھا اور سورج آب وتاب کے ساتھ طلوع ہو چکا تھا۔ اس واقعہ کی تصدیق حضرت قبلہ میاں صاحب زیبِ آستانہ عالیہ مدظلہم العالے سے کی تو فرمایا ایسا ہو تو ہو مگر مَیں نے اپنے بزرگوں سے نہیں سُنا حالانکہ میرے جدِّ امجد حضور ولی لاثانی اس مبارک قافلہ میں رفیق سفر تھے اور آپ حج کے سفر کا ذکر اکثر وبیشتر فرماتے تھے مگر یہ بات سننے میں نہ آئی البتہ اتنا حق ہے کہ بعض اولیاء کرام کو بوجہ کمال متابعت حضور پُر نور سید یوم النشور علیہ الصلوٰۃ والسّلام یہ جزوی فضیلت حاصل ہو جاتی ہے جیسے فخر العاشقین حضرت محبوب اللہ خیر پوری مسکین نواز اور حضرت سلطان الاولیاء خواجہ قاضی عاقل محمد کوٹوی رضی اللہ تعالےٰ عنہما کے بارہ میں مشہور ومنقول ہے۔ فقیر کاتب الحروف کہتا ہے کہ ممکن ہے آنحضور نے اس نعمت کے حصول

کے بعد اخفاء حال کے لئے دُعا فرمائی ہو کہ ان سے یہ علامت سَلب کر لی جائے جیسا کہ امامِ اماماں سیدنا حضرت امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جب وضو کے دَوران مستعمل پانی دیکھ کر لوگوں کے گناہ دُھلنے کا مشاہدہ ہونے لگا کہ کِس کا کونسا گناہ دُھل رہا ہے تو دُعا فرمائی باری تعالےٰ مَیں لوگوں کے عیُوب پر مطلع نہیں ہونا چاہتا تو یہ کیفیت ختم ہوگئی واللہ اعلم بالصواب۔

دولت خانہ سے ریلوے اسٹیشن تک پالکی مُبارک پر جانا ہوا پھر یہ ماہِ کامل ہزاروں ستاروں کو دردِ فراق دے کر سفر کے بادلوں میں چند ستاروں سمیت ریل گاڑی میں سوار ہو کر چھُپ گیا۔ آپ کے عقیدت مند شعرائے نے اس فراق کا اظہار اپنی غزلوں قطعات اور مرثیوں میں کیا ہے اور سچ ہے کہ ؎

چہ مشکل زاں بتر بر عاشق زار : کہ بے دِلدار بیند جائے دلدار

ترجمہ: عاشق غم گسار کے لئے اس سے بڑی مشکل اور پریشانی کیا ہوگی کہ محبُوب کی مسند کو محبُوب سے خالی پائے۔

آپ کے معتقد، ایک سرائیکی شاعر نے کیا خوب کہا ہے ؎

سجنڑ ٹُر گین سفر کوُں   جندرے مار کے گھر کوں
ڈیکھاں سجنڑاں دے در کوں   خالی ڈسدن بھانڑے
مولا سجنڑاں کوں آنڑے

سجنڑ ساڈے ہِن سفری   گئے نی کہڑی نگری
ڈسے کوئی خوش خبری   سجنڑ شہر فلانڑے
مولا سجنڑاں کوں آنڑے

اکھیں روسن کنڑ کنڑ   روسن پایاں تے منڑ منڑ
سجنڑ آسن جس دنڑ   جیڑھہ لگسی ٹکانڑے
مولا سجنڑاں کوں آنڑے

بہر حال مُقدس سفر شروع ہوا نمازوں کا بروقت باجماعت اہتمام فرماتے ہوئے کہ اوقات نماز میں سفر بھی نہ فرماتے جس کی تفصیل بہ عنوان، "پابندی صوم و صلوٰۃ کا فقید المثل نمونہ" ذکر کر آیا ہوں، تقریباً پندرہ دن میں آپ بمبئی تک پہنچے دورانِ سفر مختلف قیام گاہوں پر خلق خداوندی کی ہدایت میں مصروف رہے اور اسطرح بمبئی کو چند دن اپنے قیام نیک انجام سے سرفراز فرمایا پھر اہلِ بمبئی جو آپ سے بے حد محبت کرنے لگے تھے، کو بھی داغِ مفارقت دے کر بحری جہاز میں سوار ہو گئے۔

بمبئی سے جدہ شریف تک کا یہ سمندری سفر طے فرماتے ہوئے جب آپ کا جہاز جدہ شریف کے قریب پہنچا تو سمندر میں شدید طوفان آیا جس سے جہاز ہچکولے کھانے لگا۔ کپتان نے اپنی حفاظت آپ کرنے کا اعلان بھی کر دیا اور جہاز میں موجود تمام انتظامی عملہ کو حفاظتی اقدامات تیز تر کر دینے کی فوری اور ہنگامی ہدایت کر دی گئی لوگوں میں مایوسی چھا گئی۔ منزل مقصود قریب تھی مگر لوگوں میں اضطراب پیدا ہو گیا۔ طوفانی لہریں مزید بپھرتی گئیں خوف و ہراس نے لوگوں کو گھیر لیا حتیٰ کہ صاحبِ مُرقع روحانیت نے یہاں تک لکھ دیا ہے کہ کپتان نے یہ بھی اعلان کیا کہ "طوفان تھمنے اور جہاز کے صحیح سلامت منزلِ مقصود تک پہنچنے کے کوئی آثار نظر نہیں آتے"۔ اب بارگاہ خداوندی میں سربسجود ہو کر عافیت مانگنے کا وقت تھا مسافر حضرات جو چند روزہ صحبت اختیار کر چکے تھے آنجناب قبلہ غریب نواز رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی خدمت فیض درجت میں حاضر ہوئے اور توجہ فرمانے کی درخواست گزاری آپ چند لمحات کیلئے مراقب ہوئے پھر دُعائے خیر فرمائی بارگاہِ صمدیت میں اسکے مقرب بندے کی عاجزانہ دعا نے شرفِ قبولیت پایا اور طوفان تھم گیا گویا ایک انہونی ہو گئی۔ کپتان

تک اس کی اطلاع پہنچی تو اسے حضور خواجہ عربی غریب نواز کی کرامت سمجھا اور حاضر خدمت ہو کر مشرّف بہ بیعت ہوا۔ معلوم رہے کہ اسی جہاز میں حضرت خواجہ ضیاء الدین چشتی سیالوی اور حضرت خواجہ پیر جماعت علی شاہ صاحب نقشبندی علیہما الرحمۃ بھی شریک سفر تھے۔ الغرض جہاز میں مکمل سکون ہونے کے بعد لوگوں میں گویا نئی رُوح پھُونکی گئی دوبارہ پُر اُمید سفر شروع ہوا اور بخیر و خوبی جہاز جدہ شریف کی بندرگاہ پر لنگر انداز ہوا اور سب مسافر حمد خداوندی بجا لائے۔ الحمد للّٰہ علے ذلک۔

لباس احرام میں ملبوس یہ قافلہ جدہ شریف اترا اور جلد ہی اونٹوں کی سواری کا انتظام کر کے ذوق و شوق سے مکہ مکرمہ کی طرف روانہ ہوا شیخ العرب والعجم میر کارواں حضور عربی غریب نواز کا اونٹ جب قبرستان جنت الرحمۃ سے گزرا تو یکایک بیٹھ گیا آپ نے فرمایا یہ مقبرہ مجھے مرحبا مرحبا یعنی خوش آمدید خوش آمدید کہہ رہا ہے بہرحال چند لمحات بعد پھر سفر شروع ہوا حتیٰ کہ کشاں کشاں سب بخیر و عافیت حدود مکہ شریف میں داخل ہوئے اور حمدِ خداوندی بجا لائے۔

یہاں رہائش وغیرہ کے ضروری انتظامات مکمل کر لینے کے بعد حرم شریف زادہا اللہ تعالےٰ تعظیما و تشریفا کی طرف روانہ ہوئے بصد عجز و نیاز حرم شریف داخل ہو کر اپنی آنکھوں کو بیت اللہ شریف کی زیارت سے ٹھنڈا کیا اور مصروفِ طواف ہوئے میرے پیر صحبت حضور قبلہ مفتی محمد عبدالودود ملتانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ میں نے جب اپنے جد امجد حضور ولی لاثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا کہ آپ باوجود ضعفِ پیری کے پاپیادہ طواف فرماتے تھے یا چوڈولہ پر سوار ہو کر آپ نے فرمایا کہ جب آپ نے پہلا طواف شروع کیا تو رَمل فرمانا بھول گئے۔ میں نے ابتدائی شوط (پہلے ہی چکر) میں

آہستہ سے عرض کیا حضور! "ریل" پھر تو آنحضور قبلہ، بلا تاخیر اپنے مقدس شانوں کو باوجود ضعف پیری کے آہستہ آہستہ ہلانے لگے اور حسبِ توفیق پہلوانوں جیسی چال چلنے لگے یوں معلوم ہوتا تھا کہ حضور قبلہ وجد فرما رہے ہیں اتنی بات بیان فرما کر حضور ولی لاثانی رضی اللہ تعالے عنہ بسبب کمال محبت با پیر روشن ضمیر وجد امجد رضی اللہ تعالے عنہ زار و قطار رونے لگے۔

عَيْنَايَ حَتّٰى تُؤْذِنَا بِذَهَابِ   شَيْئَانِ لَوْ بَكَتِ الدِّمَاءَ عَلَيْهِمَا

فَقْدُ الشَّبَابِ وَفُرْقَةُ الْاَحْبَابِ   لَمْ اَبْلُغْ مِعْشَارَ مِنْ حَقِّهِمَا

ترجمہ: جوانی کا ختم ہونا اور دوستوں کی جدائیگی یہ دو چیزیں اتنی افسوسناک ہیں کہ اگر ان کے غم میں خون کے آنسو رو رو کر اپنی آنکھوں کی بینائی جیسی محبوب نعمت بھی کھو بیٹھوں تو پھر بھی گویا میں نے ان کے حق کا دسواں حصہ بھی ادا نہ کیا ہوگا۔

اب آپ کو ادائیگی حج تک خیر البلاد مولد النبی صلی اللہ تعالے علیہ وآلہٖ وسلم یعنی مکہ شریف میں قیام فرمانا تھا۔ کس ادب و احترام کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے آپ نے یہ دن گزارے پڑھیئے سر دُھنیئے اور حیرت میں گم ہو کر حضور شیخ العرب والعجم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عالی مرتبت ہونے کا تصوّر کیجیئے سُبحان اللہ تعالےٰ وبحمدہٖ۔ حضور ولی لاثانی رضی اللہ تعالے عنہ بیان فرماتے تھے کہ ہم جماعت خدام کی ہر وقت آنجناب غریب نواز کے لئے مٹی کے ڈھیلے اور آفتابہ پانی سے بھرا ہوا تیار رکھتے کہ پیرانہ سالی ہے جونہی تقاضا بشریہ ہو ہم استنجہ کی خاطر پانی وغیرہ پیش کر دیں تاکہ ہماری طرف سے تاخیر نہ ہو۔ لیکن چند یوم گزرنے پر بھی آپ نے پانی طلب فرمایا نہ ہی پیشاب کے لئے ڈھیلا جس سے استبراء فرماتے۔ لہذا ہمیں تشویش ہوئی تو عرض کی حضور! اگر قبض یا حبسِ بول

کی تکلیف ہو تو علاج کرایا جا سکتا ہے فرمایا بالکل نہیں بحمدہ تعالےٰ میں تندرست ہوں عرض کی گئی کیا وجہ ہے کہ خورد و نوش کے معمول میں تو تبدیلی واقع نہیں ہوئی مگر قضاء حاجت کی ضرورت پیش نہیں آئی۔ فرمایا اے عزیز! جس سرزمین کے پتھروں نے کلمہ طیبہ پڑھا ہو (جہاں سید عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی مقدس زندگی کا اکثر حصّہ گزارا ہو اور حق تعالےٰ جل شانہ نے جس شہر پاک کی قسم کھائی ہو چنانچہ فرمایا لَآ اُقْسِمُ بِهٰذَا الْبَلَدِ ۝ وَاَنْتَ حِلٌّۢ بِهٰذَا الْبَلَدِ ۝ وَوَالِدٍ وَّمَا وَلَدَ ۝ اے محبوب جس شہر میں تم تشریف فرما ہو میں اس کی قسم کیوں نہ کھاؤں اور مجھے تمہارے والد ابراہیم کی قسم اور انکی اولاد کہ تم خود ہو کی قسم صلی اللہ تعالےٰ علیہ والہ وعلی جمیع الانبیاء والمرسلین وسلم تسلیما) اور جس ارض پاک کے بازار صلحاء زمانہ اور ائمہ محدثین کی ایک کثیر جماعت کا مدفن ہوں مجھے شرم آتی ہے کہ اس خاک پاک کو نجاست سے آلودہ کروں۔ اور ایک روایت میں ہے کہ فرمایا میں نے اپنے پروردگار جل مجدہ سے اس شرم کے باعث یہ چیز مانگ لی ہے کہ جب تک یہاں رہوں تقاضا بشری نہ ہو۔ سبحان اللہ و بحمدہ! چنانچہ تقریباً پندرہ دن حدود حرم پاک میں رہے اور تقاضا نہ ہوا۔ اللہ! اللہ! اس حیا کی مثال اب ڈھونڈے بھی نہ ملنے پائے گی جسے کامل الحیاء والایمان حضور پیر ملتانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پیش فرمایا۔ الحمد للہ علی ذالک۔

اسی طرح ارض مقدس سے محبّت کا ایک اور واقعہ مشہور اور خود حضور ولی لاثانی سے منقول، ارشاد فرماتے تھے حرم شریف جاتے ہوئے آپ کی نگاہ مجھ پر پڑی کہ اپنی چادر کا کنارہ سمیٹے ہاتھ میں تھامے ہوئے تھا۔ فرمایا کیا ماجرا ہے عرض کی فرش سے چند چھینٹیں اڑ کر چادر پر پڑی ہیں لہذا وہی جگہ محفوظ کئے ہوں کہ دھو سکوں اس پر تبسم کناں فرمایا۔ اے عزیز صلحاء اُمّت کا

فرمان "خاک بخارا پاک است کہ بخارا کی سرزمین پاک ہے جب مشہور ہے
فما بال المکۃ والمدینۃ تو مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کی سرزمین کا کیا عالم ہوگا"
فقیر کاتب الحروف کا خیال ہے کہ حضور ولی لاثانی نے محض ازراہِ تقویٰ چادر
کا وہ حصّہ علیحدہ رکھا ہوا تھا ورنہ وہ چھینٹیں نجس نہ ہوں گی یا حدِ عفو میں ہوں گی
اس کے علاوہ اور بھی تاویلیں ممکن ہیں۔ واللہ تعالےٰ اعلم۔ خاکِ بخارا کا ذکر
حضرت قبلہ میاں صاحب زیبِ آستانہ عالیہ مدظلہم العالے کے سامنے کیا تو
آپکی آواز مبارک محبت سے بھر آئی۔ رُخِ انور سُرخ ہوگیا آنکھیں نمناک ہوگئیں
اور زبان گوہر فشان سے فرمایا بخارا کی سرزمین کیوں پاک نہ ہو کہ وہاں ایسے
سُلجھے ہوئے برگزیدہ اور پاکیزہ ہستیاں موجود تھیں کہ ان کے حسنِ اعتقاد کے سبب
بخارا شہر کو عوام الناس بھی نجاسات سے محفوظ رکھتے تھے۔ گویا ارشاد فرمایا کہ
یہ کلمات صرف ازراہِ عقیدت نہیں کہے گئے بلکہ حقیقت پر بھی مبنی تھے فرمایا
صرف شیخ المشائخ سرسلسلہ نقشبند حضرت خواجہ سلطان بہاؤالدین نقشبند
علیہ الرحمۃ کو ہی لیجئے کہتے ہیں ان کے مقدس دور میں بازار اور دفاتر اللہ تبارک
وتعالےٰ کے ذکر سے اس قدر معمور و آباد تھے کہ ان کے بعد خلوت خانوں اور
خانقاہوں میں بھی ذکر کی وہ رونقیں نہیں پائی گئیں۔ مشہور ہے کہ ان کے ایک
خلیفہ صاحب کو جبراً قاضیِ وقت بنا دیا گیا تو حضور خواجہ نقشبند کو افسوس ہوا
مگر اپنی روحانی توجہ سے معلوم فرمایا تو پتہ چلا کہ باوجود کرسیِ قضا پر عوامی ہجوم
کے سامنے جلوہ افروز ہونے کے ظاہراً اگرچہ دفتری گفتگو اور حاجت روائی
خلق میں مصروف تھے مگر باطناً پہلے سے بھی زیادہ حق تعالےٰ جل شانہ کی طرف
متوجہ اور ذکر میں مشغول تھے تو شکرِ خداوندی بجا لائے اسپر فرمایا کہ ہر چہار
سلاسلِ نقر کے بانی مبانی مشائخ کرام کو اللہ تبارک وتعالےٰ کی جناب سے کوئی

خصوصی انعام و اکرام سے نوازا گیا تھا جس کا ہم اندازہ نہیں کر سکتے۔ فرمایا' بہر حال اگر چند بزرگوں کی نسبت سے خاک بخارا کو پاک کہا گیا ہے تو مکہ مکرمہ و مدینہ طیبہ کی سرزمین بطریق اولیٰ پاک بلکہ پاک تر ہے

بات دور نکل گئی، بہر حال ایام حج میں افعالِ حج بخیر و خوبی انجام فرما کر یہ مقدس قافلہ آنحضور غریب نواز رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی سرپرستی میں بقصد زیارت حضور شافع یوم النشور رسول مقبولِ خدا علیہ الصلوٰۃ والسلام عازمِ طیبہ ہوا۔ طیبہ، ہزار جان فدائے طیبہ، اللہ اللہ عاشقوں کے سینوں کی دھڑکن، مسکنِ رسولِ معظم شفیعِ مکرّم صلی اللہ علیہ وسلم، شہرِ طیبہ، طیبہ، طیبہ، حجاج کرام کا اصل مراد طیبہ، ہزار جان فدائے طیبہ، زادہا اللہ تعالےٰ تعظیما و تشریفا ؎

تو فرمودی رہ بطحا گرفتیم — وگرنہ جز تو مارا منزلے نیست

ترجمہ: یارسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیک وسلم آپ نے فرمایا تو ہم مکہ مکرمہ پہنچے ورنہ ہماری منزلِ تو صرف اور صرف آپ ہی کا مقدس شہر ہے ؎

بدن واماند و جانم در تگ و پوست — سوئے شہرے کہ بطحا در رہ اوست

ترجمہ: میرا بدن بوجہ ضعف پیری اگرچہ پیچھے رہ گیا ہے اور خستہ ہو چکا ہے مگر میری جان اور میری روح اس مقدس شہر کی طرف رواں دواں اور دوڑ دھوپ میں مصروف ہے جس کے راستہ میں مکہ مکرّمہ پڑتا ہے۔ (مدینہ منورہ)

اس کے طفیل حج بھی خدا نے کرا دیئے — اصل مراد حاضری اس پاک در کی ہے

کعبہ بھی ہے انہیں کی تجلی کا ایک ظل — روشن انہیں کے عکس سے پتلی حجر کی ہے

اعلیٰ حضرت امام اہلسنت جناب مولانا احمد رضا خان صاحب بریلوی نے محرم الحرام سنہ ۱۲۹۶ھ میں احکام حج سے فرصت پائی تو عازم مدینہ منورہ ہونے

پر یہ اشعار نظم فرمائے جو نقل کرتا ہوں امید ہے ذوق شوق میں اضافے کا باعث بنیں گے ؎

حاجیو آؤ شہنشاہ کا روضہ دیکھو
کعبہ تو دیکھ چکے کعبے کا کعبہ دیکھو

رکنِ شامی سے مٹی وحشتِ شامِ غربت
اب مدینہ کو چلو صبح دل آرا دیکھو

آبِ زمزم تو پیا خوب بجھائیں پیاسیں
آؤ جودِ شہ کوثر کا بھی دریا دیکھو

زیرِ میزاب ملے خوب کرم کے چھینٹے
ابر رحمت کا یہاں زور برسنا دیکھو

دھوم دیکھی ہے درِ کعبہ پہ بیتابوں کی
ان کے مشتاقوں میں حسرت کا تڑپنا دیکھو

مثل پروانہ پھرا کرتے تھے جس شمع کے گرد
اپنی اس شمع کو پروانہ یہاں دیکھو

خوب آنکھوں سے لگایا ہے غلاف کعبہ
قصر محبوب کے پردے کا بھی جلوہ دیکھو

واں مطیعوں کا جگر خوف سے پانی پایا
یاں سیہ کاروں کا دامن پہ مچلنا دیکھو

اوّلیں خانۂ حق کی تو ضیائیں دیکھیں
آخریں بیت نبی کا بھی تجلا دیکھو

زینت کعبہ میں تھا لاکھ عروسوں کا بناؤ
جلوہ فرما یہاں کونین کا دولہا دیکھو

ایمن طور کا تھا رکن یمانی میں فروغ
شعلۂ طور یہاں انجمن آرا دیکھو

مہر مادر کا مزہ دیتی ہیں آغوشِ حطیم
جن پہ ماں باپ فدا یاں کرم انکا دیکھو

عرض حاجت میں رہا کعبہ کفیل الحجاج
آؤ اب دادرسیٔ شہِ طیبہ دیکھو

دھو چکا ظلمتِ دل بوسۂ سنگ اسود
خاک بوسیٔ مدینہ کا بھی رتبہ دیکھو

کر چکی رفعتِ کعبہ پہ نظر پروازیں
ٹوپی اب تھام کے خاک درِ والا دیکھو

بے نیازی سے وہاں کانپتی پائی طاعت
جوشِ رحمت پہ یہاں ناز گنہ کا دیکھو

جمعۂ مکہ تھا عید اہلِ عبادت کے لئے
مجرمو آؤ یہاں عید دوشنبہ دیکھو

ملتزم سے تو گلے لگ کے نکالے ارماں
ادب وشوق کا یاں باہم الجھنا دیکھو

خوب مسعیٰ ہیں بامید صفا دوڑ لئے
رہ جاناں کی صفا کا بھی تماشا دیکھو

رقصِ بسمل کی بہاریں تو منیٰ میں دیکھیں ۔۔۔ دل خونابہ فشاں کا بھی تڑپنا دیکھو
غور سے سُن تو رضا کعبہ سے آتی ہے صدا ۔۔۔ میری آنکھوں سے میرے پیارے کا روضہ دیکھو

بہر حال یہی ذوق و شوق اور جذبہ محبت لے کر آپ کا قافلہ پیدل اور اونٹوں پر سوار چند دنوں میں مبارک سفر کر کے دیارِ رسول محبوبِ سبحان و کہول علیہ الصلوٰۃ والسَّلام پہنچا جس کے بارہ میں کہا گیا ہے ۔

ادب گاہیست زیرِ آسماں از عرش نازک تر : نفس گم کردہ مے آید جنید و بایزید اینجا

ترجمہ :- آسمان کے نیچے مگر عرش سے بھی نازک تر یہ ایسی ادب گاہ ہے جہاں حضرت جنید و حضرت بایزید جیسی مقدس ہستیاں سانس بند کر کے حاضر ہوتی ہیں ۔

ادب اے جنبشِ پائے نگاہ باریاب اینجا : کہ ہست آرامگاہ سرورِ عالیجناب اینجا

ترجمہ :۔ اے اس نگاہ کے پاؤں جو اس دربارِ عالی میں باریاب ہو رہے ہیں ذرا ادب سے حرکت کرو کیونکہ سردار عالیجناب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وبارک وسلم کی آرام گاہ یہی ہے ۔

کس بیم و رجا کے عالم میں طیبہ کی زیارت ہوتی ہے
اِک سمت محبّت ہوتی ہے اِک سمت شریعت ہوتی ہے

مکہ مکرمہ کی طرح مدینہ منورہ میں بھی تقریباً پندرہ دن اسی ادب و احترام کو ملحوظِ خاطر رکھتے ہوئے قیام فرمایا کہ یہاں بھی تقاضائے بشریہ آنجناب غریب نواز کو نہ ہوا سُبحان اللہ تعالیٰ وبحمدہ حضور سرگروہ حلیماں کو یہ ادب کی فقید المثال کرامت مبارک ہو ع با ادب با نصیب بے ادب بے نصیب

اور دورانِ قیام حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مقدس بارگاہ میں صلوٰۃ وسلام کے ہدایا پیش فرماتے رہے ۔ گنبدِ خضرا علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کی لیسار تو

سے اپنی آنکھوں کو ٹھنڈا فرماتے رہے جنت البقیع شریف میں آرام کنندگان و شہدا احد علیہم الرضوان کی زیارتوں سے مستفید ہوتے رہے اور نہ معلوم میرے آقا سید انس و جان علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عالیجناب سے کیا کیا خیرات وصول فرماتے رہے

یہ فخر ہے کہ گدائے در رسول ہوں میں : کرے گا کون زمانے میں ہمسری میری

اور یہ بھی منقول کہ آپنے سرورِ ایں جہان و آں جہاں علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مقدس بارگاہ میں بمقام مواجہہ شریف صرف دو مرتبہ آمد اور روانگی کے وقت لرزیدہ بدن، انتہائی ہیبت اور پشیمانی کے ساتھ حاضر ہو کر صلوٰۃ و سلام پیش کئے اور بقایا دن ازراہِ ادب مسجد شریف کے بیرونی دروازہ شریف یعنی آخری صف میں بوّابوں (دروازہ پر بیٹھے دربانوں) کے ہمراہ گذارے۔

اسی قیام نیک فرجام کے دوران چند رفقاءِ سفر کو مقدس شہر میں سعادتِ وصال نصیب ہوئی جن میں آپ کے محبوب نیکدل پیر بھائی، خلیفہ و خادمِ خاص حضور اعلیٰ رضی اللہ تعالےٰ عنہ جناب مولوی محمد ابوالخیر علیہ الرحمۃ بھی تھے انہیں جنت البقیع شریف میں مدفن نصیب ہوا۔

بجو رسی بکوئے دلبر بسپار جان مضطر : کہ مبادا بارِ دیگر نرسی بدیں تمنا

ترجمہ: جب محبوب کی گلی میں پہنچنا نصیب ہو تو اپنی مضطر جان قربان کر دے کہ ممکن ہے اس آرزو پر پھر دسترس نہ ہو سکے۔

طیبہ شریف سے واپسی کے دن جوں جوں قریب آتے گئے درد و غم ازحد فزوں ہوتا گیا حضور دلی لاثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے تھے جو کوئی عرض کرتا حضور! ایام رخصت قریب ہیں تو انتہائی مغموم و محزون ہو کر ارشاد فرماتے تم سب کے سب بیشک روانہ ہو جاؤ مگر خدارا مجھے یہیں رہنے کی اجازت دے دو کہ ہندوستان میں اب جیا نہیں رہا اور کوئے یار صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم سے

جدائیگی بھی برداشت نہ ہو سکے گی ۔

تکلّفات زمانہ سے پاک ہو جاؤں : یہ آرزو ہے مدینہ کی خاک ہو جاؤں

الغرض مدینہ طیبہ میں قیام نیک فرجام کے دن پورے فرما کر اہلِ قافلہ کی خوشی کو مقدم رکھتے ہوئے آخری نذرانہ بجناب سرورِ کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام درود و سلام کا زار و قطار روتے ہوئے پیش کر کے چار و ناچار درد فراق ناقابلِ برداشت اپنے سینہ بے کینہ میں چھپائے عازم وطن عزیز ہوئے اور زبان حال سے یہی دعا مانگتے رہے ۔

رہے عمر بھر جو انیس جاں وہ بس آرزوئے نبی رہے
کبھی اشک بن کے رواں رہے کبھی درد بن کے دبی رہے

وصال پُر ملال

واپسی کا سفر بھی اُونٹوں کے ذریعہ طے فرمایا۔ سفر کا شروع ہونا تھا کہ نصیب دشمناں آپ رضی اللہ تعالٰی عنہ کی طبع مبارک علیل ہونا شروع ہوئی، دن بدن نقاہت اور کمزوری میں اضافہ ہونے لگا اور ذات الجنب کی تکلیف میں دردِ سینہ اور بخار کا عارضہ بھی لاحق ہوا۔ مرض کیا تھا؟ درد فراق اور شوق وصال تھا جس کا علاج ادویات میں نہیں بلکہ دیدار میں تھا۔

ع درد مند عشق را دارو بجز دیدار نیست

چنانچہ آپ اسی تکلیف سے بصد مشکل رابغ کے مقام تک پہنچے۔ رابغ مدینہ منوّرہ سے جدہ کے راستہ پر ایک چھوٹی بندرگاہ تھی جہاں سے گاہے گاہے جہاز کے ذریعہ لوگ صرف ایک دن رات یا کچھ زیادہ وقت میں جدّہ تک کا سفر کر لیتے تھے کیونکہ پیدل سفر دشوار گزار تھا تو حضور غریب نواز نے فرمایا دیکھو اگر کوئی جہاز تیار مل جائے تو جدہ شریف تک کا یہ سفر جہاز کے ذریعہ کر لیا جائے

چنانچہ حضور ولی لاثانی مجزی کے لئے خود تشریف لے گئے تو معلوم ہوا کہ جہاز تیار ہے تو آپ نے ٹکٹ خرید لئے اور بحری سفر اختیار فرمایا۔

جب آپ کی طبع مبارک زیادہ ناساز ہونے لگی تو فرمایا میں نے حضرت مولانا محمد عبدالعزیز پرہاروی علیہ الرحمۃ ۱۲۳۹ھ کی علمِ طب کے موضوع پر لکھی گئی، تصنیف عنبر میں لکھا دیکھا تھا اذا عصی النفث فالموت یعنی ذات الجنب کی بیماری میں اگر بلغم نہ نکلے تو پھر موت ہے لہذا اگر میرا وقت جہاز میں آجائے تو بحری سفر کے اصولوں کے مطابق "میکوں مچھیاں کمیاں دے حوالے نا نہ کرائے۔" یعنی مجھے مچھلیوں کچھوؤں کے حوالہ نہ کرنا اسکے ساتھ ہی آپکو اسہال کی تکلیف شدت اختیار کر گئی حتیٰ کہ ایک ہی رات میں آپ کو متعدد بار اپنے نبیرۂ محترم ولی لاثانی کو خدمت کا موقعہ دینا پڑا کہ وہ بوقت تقاضا اُٹھاتے بٹھلاتے اور پانی کا انتظام فرما کر استنجہ وغیرہ کے اہتمام میں اعانت فرماتے اسی رات کے گزرنے پر آپ نے حاضرین کو فرمایا آج رات حضرت مولوی صاحب (نبیرۂ محترم حضور ولی لاثانی مولانا محمد عبدالکریم ملتانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ) نے میری جو خدمت کی ہے اسے حق سبحانہٗ وتعالےٰ ہی جانتے ہیں یعنی انکی خدمت پر اپنی رضا اور خوب خوشی کا اظہار فرمایا پھر چند لمحات کے بعد ہی ۲۷ محرم الحرام ۱۳۳۰ھ بروز چہار شنبہ بوقت فجر آپ نے اپنی جان جانِ آفرین جلّ مجدہٗ کے سپرد فرمائی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُون۔ اس وقت آپکا سر مبارک اپنے نبیرۂ محترم کی گود میں تھا۔ اس طرح سفر اور پیٹ کی تکلیف میں واصل باللہ ہو کر آپ بیک وقت دو حکمی شہادتوں کے مستحق ہوئے۔ الحمد للہ علیٰ ذلک۔

بحری اصولوں کے مطابق جہاز رانوں نے آپ رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے جسد

اطہر کو سمندر میں گرانے کو کہا مگر جہاز میں سوار مسافر حضرات جن میں حضرت مولانا محمد ضیاء الدین سیالوی علیہ الرحمۃ سجادہ نشین سیال شریف بھی شامل تھے، نے از روئے عقیدت بہ آنجناب اس کو ہرگز گوارا نہ کیا بلکہ بسیار تگ و دو اور کوشش کے بعد جہاز رانوں کو اس بات پر آمادہ کر لیا کہ جہاز میں موجود حفاظتی کشتیوں میں سے ایک کشتی سمندر میں اُتار کر آپ کے جسدِ اطہر کو اس میں رکھ دیا جائے چنانچہ کشتی جس میں دو آدمی مزید بھی سوار ہو سکتے تھے اُتاری گئی آپ کو دو آدمیوں کے ہمراہ اس میں رکھا گیا اور اس کام کے عوض آٹھ اشرفیاں و بروایتے تقریباً" ہندوستانی پانچ سو روپے بطورِ کرایہ وغیرہ بھی دیا گیا۔ اس طرح جدہ شریف تک یہ سفر طے ہوا۔ حضرت اُستاذیم مولانا محمد عبدالعلی صاحب مدظلہ فرماتے ہیں میری ملاقات شیخ الاسلام حضرت خواجہ قمر الدین سیالوی اور انکے برادران والاشان سے ہوئی تو اُنہوں نے آپ کے رفیقِ سفر حضرت مولانا ضیاء الدین سیالوی علیہ الرحمۃ سے یوں بھی روایت سُنائی کہ کپتان کو اسی لمحہ نیند کا غلبہ ہوا تو خواب میں کسی بزرگ کو یہ کہتے سُنا کہ انہیں سمندر برد نہ کرنا یہ بزرگ ہستی ہیں اگر ایسا کیا تو خیر نہیں چنانچہ وہ اس تجویز پر راضی ہوا۔ جدہ شریف اُتر کر آپ کے لئے اسی قبرستان میں جہاں آپ کا اونٹ خود بخود بیٹھا تھا اور مرحبا مرحبا کی آواز سُنی تھی ایک قبر کے لئے تقریباً" اڑھائی صد ۲۵۰ روپے ہندوستانی میں جگہ خرید کر آپ کو بعد از تجہیز تکفین و نماز جنازہ جس کی امامت آپ کے منظور نظر اور رفیقِ سفر نبیرہ محترم نے فرمائی تمام رفقاء نے اشکبار آنکھوں سے شب جمعہ کو سپردِ خاک کیا اور تمام قافلہ داغِ مفارقت لیے کر عازمِ وطن عزیز ہوا۔ اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ قَبْرَہٗ عَلَیْہِ رَوْضَۃً مِّنْ رِّیَاضِ الْجَنَّۃِ۔ آمین۔ اے اللہ تبارک وتعالیٰ آپکی قبر شریف کو آپ کے لئے جنت کے باغات میں سے ایک باغ کر دیجئے۔ آمین!

سچ ہے انسان کا خمیر جہاں سے تیار ہوتا ہے وہی اس کا مدفن بنتا ہے سبحان اللہ آپ کا خمیر سرزمین عرب شریف خصوصاً باب الحرمین سے تھا کہ یہ گورستان جو مقابر الاسد، مقبرہ شیخ عبدالرحمن ہندی اور جنت الرحمت کے مختلف ناموں سے مختلف اوقات میں مشہور رہا، اسی جگہ واقع ہے اب یہ گورستان جدہ شریف کے وسط میں آگیا ہے۔

بعض تذکرہ نویسوں نے یہاں اس سے مختلف باتیں لکھی ہیں مثلاً یہ کہ جہاز کے کپتان کو خواب میں آپ نے فرمایا کہ جہاز جدہ واپس لے چلو ورنہ خیر نہیں یا یہ کہ جہاز کا کپتان آپکا مُرید تھا اس نے نہ چاہا کہ آپ کو سمندر میں ڈال دیا جائے لہٰذا واپس جہاز جدہ لے گیا یُوں بھی سُنا کہ جہاز خراب ہو گیا جدہ کی طرف واپس چلانے کا ارادہ کرتا تو چلتا ورنہ خراب ہو جاتا وغیرہ، یہ سب باتیں تب دُرست ہوتیں اگر آپ کا وِصال جدہ شریف سے بمبئی آتے ہوئے ہوتا حالانکہ رابغ سے جدہ شریف جاتے ہوئے وصال ہوا تو پھر جہاز واپس جدہ لے جانے کا احتمال کیونکر ہو سکتا ہے۔ میں نے جو لکھا اپنی طرف سے پوری تحقیق کے بعد ان حضرات سے سُن کر لکھا جنہوں نے خود شرکاءِ سفر سے سُنا۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔

آپ کے متعلق سجادہ نشین حضرت نور زبدۃ المحققین مفتی اعظم ہند مولانا خواجہ محمد عبدالعلیم ملتانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے مرقد شریف کے لئے علاقہ قصور سے پتھر کی ایک تختی تیار کروائی جس پر چند اشعار خود نظم فرما کر اس پر کندہ کروائے اور اسے اپنے سفر حج شریف میں اپنے ہمراہ لے جا کر قبر انور پر چسپاں کروا دیا۔ بحمدہٖ تعالیٰ آپ کی قبر شریف کی جگہ تا حال محفوظ ہے اور عرب حکومت کے قاعدہ کے خلاف کبھی بھی اسے کھول کر دُوسری میت رکھنے کا نہیں سوچا گیا کہ وہاں کے

کاغذات میں اس جگہ کی خرید کا ثبوت موجود ہے۔

قطعات تاریخہائے وصال: حضور خواجہ غریب نواز رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے وصال پر ملال پر جو تاریخی قطعات اور اشعار نظم کئے گئے ان میں سے خود حضور مفتی اعظم ہند رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے تاریخی اشعار جو مرقد مبارک پر لگائی جانے والی تختی پر کندہ کروائے، درج کرتا ہوں۔

حضرۃ القبلہ دام فی الجنات — کامل الحلم وجامع الخیرات
بجمل کان عمرہ کامل ۹۱ — اخرا حج ثم زار فمات
رضی اللہ عنہ ثم ارضاہ — واعف عنا یا کریم الذات
فی المحرم بسابع عشرین — ارلعاء لفاز بالدرجات
فوصالہ لکان فی الفجر — لیلۃ الجمعۃ ھہنا قد بات
ھکذا قلت مختصر ۱۳۲۰ فی ارخہ — لاختصار احب فی الحالات
انتقالہ ودفنہ قد کان — من کرامات صاحب الحسنات

ترجمہ: حضور قبلہ جو حوصلہ میں کامل اور نیکیوں کو خوب جمع فرمانے والے تھے، خدا کرے ہمیشہ جنتوں میں رہیں۔ آپ کی عمر شریف جو لفظ کامل سے ظاہر ہوتی ہے یعنی ۹۱ سال تھی۔ آخری عمر میں آپ نے حج بیت اللہ فرمایا پھر مدینہ منورہ حضور رسول مقبول علیہ الصلوٰۃ والسّلام کی زیارت سے مشرف ہونے کے بعد واصل باللہ ہوئے محرم الحرام کی ۲۷ تاریخ بروز بدھ آپ اعلیٰ درجات پر فائز ہوئے آپ کا وصال بوقت، فجر تاریخ مذکور کو ہوا اور شب جمعہ کو مرقد شریف میں پہلی رات گزاری میں نے آپ کی تاریخ وصال لفظ "مختصر ۱۳۴۰" سے نکالی کیونکہ آپ کو ہر امر میں اختصار خوب پسند تھا۔ آپ کے انتقال اور دفن کے واقعات نیک لوگوں سے ظاہر ہونے والی

کرامات سے ہی ہیں۔

آپ کے خلیفہ جناب حضرت پیر فضل شاہ صاحب علیہ الرحمۃ پیر عبد الرحمٰن ضلع جھنگ والوں نے دو مرثیے بطورِ تاریخ وصال لکھے، جو گونا گوں فوائد اور آپ کے صفات پر مشتمل ہونے کے سبب نقل کرتا ہوں۔

برفت از جہاں پیرِ ملتانوی ۔۔۔ کہ دادش خدا تاج سلطانوی
بظاہر تقی و بباطن نقی ۔۔۔ کہ بد بر شریعت محمّد قوی
دل خود بکندید از وطن خویش ۔۔۔ برائے محبت نبی مدنوی
مرا از فراقش دِل سوختہ ۔۔۔ کجا رفتہ آں ماہ کنعانوی
ز امواجِ ہجراں نیابم قرار ۔۔۔ بیا رخ نما پیرِ ما معنوی
ز ہندوستان در عرب خیمہ زد ۔۔۔ بجدّہ شریفہ کنند سروری
غلامش فضل شاہ بہندوستان ۔۔۔ کند عرض اے پیرِ ما بشنوی
بروزِ قیامت کہ ہمراہ خود ۔۔۔ مرا کردہ باخود بجنت روی
بخواہم کہ ہر حال اے پیرِ ما ۔۔۔ نبی و علی را کنم پیروی
چناں آمد از غیب تاریخ او ۔۔۔ ۱۳۰۳ لقد رضی اللّٰہ عن مولوی

ایضاً

آفتاب فیض حافظ باکمال ۔۔۔ کرد عالم را منور از جمال
غوث بودہ درجہاں مولائے ما ۔۔۔ بود بروئے فضل ربِّ ذو الجلال
رفت از ملتان پیرِ باصفا ۔۔۔ روز جمعہ یازدہ بد از شوال
یافتم تاریخ عمرش را تمام ۔۔۔ در نود و پنج سن پذیرفتہ زوال
گر تو خواہی سالہائے عمر شاہ ۔۔۔ فہم کن او را ز لفظِ باکمال ۹۱
صورت آں نور انور مولوی ۔۔۔ ہر زماں مارا بماند در خیال

عشق ایشاں اندرون قلب من
میز ندھر دم ہزاراں اشتعال
خاطرم حیراں پریشاں بیقرار
نے آرامد غیر تو در ہیچ حال
زود آ اے پیر ما مخدوم ما
عاشقاں را دہ تسلّی با وصال
آتشِ عشق فراق روئے تو
کرد مارا سوختہ ہمچو زکال
زود آ ایں آتش ماکن فرد
جز تو مارا زندگانی شد محال
سیزدہ صدسی گذشتہ از من نبی
ماہ بدر پیر ما شد چوں ہلال
ہفت گستم از محرم کردہ اند
زیں جہاں فانی بجنت انتقال
گر خدا خواہد بماتم آں شہ
جلسہائے غم بسازم سال سال
در عدن باشیم ما با پیر خود
در جوارِ مصطفےٰ اے ذوالجلال
در قیامت ھم ہ شافع اُمم
دستگیری ماکند روزے سوال
بیخ صفر سن سیزدہ صدسی و یک
بر زبان ما گذشتہ ایں مقال
در فراق یوسف خود اے فضل
چوں زلیخا اشک ریز و خون بنال

اس کے علاوہ لفظ شغل (۱۳۳۰) اور جَنّٰتُ عَدۡنٍ یَّدۡخُلُوۡنَهَا دَآئِمًا (۱۳۳۱) سے بھی آپ کا سن وصال برآمد کیا گیا ہے۔ فقیر کاتب الحروف نے باوفا پُرحیا خواجہ عبدالرحمٰن سے سن وصال (۱۳۳۱) تلاش کیا ہے۔

تصرفات بعد از وصال پُر ملال:

خواجہ عمر بی غریب نواز رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے بعد از وصال یکے بعد دیگرے کتنے کرامات و تصرفات کا ظہور ہوا انکی تفصیل کی متحمل یہ مختصر نہیں ہو سکتی صرف دو واقعات پر اکتفا کرتا ہوں تاکہ معلوم ہو جائے کہ حضور اعلیٰ رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی طرح آپ کی روح مبارک بھی متوسلین کی روحانی امداد میں انکی معاون و مددگار ہے۔ الحمد للہ علےٰ ذٰلک۔

محمد امیر بخش کھیڑہ صاحب مستی پلی والوں نے اس احقر کو اپنے والد اللہ ڈوایا صاحب کی آپ بیتی سُنائی کہ وہ حضور خواجہ عربی غریب نواز کے مُرید ہونے کے باوجود نماز کے عادی نہ تھے۔ بیان کرتے تھے کہ آپ نے اپنے وِصال کے عرصۂ دراز بعد ایک رات خواب میں مجھے یہ کلمات ارشاد فرمائے :

"میاں! قبر میں پاؤں ہیں اب تک نماز نہیں پڑھتے آخر کب شروع کرو گے ؟"

میری جاگ بھی ہوئی مگر میں بیدار نہ ہوا تو دوبارہ نیند آنے پر تنبیہ فرمائی میں نے اِدھر اُدھر دیکھا تو کسی کو نہ پایا، پھر وہی سُستی کی جب تیسری بار پھر سختی سے جگایا تو میں تائب و نادم ہو کر اُٹھا اور بعد از طہارت نماز شروع کی۔ صبح کو ایک گونہ خوشی بھی تھی اور شرمندگی بھی۔ میں نے یہ خواب اپنے پیر بھائی میاں خدا بخش کھیڑہ کو سُنایا تو اُنہوں نے کہا تم نے بہت خُوب کیا کہ حضرت صاحب نے آج ہی رات مجھ پر بھی یہ کرم نوازی فرمائی ہے اور پہلی بار اُنہی الفاظ کے ساتھ مجھے بیدار کیا پھر دُوسری بار مزید تنبیہ فرمائی مگر تیسری مرتبہ تو میری ران پر بَیت مارے اور میری چارپائی اُلٹا دی میں خُوب گھبرا کر جاگا اور دیکھا تو بیت کے نشان میری ران پر موجود تھے۔

مجھے امیر بخش صاحب نے یہ بھی کہا کہ بعدازاں مجھے والد صاحب اکثر فرمایا کرتے تھے "بیٹا! پیر پکڑنا تو ایسا پکڑنا جو بعد از وِصال بھی تمہیں سوٹی مار کر سیدھا کیا کرے۔"

حضور اعلیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خلیفہ مجاز حضرت خواجہ فتح محمد سلیانوی

علیہ الرحمۃ کی اولاد سے حضرت مولنا محمد طفیل صاحب علیہ الرحمۃ فرماتے تھے کہ میرے چچا بزرگوار نے حضور خواجہ عربی غریب نواز سے بچپن ہی میں بیعت کی تھی جس کی وجہ سے ان کا دل کچھ مطمئن نہ رہتا تھا لہذا فرمایا کرتے تھے کہ اسی کشمکش میں میں نے سرکار گولڑہ حضور خواجہ سید پیر مہر علی شاہ صاحب علیہ الرحمۃ سے بیعت کرنے کا پختہ ارادہ کر لیا کہ انکی شہرت چہار دانگ عالم میں پھیلی ہوئی تھی لہذا اسی غرض سے سیال شریف بر موقعہ عرس مبارک حاضری دی کہ حضور قبلہ پیر صاحب بھی تشریف تو لاویں گے لہذا مشرف بہ بیعت ہو جاؤں گا۔ چنانچہ آخری مجلس سے فراغت حاصل ہونے پر لوگ دربار عالیہ سے باہر نکل رہے تھے تو میں حضرت قبلہ پیر صاحب گولڑوی کی انتظار میں کھڑا تھا کہ باہر ہی شرف ملاقات حاصل کر کے اپنا مدعی بیان کروں گا چنانچہ دُور ہی سے میں نے دیکھا کہ حضرت قبلہ پیر صاحب انتہائی شان و شوکت سے تشریف لا رہے ہیں مگر دفعتہً میری نگاہ آپ کے ساتھ ساتھ آنے والی انتہائی پرکشش شخصیت میرے اپنے بچپن کے پیر حضور خواجہ عربی غریب نواز رضی اللہ تعالےٰ عنہ پر پڑی تو سخت شرمندہ ہوا اور اپنے ارادہ سے تائب ہو کر قدمبوسی کے لئے آگے بڑھا مگر آنجناب میری نظروں سے دفعتہً غائب ہو گئے تو سمجھ گیا کہ آنجناب قبلہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ بعد از وصال میری راہنمائی کے لئے جلوہ افروز ہوتے تھے۔

دست پیر از غائباں کوتاہ نیست : دست او جز قبضۂ اللہ نیست

ترجمہ:- پیر روشن ضمیر کا ہاتھ غائب لوگوں کی فریادرسی کے لئے مختصر اور چھوٹا نہیں کیونکہ اس کا ہاتھ اللہ تعالیٰ ہی کا دستِ قدرت ہے یعنی اسے جو طاقت تصرّف کی بخشی گئی ہے وہ اللہ تعالےٰ ہی کی طرف سے ہے۔

سراج الواصلین حضرت خواجہ حافظ نور محمد ثانی نارد والہ والی سرکار علیہ الرحمۃ

(خلیفۂ اعظم حضور قبلہ عالم و عالمیان مہاروی رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے ملفوظاتِ شریفہ میں یہ بات درج ہے کہ اولیاء کرام اپنی دنیوی زندگی میں دو حصہ حق تعالیٰ جلّ شانہ اور ایک حصہ مخلوق خداوندی کے ساتھ مشغول رہتے ہیں مگر بعد از وصال مخلوق کے ساتھ دوگنا اور خالق تعالیٰ جلّ شانہ سے ایک گنا توجہ رہ جاتی ہے اور اگر چاہیں تو یہ حصہ بھی لوگوں کو دے دیتے ہیں۔

اس چمن کے لئے میں نے جتنے گلدستے جمع کئے تھے یہ اُن میں آخری تھا جو آپ کی خدمت میں پیش کر دیا ہے

شنیدم کہ در روز اُمید وبیم : بداں را بہ نیکاں ببخشد کریم

ترجمہ:۔ سُنا ہے کہ حق تعالیٰ کریم جلّ شانہ، اُمید و خوف (جزا و سزا) کے دن بُروں کو نیکوں کے طفیل بخش دیں گے۔

لہٰذا اللہ تبارک وتعالیٰ شرفِ قبولیت فرما کر مغفرت کا بہانہ بنا دیں۔ آمین

بجاہ النبی الامی الکریم وصلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وصحبہ اجمعین۔

چمنِ دوم

دربیان حضرت مولانا محمد عبدالحق صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

آپ کا نام نامی محمد عبدالحق ہے اور آپ حضورِ اعلیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دوسرے اور آخری فرزندِ دلبند تھے۔ بچپن ہی میں حفظ کلام اللہ شریف کی سعادت حاصل کرنے کے بعد اپنے والدِ گرامی اور برادرِ بزرگوار سے علومِ ظاہریہ میں کمال حاصل کر کے والدِ گرامی سے بیعت ہوئے اور برسوں ان کی صحبتِ فیض اثر سے سفر و حضر میں مستفید ہوتے رہے حتیٰ کہ خرقہ خلافت سے سرفراز ہو کر سینکڑوں

ہزاروں افراد کو ان کی حیاتِ طیبہ ہی میں اپنی بیعت میں لیا۔ حضورِ اعلیٰ رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے ایک موقعہ پر یوں بھی ارشاد فرما دیا کہ میرے بیٹے عبدالحق سے بیعت کرنا گویا مجھ ہی سے بیعت کرنا ہے۔ آپ کے برادرِ کلاں جناب سرگروہ حلیماں حضور عربی غریب نواز رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے چونکہ چند ضروریات کے پیشِ نظر حضور اعلیٰ رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی حیات طیبہ میں ہی انکی رضا اور اجازت سے علیحدہ مسجد و مدرسہ قائم فرما لیا تھا اس لئے انکے وصال کے بعد مسجدِ علیحدہ کا مکمل انتظام آپ ہی نے سنبھالا اور اپنے قبلہ والد ماجد رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے مصلائے امامت پر بھی خود فریضۂ امامت انجام دیتے رہے۔ اور زندگی بھر اسی مسجد شریف میں ہی درس و تدریس کا شغل جاری رکھا۔

ہمیشہ پالکی پر سفر کیا اور لباس میں انتہائی سادگی اختیار فرمائی۔ نہ مال جمع کیا اور نہ ہی کوئی زرعی سکنی جائداد خرید فرمائی محض توکلاً علی اللہ زندگی گزار دی۔ تاہم بڑے صاحبِ جلال بزرگ تھے آپ سے دوسری پشت میں موجود جناب ڈاکٹر میاں محمد عبدالستار حامد صاحب کا کہنا ہے کہ اپنے مریدین و متوسلین کو ہر مشکل کے لئے آپ "اِلٰهِیْ اَحَدِیْ صَمَدِیْ مِنْ عِنْدِكَ مَدَدِیْ" کا وظیفہ تلقین فرماتے تھے۔

عرصہ دراز تک اپنے برادرِ کلاں سرگروہ حلیماں حضرت مولانا محمد عبدالرحمٰن ملتانی ثم العربی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو رنجیدہ خاطر رکھا اور ان سے جدا رہے، مگر حضور سرگروہ حلیماں نے حج مبارک کے سفر باظفر کی تیاری فرمائی تو معذرت کے لئے پیشِ خدمت ہوئے اور ایک روایت میں ہے کہ آپ خود شفقتہً برادر خورد کے ہاں تشریف لے گئے تو انہوں نے انتہائی عاجزانہ طور پر ملاقات فرمائی اور طالبِ معافی ہوئے۔ اگرچہ حضور عربی غریب نواز نے دل و جان سے

معاف فرمادیا مگر اطمینان قلب کے لئے معافی نامہ تحریر کرنے کی بھی درخواست پیش کی تو آپ نے تحریری طور پر بھی انکی طیب خاطر کے لئے معافی نامہ پیش فرمایا جس سے اس قدر خوش ہوئے کہ دل وجان سے ان پر فدا ہونے لگے حتیٰ کہ جب حضور عربی غریب نواز رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی پالکی مبارک ریلوے سٹیشن کی طرف لے جانے لگے تو خود بدولت آگے آگے چل کر بآوازِ بلند نعت خوانی فرماتے رہے۔ سبحان اللہ اس میں آپ کی سادگی حلیم الطبع ہونے اور صفائی باطن کا واضح ثبوت موجود ہے۔

معلوم رہے کہ مثنوی تذکرہ عُبیدیہ میں آپ کو اگرچہ حاجی الحرمین لکھا گیا ہے مگر ان کے خاندان میں موجود بزرگوں میں کسی نے بھی ان کے سفرِ حج کی سند پیش نہیں کی۔ واللہ تعالےٰ اعلم۔

سراپا نور حضور قبلہ امام سیدی ومرشدی رضی اللہ تعالےٰ عنہ ارشاد فرماتے تھے جب ان کو آخر عمر میں فالج کا حملہ ہوا تو میں گاہے گاہے انکی عیادت، خدمت اور مزاج پرسی کے لئے حاضر ہو کر ان کے پاؤں مبارک دباتا جس سے بہت خوش ہوتے۔ میں نے محسوس کیا کہ از خود فانی ہو کر اوصاف حمیدہ میں رنگے جا چکے تھے اور خالص کیمیا بن چکے تھے۔ یہ بھی فرماتے کہ کشتہ کیطرح خالص معلوم ہوتے تھے اور اپنی گفتگو کے دوران حضور اعلیٰ اور حضرت عربی غریب نواز رضی اللہ تعالےٰ عنہما کے تذکرہ سے رطب اللسان رہتے مجھے بھی حالات سن کر خوشی ہوتی کہ حضور اعلیٰ رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے فرزند دلبند صحبت یافتہ اور انکے فیض سے بلاواسطہ مستفیض ہونے والوں میں تھے۔

آپ اسی فالج کے عارضہ میں ہی تقریباً بعمر اسی سال ۱۰ شعبان المعظم کو اس دارِ فانی سے رخصت ہو کر اپنے پدر بزرگوار کی شرقی جانب ان سے متصل

ہی انکے روضہ مبارکہ میں آسودہ ہوئے نور اللہ تعالیٰ مرقدہ وجعل اللہ تعالیٰ قبرہٗ علیہ روضۃ من ریاض الجنۃ آمین وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ سیّدنا محمدؐ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ اجمعین وبارک وسلم تسلیماً کثیراً۔

ان کے تبرکات میں ایک کُرتہ شریف اور نیلا مبارک انکے پڑپوتے جناب صاحبزادہ عبدالرحیم صاحب کے پاس موجود ہیں۔

اس کے علاوہ ان کا مصنفہ رسالہ مطبوعہ ۱۳۰۵ھ المسمی بہ "اوقات نماز بزبان عربی فارسی بھی انکی یادگار موجود ہے جو انکی علمی قابلیت پر واضح دلیل ہے

رسالہ میں حنفی مذہب پر کئی اعتراضات کے شافی جوابات موجود ہیں اوّلاً پانچوں نمازوں کے اوقات کے بارہ میں سراج الامۃ امام الائمۃ حضرت سیّدنا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مذہب کے موافق احادیث کو بڑی تفصیل سے جمع فرمایا پھر اوقاتِ نماز کو ان مختصر اور جامع الفاظ میں یوں ذکر فرمایا :

" ونماز فجر راہم اسفار نماگر نہ چندانکہ آفتاب بطلوع نزدیک شود ودر موسم سرما وگرما نماز ظہر را در مثل اول بخواں در نصف اول ازو لاکن چوں شدت گرما پیدا گردد در نصف ثانی از مثل اوّل بگزارد باید کہ تا مثل دوم نرسانی تا نماز تو در متفق ادا شود ونماز عصر را تا زردی آفتاب نرسانی ونماز عشا ہرگاہ کہ خواہی بخواں واگر تا ثلث شب تاخیر کنی ماجور شوی اگر خوف ایں امر باشد کہ از تکاسل بسبب تاخیر قضا شود پس تعجیل کردہ بگذاری تا فوت نشود والسّلام علی من اتبع الھدیٰ"۔

اسی رسالہ شریفہ میں آپ نے اپنے مضمون کی موافقت میں سیاق و سباق کو ملحوظِ خاطر رکھتے ہوئے ایک مقام پر اپنے ملک میں موجود مختلف

فرقوں کا ذکر بھی فرمایا ہے جس کا ذکر یہاں نفع سے خالی نہیں چنانچہ لکھتے ہیں

" و باید دانست کہ مردم این بلدہ اقسام اند بعض نجدیان ہستند منسوب بمذہب محمد بن عبدالوہاب نجدی و دریں زمرہ دشمنی و عناد دارد بہ مسلمانان و اہل مذاہب و بعض شیعہ اند کہ عداوت میدارند بہ صحابہ کرام علیہم الرضوان و سنیان و اہل مذہب حقہ و بعض خود را در زمرۂ صوفیان نمودہ اند و کارہائے ایشاں بہ کارہائے صوفیان صافی و افعال ایشاں با فعال ایشاں مناسبتے ندارد چہ ظاہراً علامتہائے فقراء دارند باطناً بمنافقان کافران موافقت دارند مگر چونکہ کلمہ می خوانند ایشاں را کافر گفتن و خواندن جائز نیست کہ مَنْ قَالَ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ دَخَلَ الْجَنَّۃَ وارد است "

بعد ازاں نام نہاد دنیا پرست پیروں کی بڑے سخت الفاظ میں مذمت فرمائی اور آخر میں ان کے چند عقائدِ باطلہ اور کردار فاسدہ کو بیان فرما کر مسئلہ سماع میں افراط و تفریط سے بچنے کی تاکید جن مختصر الفاظ میں فرمائی ہے وہ یہ ہیں :

" و پیران سرود و غزل خوانی را فرض و واجب میدانند و گویند کہ سنت پیران ماست بغیر این اسلام ما ہیچ نیست بدان اے اہلِ حق بدان کہ سرود سرّ الٰہی ست مر کساں را کہ با سرار الٰہی معرفت دارند نہ سزاوار است ایشاں را کہ اہل شہوت و حظّ نفس اند شیخ سعدی فرمودہ ؎

سماع اے برادر بگویم کہ چیست : اگر مستمع را بدانم کہ کیست

و نجدیان این سرود و سماع را کفر می دانند بلکہ دف زدن و ساز ہا را بر عروسی ہم حرام میدانند ہمہ در افراط و تفریط افتادہ اند کُلُّ حِزْبٍۭ بِمَا لَدَیْہِمْ فَرِحُوْنَ ۔"

پھر قادیانی مرزائی اور سیّد احمد نیچری کے بعض عقائد کا ردّ بیان فرمایا رسالہ میمونہ میں ان بدعمل لوگوں پر بھی اعتراض فرمایا جو کسی کو نماز پر پابندی کرتے دیکھیں تو انہیں فوراً وہابی کہہ دیں جیسا کہ آج کل بھی وہ جہلاء جو اپنے عقیدہ کی صحت پر تو خوب ناز کرتے ہیں مگر عملی کردار سے چونکہ بالکل عاری ہوتے ہیں۔ لہذا ہر متبع شریعت جس کی لباس اور شکل وصورت سے اسے سُنتوں کا پابند سمجھا جاتا ہو کو محض اپنے مردہ ضمیر کی تسکین کے لئے بلا تأمّل وہابی کہہ دیتے ہیں حالانکہ صحّت اعتقاد کے ساتھ صحّت عمل کی اہمیّت بھی کسی لحاظ سے کم نہیں۔

آخر رسالہ میں اپنی جائداد کو وقف کرنے کی آڑ میں دولت کمانے والوں کی مذمت اور ان کے معاونین کو جن الفاظ میں تنبیہہ فرمائی ہے وہ مطالعہ سے تعلق رکھتے ہیں لہذا نقل کرتا ہوں اللہ تعالے ہمیں ہمارے عیوب پر مطلع فرما کر توبہ کی توفیق مرحمت فرمادیں۔ آمین۔

"وبعض حرام خورندگان مالِ مملوک مردم را بعناد وتمرّد باغوائے شیطانی وقف مشہور می سازند وخود مال اوقاف را ملک خود دانستہ دم خوک میخورند ومردم جاہلان نیز مانع نشدہ ایں سخت خوردن را امر شنیع نداانند بلکہ فقیری وولایت ایشاں میدانند کہ مالِ خود را وقف میگویند ونفع ازاں نمی گیرند وفی الحقیقت بزبان وقف گفتہ وملک خود دانستہ منتفع ازاں میشوند ومکروا ومکر اللہ واللہ خیر الماکرین۔ خود را بایزید مقرر نمودہ خرقہ شیطان پوشیدہ اند بلکہ شیطان از کار ایشاں شرم میدارد اھلکھم اللہ وخذلھم بحرمۃ النبی وآلہ الامجاد ونمیدانند احمقان فاسق وملحدان منافق کہ دادن وخورانیدن وخدمت نمودن عاجز

وحاجتمند ضرورست وموجب فوز ورستگاری خواہد بود وایں دادن پیران فاسق دنیا پرست را موجب وقائد دوزخ ست نہ سبب خلاصی از آتش دوزخ۔ چونکہ غبارِ غفلت برخیزد بدانند کہ ما بر خر سوار ہستیم یا براسپ قال اللہ تعالیٰ انما الصدقات للفقراء والمساکین والعاملین علیھا الآیۃ وایں دادن پیران را موجب شقاوت ست وسبب سعادت نیست واللہ اعلم۔"

رسالہ شریفہ کے ان اقتباسات کو اس لئے نقل کر دیا کہ ان سے آپ کی دنیا سے بے رغبتی وعقائد واعمال میں درستی خوب ثابت تھی۔

اولاد امجاد

آپ کی دو شادیوں سے پانچ بنات طیبات تھیں جو بالترتیب ان حضرات کے عقد میں آئیں۔ مولانا فیض احمد صاحب۔ مولانا عبدالغفار صاحب۔ مولانا عبدالحکیم صاحب، مولانا عبدالتواب صاحب۔ مولانا خدا بخش صاحب۔

آپ کے اکلوتے فرزند دلبند جناب مولانا عبدالحیٔ صاحب علیہ الرحمۃ ۱۳۰۲ھ میں متولد ہوئے اگرچہ اپنے پدر بزرگوار کی بیعت سے مشرف ہوئے اور بے حد نیک سیرت انسان تھے تاہم کسی وجہ سے اشاعت سلسلہ کی خدمت کو عمداً ترک فرما کر زندگی بھر محکمہ نقول میں ہیڈ ایگزامینر کی حیثیت سے سرکاری ملازم رہے۔ پیری مریدی سے کوئی دلچسپی نہ تھی انتہائی منکسر المزاج اور حلیم الطبع واقع ہوئے تھے اپنے والدِ گرامی کی طرح کبھی علیحدہ عرس نہ فرمایا بلکہ خانقاہ شریف سے متعلقہ جملہ امور کی سرانجامی کے لئے اپنے عم زاد مفتی اعظم ہند حضور مولانا خواجہ محمد عبدالعلیم ملتانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ہی مطلق سجادہ نشین اور اس کام کے شایانِ شان سمجھا اور خود یکسر کنارہ کش ہو گئے۔ چنانچہ گلزارِ

اوّل کے چمنِ ششم میں بھی اس کا مختصر ذکر گزر چکا ہے۔ حق تعالےٰ جل شانہٗ نے انکو تقریباً چالیس سال کی مختصر عمر عطا فرمائی جسے پورا کرکے ۲۹ ررجب المرجب کو دار فانی سے رخصت ہوئے اپنے عمزاد حضرت مفتی اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر چونکہ دل و جان سے فدا تھے لہذا آپ کی نماز جنازہ میں امامت بھی اُنہوں نے ہی فرمائی نیز یہ نصیب کہ روضہ مبارک میں اپنے والدِ گرامی علیہ الرحمۃ کے پہلو میں شرقی جانب مدفن نصیب ہوا۔ الحمد للہ علےٰ ذٰلک۔

مولٰنا محمد عبدالحی صاحب علیہ الرحمۃ کو اللہ تبارک و تعالےٰ انے دو شادیوں سے چار صاحبزادے اور دو صاحبزادیاں عطا فرمائیں۔ میاں عبدالمنان صاحب اور ایک صاحبزادی لاولد فوت ہو گئے دوسری صاحبزادی کا نکاح جناب ملک علی محمد یوسن صاحب سے ہوا۔ میاں ڈاکٹر عبدالستار حامد صاحب اور میاں محمد عبدالغنی صاحب بقیدِ حیات، صاحب اولاد اور گوناگوں صفات کے مالک ہیں دونوں کو والدِ گرامی نے حضرتِ مفتی اعظم ہند رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے بیعت کرایا گویا اسطرح بھی انسے اپنی محبّت کا اظہار فرمایا۔ ڈاکٹر صاحب ملتان دارالامان میں کافی شہرت کے حامل انہتائی خلیق اور تعلیم یافتہ انسان ہیں۔ جامعہ ملیہ دہلی میں بھی تین سال زیرِ تعلیم رہے اس مدرسہ کے بانی جناب ڈاکٹر مختار احمد انصاری تھے اور شیخ الجامع سابقہ صدر ہندوستان جناب ڈاکٹر ذاکر حسین تھے جن سے انہوں نے چار ماہ تک تعلیم حاصل کی ان دونوں بھائیوں کی اولاد کے نام آخر کتاب میں دیئے گئے شجرہ نسب میں دیکھے جا سکتے ہیں۔ اللہ تبارک و تعالےٰ انکی جملہ اولاد کو اپنے آباؤ اجداد کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عنایت فرما دیں۔ آمین!

مولانا محمد عبدالحی صاحب کے سب سے بڑے فرزند دلبند جناب مولانا

مولوی حافظ محمد عبد القیوم صاحب حاجی الحرمین علیہ الرحمۃ تھے جو بچپن ہی میں دولت حفظ کلام اللہ شریف سے مشرف ہوئے ایک عرصہ تک اپنے جدِ امجد حضرت مولانا محمد عبد الحق صاحب علیہ الرحمۃ سے ظاہری تعلیم بھی حاصل فرماتے رہے اور انہی سے مشرف بہ بیعت ہوتے۔ کچھ سفر بھی ان کے ہمراہ کئے اور زیرِ تربیت رہے۔ اپنے والدِ بزرگوار کے بعد ان کے جانشین مقرر ہوئے اور از سرِ نو خانقاہی نظام سے تعلق جوڑا۔ عرس مبارک کا اہتمام کرتے تھے اور بے شمار لوگوں کو اپنی بیعت میں لیا۔ ان کے جد امجد جن علاقوں میں فیض رسانی کرتے رہے اُن میں انہوں نے بھی سفر فرمایا۔ انکی صحبت سے بہت لوگ مستفید ہوئے فقیر کاتب الحروف انکی زیارت سے مشرف ہوا ہے۔ قدرتِ خداوندی نے ان کو عجب ظاہری وباطنی حسن بخشا تھا۔ ذکر الٰہی میں شب و روز مصروف رہنے کے ساتھ ساتھ لوگوں کی حاجت روائی کے لئے مسجد عبیدیہ شریف کے باہر انتہائی سادگی سے چارپائی پر جلوہ افروز رہتے تھے۔ تیرہ مرتبہ حج کی سعادت سے مشرف ہوئے اور یہ سعادت بھی انہی کے حصّہ میں آئی کہ اپنے سلسلہ عالیہ کے جمیع مشائخ عظام کی زیارات مقدسہ کے لئے گھر سے احرام باندھا تو چار ماہ سترہ دن کا طویل سفر اپنے چند خدام سمیت کر کے وطنِ عزیز واپس ہوئے، فرماتے اس سفر میں مَیں نے اپنے جدِ امجد اور جدِ اعلیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے بعد حضرت محبوب اللہ خیر پوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے لے کر امام المشارق والمغارب سیّدنا حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک سب کی یکے بعد دیگرے زیارت کی تھی اور اسی سفر کے دوران اپنے سلسلہ سے ہٹ کر ان علاقوں میں موجود دوسرے سلاسل فقر کے بزرگانِ دین کی زیارات سے بھی مستفید ہوتا رہا۔ حتیٰ کہ بعد ازاں روضہ مقدسہ مطہرہ حضور پُرنور سیّد یوم النشور

علیہ الصلوٰۃ والسلام پر حاضری سے مشرف ہوا۔ الحمد للہ علیٰ ذلک۔ اس کے علاوہ عراق شام اور یمن وغیرہ ملکوں کا سفر بھی فرمایا۔ صاحبِ جلال بزرگ ہونے کے باوجود اس قدر نرم دل تھے کہ معمولی بات پر انہیں گریہ طاری ہو جاتا تھا۔ تقریباً پچاسی سال کی عمر شریف میں واصل باللہ ہوئے انکی نماز جنازہ خاندانِ عبیدیہ کی آن حضور سراپا نور سیدی و مرشدی مولانا محمد عبدالشکور ملتانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پڑھائی۔ اور انہوں نے بھی روضۂ مقدسہ میں حضور اعلیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور اپنے جدِ امجد کے درمیان انکے قدموں میں جگہ پائی نور اللہ تعالیٰ مرقدہ الشریف۔ آمین!

حضرت حاجی حافظ مولانا محمد عبدالقیوم صاحب علیہ الرحمۃ نے چار شادیاں کیں، دو سے اولاد نہ ہوئی دو سے اللہ تبارک و تعالیٰ نے چھ صاحبزادے اور ایک صاحبزادی عطا فرمائی۔ صاحبزادی کا نکاح جناب غلام احمد خان صاحب سے ہوا اُن سے ایک فرزند جناب محمد اشرف خاں صاحب موجود ہیں۔ اللہ تبارک و تعالیٰ ان کو نیک کاموں میں استقامت نصیب فرماویں اور نفس و شیطان کے شر سے محفوظ فرماویں آمین۔

ان کے سب سے بڑے فرزند صاحبزادہ جناب مولانا حافظ محمد عبدالرحیم صاحب قادری مدظلہ اپنے والدِ گرامی کے بعد ان کے جانشین مقرر ہوئے۔ حفظ کلام اللہ شریف کی دولت حاصل کرنے کے بعد ظاہری علوم میرے مرشدِ حقیقی خاندانِ عبیدیہ کی آن حضور سراپا نور رضی اللہ تعالیٰ عنہ وغیرہ سے حاصل کئے اور حضرت خواجہ نعیم نظام الدین تونسوی علیہ الرحمۃ سے مشرف بہ بیعت ہوئے انہوں نے بھی کافی سفر فرمایا ہے۔ ہندوستان شام عراق یمن اور حجازِ مقدس کے سفر فرما کر برکات حاصل کی ہیں۔ بہت لوگ ان سے بیعت ہو کر مستفید ہوئے ہیں والد

گرامی کی طرح لوگوں کی حاجت روائی کو حاضر رہتے ہیں۔ خانقاہ شریف کی خدمت بڑے ذوق شوق سے دارین کی سعادت سمجھ کر بجالاتے ہیں، عرس مبارک بڑے اہتمام سے فرماتے ہیں۔ باوجود اکثر اوقات مقروض رہنے کے مہمانوں کو اچھا طعام دینا انکی عادات سے ہے عمدہ خصائل کے مالک ہونے کے ساتھ ساتھ طبیعت میں جلال بھی موجود ہے۔ انہوں نے بھی دو شادیاں کیں دونوں سے اولاد ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ انکی تمام اولاد جس کی تفصیل شجرۂ نسب میں موجود ہے، کو اپنے آباؤ اجداد کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق نصیب فرمادیں۔ آمین۔

دوسرے فرزند حاجی مولانا محمد عبدالکریم صاحب جو اس فقیر کاتب الحروف کے حقیقی خالو اور میرے مرشدِ حقیقی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بڑے داماد تھے مسجد عبیدیہ شریف کی آبادی کا سبب بنے رہے طلباء کی خدمت اور مسجد کا جملہ انتظام انکی زندگی میں انہی کے سپرد تھا لاولد فوت ہوئے اللہ تعالیٰ انکی مغفرت فرمادیں۔ انتہائی نرم دل خوش طبع اور نماز باجماعت ادا فرمانے کے بڑے پابند تھے یہ بھی خواجہ نظام الدین تونسوی علیہ الرحمۃ کی بیعت سے مشرف ہوتے تھے انہیں درگاہِ عالیہ عبیدیہ کے احاطہ میں مدفن نصیب ہوا۔ تیسرے جناب عُبید الحق صاحب مرحوم انہوں نے بھی کئی شادیاں کیں اب قبرستان حضرت جلال الدین باقری علیہ الرحمۃ میں آسودہ ہیں انکی اولاد کی تفصیل شجرہ نسب میں دیکھیں۔ چوتھے جناب عبدالہادی صاحب مرحوم بھی صاحبِ اولاد تھے شجرہ نسب میں تفصیل دیکھی جاسکتی ہے یہ بھی قبرستان حضرت جلال الدین باقری علیہ الرحمۃ میں آرام فرما ہیں۔ پانچویں جناب عبدالباقی صاحب حیات ہیں اور صاحب اولاد۔ تفصیل شجرہ نسب میں ملاحظہ ہو۔

چھٹے اور آخری فرزند جناب صاحبزادہ حافظ محمد یوسف، صاحب مرحوم بھی صاحبِ اولاد تھے شجرہ نسب میں ان کا ذکر بھی آئے گا۔ انشاء اللہ العزیز۔ یہ بھی درگاہ عالیہ عبیدیہ کے احاطہ میں آرام فرما ہیں۔

بحمدہ تعالےٰ گلزار دوم کا دُوسرا چمن اختتام پذیر ہوا۔

وصلی اللہ سبحانہ وتعالیٰ علی حبیبہ سیدنا ومولانا محمّد وعلی آلہ واصحابہ وازواجہ واھل بیتہ اجمعین وبارک وسلم تسلیما کثیرا کثیرا۔

چمن سوم

دربیان دختران نیک اختران حضور اعلیٰ رضی اللہ تعالےٰ عنہ

اللہ تبارک وتعالےٰ واہب العطایا نے آپ کو دو صاحبزادیاں عطا فرمائی تھیں دونوں بحمدہ تعالےٰ نیک دل علم وعمل اور تقویٰ وپرہیزگاری میں درجہ کمال کا رکھتی تھیں۔

دخترِ اوّل زوجہ مولانا محمّد ضیاء اللہ صاحب علیہ الرحمۃ :

مولانا صاحبِ مذکور حضور اعلیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہر دلعزیز برادر کلاں جناب حضرت مولانا عبداللہ صاحب علیہ الرحمۃ کے دوسرے فرزند دلبند تھے ان سے تین فرزند جناب مولنا عبدالوہاب، جناب مولانا عبدالصمد صاحب جناب مولانا عبدالواحد صاحب ہوئے۔ اوّل الذکر لاولد فوت ہو گئے باقی ہر دو صاحبزادگان سے کثیر اولاد تاحال موجود ہے اللہ تبارک و تعالےٰ ان کو دارین کی سلامتی، اپنی اتباع اور حُبِّ رسول علیہ الصلوٰۃ والسّلام والی زندگی

نصیب فرمادیں۔آمین۔

دختر دوم زوجہ مولانا محمدؒ قمرالدین صاحب علیہ الرحمۃ

ان کا مشہور نام مولانا برخوردار صاحب تھا اور یہ حضرت سید محمد موسیٰ پاک شہید ملتانی علیہ الرحمۃ کی خانقاہ پر مجاور اور امام مسجد تھے۔بڑے زبردست عالم دین اور عربی بول چال میں اس قدر ماہر تھے کہ ملتان میں جب انگریز حکومت نے امرسن کالج (موجودہ گورنمنٹ گرلز ڈگری کالج کچہری روڈ) کی بنیاد رکھی تو عربی کے لئے پروفیسر کی ضرورت پیش آئی چنانچہ خود "امرسن" بانی کالج نے پروفیسر ابراہیم صاحب کے مشورہ سے انہیں ان کے گھر جاکر درخواست کی تو آپ نے قبول فرمائی۔ انکی علمی خدمات بیشمار ہیں جن میں سے حضرت مولانا عبد العزیز پرہاروی علیہ الرحمۃ کی تصنیف "نبراس" پر عربی حاشیہ اور" انوارِ جمالیہ کا اردو ترجمہ مع حاشیہ شہرت دوام پا گیا ہے۔

ان سے کثیر اولاد ہوئی۔مولانا عبدالتواب۔مولانا عبد الغفار وغیرہم حضرات، یہ سب اگرچہ صاحب تصانیف عالم ہو گزرے ہیں مگر غیر مقلدین اور خود کو اہلحدیث کہلواتے تھے انہی کی اولاد میں سے مولانا عبدالودود ہوئے جن کے نام سے اب محلہ قدیر آباد میں سوہن حلوہ کا کاروبار عالمی شہرت کا حامل ہے۔ وصلی اللہ سبحانہ وتعالےٰ علیٰ حبیبہ سیدنا محمدؐ وعلیٰ آلہ اجمعین وبارک وسلم تسلیماً کثیراً۔

چمن چہارم

دربیان خلفاء کرام حضورِ اعلیٰ رضی اللہ تعالےٰ عنہ

محب المساکین فخر العاشقین حضور محبوب اللہ مولانا خدابخش ملتانی

ثم الخیر پوری رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی بارگاہ سے شرف اجازت حاصل کرنے کے بعد تقریباً ساٹھ سال تک حضور اعلیٰ حضرت فانی فی اللہ باقی باللہ محبوب اللہ مولانا محمد عبید اللہ ملتانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی ولایت کا سورج آسمانِ ہدایت پر درخشاں اور چمکتا رہا۔ بحمدہ و بتوفیقہ سبحانہ و تعالےٰ بے شمار مخلوق خُداوندی آپ کے نورِ ہدایت سے منوّر ہوئی اور آپ کے سدابہار گلزار کے سایہ دار چمنوں میں بہت بے تسکینوں کو دولتِ تسکین ملی۔ اور ان گنت تشنگانِ راہِ حق آپ کے چشمہ فیضان سے سیراب ہوئے۔ علوم درسیہ و ظاہریہ میں جن حضرات نے آپ سے تکمیل پر سندِ فراغت حاصل کر کے ایک دنیا کو مستفید کیا ان کی تعداد کا سلسلہ از حد طویل ہے کیونکہ سفر و حضر میں تشنگان علوم ظاہریہ آپ کے ہمراہ رہ کر درسی کتب پڑھتے رہتے تھے اور اس سلسلہ میں کبھی بھی انقطاع واقع نہ ہوا الحمد للہ علےٰ ذٰلک۔ البتہ علوم روحانیہ و باطنیہ میں جو حضرات درجہ تکمیل تک پہنچے اور خرقہ خلافت سے مشرف و ممتاز ہوئے اور دنیائے ولایت میں انہیں بھی ایک مقام نصیب ہوا۔ انکی فہرست جس قدر مجھے معلوم ہو سکی یہاں انتہائی مختصر تعارف کے ساتھ درج کروں گا۔

تکملہ سیر الاولیاء فارسی مطبوعہ دہلی کے محشی جناب مولانا نجم الدین محمد صاحب احمد پوری علیہ الرحمۃ متوفی ۱۳۱۲ھ جو آپ کے زیر تربیت بھی رہے ہیں نے آپ کے چند خلفاء کرام کے نام لکھنے پر اکتفا کیا اور آپ کے پیر بھائی جناب ذوالاصفات خواجہ خواجگان حضرت امام بخش مہاروی علیہ الرحمۃ نے آپ کے وصال سے بھی بائیس ۲۲ سال قبل اپنی تصنیف لطیف "گلشنِ ابرار" میں آپ کے خلفاء کرام کے وجود مسعود کی خبر جن مختصر الفاظ میں دی وہ تبرکاً نقل کرتا ہوں۔

"بہت سے علماء صلحاء آپ کی بیعت سے مستفید ہوئے اکثر مدت

ملتان میں رہے چند سال قصبہ مگھیانہ کو رونق بخشی کچھ عرصہ دیگر اضلاع پنجاب میں گھومے اور ایک دنیا کو مستفید اور کامیاب کیا بعض کو شرفِ اجازت بھی بخشا۔" اب انکی تفصیل ملاحظہ ہو۔

(۱) سرگروہ حلیماں حضرت مولانا المولوی خواجہ حافظ محمد عبد الرحمن ملتانی

ثم العربی فرزندِ اکبر و خلیفہ اعظم حضور اعلیٰ رضی اللہ تعالےٰ عنہما۔

(۲) حاجی الحرمین حضرت مولانا المولوی حافظ محمد عبد الحق صاحب ملتانی

فرزندِ ثانی حضور اعلیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔ ان دونوں حضرات کے حالات اسی گلزار کے پہلے اور دوسرے چمن میں بالترتیب درج ہیں۔

(۳) اُستاذ العلماء والاتقیاء حضرت مولانا فتح محمد سلیانوی علیہ الرحمۃ

ان کا تعلق ضلع جھنگ سے ہے علمی خاندان کے چشم و چراغ تھے خود صاحب علم و فضل ہونے کے علاوہ ان کے فضائل میں یہ بات بھی شامل ہے کہ ان کا سلسلۂ نسب چونتیسویں نمبر پر حضور پُرنور سیّد یوم النشور رسولِ معظم نبی مکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مولا اور متبنّٰی مُحبّ النبی زید بن حارثہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے جا ملتا ہے مشرّف بہ بیعت ہونے کے بعد عرصہ دراز تک حضورِ اعلیٰ رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے زیرِ نظر منازلِ سلوک طے کرتے رہے حتیٰ کہ خرقۂ خلافت سے ممتاز ہوئے۔ اپنے پیر روشن ضمیر سے بے حد محبت تھی چنانچہ نامِ نامی سنکر وجد میں آنے کا ذکر گلزارِ اول میں لکھ چکا ہوں۔ ضلع جھنگ میں موجود انکی درسگاہ کی شہرت بقول مُصنف تاریخ جھنگ اکناف و اطراف میں پھیلی ہوئی تھی۔ رسالہ یادِ

رفتگان میں حضرت شیخ الاسلام خواجہ قمر الدین سیالوی علیہ الرحمۃ سے منقول کہ حضرت خواجہ محمد دین صاحب سیالوی سجادہ نشین سیال شریف علیہ الرحمۃ بارہ سال تک انکی درسگاہ میں زیر تعلیم رہے اور سفر و حضر میں انکی صحبت سے مستفید ہوتے رہے آپ متبع شریعت اور صاحب تصانیف و کرامات بزرگ تھے ان کے تفصیلی حالات کے لئے علیحدہ کتاب کی ضرورت ہے بلکہ انکی اولاد میں ایسے باکمال اہل علم و مفتی معنی پرور حضرات ہو گزرے ہیں کہ ان میں سے ہر ایک کے حالات پر علیحدہ کتاب لکھی جا سکتی ہے۔ چنانچہ حضرت مفتی محمد اسماعیل، حضرت مفتی محمد سعید حضرت حافظ صالح محمد، حضرت مفتی اعظم جھنگ مولانا غلام حسین، حضرت محمد سعد اللہ، حضرت مولانا طفیل احمد اور حضرت مولانا حاجی طفیل محمد صاحب علیہم الرحمۃ میں سے ہر ایک کا شمار صاحب کمال و کشف و کرامات بزرگوں میں ہوتا ہے۔ الغرض ان سے بے شمار مخلوق خداوندی کو دینی فوائد حاصل ہوئے۔ شمس العارفین حضرت خواجہ شمس الدین سیالوی علیہ الرحمۃ کی طرف سے بھی ان کو امتیازی طور پر خلافت ملی۔ چنانچہ تاریخ مشائخ چشت میں حضرت سیالوی صاحب علیہ الرحمۃ کے خلفاء میں ان کو بھی شمار کیا گیا ہے اس طرح گویا سلسلہ چشتیہ نظامیہ جمالیہ کے ساتھ ساتھ سلیمانیہ میں بھی ان کو بیعت کرنے کی اجازت تھی۔ مرآۃ العاشقین اور انوار شمسیہ کے مطالعہ سے بھی آپ کے علو مرتبہ اور صاحب ذوق ہونے کے ساتھ ساتھ اپنے ہم عصر مشائخ کرام سے ان کے بہتر روابط کا علم ہوتا ہے۔ آپ کی تعلیمی و تبلیغی خدمات کو کبھی فراموش نہ کیا جائے گا آپ کے کامل شاگردوں کی تعداد سینکڑوں تک پہنچتی ہے یادرفتگاں میں انکی کچھ تفصیل درج ہے علم و فضل کا یہ پیکر حضور اعلیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حیات طیبہ ہی میں ۱۴ صفر المظفر ۱۳۰۲ھ کو خالق حقیقی سے جا ملا۔ سلیمانیہ کے

قریب بستی سکھا میں آپکا مزار زیارت گاہِ خلائق ہے۔ انکی اولاد میں موجود جناب حاجی ماسٹر نور احمد صاحب بڑے صاحبِ ذوق، گوناگوں صفات کے حامل اور حضور ولی لاثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی بیعت سے مشرف ہیں۔ انہی کی نگرانی میں ہر سال ان کا عرس مُبارک منایا جاتا ہے۔ پھر انکی اولاد بھی اہلِ ذوق سے ہے الحمد للہ علیٰ ذالک

(۴) حضرت مولانا محمد مراد عباسی سیت پوری علیہ الرحمۃ

آپ عباسی کلہوڑا خاندان جو سندھ میں آباد تھا کے چشم وچراغ تھے آپکے والدِ گرامی محمد صابر نامی بڑے عابد زاہد کثرت عبادت میں خلل واقع ہونے کے سبب اپنے بھائیوں سے علیحدگی اختیار کر کے ہجرت کر آئے۔ انتہائی باکمال عالمِ دین اور خدا رسیدہ بُزرگ تھے۔ بے شمار ہندو ان کے دست حق پرست پر مشرف بہ اسلام ہوئے ان کے دُو فرزند تھے بڑے حضرت مولانا سلطان محمود المعروف بہ حضرت جندوڈہ صاحب علیہ الرحمۃ متوفی ۲۸ ذوالحجہ ۱۲۹۸ھ تھے جن کے فرزند حضرت مولانا محمد عبد الغفور صاحب سیت پوری بھی میدان اہلِ علم میں محتاجِ تعارف نہیں کہ صاحبِ تصرّف اور صاحبِ قلم بُزرگ ہوگزرے ہیں دوسرے فرزند حضرت ممدوح ہیں جن کی بیعت بھی حضور اعلیٰ رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے تھی اور خلافت بھی آپ ہی سے نصیب ہوئی علم وفضل کی یہاں بھی کمی نہ تھی مگر ان کو طریقت میں وہ شہرت ملی کہ خود برادرِ بزرگوار حضرت جندوڈہ صاحب طالبانِ راہ طریقت کو آپ سے ہی منسلک کرا دیتے تھے۔ آپ کو حضور اعلیٰ حضرت فانی فی اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایسی عقیدت تھی کہ اپنے وطنِ عزیز سے جو ملتان سے تقریباً ۱۰۰ میل کے فاصلہ پر ہے آپ کے لئے آموں کا ٹوکرہ سر پر رکھ کر حاضرِ خدمت ہوتے ایک دفعہ خود بھینس بھی لے آئے اور نذر گزاری۔ آپ

بڑے باکرامت صاحبِ ذوق وحال بزرگ تھے علمی وتدریسی مصروفیت اتنی تھی کہ رات تک طلباء کی تعلیم میں مصروف رہتے ایک دفعہ چراغ کی روشنی میں پڑھا رہے تھے کہ کسی زہریلی چیز نے کاٹ لیا فراغت پر شاگرد سے فرمایا میاں پیچھے مصلّٰی ہٹا کر دیکھو تو سانپ ہے یا بچھو یا بھڑ یا کوئی اور چیز چنانچہ شاگرد نے دیکھا تو آپ کی زبان سے جیسے جیسے الفاظ نکلتے گئے وہ چیز ویسے تبدیل ہوتی گئی اللہ اکبر ایک مرتبہ تنگدستی میں آپ نے ہندو سے قرضہ لیا وہ مانگنے آیا تو آپ نے وعدہ کر دیا۔ وعدہ سے ایک دن پہلے لوٹے میں کاغذ کے چند ٹکڑے کر کے رکھوا دیئے اگلے دن ہندو وعدہ مطابق آ گیا تو فرمایا میاں تاحال کوئی انتظام نہیں ہو سکا یہ کہہ کر مہلت طلب کی وہ از حد ناراض ہونے لگا تو فرمایا اندر لوٹا موجود ہے دیکھ لو اگر تمہاری قسمت ہے تو اس میں کچھ ہو تو لے لو اس نے دیکھا تو کافی رقم موجود تھی، فرمایا اپنی پوری کر لو بچ جائیں تو اندر رکھ دو کم ہوں تو مطلع کرو چنانچہ اس نے دیکھا تو اس کا حساب پورا ہو گیا بہت لوگوں کو مستفید فرمایا بعض کو شرفِ اجازت بھی بخشا خلیفہ اللہ وسایا صاحب انکے بڑے عقیدت مند تھے ان کے اہلِ خانہ میں کوئی بھی بیمار ہوتا تو اپنے شیخ کے گھر کی راکھ لیجاتے اور پانی میں ملا کر پلا دیتے حق تعالےٰ جل شانہٗ شفایاب فرما دیتے حضور اعلیٰ نے ایک مرتبہ حضرت محبوب اللہ خیر پوری رضی اللہ تعالےٰ عنہما کے ہمراہ اپنے اس محبوب خلیفہ کے علاقہ سیت پور کو اپنے قدوم میمنت لزوم سے مشرف فرمایا حضرت خواجہ غلام فرید صاحب کوٹوی علیہ الرحمۃ ایک دفعہ نواب صاحب آف بہاولپور کے ہمراہ انکی زیارت کو سیت پور گئے کہ ان سے شاگردی کا تعلق تھا اور کسی مشکل کے لئے تعویذ بھی طلب کیا۔ بحمدہٖ تعالےٰ چاچڑاں شریف والے حضرات آج بھی اپنے بچوں کو پہلا سبق اسی خاندان کے موجود حضرات سے تبرکاً شروع کرواتے ہیں اور بہ مواقع شادیہا نکاح بھی انہی

سے پڑھایا جاتا ہے۔ کہتے ہیں حضور اعلیٰ کے خلیفہ جناب سیّد محمّد شاہ صاحب بستی متو شاہ صاحب والے آپ ہی کے شاگرد تھے۔ انہیں ایک دفعہ حضرت خواجہ خضر علیہ السّلام کی زیارت سے مشرف کرایا تو اُنہوں نے لعابِ دھن ان کو نوازا جس سے عجب نورانیت نصیب ہوئی اُستادِ مکرّم سے پوچھا کون اور کہاں کے بزرگ ہیں فرمایا ایک بات پوچھو، عرض کی کون ہیں فرمایا حضرت خضر علیہ السّلام تھے تمہیں ان سے ملاقات کرانا مقصود تھا تب اُنہوں نے افسوس کیا کہ کاش پوچھ لیتا کہاں رہتے ہیں" بجائے "کون ہیں" کے" تاکہ آئندہ بھی مستفید ہو سکتا بعض اس روایت کو حضرت جند وڈہ صاحب سے منسوب کرتے ہیں واللہ تعالیٰ اعلم آپ کی تصانیف میں بلوغ المرام قلمی آپ کی تیسری پشت میں موجود بزرگ جناب حضرت مولانا محمد عبدالرزاق صاحب کے پاس موجود ہے جو انکے تبحر علمی پر دلالت کرتی ہے۔ اپنے مرشد کامل کے حین حیات ہی ۱۴ ربیع الثانی ۱۳۰۰ھ میں داعیٔ اجل کو لبیک کہا انہیں اپنی مسجد شریف کے قریب ہی اپنے برادر بزرگوار کے جوار میں مدفن نصیب ہوا۔ آپ کے ایک ہی فرزند دلبند حضرت مولانا محمد عبدالحق صاحب اہلِ علم اور صاحبِ ولایت تھے ان کا تعارف گلزارِ سوم کے آخری چمن میں کرایا جائیگا۔ انشاء اللہ العزیز انکے بھی اکلوتے فرزند حضرت مولانا محمد عبدالرشید صاحب تھے جن کا تذکرہ انشاء اللہ العزیز گلزارِ چہارم کے آخری چمن حضور مفتی اعظم ہند کے خلفاء کرام میں ہوگا۔ اللہ تبارک وتعالےٰ نے ان کو بھی ایک ہی فرزند دلبند مسمّی بہ حضرت مولانا محمد عبدالرزاق صاحب دامت برکاتہم العالیہ عطا فرمایا، حضور ولی ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے ان کی بیعت ہے عرصۂ دراز تک ملتان دارالامان مدرسہ رحمانیہ ہی میں زیرِ تعلیم رہے۔ اس دوران اپنے مرشدِ حقیقی کے ہمراہ متعدد بار

سفر فرما کر بھی مستفید ہوئے تاحال خاندانِ عبیدیہ شکوریہ سے گہری محبت اور وابستگی ہے الحمد للہ علی ذلک۔ دورۂ حدیث مدرسہ انوار العلوم ملتان سے کر کے سندِ فراغت حاصل کی بہترین مقرر اور دلسوز واعظ ہیں درسی شغل بھی رکھتے ہیں مسجد و مدرسہ عربیہ چشتیہ مراد الاسلام سیت پور اور خانقاہ عالیہ چشتیہ عبیدیہ مرادیہ کے جملہ اُمور کی نگرانی اور ذمہ داری خود انتہائی خوش اسلوبی سے انجام دے رہے ہیں۔ اللہ تبارک وتعالےٰ ان کو استقامت بخشیں اور حاسدوں کے شر سے محفوظ فرمادیں۔ انکے پانچ فرزند ہیں پہلے محمد اجمل صاحب دماغی کمزوری کے باعث تعلیم سے محروم ہیں دوسرے اور تیسرے محمد اکمل اور غلام اصغر صاحبان حفظِ کلام اللہ کے بعد دینی علوم میں بھی مصروف ہیں چوتھے اور پانچویں محمد اعظم اور محمد فاروق صاحبان شعبۂ حفظ میں زیرِ تعلیم ہیں اللہ تبارک وتعالےٰ ان سب کو نیک سیرت بنا کر آباؤ اجداد کا نام روشن کرنے کی توفیق مرحمت فرمادیں اور انہیں دینی خدمات کے لئے قبول فرمادیں۔ آمین۔

(۵) حضرت مولانا محمد عبد المجید صاحب خیر پوری علیہ الرحمۃ

حضرت محبوب اللہ خیر پوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وصال کے وقت چونکہ آپ کی صلبی اولاد موجود نہ تھی اس لئے آپ کے بھانجگان و برواتے بھتیجگان جناب حضرت مولوی محمد عبد الستار صاحب و برواتے حضرت مولوی محمد عبد الغفار صاحب و حضرت مولوی محمد عبد الوہاب صاحب و حضرت مولوی محمد عبد الرزاق صاحب خانقاہ کے متولی مقرر ہوئے انہیں حضرات سجادگان میں سے حضرت مولوی محمد عبد الرزاق صاحب م ۱۲۷۰ھ کے بعد ان کے فرزند دلبند جناب حضرتِ مولانا محمد عبد المجید صاحب نے سجادگی کے فرائض انجام دیئے۔ حضرت موصوف

حضور اعلیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بیعت ہوئے اور ایک عرصہ تک زیرِ تربیت رہ کر منصبِ خلافت سے ممتاز ہوئے بیشمار لوگوں کو ان سے فائدہ حاصل ہوا۔ تقریباً تیئیس ۲۳ برس تک مسندِ خلافت پر جلوہ آرا رہ کر ۲۲ شعبان ۱۳۱۰ھ میں جاں بحق ہوئے۔ انہی کی اولاد امجاد سے حضرت مولانا عبدالقدوس صاحب تاحال مسندِ سجادگی پر رونق افروز ہیں۔

(۶) حضرت مولانا محمد عبدالرحمٰن صاحب خیرپوری علیہ الرحمۃ

یہ بھی حضرت محبوب اللہ خیرپوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بعد انکی خانقاہ شریف کے متولی صاحبان کی اولاد سے بڑے متبحر عالم اور صاحبِ تقویٰ بزرگ تھے خیرپور شریف میں موجود اہلِ علم حضرات کی صفوں میں ان کا کوئی ثانی نہ تھا اور انکے علمی چرچے نے درجہ کمال تک شہرت پائی بحمدہ تعالےٰ۔ انہیں بھی حضرت فانی فی اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نسبت کا فخر حاصل تھا اور آپ ہی سے شرفِ اجازت حاصل کر کے کثیر مخلوق کو فیض پہنچایا۔ الحمد للہ علےٰ ذلک۔

(۷) حضرت مولانا محمد عبدالستار صاحب اعوان فتح پوری علیہ الرحمۃ

آپ کا نسب چند واسطوں سے سلطان العاشقین حضرت سلطان باہو علیہ الرحمۃ تک پہنچتا ہے۔ آپ حضرت محبّ اللہ بالکمال خواجہ حافظ محمد جمال ملتانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خلیفۂ کامل سلطان العارفین مولانا محمد حامد صاحب فتح پوری علیہ الرحمۃ کے پوتے اور بارگاہِ حامدیہ فتح پور کمال ضلع رحیم یار خان کے سجادہ نشین تھے۔ حضور اعلیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بیعت ہونے کے بعد بحمدہ تعالےٰ مجاز ہوئے ان کا شمار بھی اہلِ علم و فضل سے تھا عرصہ دراز تک سالکانِ طریقت و شریعت کی رہنمائی فرماتے رہے۔ ان کا حلقہ مریدین کافی وسیع تھا۔ ان کے فرزند مولانا غلام محی الدین حضور

مفتی اعظم سے ماذون بہ بیعت تھے پھر ان کے فرزند حضرت مولانا محمد اشرف صاحب بھی حضور ولی لاثانی حضرت مولانا محمد عبد الکریم ملتانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خلفاء میں شامل ہیں انہوں نے خانقاہی نظام کو اچھی طرح رونق دی ہوئی ہے اللہ تعالیٰ انکی زندگی دراز فرمادیں ان کے صاحبزادہ صاحب بھی بحمدہ تعالیٰ فارغ التحصیل ہیں خدا کرے یہ سلسلہ رشد و ہدایت سدا قائم رہے۔

(۸) حضرت مولانا محمد اکرم واصوی صاحب علیہ الرحمۃ

ان کا شمار بھی حضور اعلیٰ کے اعاظم خلفاء کرام سے ہوتا ہے ان کا تعلق علاقہ واصو ضلع جھنگ سے ہے ظاہری و باطنی تعلیم حضور اعلیٰ سے ہی حاصل کی حتیٰ کہ منازلِ سلوک کے اتمام پر خلافت خاصہ سے ممتاز ہوئے پھر اپنے علاقہ واصو میں آکر درس و تدریس اور رشد و ہدایت کے سلسلہ کو خانقاہ عالیہ عبیدیہ کی مخصوص نہج پر شروع فرمایا۔ بحمدہ تعالیٰ انکی درسگاہ کو جلد ہی ایسی مقبولیت نصیب ہوئی کہ دور دراز سے تشنگانِ علومِ شریعت و طریقت آکر اپنی پیاس بجھاتے۔ واصو کے رئیس اعظم جناب نور محمد چیلہ صاحب سرگودھا کے مشہور و معروف زمیندار جناب خضر حیات ٹوانہ صاحب کو انگریز حکومت کی طرف سے ملنے والے کلیدی عہدہ پر مبارکباد دینے کے لئے انکے گھر تشریف لے گئے جب تعارف ہوا تو ٹوانہ صاحب از سر نو دوبارہ کھڑے ہو کر بغل گیر ہوئے اور خوب اکرام کیا۔ پوچھنے پر بتایا کہ میرے استاذ محترم واصو کی طرف منہ کر کے حضرت مولانا محمد اکرم صاحب کا ورد کیا کرتے تھے اسی لئے میں ان کے احترام اور عقیدت کی وجہ سے کھڑا ہو کر ملا ہوں کہ آپ انہی کے علاقہ سے تشریف لائے ہیں۔ حضرت مولانا واصوی صاحب کو حضور اعلیٰ سے جو محبت

اور عقیدت تھی اسے یک جان دو قالب کا نام دیا جائے تو مبالغہ نہ ہو گا۔ مشہور ہے کہ جب حضور اعلیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جھنگ رونق افروز ہوتے تو بوقت تہجد واصو کی طرف رُخِ انور کئے ہوئے آواز لگاتے کہ محمد اکرم! آجاؤ میں جھنگ پہنچ چکا ہوں تو مولانا واصوی علیہ الرحمۃ کو بھی علم ہو جاتا لہذا بلا تاخیر شوق و محبت سے سفر شروع کر دیتے اور دریا عبور کر کے وہاں پہنچتے تو آپ کو مسجد شریف میں منتظر پاتے۔ آپ کا وصال بھی واصو میں ہوا اور یہیں جامع مسجد غوثیہ کے احاطے میں ہی مدفون ہیں ان کے صاحبزادے حضرت مولانا محمد منظور صاحب کا ذکر آپ گلزار سوم کے چوتھے چمن میں پڑھیں گے انشاء اللہ العزیز۔

(۹) حضرت مولانا سید احمد شاہ صاحب علیہ الرحمۃ

انکا مقبرہ شہ دا روضہ ضلع سرگودھا میں ہے۔ حضرت مفتی اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کرامات میں کشفِ قبور کے عنوان کے تحت ان کا ایک واقعہ گلزارِ سوم چمنِ دوم میں آئے گا جس سے ان کا باکمال ہونا ثابت ہوتا ہے انکے تفصیلی حالات معلوم نہیں ہو سکے۔

(۱۰) حضرت مولانا شیخ محکم دین جھنڈیر علیہ الرحمۃ احمد پور سیال والے

حضرت محبوب اللہ خیر پوری کے خلیفہ مولانا خدا یار جھنڈیر کے خاندان سے ہیں اور ان کا شمار حضورِ اعلیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کامل ترین خلفاء کرام میں ہوتا ہے صائم الدّھر قائم اللیل تھے جیسا کہ مثنوی تذکرہ عبیدیہ میں ہے ؎

وصف آں محبوب پرس از شیخ محکم دین جھنڈیر — کو گرفتہ از کمال صحبتش حظ وفیر
بر صیام دھر محکم گشت در شب بر قیام — در گروہ صالحاں باشند در روز قیام

مدح او من کے توانم طفلکی خامم ہنوز   کے بگویم حال پختہ ذرّہ وارم پیش روز

ترجمہ:۔ میرے اس محبوب (حضور اعلیٰ رضی اللہ عنہ) کی صفات کاملہ کے بارہ میں شیخ محکم دین جھنڈیر سے پوچھیئے جنہوں نے آپ کی باکمال صحبت سے وافر حصہ پایا تھا اور خود بھی انکی صحبت کی برکت سے صائم النہار اور قائم اللیل بن جانے کے سبب انشاء اللہ العزیز روز قیامت صلحاء کی جماعت سے ہوں گے بھلا میں جس کی مثال ایک خام بچے کی سی ہے ان پختگان جہاں کی کیا مدح کروں کہ پیشِ آفتاب ایک ذرّہ کی مثل ہوں۔

تقویٰ و پرہیزگاری میں ان کا یہ عالم تھا کہ سفر میں بھی اپنی خوراک خواہ خشک روٹی کی شکل میں کیوں نہ ہوتی اپنے ہمراہ ہی رکھتے تاکہ ہر کس و ناکس کے گھر کا پختہ طعام کھانے سے محفوظ رہا جا سکے پھر نامعلوم کسی کی آمد حلال سے ہو یا حرام سے اس بنا پر بھی پرہیز فرماتے۔ عرصہ دراز تک حضورِ اعلیٰ رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے مستفید ہوتے رہے سفر و حضر میں خوب کسبِ فیض کیا اور مشرف بہ اجازت ہوئے ان کا سارا خاندان نیک سیرت تھا جس کی بنیاد پر حضورِ اعلیٰ رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے "جھنڈیر نکے وڈے پیر"۔ یعنی اس خاندان کے چھوٹے بڑے سب پیر بننے کے اہل ہیں۔ مضافات احمد پور سیال تحصیل شورکوٹ میں ان کا خاندان آباد تھا لیکن اب خانقاہ عالیہ عبیدیہ سے چونکہ انکا روحانی تعلق نہیں رہا لہذا کچھ زیادہ حالات معلوم نہیں ہو سکے یہ بھی روایت ہے کہ انکی بیعت حضورِ اعلیٰ اور خلافت خواجہ عربی غریب نواز سے تھی واللہ تعالےٰ اعلم۔

(۱۱) حضرت مولانا فقیر گل محمد صاحب اعوان علیہ الرحمۃ

مضافات کلورکوٹ تحصیل بھکر ضلع میانوالی کے تھے حضرت مولانا محمد عبدالقدوس

صاحب علیہ الرحمۃ نے حضور اعلیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خلفاء کی فہرست میں ان کو بھی شامل فرمایا اور ان کے پسماندگان میں حافظ اللہ بخش صاحب وغیرہ کا نام بھی بتایا زیادہ حالات معلوم نہیں ہو سکے خط کے ذریعہ حالات معلوم کرنے کی کوشش کی مگر کامیابی نہ ہوئی۔

(۱۲) حضرت مولانا سید محمد امام شاہ صاحب علیہ الرحمۃ بستی مستو شاہ والے

آپ کا نسب نامہ چند واسطوں سے حضرت مخدوم جہانیاں خواجہ جلال الدین جہاں گشت علیہ الرحمۃ سے ملتا ہے آپ کے والدِ گرامی حضرت محمد اسماعیل شاہ صاحب المعروف بہ حضرت مستو شاہ صاحب ناصر الملۃ محی السنۃ ولی مادر زاد تھے اور آپ کی بیعت حضرت خواجہ محکم الدین پراری علیہ الرحمۃ سے جن کا سلسلہ حضور قبلہ عالم و عالمیان سے ملتا ہے تھی مگر خلافت حضور اعلیٰ حضرت، فانی فی اللہ سے نصیب ہوئی سلسلہ عالیہ چشتیہ میں قطب الکمال اور صاحب الحال تھے لوائح جامی شریف حضرت خواجہ فخر جہاں صاحب چاچڑاں شریف والوں سے درساً پڑھی دیگر علوم سیت پور میں حضرت مولانا محمد مراد سیت پوری اور حضرت مولانا سلطان محمود المعروف بہ حضرت جند وڈہ صاحبان سے پڑھے اپنی زندگی میں حضرت سیدنا الیاس اور حضرت سیدنا خضر علی نبینا و علیہم الصلوٰۃ والسلام کی زیارات سے مشرف ہوئے انکی اولاد میں میاں محمد دین اور حافظ محمد رفیق صاحب موجود ہیں انہی کی نگرانی میں اعراس وغیرہ ہوتے ہیں مجھے اس قدر حالات ان دو موجود بزرگوں کے والد جناب عظمت اللہ شاہ صاحب علیہ الرحمۃ نے آج سے تقریباً بیس سال قبل بذریعہ خط لکھے حضرت موصوف شاہ صاحب انکی پشت میں چوتھی جگہ تھے اور ان کے جد امجد حضرت خواجہ عربی غریب نواز کے خلیفہ تھے جن کا حال

اپنے موقعہ پر آئے گا۔ انشاء اللہ

(۱۳) حضرت مولانا محمد ابوالخیر صاحب ویسانی علیہ الرحمۃ

(۱۴) حضرت مولانا الٰہی بخش صاحب ویسانی علیہ الرحمۃ

یہ دونوں صاحبان برادرِ حقیقی تھے جو حضور اعلیٰ رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے بیعت ہوئے اور زندگی بھر آپ سے جدا نہ ہوئے بعدازاں آپ کی اولاد امجاد سے سلسلۂ نیاز کو ہمیشہ استوار رکھا آپ کا بھی ان پر بڑا کرم تھا فرماتے ابوالخیر میرے ہتھ پیر۔ دہلی میں آباد مشہور خاندان لنگاہ کے بزرگ سردار محمد آمر زیدہ خان لنگاہ جو سلاطین دہلی کے دور میں قاضی وقت تھے آپ کے آباء میں پانچویں جگہ ان کا نام آتا ہے۔ انہی کے آباء ہجرت کر کے سندیلیاں والی میں مقیم ہوئے دونوں بھائی فنافی الشیخ کے رُتبہ پہ پہنچے ان کے کچھ حالات مُرقع روحانیت میں درج ہیں۔ مولانا ابوالخیر صاحب حضور خواجہ عربی غریب نواز کے ہمراہ سفر حج میں واصل باللہ ہو کر جنت البقیع میں آسودہ ہوئے انکے فرزند مولوی خیر محمد اور مولوی خیرالدین صابر مشہور شاعر ملتانی حضور اعلیٰ کی بیعت سے مشرف ہوئے اول الذکر احاطہ دربار حضور اعلیٰ میں اور موخرالذکر احاطہ دربار حضور غوث المسلمین شیخ بہاؤالدین زکریا ملتانی میں مدفون ہیں۔

مولانا الٰہی بخش صاحب مصنف مثنوی تذکرہ عُبیدیہ کے تین فرزند مولانا سراج الدین۔ مولانا حسام الدین۔ مولانا عبدالرحمن ہوئے مُوخرالذکر کی اس فقیر نے زیارت کی انتہائی خوش طبع نیک صورت نیک سیرت انسان تھے حضور مفتی اعظم رضی اللہ عنہ سے بیعت تھے۔ مولانا حسام الدین کے صاحبزادے جناب ابوالحفاظ استاد محمد عبداللہ خان صاحب حضور

عربی غریب نواز کی بیعت سے مشرف ہوئے احاطہ دربار عالیہ میں مدفون ہیں ان کے حالات بالتفصیل مرقع روحانیت میں موجود ہیں۔ ان تینوں کی کثیر اولاد تا حال موجود ہے۔ ان کا وصال ۱۳۲۶ھ میں ہوا احاطہ دربار عالیہ عبیدیہ میں مدفن نصیب ہوا میں نے یہ بھی سنا ہے کہ ان کو یا مولانا ابوالخیر صاحب کو جب حضورِ اعلیٰ نے اجازت بخشی تو فرمایا اجازت تو ہے مگر زندگی بھر کوئی مرید نہ ہو گا چنانچہ ایسا ہی ہوا اگرچہ علمی لحاظ سے بہت لوگ مستفید بھی ہوئے۔

(۱۵) حضرت مولوی خدابخش صاحب ملتانی علیہ الرحمۃ

ان کے بارہ میں کچھ تفصیل معلوم نہیں ہوئی البتہ تکملہ سیر الاولیاء فارسی کے محشّی مرحوم نے آپ کے خلفاء کرام میں ان کا نام بھی شمار کیا ہے واللہ اعلم۔

اگر انکی مراد ان سے حضرت خواجہ حافظ محمد موسیٰ قریشی ملتانی کے فرزندِ یگانہ محبوب اللہ ثانی خواجہ خدابخش ملتانی ہیں تو معلوم رہے کہ یہ حضورِ اعلیٰ کے شاگردِ رشید بھی تھے جیسا کہ گلزارِ اوّل کے چمن سوم میں گزرا۔ اور ممکن ہے کہ انہیں شرفِ خلافت بھی آپ ہی سے حاصل ہو ورنہ ان کی بیعت خود حضرت محبوب اللہ خیر پوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہی محقق ہے۔

(۱۶) حضرت مولوی نور محمد چیلہ صاحب واصوی علیہ الرحمۃ

آپ واصو آستانہ ضلع جھنگ میں پیدا ہوئے۔ ظاہری و باطنی علوم میں حضورِ اعلیٰ سے ہی کمال حاصل کر کے خلافت سے سرفراز ہوئے۔ پھر ایک جہان کو اپنے نور سے منوّر کیا۔ حتیٰ کہ بہت سے ہندوؤں کو مسلمان کیا۔ حضورِ اعلیٰ کا ان پر بڑا کرم تھا یہ بھی فنا فی الشیخ تھے گلزارِ اوّل، چمن چہارم میں ان کا ذکر ہو چکا کہ آپ نے جن تین حضرات کے بارہ میں فرمایا کہ مجھے

انہوں نے پہچانا ہے ان میں ان کا ذکر بھی ہے۔

یہ صاحبِ تصنیف اور زبردست مناظر بھی تھے۔ علمِ حساب اور تاریخِ جھنگ پر انکی تصانیف کی خبر ملی ہے مگر دستیاب نہیں ہو سکے۔ ضلع جھنگ میں واصو کے علاقہ کے قریب ان کا مسکن تھا۔ مدفن بھی وہیں بنا۔

(۱۷) حضرت مولانا محمد عبدالحکیم شہید ملتانی نبیرہ محترم حضور اعلیٰ رضی اللہ تعالےٰ عنہما

(۱۸) حضرت مفتی اعظم ہند مولانا محمد عبدالعلیم ملتانی نبیرہ محترم حضور اعلیٰ رضی اللہ تعالےٰ عنہ

ان دونوں حضرات کے حالات گلزارِ سوم میں انشاء اللہ العزیز آپ مطالعہ کریں گے اور یہ دُوسرا گلزار بھی اِنہی کے ذکرِ خیر پر ختم کرتا ہوں۔

اَلحمد للہ علےٰ ذالک وصلی اللہ تعالےٰ علےٰ حبیبہ سید المرسلین وعلےٰ آلہ وصحبہ اجمعین برحمتک یا ارحم الراحمین۔

گلزارِ سوم

دربیان اولاد امجاد و خُلفاء کرام

حُضور خواجہ عربی غریبؒ نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ

○

حُضور عربی غریب نواز نے بھی دو ہی شادیاں فرمائیں اہلیہ اُولیٰ آپ کے محترم چچا جناب حضرت مولانا محمد عبد اللہ صاحب علیہ الرحمۃ کی دخترِ نیک اختر تھیں جو عمر میں بھی آپ سے چھ سال بڑی تھیں جب انتہائی ضعیف العمر ہو گئیں تو خود عرض کی کہ اب میں چونکہ آپ کی خدمت کے قابل نہیں رہی لہٰذا اگر دوسرا نکاح فرمادیں تو مجھے قطعاً اعتراض نہ ہوگا اتنے میں آپ کے گھر کی بیوہ خادمہ جو کچھ عرصہ سے لنگر کی خدمت میں مصروف تھیں نے دعا کی درخواست کی کہ میرے بھائی غلام مصطفےٰ خان خاکوانی کے حق میں دعا فرمادیں کہ وہ میرا کسی اچھی جگہ نکاح کرنے پر راضی ہو جائے۔ فرمایا مجھے اچھا سمجھتی ہو تو بھائی سے پوچھ کر میرے ساتھ نکاح کر لو، چنانچہ بھائی راضی ہوئے اور نکاح ہو گیا۔ دوسری روایت یہ ہے کہ آپ نے خود انہیں فرمایا تھا کہ بیوہ عورت کا دوسروں کے گھر بغیر نکاح کے رہنا مناسب نہیں اگر یہیں لنگر کی خدمت کو رہنا ہی ہے تو نکاح کر کے رہو۔ چنانچہ وہ راضی ہو گئیں آپ کے فرزند دلبند حضرت مفتی اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے برموقعہ شادی یہ رُباعی نظم فرمائی۔

چونکہ مردِ خدا جوانی کرد — وقتِ پیری نکاح ثانی کرد
گفت مسکیںؔ بسال آں کہ چہ دہ — پیر ہشتاد سالہ جوانی کرد ۱۳۲۹

ترجمہ: جب مرد حق نے جوانی کی تو بڑھاپے میں بھی دوسرا نکاح فرمالیا اور مسکین نے تاریخی مصرعِ کے طور پر یوں کہا کہ کیا ہی خوش بختی ہے کہ اسی ۸۰ سالہ بزرگ کو پھر جوانی ملی۔

یعنی تقریباً چھیاسی ۸۶ سال کی عمر میں یہ شادی فرمائی جس سے ایک ہی دخترِ مسمات صغریٰ بی بی متولد ہوئیں اور آپ ہی کے سامنے رحلت فرما کر آخرت میں آپ کے لئے ذخیرہ بن گئیں۔

اہلیہ اُولےٰ سے حق سبحانہٗ وتعالےٰ نے آپ کو دو ۲ فرزندِ دلبند اور تین دختران نیک اختران نصیب فرمائیں۔ یہ گلزار بھی چار ہی چمنوں پر مشتمل ہوگا۔

چمن اوّل

دربیان حضرت مولانا محمّد عبدالحکیم شہید علیہ الرحمۃ

آپ حضور شیخ العرب والعجم خواجہ عربی غریب نواز رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے بڑے فرزند دلبند تھے۔ ظاہری علوم کی تکمیل اپنے گھر ہی میں پدر بزرگوار اور جدّ امجد سے فرما کر جدامجد حضور اعلیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مشرف بہ بعیت ہوئے اور بہت جلد منازل سلوک طے کر کے صاحب اجازت بنے۔ اپنی صفات حمیدہ میں بے مثل تھے درس وتدریس کے علاوہ طلباء اور مہمانوں و مسافروں کی خدمت بڑی محبّت عقیدت اور طیبِ خاطر سے فرماتے۔ مسجد رحمانیہ سے مشرقی جانب میں جہاں اب انکا مزار مُبارک ہے، واقع اپنے حجرہ مبارکہ میں ہی

دینی کتب کی تعلیم میں مصروف رہتے انکی شب و روز کی خدمات اور عمدہ عادات و اطوار کو دیکھتے ہوئے حضور خواجہ عربی غریب نواز اور خود حضورِ اعلیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہما ان کو دل و جان سے عزیز رکھتے اور انتہائی محبت فرماتے حاسدوں سے یہ دیکھا نہ گیا تو انہوں نے زہر خورانی کا منصوبہ بنایا جس کی وجہ سے انہیں عین جوانی میں شہادت نصیب ہوئی تو شہید صاحب کے مبارک نام سے مشہور زمانہ ہوئے۔ کہتے ہیں علیحدہ کمرہ میں سونے کا معمول تھا لہٰذا رات کو اخیر وقت جو خوراک استعمال فرمائی وہ کہیں سے ہدیۃً آئی ہوئی تھی۔ اس سے کچھ بچ رہی۔ تو چارپائی کے قریب ہی رکھ دی یہ ۲۷ جمادی الاولیٰ ۱۳۰۰ھ شب جمعہ تھی چنانچہ صبح تک خود تو شہید ہو چکے تھے اور بقیہ خوراک حکماء و ڈاکٹروں سے چیک کرائی گئی تو معلوم ہوا اس میں زہر شامل تھی حضور سیدی مرشدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ بھی فرماتے تھے کہ وہ بقیہ خوراک چھت پر ڈالی گئی تو پرندے اور جانور بھی قریب آکر ہٹ جاتے تھے یہ بات بھی اسی کو قوت دیتی ہے کہ آپ کا وصال زہر خورانی سے ہی ہوا آپ کے پھوپھا محترم جناب مولانا قمر الدین صاحب نے برموقعہ وصال پُرملال یہ اچانک خبر سنتے ہی فی البدیہ یہ شعر پڑھا

عاش سعیدا مات شہیدا
یا اسفیٰ ھو مات وحیدا

ترجمہ: نیک بختوں جیسی زندگی گذاری اور شہادت کی موت نصیب ہوئی مگر اے افسوس کہ تنہا (علیحدہ کمرے میں) ہی فوت ہوئے۔

فقیر کاتب الحروف نے تاریخ وصال کے طور پر یہ رباعی کہی ہے ؎

صاحب علم و عمل عبدالحکیم ہر دل نواز — شد شہید و رفت سوئے خالق آں بندہ نواز
چوں قبولش کرد جام از بارگاہ ذی الجلال — خیز غوغا بہر سالش واہ واہ غریب نواز ۱۳۰۰

حضرت شہید صاحب کے ذمہ لنگر کی جملہ خدمات کے علاوہ مسجد رحمانیہ شریف کی مستقل امامت اور مدرسہ رحمانیہ میں تدریسی خدمات بھی تھیں، چنانچہ اپنے اس ہمہ صفت موصوف فرزندِ اکبر کے اچانک وِصال پر حضور خواجہ عربی غریب نواز اور حضور اعلیٰ رضی اللہ تعالےٰ عنہما کو ازحد صدمہ ہوا مگر حوصلہ اور استقامت کے پہاڑوں نے انتہائی صبر سے یہ وقت گزارا اور یہ بھی معلوم رہے کہ حاسدوں نے آپ سے اور آپ کی اولاد سے اس کے علاوہ بھی کئی طرح کی دشمنیاں کیں، مگر آپ نے کبھی انتقام نہ لیا۔ کہتے ہیں اس موقعہ پر لوگوں نے حاسدوں کی اطلاع بھی دے دی مگر حضور عربی غریب نواز نے بجائے خود انتقام لینے کے یوں فرمایا کہ منتقم حقیقی جل جلالہ ہی ان سے بدلہ لے گا میں ان کے درپے نہیں ہوتا۔ فرزندِ عزیز کو آپ نے خود ہی غسل دیا اور تکفین و تدفین کے اُمور بھی خود انجام دیئے۔ آپ کو اسی حجرہ ہی میں دفن کیا گیا جہاں آپ مصروف درس و تدریس رہتے اور اکثر و بیشتر فرمایا کرتے تھے کہ مجھے یہاں سے جنّت الفردوس کی خوشبو آتی ہے۔ اللھم اجعل قبرہ علیہ روضۃ من ریاض الجنۃ آمین یہ جمعہ کا روز تھا آپ کے برادرِ خورد جناب حضرت مفتی اعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے نمازِ جمعہ پڑھانی تھی مگر انہوں نے شدید صدمہ کے باعث امامت سے معذوری ظاہر کی تو خود حضور عربی غریب نواز نے نمازِ جمعہ پڑھائی۔ آپ کے برادرِ محترم حضور ولی لاثانی مولانا محمد عبدالکریم ملتانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ حوصلہ اور اور بُردباری کے ایسے واقعات کے پیشِ نظر حضور عربی غریب نواز کو سرگروہ حلیماں کے لقب سے یاد فرماتے تھے۔

حضور خواجہ عربی غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کے ایصالِ ثواب کے لئے ادعیہ ماثورہ، درود شریف، قصائد، چہار سلاسل فقر وغیرہ پر مشتمل

وظائف کا ایک مجموعہ اسی سال طباعت کرا کے اس کا تاریخی نام وظیفہ انیقہ لطیفہ تجویز فرمایا۔ بحمدہ تعالےٰ سلسلہ عالیہ میں خوب مقبول ہوا تا حال بعض متوسلین اور خاندان عالیشان کے چند خوش بخت حضرات کا معمول بہ وظیفہ ہے۔

حضرت شہید صاحب کی عمر کے بارہ میں کچھ علم نہیں ہو سکا البتہ آپ کے برادر خورد جناب مفتیٔ اعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی عمر شریف سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ آپ کی عمر بوقت وصال تقریباً تیس ۳۰ سال ہو گی واللہ تعالےٰ اعلم

آپ سے دو فرزند اور ایک صاحبزادی ہوئے جنہوں نے بعد ازاں اپنے یتیمی کے دن جدِ امجد کے زیرِ سایہ گزارے۔

پہلے صاحبزادہ صاحب جناب مولانا محمد عبدالرؤف بڑے متبحر عالم اور مستانہ وار صوفی بزرگ تھے خصوصاً علم میراث میں انکی شہرت زبان زد عام ہو گئی تھی ہمہ قسمی تکلفات سے آپ کی زندگی آزاد تھی۔ انتہائی سادہ زندگی بسر کی۔ نماز سے ان کو بڑا شغف تھا، جہاں بھی جاتے نوافل پر نوافل ادا کرنے میں مصروف ہو جاتے حضور خواجہ عربی غریب نواز کے خلیفہ و محبوب مرید جناب حضرت قاضی نعمت اللہ شاہ صاحب قریشی علیہ الرحمۃ سے انکی گہری دوستی تھی ان کے دولت خانہ واقع مخدوم رشید تشریف لے جاتے تو ہفتہ دو ہفتہ تک قیام پذیر رہتے بعض اوقات حضرت قاضی صاحب کھانا تیار کئے انتظار میں رہتے مگر آپ وہاں نہ ہوتے بسیار تلاش کے بعد جنگل بیابان میں کسی بے آباد مسجد میں نوافل میں مشغول پائے جاتے تو کھانا کی اطلاع کی جاتی۔ اسی طرح ایک دفعہ دریائے سندھ کے کنارہ پر اور بروایتے حماد پور واقع برکنارہ دریائے چناب کسی دوست کو ملنے گئے تو واپسی پر آ کر بحری جہاز (بڑی کشتی)

کی ٹکٹ لے لی مگر جہاز کی روانگی کو ذرا دیر تھی تو آپ قریب ہی کھڑی خورد و بڑی بڑی فصلوں میں چھُپ کر مصروفِ نماز ہو گئے۔ کچھ انتظار کے بعد جہاز راں نے جہاز لنگر سے کھول کر چلانے کا ارادہ کیا تو جہاز کنارہ سے ہٹتے ہی پھر ایسے کنارہ پر آلگتا جیسے جہاز کو رسّے سے کسی نے کھینچ لیا ہو۔ متعدّد بار ایسا ہوا تو یقین ہو گیا کہ یہ اتفاقی امر نہیں بلکہ کسی کا تصرّف ہے چنانچہ باہمی مشورہ سے طے پایا کہ مستانہ وار صُوفی بزرگ جنہوں نے ٹکٹ تو لیا مگر اب موجود نہیں کو تلاش کیا جاوے۔ لہذا چند آدمی تلاش کو نکلے تو جنگل میں مصروفِ نماز پایا سلام پھیرنے پر مطلع کیا تو آپ تشریف لائے۔ اب کشتی نہایت آسانی سے چلنے لگی تو سب سمجھ گئے کہ یہ آپ کی کرامت تھی۔ انکی شادی اپنے چچا بزرگوار حضرت مفتی اعظم ہند رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی دختر نیک اختر سے ہوئی ان سے ایک صاحبزادی ہوئیں جن کا نکاح بروایت مولٰنا محمد عبدالجمیل صاحب علی محمد صاحب سے ہوا۔ ان کی اولاد کا سلسلہ انہی صاحبزادی سے جاری ہوا اب تک کثیر اولاد موجود ہے ان کے سنِ وصال پر میں مطلع نہیں ہو سکا۔ حضور اعلیٰ رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے روضہ شریف میں ان کی پائنتی سے غربی طرف ان کا مزار زیارت گاہِ خلائق ہے۔

دوسرے فرزند جناب مولانا محمد عبدالعظیم صاحب جو عینِ شباب کی حالت میں ۱۲۱۵ھ کو جاں بحق ہوئے ان کے وصال کا قصّہ بھی پُر درد ہے۔ حضور قبلہ ام سیّدی و مرشدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ یوں روایت فرماتے تھے کہ بچپن ہی میں گھر سے باہر کسی کام کو نکلے تو اچانک ہمسایوں کے گھر کچھ بارودی مواد پھٹنے سے جو دھماکا ہوا اس کے سبب ان کا بدن جھلس گیا رنگت بارودی دھواں کی وجہ سے بالکل سیاہ ہو گئی اسی حال میں گھر میں داخل ہوئے اہل خانہ ڈر کر

ادھر اُدھر پوچھنے لگے کہ یہ اجنبی کون آ گیا تو جزع فزع کے بغیر بڑے ہی حوصلہ سے بولے گھبراؤ مت، مَیں عبدالعظیم ہوں۔ گولہ بارود پھٹنے سے یہ معاملہ ہوا ہے تب سب کی شفقتوں اور مہربانیوں کا مرکز بن گئے مگر تابہ کے، بالآخر شدید اثر کے سبب صحت یاب ہو سکے اور وقت آنے پر واصل باللہ ہوئے۔ انا للّٰہ وانا الیہ راجعون۔ اپنے والدِ گرامی حضرت شہید صاحب علیہ الرحمۃ کے ہمراہ ان سے شرقی جانب آسودہ ہیں۔

حضرت شہید صاحب علیہ الرحمۃ کی صاحبزادی کا عقد نکاح جناب مولانا محمد ظریف اعوان صاحب سے ہوا جن سے اولاد بھی ہوئی۔ بحمدہ تعالےٰ اب تک انکی اولاد کا سلسلہ جاری ہے۔

چمن دوم

در بیان سجادہ نشین ثانی دَرگاہِ عالیہ عُبیدیہ زُبدۃ المحققین،

حضرت مفتی اعظم ہند ابن العربی مولانا المولوی محمّد عبد العلیم مُلتانی رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہٗ

آپ حضور شیخ العرب والعجم سرگروہ حلیمان حضرت مولانا محمّد عبدالرحمٰن ملتانی ثم العربی رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ کے اگرچہ دُوسرے فرزند دلبند تھے لیکن چونکہ آپ کے علاوہ حضور خواجہ عربی غریب نواز کی جملہ اولاد ان کے حین حیات ہی داعی اجل کو لبیک کہہ بیٹھی تھی اس لئے ان کے بعد آپ ہی مطلق جانشین اور خانقاہ عبیدیہ کے دُوسرے سجادہ نشین مقرر ہوئے۔ نام نامی محمد عبدالعلیم تھا مگر

جملہ علوم و فنون میں یدطولیٰ رکھنے اور فتویٰ نویسی میں مرجع خواص و عوام ہونے کے سبب زبدۃ المحققین اور مفتی اعظم ہند کے القاب مبارکہ سے مشہورِ زمانہ ہوئے۔ خاندانِ عُبیدیہ میں آپ کا دَورِ خلافت اس لحاظ سے سُنہری دَور کہلاتا ہے کہ خویشاوندان میں کوئی بھی ظاہراً و باطناً آپ کا مخالف نہ رہا تھا بلکہ آپ کی ذاتِ گرامی مسلّم الکل تھی۔ الحمد للہ علیٰ ذٰلک۔

ولادت باسعادت: حضور قبلہ ام سیدی مرشدی رضی اللہ تعالےٰ عنہٗ نے آپ کا سنِ ولادت خود آپ کی زبانی ۱۲۷۰ھ بیان فرمایا تو اس احقر کاتب الحروف نے "زہے بخت مندی نومولود" ۱۲۷۰ تاریخی مادہ نکالا مگر آپ کی اپنی قلمی کتاب میں آپ کے ہی قلم سے اپنی تاریخِ ولادت یوں لکھی دیکھی گئی "چہ مستحق کرامت تولد فقیر حقیر"۔ بعض تذکرہ نگاروں نے "چہ مستحق کرامت" کے اعداد ۱۲۷۷ کو معتبر جانتے ہوئے سنِ ولادت ۱۲۷۷ھ لکھا ہے، جو درست نہیں کہ آپ کی عمر بالاتفاق ۸۹ سال اور سنِ وصال ۱۳۵۹ھ ہے لہٰذا بہ ایں حساب بھی سنِ ولادت ۱۲۷۰ھ ہی بنتا ہے۔ ہاں اگر پورے مصرع سے "تولد فقیر حقیر" کی ح لفظ "چہ" کو بھی نکال دیا جائے تو "مستحق کرامت" کے عدد اگرچہ ۱۲۶۹ بنتے ہیں مگر چونکہ ایک کی کمی بیشی کا اس فن میں کچھ اعتبار نہیں کیا جاتا لہٰذا سنِ ولادت ۱۲۷۰ھ ہی کو حتمی قرار دیا جا سکتا ہے۔

حصولِ علم: قرآن شریف کی تعلیم آپ نے محلہ قدیر آباد کے قریب ہی واقع ملتان کے مشہور مجذوب بزرگ حضرت مولانا چپ شاہ صاحب علیہ الرحمۃ کی مسجد میں حاصل فرمائی۔ اس بارہ میں کوئی تفصیلی حال معلوم نہیں ہو سکا البتہ حضور قبلہ ام سیدی مُرشدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ خود حضور جدِ امجد مفتی اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے میں نے سُنا کہ

آپ فرماتے تھے میرے جدامجد حضور اعلیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مجھے بچپن ہی سے بے حد عزیز رکھتے تھے حتیٰ کہ جب آپ جھنگ سے ملتان جنت نشان تشریف لاتے تو پالکی پر ہی میرے پاس مسجد حضرت چپ شاہ صاحب میں تشریف لاتے اور مجھے اس دن استاذ محترم سے چھٹی دِلاکر اپنے ہمراہ دولت خانہ پر لے آتے۔

الغرض حفظ کلام اللہ شریف کے بعد اپنے پدرِ بزگوار اور جدِّ امجد کے سامنے علومِ متداولہ کے حصول کیلئے زانوئے تلمذ تہہ کیا نظم فارسی سے لے کر فقہ اصولِ فقہ، حدیث وتفسیر اور علوم جدیدہ وغیرہ میں بہت ہی جلد استعداد کمال حاصل فرمایا کہ اپنے ہم عصر علماء کرام میں نمایاں اور امتیازی مقام حاصل فرمالیا۔

بیعت و خلافت: دورانِ تعلیم ہی آپ اپنے جدِ امجد حضور اعلیٰ رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے بیعت ہو کر حصولِ علم کے ساتھ خدمت مہمانان، ومسافران وطلباء میں بھی مصروف رہے۔ شب و روز کی صحبت بابرکت سے بہت ہی جلد آپ میں جذبِ محبت اور ولایت کے وہ آثار نمایاں ہوئے کہ نوعمری ہی میں اپنے اسلاف کی تصویر بن گئے۔ مشہور ہے کہ آپ اپنے اندر موجود جذبۂ خدمت کے سبب اپنے والدِ گرامی اور جدّ امجد کے یاد فرمانے پر بعض دفعہ موقعہ پا کر بغیر نعلین کے پا برہنہ حاضر خدمت ہو جاتے اور انکی دُعائیں لیتے۔ بالخصوص اپنے برادر بزرگ جناب حضرت شہید صاحب علیہ الرحمۃ کے وصال کے بعد درس وتدریس، لنگر شریف اور امامتِ مسجد رحمانیہ شریف وغیرہ تمام تر ذمہ داریاں آپ کی طرف منتقل ہوگئیں اور آپ ہر آزمائش کی گھڑی میں اپنے پدرِ بزرگوار اور جدِ امجد کے

معیار پر بحمدہٖ تعالےٰ پُورے اُترے اور انکی نظر کیمیا اثر نے بھی آپ کو گوہر مراد کے حُصول میں خُوب تعاون پیش کیا۔ الغرض جُونہی ولایت کے اعلیٰ درجہ پر فائز ہوئے تو خود حُضور اعلیٰ حضرت فانی فی اللہ باقی باللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کو ہر چہار سلاسل کی خلافت سے سرفراز فرمایا۔ الحمد للہ علے ذلک۔

علمی مقام وسلسلہ رُشد وہدایت:

خاندان عالیشان کے معمول کے مطابق آپ بھی علوم ظاہریہ سے فراغت حاصل فرمانے پر درس وتدریس کے مُبارک شغل میں مصروف ہو گئے بحمدہ سُبحانہٗ وتعالیٰ قریب وبعید سے سینکڑوں ہزاروں طالبانِ شریعت آپ کے تبحر علمی سے مستفید ہوتے رہے جملہ کُتب متداولہ پر آپ کو اتنا عبور تھا کہ علم نحو میں شرح عبدالغفور جیسی ادقّ کتاب آپ دورانِ استراحت بھی پڑھا لیتے چنانچہ حضور قبلہ ام سیّدی مرشدی رضی اللہ تعالےٰ عنہ ایک مرتبہ آپ سے مسجد رحمانیہ کے بیرونی تخت پوش پر جہاں آپ جلوہ افروز رہتے تھے آرام کی حالت میں ہی شرح عبدالغفور کا سبق لے رہے تھے کہ مدرسہ نعمانیہ میں مقیم ہندوستان سے آئے ہوئے عالم کسی غرض سے حاضر ہوئے تو یہ کیفیت دیکھ کر انگشت بدنداں رہ گئے اور کہا اتنی مشکل کتاب اور اسکی عبارت لیٹے ہوئے شاگرد سے سن لینا غلطی بیان کرنا پھر ضروری ترجمہ وتشریح بیان فرمانا یہ سب صرف آپ ہی کی خصوصیات سے ہے ورنہ ایسی کتاب ہمہ تن ہوش و گوش ہو کر ہی سُننی اور پڑھانی پڑتی ہے۔

بحمدہٖ سُبحانہٗ وتعالےٰ آپ سے بھی آپکے اکابرین کی طرح ہر مکتبِ فکر کے علماء نے اکتساب فیض کیا مثلاً مولانا عبدالتواب ملتانی غیر مقلد، مولانا خیر محمد ٹھل حمزہ والے مدرس حرم مکہ شریف، مولانا محمد عبداللہ بہلوی دیوبندی، مولانا حبیب اللہ گمانوی

اور مولانا برخوردار بریلوی علیہم الرحمۃ کا شمار آپ کے شاگردوں میں ہوتا ہے۔

نقل ہے کہ آپ کا علمی دبدبہ اور وقار اس قدر تھا کہ کوئی نو وارد آپ کے سامنے عربی عبارت پڑھتے ہوئے ضرور جھجک محسوس کرتا اور جرأت سے نہ پڑھ سکتا تھا اور بروایت "فقہاءِ ملتان" تو بڑے بڑے علماء آپ کے سامنے طلباء کو تعلیم دینے سے کتراتے تھے چنانچہ مولانا سلطان محمود تلیری والے جو آپ کے ہم زبان اور قابل استاذ ہونے کے ساتھ ساتھ مفتی بھی تھے فرماتے تھے کہ میں حضرت مفتی محمد عبدالعلیم ملتانی کے سامنے پڑھانے کی جرأت نہیں کر سکتا۔ الخ

عوام ہی نہیں خواص کو بھی آپکی علمی قابلیت کا اعتراف تھا، چنانچہ حضور قبلہ ام سیدی مرشدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرماتے تھے کہ جب آپ چشتیاں شریف، برموقعہ عرس مبارک حضور قبلہ عالم و عالمیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف لے جاتے مہاروی شاہزادگان میں سے حضرت مولانا خواجہ کریم بخش صاحب اور حضرت مولانا خواجہ جمال الدین صاحب علیہما الرحمۃ بوقت ملاقات آنجناب کے سینہ بے کینہ پر کافی دیر اپنے ہاتھ مبارک رکھتے اور ارشاد فرماتے الحمدللہ اس سینۂ فیض گنجینہ میں علم کا نور کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا ہے معلوم رہے کہ آپ بھی سادات کرام اور اہل اللہ کی اولاد امجاد کی عزت و توقیر اس نسبت کے سبب از حد فرماتے چنانچہ حضرات خواجگان مہاروی و تونسوی چھوٹوں بڑوں سب کے قدموں پر دونوں ہاتھ رکھ کر ان کے ہاتھ چومتے۔ ایک دفعہ دورانِ وجد حضرت خواجہ محمد عارف و خواجہ محمد غوث مہاروی قدس سرہما العزیز کے قدمین شریفین کو بوسہ دے کر کچھ دیر بعد واپسی فرمائی۔

جمعیت علماء احناف کے نام سے حنفی علماء کی انجمن جب وجود میں

آئی تو اس کے پہلے اجلاس میں آپ نے صدارتی خطبہ عربی زبان میں پڑھا مجھے یہ بات، مولانا محمد مسعود صاحب منتظم اعلیٰ لائبریری مدرسہ قاسم العلوم نے خود بیان فرمائی اور فرمایا میں نے مدرسہ میں اس صدارتی خُطبہ کی نقل بھی پڑھی تھی مگر اب مستحضر نہیں کہ کس رسالہ میں دیکھی تھی۔

حضرت مخدوم سید صدر الدین گیلانی صاحب علیہ الرحمۃ جنہیں ملتان دارالامان میں روحانی سیاسی اور سماجی حلقوں میں ایک خُصوصی اور منفرد مقام حاصل تھا بھی اکثر مسائل کی تحقیق کے لئے آپکی طرف رجوع فرماتے ہر دو عیدُ رمضان المبارک کے مواقع پر چاند کی شہادت لے کر آپ حکم نامہ جاری فرماتے تو حضرت مخدوم صاحب کی تسلّی ہوتی جس پر وہ اعلان کرواتے۔

مشہور رہے کہ آپ کے زمان سعادت اقتران میں ملتان کے چار روحانی پیشوا ملتان کے گویا چار ستون کہلاتے تھے۔ حضور مفتیٔ اعظم ہند مولینا محمد عبد العلیم رضی اللہ تعالےٰ عنہ م سنہ ۱۸۵۲ء، حضرت مخدوم سیّد صدر الدین شاہ صاحب علیہ الرحمۃ، حضرت مولانا خواجہ حسین بخش صاحب قریشی علیہ الرحمۃ م سنہ ۱۳۷۹ھ اور حضرت قاضی مٹھو صاحب م سنہ ھ خلیفہ حضرت خواجہ غلام فرید صاحب علیہما الرحمۃ

قاری محمد عبد اللطیف صاحب ملتانی ثم المدنی کے والدِ گرامی جناب مولانا حافظ غلام سرور صاحب فرماتے ہیں کہ میں کسی مسئلہ کی تحقیق کے لئے ہندوستان حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ صاحب کے پاس حاضر ہوا تو اُنہوں نے ارشاد فرمایا کہ تمہارے قریب ہی حضرت مفتی اعظم ہند کا وجود مسعود تشنگانِ علم کو سیراب کرنے میں مصروف ہے لہذا ان کے ہوتے ہوئے تمہیں اتنے دُور دراز سفر کرنے کی کوئی ضرورت نہ تھی۔

آپ کی تیسری پشت میں موجود فاضل نوجوان صاحبزادہ میاں عبد القوی صاحب

فرماتے ہیں کہ کچھ عرصہ پہلے مجھے دار العلوم دیوبند جانے کا موقع ملا تو وہاں کے شیخ الحدیث جناب مولانا نصیر احمد خان صاحب سے ملاقات ہوئی یہ سن کر کہ میرا تعلق ملتان سے ہے انہوں نے مجھ سے پوچھا کہ حضرت مفتی اعظم مولانا محمد عبد العلیم ملتانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے بارہ میں کچھ جانتے ہو؟ میں نے عرض کیا انہی کی تیسری پشت سے مَیں حاضر ہوں تو انتہائی خوش ہوئے اپنی مخصوص نشست گاہ پر بیٹھنے کے لئے مجھے جگہ دی اور فرمایا میں کچھ عرصہ ملتان رہ کر ان سے مستفید ہوتا رہا تھا مَیں نے اپنی زندگی میں ان جیسا صاحبِ تصرّف استاد نہیں دیکھا۔

دار العلوم کبیر والہ کے مہتمم جناب مولانا محمد علی صاحب نے مولانا قاضی محمد عبد القوی صاحب کو بیان فرمایا کہ مَیں باغ لانگے خان میں واقع ہونے والے اس جلسہ میں شریک تھا جس میں صدارت حضور مفتی اعظم ہند کی تھی اور تقریر مولانا حسین احمد مدنی صاحب کی۔ دورانِ تقریر کسی نے مسئلہ سماع (قوالی) پر اعتراضی رقعہ بھیجا تو مولانا صاحب نے واشگاف الفاظ میں فرمایا کہ اس مختلف فیہ مسئلہ میں حضور مفتی اعظم ہند کا مسلک و مشرب ہی میری رائے ہے۔ سُبحان اللہ وبحمدہٖ حضور مفتی اعظم کا اس مسئلہ پر مختصر فتویٰ آپ گلزارِ اوّل میں مطالعہ کر آئے ہیں۔

شیخ الجامعہ حضرت مولانا غلام محمد گھوٹوی صاحب علیہ الرحمۃ مؤلف صرف گھوٹوی جن کی شخصیت اہل علم حضرات میں تعارف کی محتاج نہیں، علمی تحقیق و دوستی کی بناء پر مدرسہ میں خود حاضر ہو کر آپ کی صحبت سے بارہا مستفید ہوئے

آپکے فرزند حضرت مولانا محمد عبد القدوس صاحب علیہ الرحمۃ بیان فرماتے تھے کہ موضع دوانہ چاہ ہدایت والا پر نمبردار کی دعوت پر آپ تشریف لے گئے مَیں ہمرکاب تھا۔ ظہر کی نماز کے لئے آپ نے سب کو کنویں سے وضو کرنے کا حکم

فرمایا اور اپنے لئے آفتابہ بھرنے کو دیا کہ مسجد میں لیتے آؤ جب وضو کر کے آفتابہ مسجد شریف لے گیا تو باہر سے کسی کے پڑھنے کی آواز آئی از حد حیران ہوا، اپنی دانست میں سب ساتھی باہر ہی تھے چُپ چاپ تعجباً رُک گیا یہاں تک کہ آپ خود تشریف لائے۔ تبسم کناں فرمایا چند جنّات نور الایضاح کتاب کا سبق پڑھ رہے تھے اس سے معلوم ہوا کہ انسان ہی نہیں جنّات بھی آپ کے علوم سے مُستفید ہوئے۔ چنانچہ اٹھارہ کنّی سے آپ کے انتہائی معمر مرید جناب محمد رمضان بھٹی نے بھی جناب قاضی محمد عبد القوی صاحب کو بیان کیا کہ ایک دفعہ میں زیارت کی غرض سے حاضر ہوا تو آپ نے ازراہِ کرم تیل خرید کر لانے کو کہا میں نے کسی مستعد طالب علم کے ذمہ لگا دیا اس نے بلا تاخیر ایک کپّی تیل کی لا دی۔ میں نے پیش خدمت کر دی تو فرمایا کہاں سے لائے ہو عرض کی فلاں طالب علم کے ذمہ لگایا تھا اسے بلایا تو اس نے عرض کیا حضور! خانیوال سے لایا ہوں فرمایا یہ جنّ ہے اور چوری کر کے لایا ہے لہذا میں استعمال نہ کروں گا اس پر اسے فرمایا کہ فوراً واپس کر آؤ اور مجھے فرمایا اپنا ذمّہ کام خود کیا کرو دوسروں کو مت بتایا کرو۔

جناب حکیم محمد بخش صاحب محمد پوری علیہ الرحمۃ م ۱۳۵۹ھ جو مشہور زمانہ حکیم اور عالم دین بھی تھے کو آپ سے بیحد انس و محبّت تھی باوجودیکہ خود بھی مستجاب الدعوات تھے تاہم اپنے پاس دُعا طلبی کی خاطر ہونے والوں کو فرماتے، میں کس منہ سے دُعا کروں حضور مفتی اعظم ہند کے پاس جا کر دُعا کراؤ۔ سُبحان اللہ! آپ بھی گاہے گاہے انکے گھر تشریف لے جاتے اور حکیم صاحب کے خاندان میں یہ بات مشہور ہے کہ حضور مفتی اعظم ہند کی موجودگی میں متعدد بار سیّدنا حضرت خضر علیہ السّلام نے حضرت حکیم صاحب کے دولت خانہ کو اپنے قدوم میمنت لزوم

سے نوازا اور دونوں حضرات رات بھر ان سے مستفید ہوئے۔ الحمد للہ علے ذلک

حضور غوث المسلمین شیخ بہاؤ الدین محمد زکریا ملتانی رحمۃ اللہ علیہ کے سجادہ نشین حضرت مخدوم حسن بخش ملتانی قریشی علیہ الرحمۃ (متوفی ۱۳۴۰ھ) نے ایک دفعہ آپکی دعوت کا اہتمام فرمایا۔ آپ تشریف لے گئے تو اسی موقعہ پر فرمایا کہ اس دعوت سے میرا مقصود آپ کو اس بات کی وصیت کرنا ہے کہ بعض لوگ مجھے شیعہ رافضی گمان کرتے ہیں حالانکہ یہ درست نہیں، میں اپنے اہلسنت ہونے پر آپکو گواہ بناتا ہوں اور وصیت کرتا ہوں کہ میری نمازِ جنازہ آپ ہی پڑھا دیں۔ یہ روایت مجھے حضور زیبِ آستانہ عالیہ نے اپنے پدر بزرگوار قبلہ حضور سیدی مرشدی رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے ناقلاً سنائی، مزید مولانا محمد عبد القدوس صاحب سے ان کے فرزندِ سادس حضرت عتیقی صاحب نے روایت کی کہ مخدوم صاحب کے فرزند مخدوم مرید حسین صاحب نے ایک مرتبہ حضور مفتی اعظم کو وضو فرماتے دیکھا تو پاؤں مبارک کا مستعمل پانی تبرکاً لے کر اپنے مُنہ پر پھیرا۔ سبحان اللہ وبحمدہٖ

ملتان چھاؤنی میں ایک مولانا صاحب کی جو ہندوستان سے فارغ التحصیل ہو کر آئے تھے۔ خطابت کے لئے تقرری ہوئی۔ ان کے مزاج میں شدت تھی ہر آئے دن انکا موضوع مشائخ کرام کے معمولات بہ اُمور پر اعتراض ہی ہوتا۔ کبھی سوئم، چالیسواں اور کبھی اعراس مبارکہ و میلاد النبی علیہ الصلوٰۃ والسلام پر تنقید کرتے العیاذ باللہ ثم العیاذ باللہ جس سے اہلِ محلہ نے تنگ آکر انہیں مجبور کیا کہ ہم ہر مسئلہ کی تحقیق کے لئے چونکہ مفتی اعظم ملتانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف رجوع کرتے ہیں لہذا مناسب ہے آپ بھی براہ کرم ان سے ملاقات فرمالیں۔ چنانچہ حضور سراپا نور قبلہ ام سیدی مرشدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے تھے کہ ایک دن جبکہ میں بعد نماز صبح مسجد رحمانیہ شریف کے بیرونی تخت پوش

پر بیٹھا آپ سے سبقاً کوئی کتاب پڑھ رہا تھا تو دو تانگے سواروں سے بھرے ہوئے مسجد شریف کے دروازہ پر آکر رُکے اگلے تانگہ سے ایک نہایت خوش پوش مولانا اترے اور خراماں خراماں ہماری طرف آئے حضور قبلہ مفتیٔ اعظم رضی اللہ تعالیٰ انکی طرف متوجّہ ہوئے اور سلام دعا کے بعد انہیں اپنے روبرو بٹھایا۔ حاضرین میں سے چند ایک آپ سے تعلق دار تھے انہوں نے ماجرا من وعن بیان کیا کہ ہمارے تمام معمولات ان مولانا صاحب کے نزدیک بدعات میں شامل ہیں کیونکہ قرآن وحدیث اور قرن اولے میں ان کا وجود نہ تھا لہذا اپنے اطمینان کے لئے ان کو لائے ہیں تاکہ آنجناب کے سامنے کچھ فیصلہ کن بات ہو جائے۔ چنانچہ معاملہ کو فوری طور پر سمجھتے ہوتے آپ مولانا صاحب کی طرف متوجّہ ہوئے اور۔

فرمایا: مولنا سر پر کیا رکھا ہے۔؟ عرض کی: قراقلی کی ٹوپی۔

فرمایا: قرآن وحدیث میں اس کا ثبوت ہے؟ عرض کی: ہمارے علاقہ میں اس کا رواج ہے معزز لوگ اسے استعمال کرتے ہیں۔

فرمایا: تمہاری اچکن پر دس سے زائد بٹن لگے ہیں ان کا ثبوت قرآن و حدیث سے دے سکو گے؟ عرض کی: نہیں۔

فرمایا: کلائی پر جو گھڑی باندھ رکھی ہے اور طرفہ تر یہ کہ ایک گھڑی پر اکتفا نہیں بلکہ جیب میں بھی گھڑی موجود ہے جس کا اندازہ میں بٹن سے لگی زنجیری سے لگا رہا ہوں کیا یہ بدعت کے علاوہ اسراف میں بھی شامل نہیں لہذا اس کا ثبوت قرآن وحدیث سے نہ سہی قرن اولے ہی میں اس کا رواج ثابت کر سکو گے؟

عرض کی: ہرگز نہیں۔

فرمایا : چمڑے کے ایڑی والے بوٹ جو آپ نے زیب پا کر رکھے ہیں،
کیا سنّت سے ثابت ہیں۔ ؟

عرض کی : نہیں۔ مگر خلافِ شرع بھی تو نہیں (کہ منع وارد نہیں ہوئی)
فرمایا : جیب میں اتنے خوبصورت پن سجا رکھے ہیں کیا صحابہ کرام اور تابعین حضرات علیہم الرضوان نے ایسا کیا ؟

عرض کی : نہیں۔ مگر اس قلم سجانے میں آخر قباحت کیا ہے ؟
فرمایا : سر سے پاؤں تک تم نے خلافِ سنّت طریقہ اپنا رکھا ہے جس کے جواز کی دلیل صرف اور صرف رواج اور تمہارے معزّزین کا طریقہ ہی ہے اور زیادہ سے زیادہ لعدم ورود النہی یہ امور درجہ اباحت میں رہیں گے اور اس سے متجاوز ہو کر مستحب و سنّت میں داخل کرنے کی تمہارے پاس جب کوئی دلیل نہیں تو ہمارے لئے سوئم چالیسواں وغیرہ رسوماتِ مشروعہ کیوں ناجائز و حرام ہوں جبکہ انہیں ہمارے اکابرین جو مقتداء اہل السنۃ تھے کے تعامل کی قوت بھی حاصل ہو اور تعجب اس بات پر ہے کہ ایصالِ ثواب کے تم بھی قائل ہو۔ پھر صرف چند عوارض مثل تقررِ اوقات وغیرہ کی وجہ سے ان کو حرام کہہ دیتے ہو آخر ایسا کیوں ؟

چنانچہ مولنا سے جواب نہ بن آیا اور چل دیئے۔ حضور سیّدی مرشدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہمیں اس دن معلوم ہوا کہ یہ حضرات اسی قسم کے الزامی سوال و جواب سے ہی خاموش ہوتے ہیں ورنہ ان رسومات کے جواز و استحباب پر علماء اہلِ سنّت کے پاس کچھ کم دلائل نہیں۔

غیر مقلدین کے اس گستاخانہ اندازِ گفتگو پر کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تو فلاں حدیث میں یوں ارشاد فرمایا اور اے حنفیو! تمہارے امام صاحب

نے یوں مسئلہ بیان فرمایا، آپ یوں جواب مرحمت فرماتے کہ مسلمانان اہل السنۃ کو دھوکہ میں رکھنے والے گستاخ! یوں کہہ کہ اس حدیث شریف سے میں نے یہ مراد لی ہے اور امام الائمہ سیدنا حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ مراد لی ہے اب فیصلہ اے حاظرین تم پر ہے کہ مجھے زیادہ دانا سمجھتے ہو جو چند احادیث گھر بیٹھے پڑھ کر وعظ کرنے لگا ہوں یا سیدنا حضرت امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جنہوں نے خیر القرون میں عمر کا ایک حصہ دینی خدمات میں صرف کر کے وہ مقام حاصل کیا کہ مقتدار زمانہ بنے۔ فرمایا لازماً اسوقت لوگ تیری رائے پر انکی رائے کو ترجیح دیں گے۔

حضور سیدی مرشدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ آپ مدرسہ میں ایسے طالب علم کو رہنے کی اجازت مرحمت فرماتے جس کی قمیص کے گلے پر کالر بنے ہوتے کیونکہ آپ اسے عیسائیوں کے لباس سے مشابہت کی بنیاد پر بالکل ناپسند فرماتے۔

حضور شیخ العرب والعجم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بعد آپ نے مدرسہ اور خانقاہ شریف کی سرپرستی اپنے اسلاف کے نقش قدم پر چلتے ہوئے انتہائی احسن طریق سے فرمائی۔ تعمیری کاموں سے سخت متنفر ہونے کے باوجود مسجد رحمانیہ شریف کی شمالی جانب موجود باغ میں حضرات شاہزادگان مہاروی وخیر پوری حضرات اور دیگر معزز مہمانوں کے لئے جو بر موقع عرس مبارک حضور اعلیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف لاتے کے لئے بڑے کمرے بنوائے اور غربی جانب ان حاضرین کی سواریوں کے لئے جگہ مقرر فرمائی۔

برادر بزرگوار حضرت شہید صاحب علیہ الرحمۃ کے وصال کے بعد مسجد رحمانیہ میں فریضۂ امامت حضور خواجہ عربی غریب نواز رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے آپکو سونپ

دیا جو آپ نے عرصہ دراز تک ادا فرمایا پھر اپنے فرزند دلبند حضرت مولانا محمد عبدالکریم رضی اللہ تعالٰی عنہ کو یہ ذمہ داری سونپی مگر آپ حد سے زیادہ محتاط تھے اس ذمہ داری کی گرانی آپ پر واضح طور پر محسوس ہونے لگی اور آپ پریشان رہنے لگے تو آپ نے اپنے انتہائی منظور نظر سراپا نور پوتے جناب حضور سیدی مرشدی مولانا محمد عبدالشکور رضی اللہ تعالٰی عنہ کے تقوٰی و پرہیز گاری کو دیکھتے ہوئے اپنا امام مقرر فرمایا پھر ہمیشہ انہی کی اقتداء میں سب نمازیں ادا فرماتے رہے حتیٰ کہ آپ کے دور میں جب عیدگاہ میں بھی لاؤڈ سپیکر کا انتظام ہوا تو ایسے علماء کرام جو لاؤڈ سپیکر کے ذریعہ نماز پڑھانے کو جائز نہ سمجھتے تھے چل کر آئے اور عرض کی کہ باغ لانگے خاں میں نماز عید کا انتظام کرتے ہیں اور آپ کو امامت فرمانا ہوگی تو فرمایا میرا امام میرا منظور نظر پوتا ہیں، بے شک انتظام کر دیں میاں صاحب ہی نماز پڑھاویں گے

ملک محمود خان حماد پوری بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ سراپا نور حضور مولانا محمد عبدالشکور رضی اللہ تعالٰی عنہ کہیں تشریف لے گئے اور نماز کا وقت ہو گیا تو آپ نے کسی مسافر کو جو نظام الدین نامی پٹھان ٹھہرا ہوا تھا امامت کے لئے فرما دیا اسکی زبان کچھ فصیح نہ تھی سورہ کوثر میں اس نے لفظ کوثر کی ث کو ش اور فصل میں ص کو بھی ش ہی پڑھا تو آپ نے بطور تعجب "خیر" فرماتے ہوئے نماز توڑ دی اور حضور دلی لاثانی رضی اللہ تعالٰی عنہ کو حکم فرمایا پھر انہوں نے نماز پڑھائی ۔

معلوم رہے کہ آپ کے دور میں طلباء کرام کو ڈیڑھ چپاتی صبح ڈیڑھ شام کو ڈیڑھ چمچہ دال یا کسی سالن کے ساتھ ملتی تھی، محمود خان صاحب حماد پوری فرماتے ہیں مجھے یہی خوراک ملتی جو میرے لئے ناکافی تھی تو میں

نے گھر سے پنجیری تیار کرائی وہ گھی سمیت ہمراہ لے کر آیا آنجناب کو علم ہوا
تو اپنے محبوب پوتے حضور سراپا نور رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو بلا کر ارشاد فرمایا
میاں جی عبدالشکور صاحب! ملک صاحب گھی لائے ہیں اور پنجیری بھی
آپ گھی لے کر گھر پہنچا دیں۔ اسکی رقم ان کو دے دیں اور پنجیری طلباء میں
تقسیم کر دیں پھر مجھے بلا کر فرمایا طلباء کے سامنے گھی استعمال کر دگے ان کی
دل شکنی کے علاوہ انہیں بھی اگر یہی شوق لگ گیا تو سوچو بسیار خوری کی
وجہ سے پڑھے گا کون؟ کہتے ہیں اس کے بعد آپ مجھے خود صبح اپنے ناشتہ
سے کچھ بچا کر یا علیحدہ چکنی روٹی مرحمت فرماتے جس کی خبر طلباء کو نہ ہوتی مزید
کہ حضور سراپا نور رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے گائے دوھنے کا کام میرے ذمہ لگایا
تو آدھ سیر دودھ روزانہ مجھے بھی مرحمت فرماتے جس سے میں بہت خوش ہو گیا۔

محمود خان صاحب حماد پوری ہی فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ آپ نے
اسوقت خوش طبعی فرمائی جب کوے نے اوپر سے ایک لقمہ گرایا تو فرمایا
میاں جی عبدالشکور صاحب! طلباء کی روٹی کچھ کم کر دو معلوم ہوتا ہے کہ
بچ جاتی ہے تو کوے کو پھینک دیتے ہیں جس سے ہم ہنس پڑے کہ کوا کہیں
سے لقمہ اٹھا لائے، روٹی ہماری کم ہو جائے۔ لہذا پھر ہم جب کبھی کوے
کو ادھر ادھر اڑتا دیکھتے تو ہم یہ کہہ کر اڑا دیتے کہ روٹی کم کرواتا ہے؛

آپ کسی چیز کو ضائع کر دینا انتہائی ناپسند فرماتے۔ چنانچہ جناب
احمد یار راجہ صاحب کو ایک مرتبہ ایک پیسہ دے کر بازار بھیجا کہ کوڑتمہ
لے آؤ، دکاندار نے پوچھ لیا خشک ہو یا تازہ؟ انہیں معلوم نہ تھا قسم پوچھی
تو اس نے کہا پیسے کے دو، کہا دونوں ایک ایک دے دو۔ خدمت میں لے
آئے تو فرمایا ایک ہی ضرورت ہے۔ خشک ہو یا تر کیا ہوا؟ ہے تو کوڑتمہ

ہی لہذا واپس کرنے کو فرمایا تو وہ ایک واپس کر کے آدھا پیسہ بچا لائے آتے انکی اولاد آج تک اس قصّہ سے کفایت شعاری کا درس لیتی ہے اور فضول خرچی سے بچنے کی کوشش کرتی ہے۔

حضور اعلیٰ اور حضرت خواجہ عربی غریب نواز رضی اللہ تعالےٰ عنہما کے اعراس مُبارکہ پر محفلِ سماع کا انتظام روزانہ حسبِ معمول مشائخ کرام دوؔ مرتبہ ہوتا اور یہ سلسلہ تینؔ دن تک جاری رہتا۔

اپنے پدرِ بزرگوار اور جدِ امجد رضی اللہ تعالےٰ عنہما کے معمول بہ سفروں کو اُسی نہج پر جاری رکھا البتہ ابتدائی ایام سجادگی میں پالکی کے سفر کو موقوف فرمایا۔ قلیل عرصہ ہی گزرا تھا کہ آپ کے فرزند ارجمند حضور دلی لاثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو خواب میں حضور عربی غریب نواز نے ارشاد فرمایا کہ حضرت میاں صاحب کو فرما دو کہ سفر پالکی پر ہی کیا کریں چنانچہ اُنہوں نے اپنا خواب عرض کیا تو فرمایا اب حُکم ہو چکا ہے تو ضرور کر دوں گا چنانچہ اس کے بعد اسے بھی معمول بنایا۔

نیلا پوشی اور دریائی پانی کے استعمال پر بھی اپنے اکابرین کی طرح پابندی فرمائی۔ زندگی بھر از راہِ تقویٰ برف استعمال نہ فرمائی بلکہ جتنی کٹوری میں پانی بھر کر برف پر رکھ دیتے مجاورت سے پانی جتنا ٹھنڈا ہو جاتا کافی سمجھتے۔

سفر و حضر میں رہ کر مخلوقِ خداوندی کی رُشد و ہدایت کا سلسلہ جاری رکھا بحمدہ تعالےٰ کریمانہ اخلاق و نمونہ اسلاف ہونے کے باعث ہزارہا لوگ آپکے حلقہ ارادت میں شامل ہو کر سلسلہ عالیہ چشتیہ سے مُنسلک ہوئے اور بعض خواص سے آپ بوقت بیعت پوچھ بھی لیتے کہ کس سلسلہ میں داخل ہو گے وہ جس کی فرمائش کرتے اسی سلسلہ میں انہیں داخل فرماتے۔

سفر پر روانگی سے چند یوم قبل اہلِ خانہ کو مطلع فرماتے جسے ہم سفر ہونے کی سعادت بخشنا ہوتی اُسے بھی مطلع فرماتے، پالکی مبارک کی صفائی اور سفر کی تیاری کا انتظام مکمل ہوتا تو آپ سب کو مِل کر پالکی میں آکر رونق افروز ہوتے۔ اس میں ضروریات سفر دو سرہانہ، قینچی، کنگھی اور پانی کی صراحی وغیرہ پہلے سے موجود ہوتے۔ آپ پوتوں نواسوں تک سب کے متعلق پوچھ لیتے سب حاضر ہوجاتے قبلہ رو ہوکر اوّلاً لمبی دُعا فرماتے، بعدازاں کہار صاحبان پالکی اُٹھاتے اہلِ خانہ سے جنہوں نے شریکِ سفر نہ ہونا ہوتا تھا وہ اور تمام حاضرین طلباء وغیرہ چوک فوّارہ یا قبرستان حضرت جلال الدین باقری علیہ الرحمۃ تک ہمراہ جاکر رخصت پاتے۔

خیر پور شریف، مہار شریف، پاک پتن شریف کے علاوہ ہندوستان میں موجود آستانہ ہائے مشائخ چشت اہل بہشت مثلاً دہلی شریف، احمد آباد گجرات اور اجمیر شریف متعدد بار حاضری دے کر خود بھی فیوض و برکات حاصل فرمائے اور ایک دنیا کو بھی اپنے نُور سے منوّر فرمایا۔ الحمد للہ علےٰ ذالک۔

محترم جناب محمود خان صاحب بستی بھٹیاں حماد پور والے جو آپ کے بعض سفروں میں رفیقِ سفر بھی رہے انہوں نے خود مجھے بیان فرمایا کہ ایک دفعہ آپ نے جھنگ کے لئے تیاری فرمائی تو صاحبزادگان کو فرمایا تعویذ کافی تعداد میں لکھ کر ہمراہ رکھنا کم نہ ہوجائیں چُنانچہ انہوں نے ایک بکسہ بھر کر ہمراہ دیا کہتے ہیں مَیں رفیقِ سفر تھا پُورے پچیس دن اس سفر میں خرچ ہوئے اور جگہ جگہ دعوتیں اور استقبال ہوتا تھا واپسی پر کسی نے اپنے بچے کی بیماری کا ذکر کرتے ہوئے تعویذ مانگا فرمایا اب تعویذ تو ختم ہوگئے ہیں۔ ہاں البتہ وضو کے بعد بدن خشک کرنیوالے رومال سے تمہیں دو دھاگے نکال کر دیتا ہوں،

وہی پانی میں پھیر کر پلا دینا۔ کہتے ہیں قسم بخدا آپ کا رومال کافی بڑا تھا تاہم دوسرے لوگ اتنے اکٹھے ہو گئے کہ سب کو مانگنے پر ڈوڈو دھاگے ہی عنایت فرماتے رہے حتیٰ کہ آدھا رومال ختم ہو گیا۔ سبحان اللہ اس میں لوگوں کی عقیدت اور آپ کی مقبولیت کا ذکر واضح طور پر موجود ہے۔

بحمدہٖ سبحانہٗ وتعالیٰ تین بار بالترتیب سنہ ۱۳۲۰ھ ۱۳۴۰ھ ۱۳۵۴ھ ۱۹۳۵ء میں حج مبارک کی سعادت حاصل فرمائی اور ہر بار برائے زیارت حضور رسول مقبول سید عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام مدینہ منورہ زادہا اللہ تعالیٰ تعظیماً وتشریفاً کی خاکِ پاک کو سرمہ بنا کر ظاہری باطنی برکات وفیوضات سے مالا مال ہوتے۔ اگرچہ آخری سفر میں مدینہ منورہ کے لئے بسیں کثرت سے جاتی تھیں مگر آپ نے اپنے ساتھیوں سے فرمایا جو بس پر جانا چاہے اجازت ہے مگر میں پرانا آدمی ہوں پرانی سواری پر ہی سفر کروں گا چنانچہ اونٹ پر ہی سفر فرمایا۔

قلمی وعلمی یادگاریں

درس وتدریس وخلق خداوندی کی راہنمائی اور حاجت روائی سے فرصت ملتی تو آپ خلوت کو پسند فرماتے ہوئے اپنے حجرہ مبارکہ میں یادِ خداوندی میں مشغول ہو جاتے چنانچہ حاجی خان بھٹہ صاحب جن کا حال ہی میں وصال ہوا ہے، فرماتے تھے آپ کو تنہا دیکھ کر حاضرِ خدمت ہوا اور عرض کی آپ کو اکیلا دیکھ کر حاضر ہو گیا ہوں فرمایا میں تو کسی کے ساتھ تھا تو نے آ کر جدا کر دیا۔ سبحان اللہ یہ بھی کسر نفسی فرمائی ورنہ اللہ والوں کو خلوت در انجمن نصیب ہوتی رہے اور "ہتھ کار نوں دل یار نوں" کا مظہر بن کر ظاہراً مصروف اور باطناً مشغول ہوتے ہیں۔ الغرض آپ نے اگرچہ تصانیف

کا وافر ذخیرہ اپنی یادگار نہیں چھوڑا تاہم چند فتاویٰ جات اور کچھ رسائل موجود ہیں جن کا تعارف اور بطورِ نمونہ کلام مختصر تحریریں درج کرتا ہوں۔

رسالہ ابحاث علم میراث : رسالہ "ابیات علم میراث" جس کا تعارف بیان حضور اعلیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے تصانیف میں ہو چکا ہے پر بصورتِ حاشیہ فضائل علم میراث اور ان اشعار کی مفصّل شرح تحریر فرمانے کے بعد" ما یتعلق بہا من الابحاث" کے نام سے ان ابیات سے متعلقہ ابحاث مثلاً"بحث تصحیح الرّد"، بحث التخارج والمصالحۃ، بحث المناسخہ، بحث ذوی الارحام وغیرہ کو بزبان فارسی شامل رسالہ فرمایا اور ان کو بھی انتہائی مفید اور ضروری حواشی سے مزّین فرمایا۔ ان ابحاث کو اپنی افادیت اور اختصار کے پیش نظر اہلِ علم حضرات نے "دریا در کوزہ" سے تعبیر کیا ہے۔ بحمدہٖ سبحانہٗ وتعالیٰ آپ کا یہ رسالہ اس قدر مقبول عام ہوا کہ اب تک کم وبیش بیسیوں مرتبہ طباعت پذیر ہو چکا ہے۔ آپ کے پوتے جناب مفتی محمد عبد القادر صاحب نے اس کا اُردو ترجمہ بھی فرما کر شائع کرایا ہے۔ مدرسہ رحمانیہ اور مدرسہ عُبیدیہ رحمانیہ کے علاوہ بھی اسے بعض دوسرے مدارس میں درساً پڑھایا جاتا ہے۔

جناب مولانا شیخ غلام محمد نظامی صاحب بیان فرماتے ہیں کہ جناب علامہ مفتی سید مسعود علی قادری صدر شعبہ دار الافتاء انوار العلوم نے "شریفیہ" کا درس دیتے ہوئے طلباء سے فرمایا۔"ہمارے جدید نظم ونسق کی بات اور ہے ورنہ حقیقت تو یہ ہے کہ علمِ میراث میں ملتان کے بزرگ عالم دین حضرت مولانا محمد عبید اللہ ملتانی جو کئی پشتوں سے منصبِ افتاء پر فائز تھے کے رسالہ ابیات علمِ میراث اور اسکی شرح ما یتعلق بہا من الابحاث پڑھنے کے بعد اس فن پر کسی کتاب پڑھنے کی ضرورت باقی نہیں رہتی کہ آپ نے کوزہ میں دریا بند کر دیا ہے اور

میں نے تو تنظیم المدارس پاکستان کے اجلاس میں یہ درخواست کی تھی کہ اس رسالہ کو شامل نصاب کر دیا جائے تاکہ طلباء اس قدر مشکل علم کو آسان طریقہ سے سمجھ سکیں،" ع صلائے عام ہے یاران نکتہ دان کے لئے

اسی رسالہ شریفہ میں بعد اختتام رسالہ میمونہ آپ نے علم میراث کے فضائل میں عوام الناس کے لئے ایک انتہائی مفید عمل تحریر فرمایا ہے۔ اگرچہ یہ رسالہ میں تو شامل نہیں مگر چونکہ آپ ہی کا تحریر شدہ مضمون ہے لہذا بطور نمونہ درج کرتا ہوں۔

"معلوم باد کہ فضیلت علم میراث از حد است چنانکہ منصوص است و ازاں اینقدر از قدیم فیما بین الناس چہ خاص و چہ عام مشہور است کہ اگر ثواب یک مسئلہ علم شریف ہذا بارواح موتی بخشیدہ شود ثواب بیحد بایشاں میرسد کہ تا قیامت تقسیم نمی آید و یک مسئلہ مختصرہ از مسائل کہ ایصال ثواب آں درمیان فضلاء بتعلیم حضرات ایشاں ملحوظ و مروج بعض عوام ہم گشتہ در ہندی بیان کردہ می آید کہ یاد نمودہ بروقت مرور مقبرہ بعد از سلام مسنون عامل شوند ثواب عظیم یابند و کاتب را بدعائے خیر یاد آرند و آں اینست

اے صاحب گورستان دے سنو گل اساڈی ہک شخص مر گیا چھوڑ گیا ہک عورت ہک ڈاڈی
اوندے ترکے دے حصے کیتے چار ہک گھنے عورت ترے گھنے ڈاڈی
ایں مسئلے دا ثواب بخشا ارواح تساڈی تساں منگو وچ درگاہ خدا دے بخشش اساڈی

ترجمہ: معلوم رہے کہ علم میراث کے فضائل بے حد ہیں جیسا کہ یہ بات کمال تحقیق تک پہنچ چکی ہے ان جملہ فضائل میں عوام و خواص میں زمانہ قدیم سے یہ بات بھی درجہ شہرت تک پہنچی ہوتی ہے کہ اگر اس مبارک علم

کے کسی ایک مسئلہ کا ثواب ارواح موتیٰ کو بخشا جائے تو اسقدر ثواب ان تک پہنچتا ہے کہ قیامت تک تقسیم نہیں ہو پاتا۔ ایک مسئلہ مختصرہ جس کا ثواب موتیٰ کی ارواح کو پہنچانا مشائخ کرام کی تعلیم سے اہل علم وفضل اور عوام الناس میں مرّوج وملحوظ ہے کو بزبان ہندی (اشعار میں) بیان کیا جاتا ہے تاکہ اسے یاد کریں اور قبرستانوں سے گزرتے وقت مسنون سلام کے بعد پڑھنے کی عادت بنالیں تو بہت ثواب پاویں اور کاتب الحروف کو دُعائے خیر میں یاد رکھیں وہ مسئلہ یہ ہے (اشعار اگرچہ عام فہم ہیں تاہم بعض کو ملتانی ہیں پڑھنا دشوار معلوم ہوتا ہے لہذا ان کا بھی ترجمہ کیا جاتا ہے)۔

اے اہلِ قبرستان سنو بات ہماری ایک شخص مرگیا چھوڑ گیا بیوی اور دادی

اس کے ترکہ کے حصّے کئے چار ایک لے گی عورت تین لے گی دادی

اس مسئلہ کا ثواب بخشا ارواح تمہاری تم مانگو درگاہ خدا میں بخشش ہماری

خساست ورکاکت مذہب فرقہ نجدیہ وہابیہ :

یہ رسالہ مطبوعہ بزبان فارسی عربی انتہائی مختصر بصورتِ فتویٰ مگر اپنے موضوع پر جو نام سے ظاہر ہے جامع ہے اس رسالہ میں اولیاء اللہ کی دوستی کی ترغیب اور فوائد، ان کو غائبانہ ندا کا جواز اور عبدالرسول وغوث بخش جیسے ناموں کے جواز کا ذکر موجود ہے۔ مطبوعہ اور مدرسہ رحمانیہ سے عندالطلب مفت ملنے کے سبب تبرّکاً صرف مقدمہ نقل کرنے پر کفایت کر رہا ہوں

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ۝

الحمد للہ الذی ھدانا لھذا وما کنا لنھتدی لولا

ان هو انا الله وقال ادعونی استجب لکم والصلوٰۃ والسلام
علی رسوله محمد ن الذی نحن محبون له وقال علیه الصلوٰۃ
والسلام المرء مع من احبّ فالصّلوٰۃ والسلام علیك
یا رسول الله نحن محبوك فی الدنیا وبالحب نحشر فی الاٰخرۃ
فنحن معك فی الدنیا والاٰخرۃ ان شاء الله تعالیٰ ولذلك
نتضرع الیك فنقول اللّٰهم انی اسئلك واتوجّه الیك
بنبیّك محمد نبی الرحمۃ یا محمد انی اتوجّه بك الی
ربی فی حاجتی هذه وهی المعیّۃ فی الدنیا والاٰخرۃ
کما قال الله تعالیٰ اولئك مع الذین انعم الله علیهم
من النبین والصدیقین والشهدآء والصالحین وحسن
اولئك رفیقا ط ولذلك نخاطبك ونناديك بقولنا
السلام علیك ایها النبی وعلی اله واصحابه واحبابه من
النبین والصدیقین والشهدآء والصالحین الذین هم
عباد الله حقیقۃ فنستعین منهم لا کما یستعین اهل الدنیا
با بناء الدنیا فاستعانتنا فی الحقیقۃ بالله لانهم فی مقام
المعیّۃ لقوله تعالیٰ ان الله مع الذین اتقوا والذین هم
محسنون فنقول اعینونی یا عباد الله ومنه یا شیخ فلان
شیئاً لله فیجوز نداء نالهم ودعائنا واستعانتنا والتجاءنا
الیهم اما بعد ..... الخ

ترجمہ فارسی گلزارِ جمالیہ: حضرت مولانا محمد عبدالعزیز پرہاروی علیہ الرحمۃ کی مشہور زمانہ عربی تصنیف "انوارِ جمالیہ" مشتمل

بر خصائل و شمائل محبّ اللہ باالکمال حضرت خواجہ حافظ محمد جمال ملتانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا آپ نے فارسی میں ترجمہ فرمایا۔ اس فارسی متن کا اردو ترجمہ حضرت مولینا محمد برخوردار صاحب ملتانی نے کیا یہ تینوں متن، عربی فارسی اردو "گلزارِ جمالیہ" کے نام سے آپ کی حیاتِ طیبہ اور بعد میں متعدد بار ایک ساتھ شائع ہو چکے ہیں۔ الحمد للہ علےٰ ذالک۔

فتاویٰ جات: آپ کے فتاویٰ جات کی تعداد یقیناً ہزاروں تک پہنچی ہوگی مگر افسوس کہ قریب زمانہ میں باضابطہ کام نہ ہونے کے سبب اب سوائے چند فتاوی جات کے بقایا محفوظ نہیں انکی اہمیّت پر شہادتِ عادلہ کے طور پر ایک عالمِ دین کا فرمان ذیشان سنیئے مولانا شیخ غلام محمد نظامی نے بیان فرمایا کہ حضور قبلہ عالم و عالمیان مہاروی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے عرس مبارک کے موقعہ پر نواب پور ملتان کے جناب حضرت علامہ سیّد نور احمد شاہ صاحب بخاری علیہ الرحمۃ کی زیارت ہوئی تو دورانِ گفتگو فرمایا: "اچھا! آپ حضرات خاصے والے بزرگوں کے مدرسہ میں پڑھتے ہیں یہ بزرگ ملتان شریف کا رأس المال اور صدیوں سے علم و عمل کا لازوال خزانہ چلے آرہے ہیں میری ذاتی لائبریری میں حضرت مفتی اعظم ہند اور ان کے فرزند حضور ولی لاثانی کے فتاویٰ جات موجود ہیں موقعہ بموقعہ میں بڑی کتابوں کی بجائے ان سے راہنمائی حاصل کرتا ہوں کیا ہی اچھا ہو اگر کوئی اللہ کا بندہ اس نادر فقہی خزانہ کو جمع کرکے اور "فتاویٰ فقہاء ملتان" کے نام سے شائع کر دے تو ملک و ملّت اور مسلک احناف کی زبردست علمی خدمت ہوگی خصوصاً دنیائے اسلام کے مفتی اعظم حضور اعلیٰ حضرت فانی فی اللہ باقی باللہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے معرکۃ الآراء فتاویٰ جات اور تصانیف تو عالمی راہنمائی فرما سکتے ہیں"

جارج پنجم جو انگریز حکومت کی طرف سے آپ کے زمانہ میں گورنر مقرر تھا اُس نے اپنے سالانہ جشن کے موقع پر اپنا مُجسمہ تیار کرایا اور اسے مہمانوں کی آمد کے لئے داخلی دروازہ کے سامنے رکھ دیا اور ہر آنے والے پر پابندی لگائی کہ اسے جُھک کر سلام کرتا گزرے۔ العیاذ باللہ ثم العیاذ باللہ۔ چنانچہ اس جشن میں مسلمانوں کی مشہور و معروف سیاسی سماجی شخصیات بھی مدعو تھیں جنہوں نے شرکت بھی کی، اور دینی تعلیم سے نابلد ہونے کے سبب وہ بھی اس انتہائی بُرے فعل کے مرتکب ہوئیں جب آپ سے اس بارہ میں فتویٰ طلب کیا گیا تو بلا خوف و خطر واشگاف الفاظ میں آپ نے ان کے اس فعلِ شنیع کی مُذمّت بیان کی افسوس کہ آج وہ فتویٰ موجود نہیں ورنہ سوال و جواب کے مطالعہ سے بات واضح ہو جاتی مجھے اپنے مرشدِ حقیقی حُضور سَراپا نور رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زبانی یہ بھی یاد پڑتا ہے کہ آپ نے ایک مخصوص صورت میں کفر کا فتویٰ لگا کر تجدید ایمان و نکاح کا حکم فرمایا تھا۔

لاؤڈ سپیکر پر جب نمازِ باجماعت و اذان کا رِواج جگہ لینے لگا تو آپ کی طرف رجوع کیا گیا۔ آپ نے بھی محتاط علماء کی طرح عدم جواز کا فتویٰ تحریر فرمایا میرے پیرِ صُحبت حضرت مولانا عبدالودود ملتانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ آپ کے اس فتویٰ کو جو انہیں زبانی یاد تھا اکثر و بیشتر حرف بحرف سُناتے تھے مگر افسوس کہ یہ بھی محفوظ نہ رہا اس احقر کو نتیجہ پر مبنی چند الفاظ معنیً یاد ہیں جو نقل کرتا ہوں:

"آلاتِ جدیدہ مثل مکبّر آلہ صوت (لاوڈ سپیکر) وغیرہ ہر چند کہ فوائد بے شمار رکھتے ہیں مگر استعمال اُن کا اُمور ہائے دینیہ نماز و اذان میں منتج نتائج خبیثہ کا ہے لہذا رَوا نہ رکھا جائے۔"

آپ کے جو فتاویٰ جات و تحریرات بحمدہ تعالیٰ محفوظ ہیں ان میں سے جواز سماع (قوالی) کا فتویٰ گلزار اول میں نقل کر آیا ہوں، علاوہ ازیں سماع اموات پر آپکی تحقیق مسمّٰی بہ "زبدۃ التحقیقات فی سماع الاموات" "وتحقیق اللام فی الکلمۃ الطیبۃ" یعنی کلمہ طیبہ کے جُز محمد رسُول اللہ میں رسول کو نکرہ پڑھنا لازم ہے پر علمی تحقیق "وجواز ترجمہ خطبہ اولیٰ جمعۃ المبارک" وبوقت غسل میّت کے لٹانے کی کیفیت پر آپکی تحریر مسمّٰی بہ "التقریر فی کیفیۃ وضع المیت للغسل علی السریر" و "شرح قول صاحب کنز لاعبرۃ لاختلاف المطالع" یعنی تحقیق شرع شریف میں حقیقۃً یا حکماً رویت ہلال کو معتبر سمجھا گیا ہے نہ کہ اختلاف مطالع کو، یہ مختصر تحریر اپنے موضوع پر حرف آخر ہے و "رفع السبابہ فی التشہد عند الشہادۃ" یعنی تشہد پڑھتے ہوئے انگلی کو اُٹھانے کا شرعی حکم و "تحقیق سنت فجر" کہ جماعت کے رہ جانے کے خوف سے سُنّتِ فجر کو چھوڑنے کا حکم و "استحباب بنا قبہ جات بر مزارات بُزرگان" اور آئین کے ساتھ مقابلہ کا عدم جواز مشہور و معروف ہیں۔

یہاں بطور نمونہ کلام صرف دو تحریریں نقل کرتا ہوں کہ اس زمانہ میں ان پر عمل نہ ہونے کے سبب متوسّلین سلسلۂ عالیہ کو آگاہ کرنا مقصود ہے۔ اللہ تعالیٰ نفع مند فرمادیں۔ آمین۔

تحقیق سُنّۃ الفجر

اعلم انه ترك اٰكد السنن وهی سنة الفجر لایجوز الّا لخوف فوت الجماعة وهو بعدم ادراك كلتا الركعتین لان مدرك نصف الصلوٰة او اكثر بالامام مدرك للجماعة علی الصحیح فالجائی عند تشهد الامام فائت لسنة الجماعة

قطعاً لا محالة حسب هو مدرك الفضيلة بالاقتداء ثما بقى ههنا الاخوف فوت فضيلة الجماعة المسنونة وهو لا يزاحم اتيان السنة حتى يجوز بهذا الخوف تركها فالمدرك في هذه الحالة مدرك لفضيلة السنة وهي الجماعة تارك لعين السنة وهي سنة الفجر وذا لا يجوز الا ترى ان قارئ الاخلاص ثلثا مدرك لفضيلة الختم ولا يكفي عن سنة الختم في التراويح فكما لا يجوز اداء ذالك وترك هذا ههنا لا يجوز كذلك ثمه ومن كان في حيص بيص منه فعليه البيان ثم السّلام۔

ترجمہ: جان لے کہ فجر کی دو سنتیں جن کی تاکید سب سنتوں سے بڑھ کر ہے چھوڑ دینا ہرگز جائز نہیں مگر جب جماعت کے فوت ہونے کا خطرہ لاحق ہو جائے اور یہ خطرہ دونوں رکعتوں کے نہ پائے جانے کے وقت ہی معتبر ہوگا۔ کیونکہ اکثر یا نصف رکعتیں امام کے ساتھ پانے والے کو صحیح مذہب کے موافق جماعت پانے والا ہی سمجھا جاتا ہے۔ پس جو امام کے تشہد پڑھنے کے وقت آکر جماعت سے ملے تو وہ مسنون جماعت کو لامحالہ قطعی طور پر فوت کرنے والا ہوتا ہے ہاں البتہ اسے بھی اقتداء کے سبب جماعت کی فضیلت حاصل کرنے والا سمجھا جائے گا پس اس صورت میں (بوقت التحیات شامل جماعت ہونے میں) صرف فضیلتِ جماعت مسنونہ کے فوت ہو جانے کا خطرہ ہی باقی ہوتا ہے (نہ کہ اصل جماعت مسنونہ کے فوت ہونے کا) سُنت فجر کو ادا کرنے سے اسقدر مزاحم نہیں ہو سکتا کہ ان سنتوں کو

اس خوف کے سبب چھوڑنا جائز ہو جائے پس اس حالت التشہد کو پاکر جماعت سے ملنے والا صرف مسنونہ جماعت کی فضیلت کو تو حاصل کر رہا ہے مگر عین سنت یعنی دو رکعت سنت فجر کو چھوڑ رہا ہے اور یہ جائز نہیں (کہ جماعت والی سنت کی فضیلت حاصل کرنے کے لئے اصل سُنت یعنی دو رکعت کو چھوڑ دیا جائے) کیا تو نہیں دیکھتا کہ سورۃ اخلاص کو تین مرتبہ پڑھنے والا اگرچہ ختم قرآن شریف کی فضیلت تو حاصل کرتا ہے مگر نمازِ تراویح میں مسنون ختم قرآن کے لئے اس پر کفایت نہیں کر سکتا پس جیسے نماز تراویح میں سورۃ اخلاص تین مرتبہ پڑھ لینا اور پورا ختم قرآن شریف کا چھوڑ دینا جائز نہیں اسی طرح یہاں بھی جائز نہیں (کہ امام کو تشہد میں پاکر جماعت سے مل جائے اور سُنتِ فجر کو ترک کر دے) اور جو ابھی بھی شک و شبہ میں ہو اس پر اس کا بیان لازم ہے۔ ثم السّلام۔

فقیر کاتب الحروف عرض پرداز ہے کہ اس تحقیق کا خلاصہ یہی ہے کہ جس شخص نے صبح کی دو رکعت نماز سُنّت پڑھنی ہوں اور وہ مسجد میں پہنچ کر دیکھے کہ جماعت قائم ہو چکی ہے تو اسے اندازہ کرنا چاہیئے کہ اگر سُنّت پڑھنے کے بعد کم از کم ایک رکعت مل جائے گی تو سنت ادا کرے ورنہ جماعت سے مل جائے ہاں اگر سُنّت ادا کرنے کے سبب سے ایک رکعت ملنے کی اُمید بھی باقی نہ رہے جیسے امام کو دوسری رکعت میں پایا اور جانتا ہے کہ امام قرارت بھی مختصر کرتا ہے تو ایسی صورت میں جماعت میں شامل ہو جائے اور سُنّت چھوڑ دے۔ ہاں اگر امام کو پایا ہی تشہد میں یعنی دونوں رکعتیں امام ادا کر چکا تو اب جماعت کو چھوڑ کر سنت ادا کرے خواہ جماعت فوت ہونے کا یقین

کیوں نہ ہو کیونکہ اِس صورت میں سنت نہ پڑھنے والا سنت جماعت کی فضیلت کو ضرور حاصل کر لے گا مگر اصل سُنت کو ترک کر بیٹھے گا جو جائز نہیں، علاوہ ازیں یہ بھی ضروری امر ہے کہ مسجد میں پہنچ کر سنت اسی وقت اَدا کرنا جائز ہے۔ جبکہ ایسی جگہ میسّر ہو جہاں جماعت ہوتے دِکھائی نہ دے ورنہ ہر حال سُنت کو ترک کرے۔ ہاں جماعت کا دِکھائی نہ دینا مُعتبر ہے۔ قرآت کی آواز آتی رہے اس میں حرج نہیں۔

آئین کے ساتھ مُقابلہ کا عدم جواز:

سنہ ۱۳۴۶ھ میں بروز عاشورہ ایک فتنہ واقع ہوا جس میں عوام الناس کے باہمی کشت و خون کے سبب متعدد اموات واقع ہوئیں جس پر بطور تبصرہ آپ کی یہ تحریر جو غالباً کسی کے نام خط معلوم ہوتا ہے بصورت مطبوعہ موجود ہے اور چونکہ شرعی حکم پر مشتمل ہے اور فرقہ واریت کے پُرفتن دور میں اس کو سمجھنے کی حاجت بھی ہے لہذا نقل کرتا ہوں کہ عام فہم اور انتہائی مفید ہونے کے ساتھ ساتھ ہمارے پاس بزبان اُردو یہ آپ کا نمونہ تحریر بھی ہے۔ ورنہ آپ کے اکثر فتاویٰ جات و مکتوبات عربی فارسی ہی میں ہیں۔

تیمّنا بذکرہ الاعلی

السّلام علیکم کے بعد واضح و ہویدا ہو کہ دریں زمان وحشت اقتران بعضے از خواص و عوام کالانعام جرأت فرما ہیں اسپر کہ ظلم آجکل جو ترقی اور ازدیاد میں ہے جس کا نشان آئین موجودہ ہے شاید مقابلہ ساتھ آئین موجودہ کے شرعاً درست ہے لا واللہ شرع شریف ہرگز اجازت نہیں دیتی مقابلہ کی نہ ساتھ آئین موجودہ کے اور نہ ساتھ ہندوان کے جو مثل ما رعایا ہیں۔ اِسی سے ثابت ہوا کہ آج کل شیعہ سُنی کا آپس

میں جھگڑنا کچھ کارِ خیر اور باعث اجر وثواب نہیں واللہ تعالیٰ اعلم) جنگ وجدل کے لئے زیر علم سلطانی کے ہونا شرط ہے جس سے مسلم قاتل غازی بنتا ہے اور مسلم مقتول شہید ورنہ نہ ثواب غزا کا ہے اور نہ شہادت کا بلکہ خوف مؤاخذہ کا ہے اگر انتقام لینا ہو تو بذریعہ آئین موجودہ کے ہو سکتا ہے البتہ اس واقعہ میں جو اولاً رہ گزری میں مارے گئے ہیں البتہ کسی قسم شہادت میں داخل ہیں جو بلا وجہ حسد وکینہ و مقابلہ وطمع ظلماً مارے گئے ہیں حق سبحانہٗ وتعالیٰ ان کو مغفرت اور جنت الفردوس نصیب کرے اور پس ماندگان کو خاتمہ بالخیر عطا فرماوے۔ آمین۔ اور جو کچھ ظلم رُونما ہوا ہے بدولتِ اعمال طالحہ کے ہے علاج اس کا اصلاحِ توبہ اور استغفار ہے نہ کہ جنگ جدل بے موقع اور ناجائز ورنہ ایسا ہو گا جو نماز میں نقض وضو کا جبر سجدہ سہو سے یا بجائے ادائے سنت دستار بندی کے برہنہ ہو کر ازار کو دستار بناوے یا بجائے سوزن کے اخراج خار (خارش کو ختم کرنے کے لئے نیش گژدم (بچھو کے ڈنگ) کو کام میں لاوے۔ ہذا ما عندی واللہ سبحانہٗ اعلم وعلمہ احکم۔

خصائل حمیدہ، معمولات و ملفوظات شریفہ

آنجناب والاصفات کے خصائل وشمائل میں اتنا کہہ دینا کہ آپ متبع شریعت جامع طریقت اور معمولات میں اپنے آباء کرام ومشائخ عظام کے نقش قدم پہ تھے اگرچہ کافی ہے تاہم میں نے جو کچھ اپنے مرشد حقیقی سراپا نور رضی اللہ تعالیٰ عنہ وغیرہم سے اس ضمن میں سُنا اور بعض کو آپ کے فرزند خورد جناب حضرت مولانا محمد عبدالقدوس صاحب علیہ الرحمۃ کی قلمی یادداشتوں میں

لکھا پایا انہیں افادہ عام کے لئے نقل کرنے کی سعادت حاصل کرتا ہوں۔

بعد نماز مغرب نوافل و وظائف سے فراغت حاصل کر کے آپ گھر تشریف لے جاتے تو جس قدر طلب صادق ہوتی طعام تناول فرما کر مختصر وقت کے لئے لیٹ جاتے اور اپنی پسند کے اشعار پڑھتے اور خوب ذوق حاصل فرماتے بعض دفعہ گریہ اور حالت طاری ہو جاتی تو با آوازِ بلند اَللّٰہُ اَکْبَرُ فرماتے رہتے درج ذیل رباعیات و اشعار انہیں میں سے ہیں جو آپ سے سُنے گئے۔

کلما فی الکون وهم او خیال
او عکوس فی المرایا او ظلال

ترجمہ: اس جہانِ فانی میں جو کچھ دکھائی دیتا ہے وہ نرا وہم و گمان ہے (اسکی حقیقت کچھ نہیں) یا شیشہ میں نظر آنے والے عکس یا سائے کی مثل ہے۔

یعنی جیسے عکس کو نہ مِنْ کُلِّ وَجْہٍ "عین" کہا جا سکتا ہے اور نہ ہی مِنْ کُلِّ وَجْہٍ "غیر" کہا جا سکتا ہے تو یہی حال اس دارِ فانی کا ہے گویا اشارہ وحدت الوجود کی طرف ہے۔

لَآ اٰدَمُ فِی الْکَوْنِ وَلَآ اِبْلِیْسُ
لَا مُلْکُ سُلَیْمٰنَ وَلَا بِلْقِیْسُ
فَالْکُلُّ عِبَارَۃٌ وَّاَنْتَ الْمَعْنٰی
یَا مَنْ ھُوَ لِلْقُلُوْبِ مِقْنَاطِیْسُ

ترجمہ: جہان میں نہ آدم (کو بقا) ہے نہ ابلیس (کو) نہ ہی ملک سلیمٰن (باقی) ہے اور نہ ہی (ملکہ) بلقیس، پس ہر چیز کی حقیقت عبارت سے بڑھ کر نہیں جبکہ معنی اور مُراد تو آپ ہی ہیں جو دلوں کے لئے مقناطیس ہیں

اس رُباعی میں بھی وحدت الوجود کا ہی درس دیا گیا ہے

ز مہجوری بر آمد جان عالم	ترحّم یا نبی اللہ ترحّم
نہ آخر رحمۃ للعالمینی	ز محرُوماں چرا غافل نشینی

ترجمہ: اے اللہ جل شانہ، کے برگزیدہ نبی (صلی اللہ تعالے علیک) رحم فرمائیے کہ اب صدمہ ہجر کی شدت کے سبب جان نکلنے کو ہے آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات بابرکات جب تمام جہانوں کے لئے سراپا رحمت ہی ہے تو ہم محرومانِ زیارت فیض بشارت سے یہ بے پرواہی کیسی ہے۔

ہرچہ آید در دلم غیر تو نیست	یا توئی یا بوئے تو یا خوئے تو

ترجمہ: اے محبوب! میرے دل میں جو بھی خیال گزرتا ہے وہ تیرا غیر نہیں، تو خود ہے یا تیری بو (صفات) یا تیری خو (عادات)۔
مراد یہ کہ عاشق صادق کو تصورِ محبوب سے لمحہ بھر غفلت نہ چاہیئے ۔

تیرا ذکر ہے یا تصوّر ہے تیرا	داغ کو کبھی ہم نے تنہا نہ دیکھا

نمی گویم کہ در چشمت عزیزم	کنیزان ترا کمتر کنیزم
چہ باشد گر کنیزے را نوازی	ز بند محنتش آزاد سازی

ترجمہ: میرا یہ تو دعویٰ نہیں کہ میں آپ کی نظروں میں اے محبوب! عزیز بھی ہوں بلکہ میں تو آپ کی باندیوں میں ادنیٰ ترین باندی ہی ہوں۔
ہاں مگر آپ کو اس میں کیا مشکل ہے کہ اپنی کنیز کو نواز دیں اور اسے اپنا قرب اور پروانۂ رضا نصیب فرما کر اپنے صدمۂ فراق کی قید و مشقت

سے رہائی عطا فرمادیں۔

حریفاں بادہا خوردند و رفتند   تہی خمخانہ ہا کردند و رفتند
چو رفت از دست خم و جام و ساقی   بماجز غم نماندہ ہیچ باقی

ترجمہ: ہمارے شریک (پیر بھائی) شراب خوری (اپنے مرشد کامل سے فیض پانے) کے بعد روانہ ہو گئے اور اتنی پی گئے کہ شراب خانہ خالی کر گئے اب جب ہم اپنے ہاتھوں سے صراحی، جام اور ساقی (مرشدِ کامل اسکی مجلس اور پیاری گفتگو) جیسی سب ہی نعمتیں کھو بیٹھے تو ہمارے پاس غم واندوہ (دردِ فراق) کے سِوا کچھ باقی نہیں رہا۔

جمال اوست ہر جا جلوہ کردہ   زمعشوقانِ عالم بستہ پردہ
بہر پردہ کہ بینی پردگی اوست   قضا جنبان ہر دل بردگی اوست

ترجمہ:۔ ان کے جمال جہاں آرا۔ نے ہر جگہ جلوہ فرمایا ہوا ہے۔ مگر معشوقان عالم سے پردہ بھی کیا ہوا ہے جس پردہ میں دیکھ لیں وہی پوشیدہ ہوں گے اور ہر دل بردگی (دل کی کشش اور کھچاؤ) کی تقدیر کے محرک بھی وہی ہیں۔ یہ اشعار بھی وحدت الوجود ہی کے متعلق ہیں۔

درچشم مجنوں بودہ ای   لیلیٰ شدہ بنمودہ ای
مجنوں کجا لیلیٰ کجا   خود بودہ ای خود بودہ ای

ترجمہ: مجنوں کی آنکھ میں آپ ہی تھے اور لیلیٰ بن کر خود کو خود ہی دکھا رہے تھے۔ مجنوں کہاں اور لیلیٰ کہاں خود آپ ہی تھے۔ خود آپ ہی تھے۔ اس میں بھی ھمہ اوست ہی کی طرف اشارہ ہے

آپ کے صاحبدل باذوق مُرید جناب قاضی شاکر محمد دیوانہ اُستاذ الشعراء فرماتے ہیں کہ ایک ٹیڑھی ناک والے قوال نے یہی غزل شروع کی تو آنجناب کو انہی اشعار پر وَجد آگیا' کافی دیر وجد فرمایا اہل مجلس بھی ذوق میں آئے آخر میں آپ نے جو کچھ قوال کو تبرک عطا فرمایا اس میں اپنی چادر مبارک بھی شامل فرمائی۔ قاضی صاحب مجھے جب بھی یہ واقعہ سُناتے ہیں ان پر گریہ طاری ہوجاتا ہے۔

مجالس اعراس میں ہمیشہ باوضو شمولیت فرماتے اور آخر تک ڈو زانو ہی بیٹھتے اول آخر ختم شریف مروجہ خود پڑھتے یا پڑھواتے قوال صاحبان کی قولاً یا فعلاً لغزش پر فوری تادیب فرماتے اگر وہ استعارات بولتے تو فرماتے الکنایۃ ابلغ عن التصریح کہ کنایۃً جو کلام کی جائے وہ صریح سے زیادہ بلیغ ہوتی ہے وحدۃ الوجود پر دلالت کرنیوالے اشعار پر بعض دفعہ لرزہ براندام ہوجاتے تو خوش قسمت قوال بہت کچھ نقدی و پارچات وغیرہ لے جاتے اسی طرح عشق و محبت اور دَرد و فراق پر دلالت کرنے والے اشعار بھی خوب پسند فرماتے۔

حضرت جامی علیہ الرحمۃ کی مشہورِ زمانہ غزل "نسیما جانب بطحا گزر کن" کے تیسرے شعر:

برایں جان مشتاقم دراں جا فدائے روضۂ خیر البشر کن

پر بارہا آپ پر وَجد طاری ہوا جس کا ترجمہ ہے۔

"میری مشتاق جان کو اے ہوا، اس مقام پر لے جا اور حضور خیر البشر علیہ الصلوٰۃ والسّلام کے روضہ مطہرہ پر فدا کردے۔

قوالی کے متعلق فرماتے، حدیث سماع کے تحت جو تحقیق حضرت

علامہ شاہ عبد الحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ نے لکھی وہ منصف مزاج کو کافی ہے مزید فرماتے ہے

شتر را کہ شور و طرب در سراست اگر آدمی را نباشد خر است

مراد یہ کہ جس انسان کو اونٹ جتنا ذوق شوق بھی نہ ہو، سرود سے وہ تو متاثر ہوتا ہے اور یہ نہ ہو تو یہ انسان نہیں گدھا ہے

قاضی خان محمد صاحب مخدوم پوری کو حضرت مولانا علی حیدر صاحب کے کافی اشعار یاد تھے وہ آ کر سناتے آپ ذوق لیتے اگر وہ کبھی تشریح بیان کرنے لگتے تو فرماتے ہیں سمجھ رہا ہوں آپ پڑھتے جائیں

آپ کے معمول بہ وظائف اگرچہ کثیر تھے مگر حاضرین کی حاجت روائی کو وظائف کے لئے موقوف نہ فرماتے بلکہ جب بھی کوئی سائل طلب دعا در یافت مسئلہ کو حاضر ہوتا اُسے نفع پہنچاتے۔ منزل قرآن شریف عموماً بعد نصف اللیل نمازِ تہجد کے بعد تلاوت فرماتے پھر دو رکعت سنت فجر صبح صادق ہونے پر ادا فرماتے اور دائیں کروٹ رو بہ قبلہ استراحت فرماتے۔ بعدہٗ وضو تجدید فرما کر نمازِ فجر کی تکبیر تحریمہ میں شامل ہوتے بعد سلام وظیفہ مشہورہ ومن یتق اللہ یجعل لہ مخرجا جس کی تفصیل انشاء اللہ العزیز گلزار پنجم کے چمن اوّل میں آئیگی۔ پڑھ کر آسمان کی طرف دم فرماتے اور ایک دعا مانگتے پھر تقریباً دس مرتبہ کلمہ طیبہ کا ورد بہ آواز بلند مد و شد سے فرماتے اور دو دعائیں مانگتے اس کے بعد درود شریف کا دور فرماتے اور اشراق کے وقت تک تین دعائیں مانگ کر یہ دور ختم فرماتے پھر بعدہ نماز اشراق وظیفہ یَا وَهَّابُ اور یٰسین شریف پڑھ کر طلباء کے اسباق میں مصروف ہو جاتے اسی دوران فتویٰ نویسی اور سائلین کی فریاد رسی اور مہمان نوازی ہوتی رہتی۔ بعد نمازِ ظہر ختم

خواجگان، ختم سری شریف، وظیفہ انیقہ، دلائل الخیرات پڑھتے اور بعد نماز عصر حزب البحر و چند دیگر وظائف پڑھتے بعد نماز مغرب صلوٰۃ الاوابین چھ رکعت اور دو رکعت نماز حفظ الایمان ادا فرما کر سجدہ میں تین مرتبہ یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ ثَبِّتْنِیْ عَلَی الْاِیْمَانِ پڑھتے اور دعا مانگ کر گھر تشریف لے جاتے۔ نماز عشاء باجماعت ادا فرما کر وظیفہ اسم ذات یَا اَللّٰہُ تین ہزار گیارہ مرتبہ ادا فرما کر آرام فرماتے۔ علاوہ ازیں بھی چند وظائف معمول بہ حضراتِ سلسلہ عالیہ پر پابندی فرماتے۔

آپ کھانا تناول فرمانے سے پہلے ہاتھ دھو کر انہیں روٹی پر خشک فرماتے اور بعد فراغت دھو کر انہیں اپنے منہ مبارک اور بازوؤں پر ملتے کہ یہی مستحب طریقہ ہے۔ یہ مستعمل پانی حجروں کے چاروں کونوں میں پلٹ دینے کا حکم فرماتے کہ اس سے برکت ہوتی ہے۔ دن کے کھانے کے بعد قیلولہ مسنونہ فرماتے اور عشائیہ کے بعد چہل قدمی کو پسند فرماتے۔ اس بارہ میں ایک مقولہ بھی ارشاد فرماتے:

اذا تغد تمدد اذا تعش تمش

ترجمہ: جب تو دن کا کھانا کھا چکے تو لیٹ جا اور جب رات کا کھانا کھالے تو چہل قدمی کر۔

آپ کے جانشین فرزندِ اکبر حضور ولی الثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ اس کی تاکید یوں بھی فرماتے:

اذا تغدیت فنم ولو علی رأس غنم

اذا تعشیت فدر ولو علی رأس جدر

ترجمہ: دن کے کھانے سے فراغت حاصل کرنے پر تجھے بکری کے سر

پر ہی کیوں نہ سونا پڑے ضرور سو جا اور رات کا کھانا کھانے کے بعد چلنے پھرنے کی کوئی جگہ دیوار کے علاوہ نہ ملے تو بھی چل۔

دعوت میں دوستوں کو اپنے ہمراہ کھانا کھانے کو ارشاد فرماتے کوئی ادباً آپ کے ساتھ نہ بیٹھتا تو ہنس کر ارشاد فرماتے میں نے ہاتھ دھوئے ہوئے ہیں فکر نہ کرو۔ آپ عموماً ان حاضرین کو جو دعوت میں شامل نہ ہوتے، بھی ایک ایک لقمہ عنایت فرماتے وہ از حد خوشی محسوس کرتے۔ اسی طرح آپ اکثر دوستوں کو اپنی چارپائی پر بیٹھنے کو فرماتے وہ ادباً ادھر اُدھر ہو کر بیٹھنا چاہتے تو ہنس کر فرماتے میاں صاف ستھری جگہ ہے کیوں فکر کرتے ہو۔ سبحان اللہ اس قسم کی خوش طبعی اسلام میں کتنی محبوب ہے کہ خدمت نشین خوش ہو جائیں اور آدمی جھوٹ و بد کلامی سے بھی بچ جائے۔

سفر و حضر میں ایک تھیلی تبرک کی آپ کے پاس ہوتی جس میں کھجور، پتاسہ، سوہن حلوہ، چنے یا بھنے دانے وغیرہ ہوتے جو آپ ہر کہ و مہ کو عطا فرماتے، گویا بارگاہ سے کوئی تبرک حاصل کئے بغیر نہ جاتا۔

مہمانوں کو کھانا صاف ستھرے برتن اور رومال میں موسمی میوہ کھجور، آم وغیرہ کے ساتھ پیش فرماتے بعض دفعہ دولت خانہ سے خود بھی کھانا لے کر آتے۔

انسانی اعضاء کے متعلق ایک علمی قاعدہ بیان فرماتے کہ جتنے اعضاء مفرد ہیں مثلاً ناک، سینہ، ناف، سر، فرج، دُبر وغیرہ یہ سب خواہ مرد کے ہوں یا عورت کے مذکر ہیں اور جو جوڑا جوڑا ہیں جیسے آنکھ، کان وغیرہ سب مؤنث ہیں۔

انگریزی تعلیم کے ظاہری اثرات چونکہ طلباء پر اچھے نہ پڑتے تھے کہ

ان کی تربیت دینی لحاظ سے کسی طرح بھی دُرست نہ ہوتی، اسلئے آپکو اس سے سخت نفرت تھی فرمایا کرتے ب بکری ک کتا پڑھتے ہیں اور جانوروں جیسی تربّیت حاصل کر کے سکول کالج سے نکلتے ہیں معلوم رہے کہ یہ عمومی بات تھی ورنہ استثنائی صُورتیں ہر جگہ موجود ہوتی ہیں اللہ تبارک سب کی حفاظت فرمادیں اور مذہب کو مقدم رکھنے کی توفیق عنایت فرمادیں۔

جس بے تسکین کو دیکھتے کہ اپنے پیر کے علاوہ دُوسروں کے پاس بھی بہ نیت کسب فیض آنا جانا رکھتا ہے تو فرماتے مداری کے کتے کی مثل نہ بنتا چاہیئے کہ اسے بھی اپنے آقا کی پہچان نہیں ہوتی جدھر سے ڈگڈگی کی آواز سُنی متوجہ ہو گیا لہذا "یک در گیر محکم گیر" پر عمل پیرا ہونا چاہیئے۔ حضور سراپا نور سیدی مرشدی رضی اللہ تعالٰی عنہ نے جب یہ ملفوظ مبارک نقل فرمایا تو اس احقر نے مشائخ زمانہ کی زیارت کے بارہ میں سوال کیا تو ارشاد فرمایا: موقع ملنے پر دُوسرے پیرانِ عظام کی زیارت منع ہے نہ خدمت، بلکہ جب دل چاہے انکی زیارت بھی کرے اور خدمت بھی ہاں البتہ دل میں ان سے کسبِ فیض کی نیت نہ کرے۔ اب اگر یہ للہ فی اللہ خدمت ان کو پسند آ جائے اور وہ خود ازراہِ کرم کچھ عنایت فرمادیں تو اپنے ہی مرشد کی توجہ اور عنایت سمجھ کر ان سے لے لے یہ بھی منع نہیں۔

سخت گھبراہٹ کے وقت آپ وظیفہ ماثورہ اَعِیْنُوْنِیْ یَا عِبَادَ اللّٰہِ یعنی اے اللہ کے بندو میری امداد کرو، کی تلقین فرماتے آپ نے اپنے رسالہ شریفہ در رکاکت وخساست فرقہ وہابیہ نجدیہ میں اس کے جواز کی وضاحت فرمائی ہے نیز حضرات دیوبند کے پیر محترم حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی علیہ الرحمۃ نے بھی فیصلہ ہفت مسئلہ میں اسکو مستحب لکھا ہے۔

آپ نیم شب میں کتوں کی آوازاگر کثرت سے سنتے تو بارگاہ ایزدی جل شانہ سے خیر طلب فرماتے اور ارشاد فرماتے عموماً بلاؤں کے نزول پر ہی کتے بھونکتے ہیں۔

بچے عموماً کسی سوال کے جواب میں ہاں یا نہ کی بجائے سر کو مخصوص انداز میں ہلا کر جواب دیتے تو ارشاد فرماتے ایک چھٹانک کی زبان کو نہیں ہلاتا چند سیر کا سر ہلانا گوارا کرتا ہے گویا بڑوں کو اسطرح جواب دینے کی مذمت فرماتے اور ادب کی تعلیم دیتے۔

کسی کی آنکھ میں درد کی خبر سنتے تو فرماتے "شالا کہیں دی اکھ پیڑ نہ تھیوے" یعنی خدا کرے کسی کی آنکھ میں درد نہ ہو یعنی دعا میں صرف اسکی بجائے سب کو شامل فرماتے۔

زیادتی دنیا کی طلب میں کوئی سفر کرتا تو فرماتے "گھر دی اُدھی باہر دی ساری" یعنی گھر رہ کر جو ملتا ہے سفر میں خواہ دوگنا ملے پھر بھی گھر والی آمد کو ترجیح دینا چاہیئے مجھے اپنے پیر صحبت حضور معراج الانسانیت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فرمان ذیشان جو انہوں نے حدیث شریف کے حوالہ سے کسی کو سنایا یاد آ رہا ہے وہ یہ کہ فرمایا کسی شخص کی نیک بختی اسی میں ہے کہ خدا تعالےٰ اس کا رزق اسکے وطن میں لکھیں یعنی صرف دنیا کی طلب کو مقصد بنا کر سفر کرنا اہل اللہ کو پسند نہیں اگرچہ جائز طریقہ پہ ہو تو اسکے جواز میں بھی شک نہیں۔

آنجناب والاصفات کے بارہ میں حضور سراپا نور سیدی مرشدی رضی اللہ تعالےٰ عنہ ارشاد فرماتے کہ پاپیادہ چلتے وقت آپ ساتھیوں سے آگے آگے تیزی سے چلتے اور راستہ میں جہاں کہیں بھی کوئی تکلیف دہ چیز از قسم خشت یا خار وغیرہ ہوتی تو اپنے قدم مبارک سے ٹھوکر مار کر یا اُٹھا کر یا عصا مبارک سے ہٹا کر گویا جیسے بھی ممکن ہوتا ایک طرف فرماتے۔

علم غیب عطائی کے متعلق فرماتے یہ تو اولیاء اللہ یعنی حضور علیہ الصلوٰۃ کے غلاموں کو بھی ہوتا ہے اور خود سیّد انس وجان علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق اپنے رسالہ شریفہ میراث کے آخر میں لکھ دیا وَالصَّلٰوۃُ عَلٰی مَنْ خَصَّہٗ وَشَرَّفَہٗ بِعِلْمِ مَا کَانَ وَمَا یَکُوْنُ حَتَّی الذَّرَّاتِ وَبِالْعَامَّۃِ الدَّآئِمَۃِ مِنَ الْمُعْجِزَاتِ

ترجمہ: درود نامحدود اس ذات گرامی پر جس کو اللہ تعالیٰ نے جو کچھ ہو چکا اور جو کچھ ہونا ہے سب کا حتیٰ کہ ذرّات تک کا علم عطا فرما کر اس صفت سے مخصوص و مشرف فرمایا اور عمومی دائمی معجزات سے نوازا

اس میں اشارہ ہے کہ کائنات کی اشیاء کو اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذات گرامی کے لئے مسخّر فرما دیا تھا کہ جب چاہیں جو معجزہ دکھا دیں اختیار ہے۔ اللہ اکبر!

انتہائی منکسر المزاج اور حلیم الطبع ہونے کے ساتھ ساتھ خوش طبع بھی تھے اور اکثر و بیشتر خوش طبعی کے جواز کے لئے اور بطور مثال حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول خوش طبعی کے تین واقعات بیان فرماتے **اوّلاً** یہ کہ ایک دن حضور سرورِ عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے اصحاب کرام علیہم الرضوان کے ہمراہ کھجور تناول فرمانے کے لئے رونق افروز تھے سب اپنی اپنی گٹھلیاں اپنے آگے رکھ رہے تھے مگر سیّد انس وجان علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی مبارک گٹھلیاں امام المشارق والمغارب سیّدنا علی بن ابی طالب کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کی گٹھلیوں میں ملاتے رہے اور آخر میں ارشاد فرمایا اے علی! (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) آپ نے بہت کھجوریں کھائی ہیں تو انہوں نے عرض کی ہاں یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک، میں بہت کھانے والا ہوں مگر آپ نے تو حد ہی فرما دی کہ گٹھلیاں بھی نہیں پڑیں تو اس پر تبسم فرمایا **دوم** یہ کہ ایک بوڑھی عورت جنّت کے لئے

طالب دُعا ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلّم نے ارشاد فرمایا کہ کوئی بوڑھی عورت جنّت میں نہ جائے گی وہ مایوس ہوئی اور رونے لگی تو فرمایا میں نے یہ نہیں کہا کہ تُو جنت میں نہ جائے گی بلکہ معاملہ یوں ہے کہ سب جوان ہو کر جنت میں جائیں گے **سوم** یہ کہ کسی نے اونٹ طلب کیا تو فرمایا اسوقت اونٹنی کے بچے موجود ہیں وہ مایوس ہوا تو فرمایا سب اونٹ اونٹنی کے بچے ہی ہوتے ہیں تب وہ مطمئن ہوا اور اپنی مُراد پائی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم ورضی اللہ تعالےٰ عنہم اجمعین۔ معلوم رہے ان روایات کو بیان کرنے میں صِرف معنیٰ اور مراد ہی کو ملحوظ رکھا گیا ہے نہ کہ لفظی ترجمہ پیش کیا گیا ہے۔

کسی نے عرض کیا حضور! آپ بڑے ہیں یا آپ کی ریش مُبارک تو فرمایا میری داڑھی اگرچہ مجھ سے پندرہ۱۵ سال چھوٹی ہے مگر یہ سیاہ تھی اب سفید ہو گئی ہے لیکن میں جیسے سیاہ تھا ویسے ہی ہوں یعنی کسرِ نفسی فرمائی کہ باوجود اتنی عمر ہونے کے گنہگار سیاہ کار ہی ہوں۔ سُبحان اللہ، اللہ والوں کی کیا شان ہے کہ ذرّہ بھر دعویٰ اور غرور کو اپنے اندر جگہ نہیں دیتے۔

کسی نے آنجناب والاصفات کو مُٹھیاں بھرنے کے دوران عرض کی حضور! دعا فرمادیں نیکیاں بہت کم ہیں اور گناہ زیادہ کیا ہوگا؟ فوراً اُٹھ بیٹھے اور فرمایا پھر تو میری مٹھیاں نہ بھر کہ میرے تو نرے گناہ ہی گناہ ہیں۔ اللہ اکبر!

کوئی شیعہ مسجد شریف میں کسی کام کو داخل ہوا تو آپ کے دریافت فرمانے پر اس نے کہا میں علی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کا کُتا ہوں فوراً زبان سے کتے کو بھگانے کی مخصوص آواز ٹو ٹو نکال کر فرمایا کہ نکل جا خدا وند تعالےٰ کا کُتا تو مسجد میں نہیں آسکتا شیرِ خدا سیّدنا حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا کتا کیسے داخل ہو سکتا ہے۔؟

کسی سے پانچ سیر چینی منگوائی وہ لے آیا تو فرمایا: "ایک روپیہ تو خرچ ہو گیا ہے، خیر میٹھی ہے۔" اس میں بھی ایک گونا خوش طبعی ہے۔

کسی گستاخ وہابی نے اعتراض کیا آپ نے نیلا پہنا ہوا ہے یہ تو ہلکے (جیسے باؤلے اور ہلکے کُتے کاٹنے کا اثر ہو جاتے) پہ ڈالا جاتا ہے سبحان اللہ! ہنس کر جواب مرحمت فرمایا میں نے بھی ہلکے (نفس) پہ ہی ڈالا ہوا ہے جس سے وہ خود شرمندہ ہوا۔

کسی بدنسبت آدمی نے پالکی مبارک پر اعتراض کرتے ہوئے اسطرح زبان درازی کی کہ اسطرح تو مُردہ کو اُٹھایا جاتا ہے تبسم کناں زبان گوہر فشان سے فرمایا تو کیا تُو نے مجھے زندہ سمجھا ہوا ہے سُبحان اللہ، غالباً موتوا قبل ان تموتوا کی طرف اشارہ فرمادیا کہ حکم ہے کہ مرنے سے پہلے ہی مَر جاؤ یعنی خود کو مٹا دو یا مرنے کی تیاری کر لو۔ واللہ تعالےٰ اعلم۔

کسی نے عرض کیا فلاں آپ کو گالیاں دے رہا تھا اور یہ یہ جملے کہہ رہا تھا فرمایا میں نے تو تجھ ہی سے سُنے ہیں یعنی تُو نے ہی دی ہیں جس سے وہ چغلخوری سے تائب ہوتا۔

تعمیری کام سے نفرت کے باعث فرماتے بندر کے زخم کی مثل ختم ہونے میں آتا ہی نہیں۔

فرماتے چونکہ ہر طرف سے کُفر کے فتوے جاری ہیں لہذا معلوم ہوتا ہے کہ وہ زمانہ آ گیا ہے جس کے بارہ میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ آخر زمانہ میں پہاڑ کی چوٹی پر نماز پڑھنا شہر میں جماعت سے نماز پڑھنے سے افضل ہو گی او کما قال صلی اللہ علیہ وسلم۔

کسی کو نماز کے ختم پر فرمایا التحیات بیٹھ کر دکھلاؤ وہ بیٹھ گیا فرمایا،

جسطرح تیری انگلیاں آج گٹوں سے نیچے ہیں قیامت کے دن تیرا ناک اسی طرح ہونٹوں سے نیچا ہو تو کتنا بُرا لگے گا پھر اسے سُنّت کے مطابق طریقہ تعلیم فرمایا۔

نماز میں واضح طور پر ض کو ظ پڑھنے والے کی اقتداء درست نہ سمجھتے اور معلوم رہے کہ حضور خواجہ عربی غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کسی نے ایسا پڑھنے والے کی نماز کے متعلق دریافت کیا کہ اسکی نماز ہوئی یا نہ؟ تو فرمایا اسکی نماز کا پوچھتے ہو؟ بلکہ اسکے ایمان کا پوچھو رہا یا نہیں۔ اللہ اکبر!

بعض حنفی بھی قیام میں دونوں پاؤں کے درمیان غیر مقلدین کی طرح زیادہ وقفہ رکھتے تو فرماتے وقفہ چار انگل ہی مناسب ہے گویا حنفی مذہب کی خوب رعایت فرماتے۔

معافی مانگنے اور معاف کرنے کو بہت پسند فرماتے رشتہ داروں میں کوئی آپ پر طرح طرح کے ظلم و ستم کر چکا تھا آخر عمر میں جب آپ کی بینائی کمزور ہو گئی تھی تو وہ آکر پاؤں پر گر گیا پوچھا میاں کون ہے، کون ہے؟ عرض کی نا فلاں ہوں اور طلب معافی کو حاضر ہوا ہوں۔ فوراً فرمایا میں نے اپنے حقوق معاف کئے حق تعالےٰ بھی اپنے حقوق خود مُعاف فرمادیں گے۔

جناب محمود خان صاحب بستی بھٹیاں والے بیان فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ میں آپ کے ہمراہ ٹاٹے پور ملک امیر بخش صاحب دھڑالہ افسر بالا کی دعوت پر گیا بعد از دعوت آپ کے اتنے غلام اپنے اپنے بچوں کو لے کر دعا کی خاطر حاضر ہوئے کہ شمار نہ کیئے جاسکتے تھے غالباً سکول میں امتحانوں کے دن تھے اکثر نے دعا کے لئے کہا کہ امتحانوں میں بچے کامیاب ہو جائیں کسی نے کہا یہ لڑکا چھٹی جماعت پڑھتا ہے کسی نے کہا ساتویں میں پہنچ جاتے اسیطرح

آٹھویں نویں وغیرہ بتاتے رہے جب آپ نے اکثر کی یہی حاجت دیکھی تو فرمایا میاں میں تو صرف پانچ جماعتیں جانتا ہوں مجھے چھٹی ساتویں وغیرہ کی کچھ خبر نہیں، یعنی پانچ نمازوں کو با جماعت ہی پڑھا جاتا ہے وہی پڑھتا ہوں انہی پر پابندی کی دعا مانگتا ہوں۔ سبحان اللہ کتنے عمدہ انداز میں غلاموں کی تربیت فرمائی اور نماز با جماعت پر پابندی کی طرف اشارہ فرما کر سمجھایا۔

تشہد میں شہادت کی انگلی سے اشارہ کرنا اگرچہ جائز و مستحسن ہے مگر اس میں حرکت کو زیادہ کرنا اور بے فائدہ حرکت دیتے رہنا جیسا کہ بعض کی عادت ہوتی ہے آپ پسند نہ فرماتے بلکہ اسے تنبیہ فرماتے گویا نماز میں سکون کا حکم فرماتے۔

جماعت میں کوئی نمازی بلا وجہ کھانسی کرتا تو اسے اسطرح متنبہ فرماتے کہ میاں کھانسی کر کے ہمیں جتلا رہے تھے کہ میں بھی نماز میں شامل ہوں اور پھر مسئلہ سمجھاتے۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مبارک اور پاک اسم "محمد" صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم سن کر ہر دو ابہامین شریفین کو اپنی ہر دو آنکھوں مبارک پر رکھتے جو بے ادب اس مبارک فعل کو ناجائز سمجھ کر نہ کرتا تو آپ نماز میں اس کے ہمراہ کھڑے نہ ہوتے۔

علم میراث پڑھنے والے طلباء کرام کو بعض دفعہ از روئے خوش طبعی اسطرح بھی بلاتے اے میراثیو! اس پر کوئی عرض کرتا حضور ہمارے استاد تو آپ ہی ہیں یا سب سے بڑے میراثی آپ ہیں تو آپ قطعاً ناراض نہ ہوتے۔

فرماتے لڑکی مستورہ اور پابند ہونے کے باوجود بحکم خداوندی لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَيَيْنِ مرد سے آدھا حصہ وراثت میں لیتی ہے۔ بلکہ عقلاً اگر

اس کے خلاف کہتا ہے مگر سوچو تو شادی کے بعد عورت کا خرچہ مرد پر پڑتا ہے اور مرد عورت کا کفیل بنتا ہے لہذا عقلاً بھی مرد کا دوہرا حصّہ بنتا ہے، یہ اسرار قرآن میں آپ کے تبحّر کا ایک شمہ ہے۔ سبحان اللہ!

جب تیار ہو کر سفر کی تیاری کے لئے پہلا قدم مبارک رکھتے تو بعد حمد و صلوٰۃ و ادعیہ ماثورہ کے ہنس کر ارشاد فرماتے "یا دلی چڑھے تسکا ریٔولا خیر گزاریں"۔ سبحان اللہ! یہ بھی اللہ والوں کی شناخت ہے کہ اپنے لئے نکمّی مثال تجویز فرماتے ہیں۔

مجھے میرے اُستاذ محترم جناب حضرت مولانا محمد عبد الغفور صاحب علیہ الرحمۃ نے فرمایا میں ایک سفر میں آپ کا رفیق تھا آپ کے لئے سواری موجود تھی کسی نے ہم بچوں کے لئے کہہ دیا کہ صاحبزادوں کے لئے بھی علیحدہ گھوڑا یا اونٹ تیار کر دو تو اسپر ہمیں متوجہ ہو کر آہستہ سے فرمایا ان لوگوں کی باتوں میں نہ آنا صاحبزادے تو مہاروی اور تونسوی حضرات کے ہوتے ہیں، ہم تو مولوی ہیں اور بس۔

ایک شخص نے قبروں کے سامنے ہاتھ باندھنے پر اعتراض کیا تو اسے اسطرح مختصر جواب دیا کہ میاں! ہم تو قرآن خوانی کے ادب میں ہاتھ باندھتے ہیں۔ معلوم رہے کہ آپ بوقت زیارتِ مزاراتِ متبرکہ مشائخ کرام علیہم الرضوان ان کو بوسہ دے کر ہی بجانب قبلہ پشت کئے ہوئے روبرو قبر شریف ہاتھ باندھ کر فاتحہ پڑھتے اور بعدہٗ ہاتھ اُٹھا کر دعائیں مانگتے۔

کوئی کسی کی بے حد تعریف کرتا تو فرماتے کبھی معاملات میں بھی اسکی آزمائش کی ہے؟ گویا اصل مدار درستی معاملات ہی پر موقوف ہے کہ لین دین میں کھرا ثابت ہونا علامت کمال کی ہے صرف تسبیحات کی کثرت کوئی مشکل امر نہیں۔

رشتہ داروں میں کوئی کمزور ہوتا تو صلہ رحمی فرماتے اور دوسروں کو بھی

امداد کی تلقین فرماتے اس کے لئے مثال بیان فرماتے۔ ہمیشہ ٹوٹا بازو ہی گلے سے لگا رکھتے ہیں۔

اگر طالب علم کہتا میں فلاں سے تکرار کرنا چاہتا ہوں فرماتے اللہ تعالےٰ تکرار سے بچائیں۔ سننا سُنانا کہا کرو۔

کوئی آپ سے سفر کی بابت اسطرح سوال کرتا کہ ہمارے علاقہ کی طرف کب دَورہ فرماویں گے، فرماتے مجھے تجھے اللہ تعالیٰ دَورہ سے محفوظ فرماویں۔

طلباء کی عدم محنتی اور پیٹ پرستی دیکھ کر بعض دفعہ فرماتے پہلے زمانہ میں طالب ہوتے تھے اب تالِب ہیں لب بمعنی مقصد یعنی اپنے طمع اور مقصد کو آتے ہیں حضور زیب آستانہ عالیہ مدظلہم العالیہ نے فرمایا اب تالَب بھی ہیں یعنی لب یار خور ہیں۔

جب کوئی مخلص عقیدت مند زیادہ وقت رہنے کے لئے مجبور کرتا اور کہتا آمدن بارادت رفتن باجازت یعنی اپنے ارادہ سے آنا ہوتا ہے مگر جانا اجازت سے ہوتا ہے فرماتے یہ قاعدہ دُوسروں کے لئے ہے جو بغیر دعوت کے آئیں مگر ہمارے لئے ہے آمدن باجازت رفتن بارادت۔

کسی نے کہا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بشر کہنا کفر ہے کہ بشر سے ب کو نکال دیں تو شر باقی رہتا ہے فرمایا اگر معاملہ یوں ہی ہے تو سُن لبشر بشارت سے ہے نہ شرارت سے تو یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی صفت بشیر کی طرف اشارہ ہوا۔

سُورۃ قدر میں کوئی بِاِذْنِ رَبِّهِمْ مِّنْ كُلِّ اَمْرٍ سَلٰمٌ پر وقف کرتا تو اگرچہ "امر" یا "سلام" دونوں میں سے کسی پر بھی وقفہ کرنا صحیح ہے تاہم آپ فرماتے رعایت فاصلہ کی بناء پر مناسب ہے کہ امر پر وقف کیا جائے کہ اس سورۃ شریف کے تمام وقف حرف "ر" پر ہیں۔

آپ اپنی چھینک پر الحمد للہ کہتے سنکر کوئی یرحمك اللہ کہتا تو آپ یَھْدِیْکُمُ اللّٰہُ وَیُصْلِحُ بَالَکُمْ ضرور فرماتے۔

ترجمہ: اللہ تعالےٰ تمہیں ہدایت پر رکھے اور تمہارے احوال درست فرمادے

نیا چاند دیکھ کر آپ یہ دُعا پڑھتے۔

رَبِّیْ وَرَبُّكَ اللّٰہُ ھِلَالُ رُشْدٍ وَّیُمْنٍ وَّاَمْنٍ وَّاِیْمَانٍ وَّ سَلَامَۃٍ وَّعَافِیَۃٍ لِّیْ وَلِاَحِبَّائِیْ وَاَوْلَادِیْ بِرَحْمَتِكَ یَآاَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ۔

ترجمہ: میرا اور تیرا پروردگار اللہ تعالےٰ ہی ہے۔

اے اللہ اے ارحم الراحمین اپنی رحمت سے اس چاند کو میرے اور میرے دوستوں اور میری اولاد کے لئے ہدایت، برکت، امن، ایمان، سلامتی اور عافیت کا پیغام لانے والا بنا۔

آپ کی خوش طبعی میں یہ بھی شامل تھا کہ کبھی ایک پیسہ ہاتھ میں بند کر کے فرماتے فقیر کے پاس اِن دِنوں پیسہ ہے کوئی مانے تو فبہا نہ مانے تو یہ اور یہ کہہ کر دستِ مبارک کھول کر پیسہ دِکھا دیتے۔ معلوم رہے کہ ملتان شریف کی اصطلاح میں کسی کے پاس کافی سرمایہ ہو تو کہا جاتا ہے اس کے پاس پیسہ ہے۔

کوئی کم قیمت چیز ہدیۃً پیش کرتا جسے دیکھ کر کوئی حقارت کرنے لگتا تو فوراً اسکی دلجوئی کی خاطر ارشاد فرماتے، ہر چہ آید پیش مرداں نام او بھاگاں بھری یعنی اللہ تعالیٰ کے نام پر جو چیز بھی آتی ہے وہ بخت بھری ہوتی ہے۔

کوئی سرانہ پاؤں کے نیچے رکھتا تو ارشاد فرماتے یہ سر۔آنہ ہے پیر آنہ نہیں۔ مالپورہ کے متعلق فرماتے پورا مال لگاؤ تو صحیح بنتا ہے۔ زردہ کے متعلق فرماتے

زڑدا ہے یعنی خوب لاگت لگانے سے تیار ہوتا ہے۔ بڑی چارپائی کو ہمایہ کہتے ہیں فرماتے اصل میں ہمہ جاہے یعنی سب کو اٹھا لیتا ہے۔ پاخانہ کے متعلق فرماتے اسے خانہ کا پا بھر یعنی گھر کا چوتھا حصہ مراد کشادہ ہونا چاہیئے۔ نوکری کے متعلق فرماتے اصل میں نوک آڑی ہے یعنی نوک اڑ جاتی ہے۔ اور ملازم پابند ہو کر رہ جاتا ہے آپ کے ان فرامین میں یہ ثابت ہے روزمرہ گفتگو میں بھی آپ ادبی ذوق کو پسند فرماتے تھے۔

جہاں نماز جمعہ کی شرائط بالکل مفقود ہوتیں اور باوجود مسئلہ سمجھانے کے ضدی لوگ باز نہ آتے تو فرماتے جمعہ نہیں گویا جھومر ہے اسی طرح سفر حضر میں خطبہ جمعہ سے پہلے آپ تقریر سے منع فرماتے کہ خلافِ سنت ہے اور ارشاد فرماتے اگر ضرور کرنا بھی ہو تو بعد نماز جمعہ ہونی چاہیئے۔

یہ بھی معلوم رہے کہ حضرت محقق دہلوی علیہ الرحمۃ نے بھی مشکوٰۃ باب المساجد میں درج حدیث فَنَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يَّتَحَلَّقَ النَّاسُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ قَبْلَ الصَّلٰوةِ کے تحت قبل الخطبہ تقریر کو مکروہ تنزیہی قرار دیتے ہوئے منع فرمایا ہے۔

ترجمہ حدیث: حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جمعہ کے دن نماز سے پہلے لوگوں کو حلقہ بنا کر (مسائل وغیرہ کہنے کیلئے) بیٹھنے سے منع فرمایا تھا۔

کریما شریف اور گلستان شریف شیخ سعدی علیہ الرحمۃ کی دونوں تصانیف کے بارہ میں فرماتے باآب زر باید نوشت یعنی سونے کے پانی سے لکھنے کے لائق ہیں۔

آپ قرآن شریف کی منزل ہمیشہ فمی بشوق تلاوت فرماتے یعنی سات دن میں قرآن مجید اس طرح ختم فرماتے کہ بالترتیب ہر منزل سورۃ فاتحہ، مائدہ،

یونس، بنی اسرائیل، شعراء، والصفّٰت اور ق سے شروع فرماتے ایک دفعہ مہینہ ساون میں جلال آباد سے کشتی پر سوار ہوئے تو منزل ق شروع فرمائی، جب کشتی حماد پور کنارہ لگی تو سورت الناس ختم فرمائی سبحان اللہ! ہتھ کارنوں دِل یارنوں" کے خود بھی مظہر تھے اور دوسروں کو بھی اسکی تاکید فرماتے۔

کوئی عرض کرتا آپ وعظ پر نہیں جاتے فرماتے یہ وعظ، وعظ نہیں آواز ہیں لہذا تقریر ختم ہونے پر لوگ یہی کہتے ہیں مولانا کی آواز بہت اچھی تھی شعر بہت عمدہ طرز سے پڑھتے تھے وغیرہ لہذا معلوم رہے کہ موقع ملنے پر آپ وعظ سُن بھی لیتے اگرچہ اہتمام کے ساتھ کہیں تشریف نہ لے جاتے چنانچہ قاری محمد طیب صاحب سے وحدۃ الوجود پر تقریر سُنکر پسند فرمائی اور خوب ذوق حاصل فرمایا۔ خیرپور شریف میں مولوی درویش محمد احمد پوری اور مولوی محمد مسعود خان گرگھی صاحبان سے تقریر سُن کر انہیں خوب داد دی۔

کوئی طالب علم عبارت پڑھتے ہوئے ض کو ص یا ظا کو طا وغیرہ پڑھتا، آپ ٹوکتے وہ عرض کرتا حضور نقطہ نہیں لکھا ہوا فرماتے دانا یاں پس نقاط نمی روند یعنی عقلمند لوگ نقاط کے پیچھے نہیں جاتے ذو معنی لفظ ہے نقاط بمعنی عیب مراد لیتے۔

موسم خریف میں فرماتے پنکھے چلاکر چھت کے نیچے سویا کرو، اور ربیع میں فرماتے اِجْتَنِبُوْا بَرْدَ الْخَرِيْفِ فَاِنَّهٗ يَفْعَلُ بِاَبْدَانِكُمْ كَمَا يَفْعَلُ بِاَشْجَارِكُمْ وَاغْتَنِمُوْا بَرْدَ الرَّبِيْعِ فَاِنَّهٗ يَفْعَلُ بِاَبْدَانِكُمْ كَمَا يَفْعَلُ بِاَشْجَارِكُمْ۔ ترجمہ:۔ موسم خریف کی سردی سے بچو اور ربیع کی سردی سے نفع حاصل کرو کیونکہ دونوں موسموں کی سردی تمہارے جسموں سے بھی وہی سلوک کرتی ہے جو درختوں سے کرتی ہے۔

عمومی بیوفائی کو دیکھ کر ارشاد فرماتے اس زمانہ میں باپ، بیٹا بن کر رہے تو گزارہ چلتا ہے ورنہ بہت مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

کسی نے لڑکے کی نافرمانی پر اسے محروم کرنا چاہا تو چونکہ خلافِ شرع تھا۔ اس لئے فرمایا وہ تو گنہگار ہوا تُو تو نہ بن۔

کوئی کسی کے اکلوتے ہونے پر کہتا کہ فلاں ہکلا یعنی اکیلا ہے فرماتے اصل وِچ ہِک اللہ ہے یعنی اللہ ہی یگانہ ہے۔

حل مشکلات کے لئے ختم کبیر اور ختم صغیر کے متعلق فرماتے اگر کوئی تختہ دار پر ہو تو بھی انشاء اللہ اسکی برکت سے خلاصی پائے گا۔

جو بھائی، بہنوں کو حصہ نہ دیتے فرماتے بھائی تو ہے مگر انتہائی بے حیا۔

آگ اور بیماری کے متعلق فرماتے اسے حقیر نہ سمجھو بڑھ کر ہلاکت کا باعث بنتے ہیں معلوم رہے کہ اسی طرح قرض اور دشمنی کے متعلق بھی کہا گیا ہے۔

فرماتے وفا کتے سے اور حلم و حوصلہ اونٹ سے سیکھو اسے ٹکڑا نہ ڈالو پھر بھی دروازہ نہیں چھوڑتا اور جتنے اونٹوں کی دل چاہے قطار بنا کر بچے کے ہاتھ ایک کی مہار دے دو، چلتے رہتے ہیں۔

کوئی طالب علم سر کے بال بڑھاتا مگر کنگھا تیل بروقت نہ کرتا، تو فرماتے بال تو خدمت مانگتے ہیں حلق بہتر ہے اگر بال رکھو تو پھر حفاظت بھی کیا کرو۔

جب سعودی حکومت نے صحابہ کرام علیہم الرضوان کے قبہ جات اور مزارات مبارکہ شہید کئے تو بہت نفرت کا اظہار فرمایا اسی طرح معلوم رہے کہ مزاراتِ اولیاء کے قرب وجوار میں مسجد بنانے کے جواز میں سورۃ کہف کی آیۃ شریفہ وَكَذٰلِكَ اَعْثَرْنَا کے آخر میں ارشاد باری تعالےٰ ہے:

قَالَ الَّذِیْنَ غَلَبُوْا عَلٰٓی اَمْرِھِمْ لَنَتَّخِذَنَّ عَلَیْھِمْ مَّسْجِدًا۔

ترجمہ:۔ وہ بولے جو اس کام میں غالب رہے تھے قسم ہے کہ ہم تو ان پر مسجد بنائیں گے۔

جس پر حضرت مولانا محمد عبدالعزیز پرہاروی علیہ الرحمۃ نے اپنی تفسیر مبارکہ "سلسبیل" میں لکھا ہے۔ وَقَدْ بَنُوْا عَلٰی بَابِ الْکَھْفِ وَذٰلِکَ اِسْتِحْبَابُ بِنَاءِہٖ عِنْدَ قُبُوْرِ الصّٰلِحِیْنَ۔

ترجمہ: یعنی ان غلبہ پانے والوں نے کہف کے دروازہ پر مسجد بنا دی اور اسی مسجد بنانے (اور اللہ تعالٰی کے قرآن مجید میں ذکر فرمانے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے منع نہ فرمانے) میں دلیل ہے اس بات کی کہ نیک لوگوں کی مزارات کے قریب مسجدیں بنانا مستحب (اور قدیم زمانہ سے اہل ایمان کا طریقہ) ہے۔"

چنانچہ مسجد رحمانیہ میں موجود قلمی تفسیر کے اس مقام پر آپ کے پھوپھی زاد بھائی مولانا عبدالتوب غیر مقلد نے بڑی شدّ ومد سے اپنی قلم سے حاشیہ لکھ کر حضرت مولانا محمد عبدالعزیز پرہاروی علیہ الرحمۃ کو خوب نشانہ بنایا اور سخت وسست الفاظ ان کے حق میں لکھے جب آپ رضی اللہ تعالٰی عنہ کی نگاہ مبارک اس حاشیہ پر پڑی تو آپ نے اس حاشیہ کی رد میں اتنا پر زور حاشیہ لکھا کہ نقل کرنے کو دل کرتا ہے مگر بوجہ اختصار ترک کرتا ہوں کہ یہاں صرف یہ بتانا مقصود ہے کہ آپ علماء اہلسنت کے موافق اہل اللہ کی قبور پر قبہ جات اور انکے قرب وجوار میں بناء مساجد کو مستحب سمجھتے تھے اس بارہ میں آپ کا مطبوعہ فتویٰ بھی موجود ہے۔

قومہ میں بعد تسمیع، کلمات تحمید حدیث شریف میں ربنا لک الحمد

ربنا ولك الحمد اور اللھم ربنا ولك الحمد تین طرح سے آتے ہیں فرمایا درمیانہ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ حرمین شریفین میں متداول ہے اور فقیر بھی اسی طرح پڑھتا ہے۔

یہ بھی فرماتے روضہ مطہرہ اور خانہ کعبہ پر کبوتر بیٹھ تو جاتے ہیں مگر اڑ کر اُوپر سے نہیں گزرتے بلکہ ہٹ کر گزرتے ہیں۔

۱۳۵۵ھ والے آپ کے آخری حج مبارک کے ساتھیوں کا کہنا ہے کہ آپ نے ارکان حج سے فراغت پر اس سبب سے کہ چھوٹی بڑی جنایات چونکہ ہو ہی جاتی ہیں لہذا سب کی طرف سے ایک ایک دم احتیاطاً کروادی۔ سبحان اللہ

كُلُّ شَيْءٍ يَرْجِعُ إِلَىٰ أَصْلِهٖ کہ ہر شئے اپنے اصل کی طرف لوٹ ہی جاتی ہے کے بارہ میں کسی نے پوچھا تو فرمایا لازمی معنی یہ نہیں کہ نیک سے ضرور نیک اور بد سے ضرور بد ہی پیدا ہوگا بلکہ مراد یہ کہ آدمی کا بیٹا آدمی کی شکل میں اور۔ گدھے کا گدھے کی شکل میں ہوگا۔

ایک دن لکڑہارا لکڑیاں کاٹ رہا تھا آپ چھوٹے چھوٹے ریزے خود بدولت چُن رہے تھے اسی دوران حکیم جنید وڈا صاحب حاضر خدمت ہو کر قدمبوس ہوئے آپ نے ہنس کر ذُو مرتبہ ارشاد فرمایا حکیم صاحب! "چوب چینی عجب دَوا است" اس کے ذُو مفہوم ہیں۔ چوب بمعنی لکڑی، چینی ایک مصالحہ کا نام یعنی چینی کی لکڑیاں جسے دال چینی کہتے ہیں۔ گویا فرمایا دال چینی صرف گرم مصالحہ ہی نہیں بلکہ عجب دَوائی بھی ہے۔ دوسرا صوفیانہ معنی یہ کہ لکڑیاں چننا غرور وتکبر کو ختم کرنے کا بہترین علاج ہے سرّ دلبران شریف میں حضور اعلیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے چوب چینی کے فوائد میں چھ اشعار خود نظم فرما کر لکھے ہیں جو تفصیل دیکھنا چاہے وہیں دیکھے معلوم رہے کہ اسکے فوائد کے پیش نظر

اہل اللہ چوب چینی کرتے رہے ہیں کہ جہاں علاجِ نفس ہے وہاں کسبِ حلال کا ذریعہ بھی۔

کوئی باپ بچوں پر یا اُستاد شاگرد پر بہت سختی کرتا تو اسکی فہمائش یوں فرماتے ؎

درشتی و نرمی بہم در بہ است ۔ چو رگ زن کہ جراح و مرہم نہ است

ترجمہ: سختی اور نرمی دونوں ایک ساتھ ہونی چاہئیں (نری سختی درست نہیں) جیسے رگ کاٹنے والا کہ جراحی کا عمل بھی کرتا ہے اور مرہم بھی رکھتا ہے

حکومت کے خلاف بغاوت کرنے والوں کو فرماتے ؎

ہر کہ او باغی شود از بادشاہ ۔ روز او چوں تیرہ شب گردد سیاہ

ترجمہ: جو بادشاہ کے خلاف بغاوت کرتا ہے اس کا دن بھی رات کی مثل تاریک ہو جاتا ہے یعنی دولت سکون سے ہاتھ دھو بیٹھتا ہے۔

قادر مطلق نے آپ کو شعر گوئی پر بھی قدرت عطا فرمائی تھی خصوصاً تاریخی مادہ نکالنے میں بڑی مہارت تھی اشعار میں تخلص "مسکین" تھا ویسے بھی آپ اپنے نام نامی سے پہلے العبد الجانی یا مسکین مُلا کا اضافہ فرماتے تھے اور خود کو مسکین کہنے میں کوئی تصنع نہ تھا بلکہ باوجود صاحبِ جائیداد ہونے کے سخاوت کے سبب آپ اکثر مقروض ہی رہتے تھے وصال کے وقت بھی کافی قرضہ تھا جو ورثاء نے ادا کیا۔

ستہ نکاتی مشہور حدیث جسے صاحبِ منبہات نے باب الثلاثی اور صاحب نزہۃ المجالس نے باب الجنۃ میں ذکر کیا ہے۔ جب آپ کے مطالعہ سے گزری تو آپ نے اس پر اپنی قلم مبارک سے تحریر فرمایا جو میں نے کتب خانہ رحمانیہ میں موجود نزہۃ المجالس عربی میں لکھا دیکھا۔

وَاَنَا حُبِّبَ اِلَیَّ مِنْ دُنْیَاکُمْ ثَلٰثٌ حُبُّ الصَّالِحِیْنَ وَذِکْرِی الصّٰلِحِیْنَ وَالنَّظَرُ اِلَی الصّٰلِحِیْنَ۔

اور مجھے بھی تمہاری دنیا سے تین چیزیں پسند ہیں صلحا یعنی نیک لوگوں سے دوستی اور محبّت رکھنا اور اپنی ذات کو نیک لوگوں کے ذکر خیر سے رطب اللسان رکھنا اور نیک لوگوں کی طرف دیکھنا

اگرچہ حدیث ازحد مشہور ہے تاہم متوسلین سلسلہ عالیہ کی خدمت میں پیش کرتا ہوں انشاء اللہ العزیز نفع اور برکت کا موجب بنے گی۔ حضور پُرنور سیّد یوم النشور علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک روز رونق افروز مجلس صحابہ کرام علیہم الرضوان تھے کہ زبان گوہر فشان سے فرمایا:

حُبِّبَ اِلَیَّ مِنْ دُنْیَاکُمْ ثَلٰثٌ اَلطِّیْبُ وَالنِّسَآءُ وَجُعِلَتْ قُرَّۃُ عَیْنِیْ فِی الصَّلٰوۃِ۔

مجھے تمہاری دنیا سے تین چیزیں پسند ہیں ایک خوشبو دوسری عورت تیسری یہ کہ میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں کر دی گئی ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے شریکِ محفل سیّدنا حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے سُنا تو عرض کی۔

صَدَقْتَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْكَ وَسَلَّمَ وَحُبِّبَ اِلَیَّ مِنْ دُنْیَاکُمْ ثَلٰثٌ اَلنَّظَرُ اِلٰی وَجْہِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَاِنْفَاقُ مَالِیْ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَاَنْ تَکُوْنَ اِبْنَتِیْ تَحْتَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَاَزْوَاجِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ تَسْلِیْمًا۔

آپ نے سچ فرمایا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم اور مجھے بھی تمہاری دنیا

سے تین چیزیں پسند ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے رُخِ انور کو دیکھنا اور اپنا مال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر قربان کرنا اور یہ کہ میری بیٹی رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ واصحابہ وازواجہ وبارک وسلم تسلیما کے نکاح میں ہے۔

جب سیّدنا حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سُنا تو عرض کی، سچ فرمایا آپ نے اے ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنک اور مجھے بھی دنیا کی تین چیزیں عزیز ہیں اَلْاَمْرُ بِالْمَعْرُوْفِ وَالنَّہْیُ عَنِ الْمُنْکَرِ وَالثَّوْبُ الْخُلْقُ یعنی نیکی کا حکم کرنا بُرائی سے روکنا اور پُرانا کپڑا استعمال کرنا۔

سیّدنا حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے سنا تو عرض کی سچ فرمایا آپ نے اے عمر رضی اللہ تعالیٰ عنک اور مجھے بھی دنیا کی تین چیزیں پسند ہیں۔ اِشْبَاعُ الْجِیْعَانِ وَکِسْوَۃُ الْعُرْیَانِ وَتِلَاوَۃُ الْقُرْآنِ۔ بھوکوں کو سیر بھر کھلانا، ننگوں کو لباس پہنانا اور قرآن مجید کی تلاوت کرنا۔

سیدنا امام المشارق والمغارب علی ابن ابی طالب رضی اللہ تعالےٰ نے نے سُن کر عرض کی سچ فرمایا آپ نے اے عثمان رضی اللہ تعالےٰ عنک اور مجھے بھی دُنیا کی تین چیزیں پسند ہیں اَلْخِدْمَۃُ لِلضَّیْفِ وَالصَّوْمُ فِی الصَّیْفِ وَالضَّرْبُ بِالسَّیْفِ یعنی مہمان کی خدمت کرنا، گرمیوں میں روزہ رکھنا اور تلوار کے ذریعہ سے جہاد کرنا۔

یہ سب حضرات فداہم روحی وقلبی اپنا اپنا خیال بلکہ سچ کہا جائے تو اپنا اپنا حال ظاہر فرما رہے تھے کہ سیّدنا حضرت جبرائیل امین علیہ السلام حاضرِ خدمت ہوئے اور کہنے لگے، حق تعالےٰ جلّ مجدہ نے آپ سب کی مبارک گفتگو سن کر مجھے بھی شریکِ محفل ہونے کا حکم فرمایا تاکہ آپ مجھ سے بھی

دریافت کریں کہ اگر میں اس دنیا کا باشندہ ہوتا تو مجھے کیا پسند ہوتا چنانچہ آقائے نامدار سیّدِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے پوچھا اے جبرائیل اگر تم اہلِ دنیا میں ہوتے تو تمہیں کیا محبوب ہوتا تو جبریل امین علیہ السلام نے جواب دیا — اِرْشَادُ الضَّالِّیْنَ وَمُوَانَسَۃُ الْغُرَبَآءِ الْقَانِتِیْنَ وَمُعَاوَنَۃُ اَھْلِ الْعِیَالِ الْمُعَاسِرِیْنَ ۔ یعنی بھٹکے ہوئے لوگوں کو راہِ راست دکھانا نیک نہاد و منکسر المزاج، غریبوں کو دوست رکھنا اور انکی خبر گیری کرنا اور تنگدست عیالداروں کی امداد کرنا۔

اور حضرت جبرئیل امین علیہم السلام نے یہ بھی فرمایا کہ خود ربّ العزۃ جلّ جلالہ وعمّ نوالہ بھی اپنے بندوں کی تین عادات بہت پسند فرماتا ہے۔ بَذْلُ الْاِسْتِطَاعَۃِ وَالْبُکَآءُ عِنْدَ النَّدَامَۃِ وَالصَّبْرُ عِنْدَ الْفَاقَۃِ یعنی بدنی اور مالی ہر قسم کی طاقت کو اللہ تعالےٰ کی راہ میں خرچ کرنا، پشیمانی اور شرمندگی کے وقت رونا اور بھوک و تنگدستی کے وقت صبر سے کام لیتے ہوئے شکوہ نہ کرنا۔

نزھۃ المجالس میں ہے کہ جب یہ حدیث ائمہ اربعہ رضی اللہ تعالےٰ عنہم تک پہنچی تو انہوں نے بھی اپنی اپنی پسندیدہ تین تین اشیاء ذکر فرمائیں۔ چنانچہ امام الائمۃ سراج الامۃ سیدنا حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا مجھے بھی تمہاری دنیا سے تین چیزیں پسند ہیں تَحْصِیْلُ الْعِلْمِ فِیْ طُوْلِ اللَّیَالِیْ وَتَرْکُ التَّرَفُّعِ وَالتَّعَالِیْ وَقَلْبٌ مِّنْ حُبِّ الدُّنْیَا خَالِیْ ۔ یعنی لمبی راتوں کو علم کے حصول میں زندہ رکھنا اور بلندی و شہرت اور کبریائی کے شوق کو ترک کرنا اور دنیا کی محبت سے دل کو خالی کرنا۔

پروانہ شمع رسالت سیّدنا حضرت امام مالک قدس سرہٗ العزیز نے فرمایا

مجھے بھی دنیا کی تین۳ چیزیں پسند ہیں۔

مجاورۃ روضتہ صلی اللہ علیہ وسلم وملازمۃ تربتہ صلی اللہ علیہ وسلم وتعظیم اھل بیتہ صلی اللہ علیہ وسلم

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ مطہرہ کا مجاور بنا رہنا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مرقد شریف پر معتکف رہنا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت علیہم الرضوان کی تعظیم کرنا۔

سیّدنا حضرت امام شافعی نور اللہ مرقدہ نے فرمایا مجھے دنیا میں تین۳ ہی چیزیں محبوب ہیں۔

عشرۃ الخلق بالتلطف وترک مایؤدّی الی التکلف والاقتداء بالتصوف۔

خلق خداوندی سے مہربانی اور نرمی کا معاملہ کرنا اور ہر اس چیز کو چھوڑ دینا جو تکلف کی طرف پہنچائے اور تصوف کی اقتداء کرنا یعنی شریعت کے ساتھ طریقت پر بھی پابند رہنا۔

سیّدنا حضرت امام احمد بن حنبل برّد اللہ مضجعہ نے فرمایا مجھے بھی تمہاری دنیا سے تین۳ چیزیں محبوب ہیں۔

متابعۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی اخبارہ والتبرک بانوارہ وسلوک طریق اثارہ

رسول مکرّم ونبی معظّم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی احادیث کی (ظاہراً) پیروی کرنا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے انوار مبارکہ سے برکت حاصل کرنا اور (باطناً بھی) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ماثورہ (منقولہ) طریقہ پر چلنا یا پہلی بات سے قولاً اور تیسری سے فعلاً اتباع مراد ہے۔ واللہ اعلم!

بار الٰہ! یہ فقیر حقیر مسکین بے تسکین بحر ص د ہو امیر محمد عادل بیجد غافل تیری بارگاہِ صمدیت میں جو علّام الغیوب (غیب کی تمام باتوں کو جاننے والا) ستّار العیوب (تمام عیبوں کی پردہ پوشی فرمانے والا) غفار الذنوب (شرک کے علاوہ تمام گناہوں کو معاف فرمانے والا) اور علیم بذات الصدور (سینوں میں موجود تمام مخفی رازوں کو خوب جاننے والا) ہے اگر اپنی پسند کی تین اشیا بیان کر دے تو گویا اپنے عیوب ہی ظاہر کرے گا جو تجھے پسند نہیں کہ نیکی اور گناہ دونوں کو چھپانے پر ہی سب مامور ہیں اور تصنّع سے کام لیتے ہوئے کوئی اچھی چیز بیں عرض کرے تو ان حضرات والا شان کی اتباع نہ ہو گی کہ سب نے سچ فرمایا اور جو فرمایا اپنی زندگی کو اس کا نمونہ بنایا لہذا یہ گنہگار بندہ اس مبارک مجلس کے توسل سے جو تیری ذات پاک کو اتنی پسند آئی کہ سُن کر جبرئیل امین علیہ السلام کو بھیجا اور ان کے ذریعے اپنی پسند کی تین اشیاء انہیں ارشاد فرمائیں، تجھ سے تین سوال کرتا ہے کہ اسے دنیا میں اپنی یاد اور محبّت اور آخرت میں اپنی رضا اور دیدار نصیب فرما دنیا میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسّلام کی متابعت و محبّت اور آخرت میں انکی شفاعت و قرب نصیب فرما دنیا میں اپنے چاہنے والوں کی غلامی اور آخرت میں انکی صحبت نصیب فرما الٰہی میرے والدین کریمین پیر خانہ، اساتذہ کرام، اہلِ خانہ، برادرانِ طریقت، جمیع رشتہ داران اور اس دُعا پر آمین کہنے والے کو بھی یہ نعمتیں نصیب فرما آمین۔ بجاہ النبی الامین وصلی اللہ تعالےٰ علی حبیبہ سیدنا و مولانا محمدن المبعوث الیٰ کافۃ الخلق ورحمۃ للعٰلمین وعلےٰ الہ وصحبہ وازواجہ و ذریاتہ اجمعین بقدر حسنہ وجمالہ حینا بعد حین منی ومن کل مسلم الیٰ یوم الدین

کرامات

آپ سے بھی متعدد کرامات صادر ہوئیں خاندان عالیہ دمتوسلین حضرات سے جن کرامات کو سُن سکا یا کسی کے ہاں قلمی لکھی دیکھیں وہ نقل کرتا ہوں۔

مُقدمہ میں کامیابی کی یقین دہانی: حافظ بی بی خادمہ لنگر شریف کے والد بزرگوار سید صاحب کا انتقال ہوا تو ان کے چچا جناب پیر شاہ صاحب نے ذاتی رنجش کی بُنیاد پر ان کا حصہ وراثت روک لیا معمولی بات طول پکڑ گئی حتیٰ کہ مقدمہ کی نوبت آپہنچی۔ پیر شاہ صاحب نے لاہور کے جج کو ایک خطیر رقم بطورِ رشوت دی جس کی خبر جب حافظ بی بی کو پہنچی تو آپ کے سامنے آکر رونا چلانا شروع کیا۔ آپ نے معاملہ سن کر ارشاد فرمایا، بی بی تسلّی کر وہ یہ جج تمہارا فیصلہ نہ کر سکے گا چنانچہ آئندہ پیشی پر بی بی صاحبہ کا مختارِ عام ریاض حسین لاہور پہنچا تو رات کو جج کے اچانک مرنے کی اطلاع انہیں ملی چنانچہ نئے جج نے مکمل سماعت پر حافظ بی بی کے حق میں فیصلہ کیا" اور پیر شاہ ناکام رہے، سچ ہے ؎

ہر آنکہ استعانت ز درویش برد — اگر بر فریدون زد او بیش بُرد

مراد یہ کہ مشکلات میں درویشوں سے مَدد طلب کرنے والا بادشاہوں سے مدد طلب کرنے والے سے زیادہ نفع حاصل کرتا ہے۔

قلیل گندم کا کثیر ہوجانا: حاجی ہدایت سیال ساکن چک ولی داد نے حضرت مولانا محمد عبدالقدوس صاحب علیہ الرحمۃ کو بیان کیا کہ میرا باپ سلطان جوانی میں فوت ہو کر بہت قرضہ چھوڑ گیا تھا جس کا بوجھ مجھ ہی پر پڑا جس وقت گندم کی ڈھیری تیار ہوئی تو ہندو

قرضہ وصول کرنے کو آیا ڈھیری دیکھ کر کہنے لگا سود میں بھی تیری یہ ڈھیری پوری نہ ہوگی اور دھمکیاں دینے لگا میں نے آپ کی جناب میں آکر عرض کی کہ اب ہندو قرضہ میں زمین لینے کی دھمکی دیتا ہے خدارا کرم فرمادیں۔ چنانچہ آپ نے دعا مانگ کر مجھے فرمایا جمع خاطر رکھو اور جا کر ڈھیری پر کپڑا ڈال دو پھر ہندو کو کہو تولنا شروع کردے میں نے ایسا ہی کیا تو وہ ہنسنے لگا اور پھر غضبناک ہو کر کہنے لگا کہ مذاق کرتا ہے میں چونکہ مطمئن تھا لہذا اسے کہا تو اپنا کام شروع کر چنانچہ اس نے ڈھیری تولنا شروع کی قدرت خداوندی کہ اس نے اصل رقم مع سود کا حساب کر کے اپنا وزن پورا کر لیا تو بے چارہ ہکا بکا رہ گیا چنانچہ وہ دانے قبضے میں لے کر کہنے لگا کل صبح اپنی بندی پھر چیک کر کے حساب کروں گا اب جو وزن تول لیا ہے وہ درج کر دیا ہے میں نے کہا کل کیا تو ایک مہینہ تک حساب کرتا رہ تجھے اختیار ہے چنانچہ رات کو دوسرے ہندوؤں کو ملا کر بیٹھا اور خوب حساب کرتا رہا حتیٰ کہ صبح کو پانچ من دانے اسی کے ذمہ نکلے تو آگر میری بندی پر حساب بے باق لکھ دیا باقی ماندہ گندم جو اس کے تولنے پر بھی بچ رہی تھی مجھے سال بھر کے لئے کفایت کر گئی یہ سب آنجناب کے فرمان واجب الاذعان کی برکت تھی۔

کڑوا کنواں میٹھا ہونا: تحصیل خوشاب ضلع سرگودھا میں چند مخلصوں نے عرض کی حضور ہم نے نیا کنواں تیار کیا ہے مگر بقضاء الٰہی اس کا پانی کڑوا ہے جس کے سبب ہم بڑے غمگین ہیں کہ ہمارا تمام خرچہ و محنت رائیگاں ہو گئی۔ للہ ہم پر کرم فرمادیں۔ آپ نے ان کی درخواست سن لی جب کھانے کا وقت ہوا لوگ جمع ہو گئے سب نے کھانا کھایا فرمایا سب کے ہاتھ کسی برتن میں دھلواؤ اور ہر شخص کلی بھی اسی برتن میں

ہی کرے چنانچہ حاضرین ہاتھ منہ دھوتے رہے اور اسی دوران آپ فرماتے تھے

ع "در ہر دھنے قند نباتے دگرے"

یعنی ہر منہ میں جُدا گانہ پھل کی مٹھاس ہوتی ہے۔ الغرض بعد ازاں پانی جمع ہونے پر فرمایا اس کو کنوئیں میں ڈال دو۔ سُبحان اللہ قُدرت خُداوندی وہ کنواں میٹھا ہو گیا۔ حضرت مولانا محمد عبد القدوس صاحب علیہ الرحمۃ آخر عمر میں بھی فرماتے تھے آج تک وہ کُنواں قائم ہے۔

کڑوی توریاں میٹھی ہونا: ایک دن عصر کے وقت مہمانوں کے لئے توریاں منگوائی گئیں جب ان کو کاٹا گیا تو سب کڑوی نکلیں آپ کی اہلیہ خورد نے عرض کیا شام ہونے والی ہے توریاں کڑوی نکلی ہیں تو کیا پکایا جائے؟ کوئی نا سمجھ آدمی توریاں لایا تھا آپ نے ہنس کر فرمایا توریاں کہاں ہیں عرض کیا بچی باہر پھینکنے کے لئے چلی گئی ہے فرمایا جلدی واپس بلاؤ، لڑکی واپس آئی تو از راہِ کرم سب کو چکھا فرمایا، بحمدہٖ تعالےٰ سب میٹھی ہیں پھر آپ کی اہلیہ محترمہ نے تعجب سے چکھا تو واقعی سب میٹھی تھیں وہی پکائی گئیں سب مہمانوں نے انتہائی مزہ لے کر کھائیں۔

دہی کا فوراً جم جانا: ایک دفعہ آپ نے اپنی اہلیہ خورد سے پوچھا کہ آج دُودھ جمنے کو رکھا ہے؟ عرض کی جی ہاں، فرمایا دیکھو تو جم تو نہیں چکا، دیکھا تو ابھی جُوں کا تُوں دُودھ ہی تھا دہی نام کو بھی نہ بنی تھی۔ غالباً آپ کو دہی کی ضرورت تھی چند لمحوں کے بعد ہی پھر فرمایا بھلا اب دیکھو تو دہی تیار تو نہیں ہو گئی؟ سُبحان اللہ دیکھا تو مکمل طور پر دہی جم چکی تھی از حد حیران ہو کر اہلیہ محترمہ لے آئیں تو آپ نے حسبِ ضرورت اسے خرچ فرمایا۔

بس کا لُٹنے سے محفوظ رہنا: ایک دفعہ آنجناب والا صفات جامع کرامات بصورتِ قافلہ عازم اجمیر شریف ہوئے۔

دہلی تک کا سفر بذریعہ ریل گاڑی طے فرمایا۔ یہاں سے سپیشل بس کے ذریعے آپ کا قافلہ برائے زیارات مشائخ کرام پرانی دہلی پہنچا اس سفر میں آپ کے ہمراہ آپ کے فرزندِ اکبر حضور ولی لاثانی کے علاوہ آپ کا سارا خاندان بھی شریکِ سفر تھا الغرض بس جب پرانی دہلی پہنچ گئی تو آپ نے ایک طالب علم کو فرمایا تم حفاظت کے لئے بس کے قریب ٹھہرے رہو ہم زیارت کرکے واپس آجائیں تم پھر زیارت کر لینا۔ واللہ اعلم۔ اس نے بات نہ سمجھی یا کیا معاملہ ہوا بہرحال وہ بھی ہمراہ ہو گیا۔ سب حضرات تمام سامان بس میں رکھ کر زیارات کے لئے تشریف لے گئے۔ جب واپس ہوئے تو بس کو اپنی جگہ پر نہ پایا۔ تمام اہلِ قافلہ کو انتہائی تشویش ہوئی اور لحہ بہ لحہ پریشانی بڑھ رہی تھی۔ سبحان اللہ آپ اسی حالت میں کھڑے کھڑے اپنے عصا مبارک پر سر رکھ کر مراقب ہو گئے پھر چند ہی لمحوں بعد فرمایا۔ دیکھو تو بس آرہی ہے؟ آپ بار بار اسی طرح سوال فرماتے جس پر آپ کے خوش طبع رفیقِ سفر خادم کوکا صاحب جو مارے پریشانی کے نڈھال ہوا جاتا تھا۔ کہنے لگا آپ نے بھلا اور کرنا ہی کیا تھا اب بھوکا مروائیں گے بھلا بس لوٹ لینے کے بعد کوئی واپس لاتا ہے۔ سبحان اللہ! یہی گفتگو ہو رہی تھی کہ بس ظاہر ہوئی اور ڈرائیور بس سے اُتر کر فوراً قدموں میں روتا ہوا آگرا اور طالب معافی ہوا۔ آپ نے اس سے واپسی کا سبب پوچھا تو کہنے لگا، فی الواقع میری نیت بس لوٹنے کی تھی مگر جو راستہ بھی اختیار کرتا اندھیرا ہی چھا جاتا جب نیت درست ہوتی اور واپسی کا ارادہ کرتا تو سب کچھ دکھائی دینے لگتا۔ ایسا بار ہا ہوا تو میں سمجھ گیا یہ سب آپ کی کرامت ہے تو تائب ہو کر واپس ہوا ہوں للہ اب معاف فرمائیں تو آپ نے عفو تقصیر فرما دی۔ الحمد للہ علیٰ ذٰلک۔ مجھے یہ اور اس سے پہلی دو کرامات آپکی صاحبزادی صاحبہ

زوجہ جناب صاجزادہ محمّد عبدالرحیم صاحب نے خود سُنائی ہیں جو شریکِ سفر تھیں۔

مسروقہ مال کی غائبانہ حفاظت: جناب ملک محمد شریف کھیڑہ صاحب اپنے چچا بزرگوار ساکن بستی پپلی سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے ایک دفعہ آنجناب کی خدمتِ عالیہ میں خربوزے پیش کرنے کے لئے میاں غلام حسین کو بھیجا انہوں نے پیدل سفر کی مشقت کے پیشِ نظر اثنائے راہ ریت کھود کر اس میں چند خربوزے اس خیال سے رکھ دیئے کہ واپسی پر یہاں سے گزرتے ہوئے یقیناً بھوک تو لگی ہوگی لہذا کھالوں گا۔ الغرض جب میاں غلام حسین نے آنجناب والاصفات کے دربار گوہر بار میں حاضر ہوکر خربوزے پیش کئے تو یہ منظر دیکھا کہ آپ وقفہ وقفہ سے اپنے عصامبارک کو اُٹھا کر کسی چیز کو مارنے کا اشارہ فرماتے ہیں مگر بظاہر کچھ نظر نہیں آتا تھا ان سے رہا نہ گیا پوچھا تو فرمایا، میاں! تم نے اپنے لئے جو خربوزے ریت میں محفوظ کئے تھے ان کو جنگل کے گیدڑ نکالنا چاہتے ہیں جب وہ قریب آتے ہیں تو سوٹی کے وار سے ان کو بھگاتا ہوں۔ جس سے انہیں سخت شرمندگی اور حیرت ہوئی۔ سُبحان اللہ کہتے ہیں جب میں واپس جنگل پہنچا تو اپنی آنکھوں سے بارہا یہ منظر دیکھا کہ گیدڑ اسی جگہ کے قریب پہنچتے تھے مگر پھر فوراً ہی ڈر کر پیچھے ہٹ جاتے تھے۔ مجھے یقین ہوگیا کہ آنجناب روشن ضمیر تاحال ان کی حفاظت میں مصروف ہیں۔

برکتِ دُعا سے بارش ہونا: تحصیلِ بھکر ضلع میانوالی چاہ ہیرانوالہ پر حکیم رضا محمد اہیر کی دعوت پر تشریف لے گئے آپ کے فرزند خورد علیہ الرحمۃ فرماتے تھے کہ میں بھی ہمسفر تھا بارہ[۱۲] بجے دوپہر ہاڑ کی نو[۹] تاریخ تھی آپ چارپائی پر حالتِ استراحت میں تھے اور

ڈاکٹر محمد حسین اعوان آپکے پاؤں مبارک دبا رہے تھے کہ سب اہیر صاحبان جمع ہو کر آ گئے اور ڈاکٹر صاحب کو کہا چارپائی سے نیچے اتر آؤ کہ آپ کی چارپائی دھوپ میں جا کر رکھتے ہیں کیونکہ ہمارے لئے پانی کا سوائے بارش کے اور کوئی وسیلہ نہیں گویا بارانی زمینیں تھیں عرصہ دو سال سے بارش نہیں ہوئی ہم برباد ہو چکے ہیں دعوت کا مقصد بھی یہی تھا کہ آنجناب کے قدوم میمنت لزوم کی برکت سے اللہ تعالیٰ باران رحمت عطا فرما دیں گے مزید یہ کہ ہم نے سنا ہے ان کے والد ماجد حضور خواجہ عربی غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی کسی علاقہ میں تشریف لے گئے وہ لوگ بارش کو ترس رہے تھے تو آپ کے دھوپ میں کھڑے ہو کر دعاء فرمانے سے ایسی بارش ہوئی کہ وہاں کے معمر لوگ گواہ ہوئے کہ ساٹھ سال میں اتنی بارش نہیں دیکھی۔ لہذا ہم بھی آنجناب کی چارپائی دھوپ میں جا رکھتے ہیں تاکہ دعا فرما دیں۔ انکی اتنی گفتگو سے آنجناب بیدار ہو گئے اور فرمایا ہُوں ہُوں یعنی کیا ماجرا ہے سب نے اپنا مصمم ارادہ پیش کیا تو آنجناب قبلہ نے ارشاد فرمایا حضور عربی غریب نواز کا مقام بہت بلند تھا۔ قدرتِ خداوندی نے ان کو بڑی طاقت عطا فرمائی تھی۔ یہ فقیر انتہائی کمزور ہے البتہ انہی کے وسیلہ سے اس امید پر دعا کرتا ہے کہ حق تعالےٰ جل شانہ اپنی رحمت سے انشاء اللہ العزیز اسی ہفتہ میں ہی باران رحمت نصیب فرما دیں گے۔ خوش عقیدہ لوگ تھے اسی بات پر مطمئن ہو گئے آپ یہاں سے مٹھہ ٹوانہ ہی پہنچے تھے کہ یہاں خوب بارش ہوئی اور آپ نے وہیں بیٹھے ارشاد فرمایا اسوقت یہ بدلیاں اہیرانوالہ پر برس رہی ہیں دوسرے روز اہیر صاحبان نے بھی مٹھہ ٹوانہ پہنچ کر آپ کو مبارک باد دی۔

گفتۂ او گفتۂ اللہ بود :

آپ کے فرزند دلبند حضرت مولینا محمد عبدالقدوس صاحب علیہ الرحمۃ

کی قلمی یادداشتوں میں لکھا ہے کہ میرے ماموں محمد نذیر صاحب کے رشتہ کے لئے میرے نانا صاحب کے ہمراہ آنجناب قبلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ودیگر رشتہ داران ککاری موضع کوچھ میں قیصر خان گردوانی کی لڑکی کے لئے اس کے پاس تشریف لے گئے وہ لڑکی خاندان میں عدیم المثال حسینہ جمیلہ تھی اسی خاندان میں غلام حسین گردوانی جو ممبر بھی تھا ہرگز نہ چاہتا تھا کہ یہ لڑکی قریشی صاحبان لے جاویں تو اس نے انتہائی گستاخانہ رویہ پیش کیا وہ یوں کہ چند اوباش نوجوانوں کو اکٹھا کیا اور سب کے ہاتھوں جھانبے دے کر کہا مسجد کے ارد گرد جمع ہو کر ان ان کو مارنا شروع کر دو تو یہ ڈر کر خود بخود بھاگ جاویں گے العیاذ باللہ جب انہوں نے یہ گستاخی شروع کی تو آنجناب قبلہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ یہ فرماتے ہوئے اپنے تمام رفقاء سمیت واپس ہوئے کہ "جو کوئی اس لڑکی سے نکاح کرے گا مر جائے گا۔" مرد کامل ولی خدا کی زبان آخر سیف الرحمٰن تھی یہ جملہ نکلا ہوا کیونکر تیر بہدف نہ ہوتا یکے بعد دیگرے آٹھ جوانوں سے نکاح ہوا سب بے چارے مرتے گئے بالآخر غلام حسین گردوانی چند افراد کو ہمراہ لے کر خدمت اقدس میں پہنچا اور معافی طلب کی۔ آپ نے فرمایا تو اس نے لڑکی محمد نذیر صاحب کے نکاح میں دی جن سے عبدالحق، عبدالحکیم صاحبان وغیرہ پیدا ہوئے۔

لوٹھڑاں کے ایک ملک (جس کا نام بوجہ عیب پوشی مخفی رکھا گیا ہے) نے شرعاً کوئی ناجائز کام کیا آپ ملتان شریف سے اس کو سمجھانے کے لئے تشریف لے گئے۔ ریاض آباد اسٹیشن سے کسی کو بھیجا (اس کا نام بھی عمداً ذکر نہیں کیا گیا) تاکہ بلا لائے اس نے جا کر پیغام دیا تو چونکہ تشریف آوری کا مطلب سمجھ گیا اس لئے اس آدمی کو روپیہ دو روپیہ دے کر کہا کہہ دو وہ گھر نہیں ہے اس نے آکر عرض کیا یہاں نہیں ہے فرمایا: "نہیں ہے، نہیں ہے، نہیں سہی"۔ اور

اگلی گاڑی پر واپس تشریف لائے، ملک یہ کہہ کر اوپر والے بنگلہ پر جا کر سو گیا تھا گھر والے جگانے گئے تو موت کا ذائقہ چکھ چکا تھا۔

گستاخوں پر غیبی پتھراؤ: جھنگ میں موجود حضور اعلیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مسجد میں ایک دفعہ آپ رونق افروز تھے چند بدطینت لوگوں نے آکر آپ کو گالیاں دیں (ان لوگوں کے نام بھی آپ کے فرزند خورد علیہ الرحمۃ نے اپنی قلمی یادداشت میں درج فرمائے ہیں) مگر آپ نے صبر و تحمل سے کام لیا وہ ناکام خوار و ذلیل ہو کر واپس ہوئے گھر پہنچے تو دیکھا از غیب چاروں کونوں سے پتھر برس رہے ہیں کچھ معلوم نہ ہوا کہاں سے آرہے ہیں شام تک خوب مار کھائی آخر سب اہل خانہ رات کو اپنی گردنوں میں کپڑے ڈال کر معافی کے لئے حاضر ہوئے اور روتے روتے پاؤں مبارک پر آگرے آپ کی ذات انتہائی کریم تھی سب کو معاف فرمایا تو غیبی عذاب پتھراؤ والا بھی ختم ہوا۔ سچ ہے کہ جس طرح سود خور کے لئے اللہ تعالیٰ اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا اعلان جنگ ہے۔ اسی طرح اولیاء اللہ تعالیٰ کے دشمنوں سے بھی حق تعالیٰ جل شانہ کا اعلان جنگ ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے دوستوں سے دوستی اور اپنے دشمنوں سے دشمنی رکھنے کی توفیق نصیب فرماویں اور دولتِ اخلاص سے نوازیں۔ آمین۔

گستاخ مناظر آپ کے عتاب میں: بستی مراد آباد میں سلسلہ عالیہ کے متوسلین میں یہ بات مشہور اور زبان زدِ عام ہے کہ آپ نے ایک مرتبہ ہماری بستی کو اپنے جمال باکمال سے منوّر فرمایا ہوا تھا کہ ایک مولوی صاحب دراز ریش (ان کا

نام بھی معلوم ہے مگر عیب پوشی کے تحت مخفی رکھا جاتا ہے) جو ہندوستان سے علومِ دینیہ حاصل کر کے آئے ہوئے تھے، آپ کی خدمت میں قوالی کے مسئلہ پر بحث اور مناظرہ کی نیّت سے حاضر ہوئے۔ آپ انتہائی تحمل سے انہیں سماع کے جواز پر دلائل پیش فرماتے رہے مگر مولوی صاحب نے جلد ہی مناظرہ کو مجادلہ کی شکل دے دی اور جواب بن سکا تو شرمندگی پر پردہ دینے کیلئے سخت سُست الفاظ کہنے لگے ؎

اِذا یئسَ الانسانُ طال لِسَانه　　کسنورِ المغلوب یصُول علے الکلب

ترجمہ: جس طرح مغلوب بلّی کتّے پر حملہ کرتی ہے (حالانکہ اسے اپنی شکست کا یقین ہوتا ہے) اسی طرح جب انسان بھی مایوس ہو جاتا ہے تو زُبان دَرازی شروع کر دیتا ہے

الغرض جب مولوی صاحب نے اکابرینِ سلسلہ عالیہ کی گستاخی کو بھی روا رکھا تو آپ اپنی زبان سیف الرحمٰن سے یہ فرماتے ہوئے کہ "تجھے آگ بھی نہیں لگتی" اسکی طرف دست اقدس سے طمانچہ کا اشارہ فرمایا۔ اب کیا ہونا تھا، مولوی مذکور کے اندر سے ایسی حرارت اُٹھی کہ موسم سرما میں بھی ٹھنڈے پانی سے بار بار غسل کرتا اور بند کوٹھڑی میں پڑا یہی کہتا مر گیا کہ "میں سَڑ گیا ہائے میں سڑ گیا" یعنی میں جل گیا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اللہ والوں کی گرفت، ان کے عتاب اور ان کی گستاخی سے محفوظ فرمادیں۔ آمین! اسی قسم کا ایک واقعہ حماد پور کے پیر بھائی بھی نقل کرتے ہیں۔ واللہ اعلم دو علیحدہ واقعات ہیں یا ایک ہی واقعہ ہے۔

ملک اللہ بخش روانی پر آپکی عنایات: حضور شیخ العرب والعجم خواجہ غریب نواز

رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے انتہائی لاڈلے مُرید ملک اللہ بخش روانی مرحوم اپنے

مرشد باکمال کے وصال پُر ملال کے بعد انکے مطلق جانشین حضرت مفتیٔ اعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے بے انتہا خوش عقیدگی سے وابستہ اور دامن گرفتہ رہے بار ہا شریکِ سفر رہ کر اُن سے بے شمار برکات وفیوضات حاصل کرتے رہے۔ ملک صاحب خود بھی بڑے سخی اور نیک دل انسان تھے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام فداہ روحی وقلبی وحضور غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اعراس مبارکہ دل و جان سے مناتے اور پیر خانہ کی دعوات کا بھرپور انتظام کرتے لنگر عُبیدیہ رحمانیہ کی خدمت بھی دل و جان سے کرتے تھے اللہ تعالیٰ انکی مزار پر ہزار ہا رحمت فرماویں کہ خاندان عالیشان میں سے جن کی زبانی بھی ان کا تذکرہ سُنا اچھے الفاظ میں سُنا۔ الحمد للہ علےٰ ذلک۔ اس عنوان کے تحت مَیں ملک صاحب مرحوم اور حضرت مفتیٔ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے درمیان واقع ہونے والے چند واقعات ذکر کرتا ہوں۔

ملک صاحب مرحوم کی آنکھوں کی بینائی جاتی رہی تو مشورہ یوں ہوا کہ گوجرہ میں آنکھوں کا آپریشن انتہائی کامیاب ہوتا ہے وہیں سے کرانا چاہیے چنانچہ ملک صاحب کو اطلاع کی گئی تو کہا میں اکیلا تو نہ جاؤں گا بس کا انتظام کرو اور ایک بوری آٹا، ایک بکری، اتنا گھی اور اتنی اتنی مقدار فلاں اجناس کی بھی مہیا کرو چنانچہ سب انتظامات مکمل ہو گئے بس ڈیرہ پر آ گئی جن عزیز و اقارب نے ہمراہ جانا تھا وہ بھی آ گئے اور سب ملک صاحب کے ہمراہ بس میں سوار ہوئے۔ بس چل پڑی تو ملک صاحب نے تجاہلِ عارفانہ کا اظہار کرتے ہوئے پوچھا کدھر کا ارادہ ہے؟ کہا گیا جناب گوجرہ جا رہے ہیں تو جواباً کہا "غور سے سُن لو! میرا گوجرہ ملتان جنّت نشان ہے میں تو ہرگز گوجرہ نہ جاؤں گا مجھے میرے اپنے ہسپتال ملتان دارالامان ہی لے چلو میرے مرشد

کریم کا آستان ہی میری علاج گاہ ہے وہ کیا نعمت ہے جو اس خاکِ پاک کو بوسہ دینے سے نہیں ملتی"۔ الغرض اُنہوں نے مجبور کر دیا تو بس کو ملتان شریف ہی لایا گیا مسجد رحمانیہ شریف کی غربی جانب بڑی سرائے میں بس آ کر رُکی، ملک صاحب نے جملہ سامان لنگر شریف میں پیش کرنے کا حکم دیا اور خود کسی کے سہارے آنجناب حضرت قبلہ مفتی اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر قدمبوس ہوئے اور ماجرا من و عن بیان کیا آپ نے حُسنِ عقیدت کو دیکھتے ہوئے ارشاد فرمایا ملک صاحب! میرے پاس دو قسم کا سُرمہ ہوتا ہے فلاں ترتیب سے لگاتے رہو۔ انشاء اللہ العزیز بہتری ہوگی۔ میں اس کے علاوہ کیا کر سکتا ہوں۔ چنانچہ از راہِ عقیدت اسی سرمہ کو ہی اپنا شافی علاج سمجھتے ہوئے ملک صاحب نے قبول کیا اور اس کا استعمال حسبِ فرمان ذیشان شروع کر دیا چند دن یہیں قیام کیا اور بعد ازاں اپنے وطن واپس لوٹ کر اسی نسخہ کو ہی استعمال میں رکھا۔ بحمدہٖ تعالیٰ آہستہ آہستہ اُنکی بینائی دُرست ہوتی گئی حتیٰ کہ مکمل طور پر یہ نعمت دوبارہ نصیب ہوئی۔ الحمد للہ علےٰ ذٰلک حضور مفتی اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کرامت کے ساتھ ساتھ ملک صاحب کی عقیدت کو بھی سلام کرنے کو جی چاہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو خوش عقیدہ بنا دیں۔ آمین!

ملک صاحب کے رشتہ دار کسی جرم کے بغیر، ہی مخالفین کی شرارت سے پولیس کے مقدمہ میں ملوّث ہوئے اور حوالات میں بند کر دیئے گئے۔ ملک صاحب آپ کی دُعاؤں سے اُنکی رہائی کے درپئے ہوئے تو پولیس نے ان کو خوب متحرک دیکھتے ہوئے ان کو بھی اپنی نظروں میں رکھ لیا حتیٰ کہ موقعہ پر اُنکے خلاف بھی کاروائی شروع کی اور تھانیدار نے انہیں بھی گرفتار کرنے کا حکم نامہ

جاری کر دیا پولیس نے موقعہ پا کر ہتھکڑی لگانا چاہی مگر ہر دفعہ ہتھکڑی خود بخود کھُل کر گر جاتی متعدد بار ایسا ہوا تو تھانیدار اسے غیبی امداد سمجھ کر ان پر ایسا شفیق ہوا کہ سب کی رہائی کا حکم جاری کر دیا۔

ملک صاحب کو ایک دفعہ کسی تعمیر کے دوران لکڑی کا سامان از قسم شہتیر کڑی و بالس وغیرہ ضرورت تھا مگر رقم کا بندوبست نہ تھا چنانچہ ملتان دارالامان آئے اور مارکیٹ گھوم پھر کر قیمت کا اندازہ بھی لگا لیا کہ کتنی مالیت کا سامان بنتا ہے اور ایک دکاندار کے ہاں جملہ سامان موجود پا کر پسند بھی کر لیا اور پھر آپ کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر عرض کر دیا کہ کل فلاں دکان سے، اور ایک روایت میں ہے کہ کہا کسی بھی دکان سے جا کر اپنی پسند کا فلاں فلاں مال اٹھوالوں گا آپ جانیں اور وہ دکاندار، رقم بھی میرے پاس نہیں آپ ہی کو ادا کرنا ہو گی چنانچہ دوسرے روز باربرداری کے لئے سواری ہمراہ لے کر ملک صاحب دکان پر چلے گئے اور اپنی پسند کے مطابق سامان علیحدہ کرا کے سواری پر رکھواتے رہے جب سامان مکمل رکھا گیا تو چپکے سے چل دیئے کسی کو جرأت نہ ہوئی کہ ان کا ہاتھ پکڑتا سامان لے کر پھر خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے اور آگاہ کر دیا کہ اتنا اتنا سامان فلاں دکان سے لے آیا ہوں، چنانچہ آپ نے کسی خادم کو وہاں بھیج کر رقم معلوم کرائی تو انہوں نے بتایا کہ ہم خود حیران تھے کہ ہماری زبانوں اور ہاتھوں کو آخر کیا ہو گیا کہ نہ زبان روکنے پر قادر ہوئی اور نہ ہی ہاتھوں کو پکڑنے کی جرأت۔ حتیٰ کہ جب ملک صاحب چلے گئے تو ہم خوب پریشان تھے کہ واللہ اعلم اب کیا ہو گا۔؟ سبحان اللہ وبحمدہ، بہرحال انہوں نے سامان کی مالیت بتلائی جو آپ نے ادا فرمائی۔

جب ملک صاحب مذکور بقضاء الٰہی قریب المرگ ہوئے تو ورثاء نے کئی بار کہا اگر حکم ہو تو حضور قبلہ مفتی اعظم غریب نواز کو اطلاع کر دیں؟ ہر بار یہی جواب دیا کہ آپ میرے حالات سے باخبر ہیں اطلاع دینے کی کوئی ضرورت نہیں گویا کہا ؎

کششے کہ عشق دارد نگذاردت بدینساں　　بہ جنازہ گر نیائی بہ مزار خواہی آمد

ترجمہ: میرے عشق میں جو کشش ہے وہ تمہیں ایسے نہ بیٹھنے دے گی، اگر صبر کیا اور جنازہ پر بھی نہ آئے تو مزار پر تو ضرور آؤ گے۔

چنانچہ جس دن ملک صاحب کا وصال ہوا آپ ملتان دار الامان سے اچانک موضع روانی کے لئے تیار ہوئے بعد میں معلوم ہوا کہ ملک اللہ بخش صاحب کا جنازہ پڑھانے کے لئے تشریف لے گئے ہیں ؎

بندگانِ خاص علّام الغیوب　　در جہاں دانی جو اسیس القلوب

ترجمہ: حق تعالیٰ جل شانہٗ جو تمام غیبوں کو خوب جاننے والے ہیں ان کے خاص بندوں کو اس جہان میں دلوں کا جاسوس سمجھئے (کہ اسکی صفت علم کے مظہر یہی لوگ ہیں۔)

متوسّلین کی غائبانہ خبر گیری:

آپ کے متوسلین میں کوئی بعد نمازِ عشاء حجرہ پر گیا۔ جب رات کو دیر سے آپ کے حجرہ میں داخل ہوا تو آپ نے لیٹے لیٹے پوچھ لیا کہاں سے آنا ہو رہا ہے۔ اس نے دروغ گوئی سے کام لیتے ہوئے کہا حضور! خطیب العصر مولانا عطاء اللہ شاہ صاحب بخاری کی تقریر سن کر آرہا ہوں اس پر آپ نے فرمایا: "حضرت شاہ صاحب چنگے بچے پٹے ہن؟" اللہ اکبر!

اس سے انہیں خوب تنبیہ ہوئی اور وہ تائب ہوئے۔

میرے پیر بھائی محمد عبدالرحمان صاحب لانگری نے جناب میاں عاشق محمد صاحب دورکوٹ والوں کی زبانی سُنایا کہ حضور مفتی اعظم عموماً متوسلین کو فرمایا کرتے تھے کہ نماز سے پہلے جیسے طہارت وغیرہ کا اہتمام کیا کرتے ہو ایسے ہی خارش وغیرہ کر لیا کرو تاکہ درمیان نماز ہاتھوں کو غیر ضروری حرکت سے روکا جاسکے۔ مگر ایک روز خود آپ نے بحالت تشہد جماعت کی نماز میں ہی اپنے بازو کو دو تین مرتبہ اس طرز پر جھٹکا جیسے کسی موذی چیز کو اپنے سے دفع فرما رہے ہوں حالانکہ بظاہر کچھ بھی نظر نہ آرہا تھا بعد از سلام کسی بے تکلف غلام نے جو آپ کے متصل بیٹھا تھا عرض کی کہ حضور غلاموں کو جس کام سے منع فرماتے ہیں آج بلا ضرورت خود وہی کام آپ نے کیوں کیا؟ لیت و لعل کے بعد اس نے مجبور کیا تو فرمایا میاں! میرے فلاں مخلص دوست کی دو بھینسیں دریا کے کنارہ پر آپس میں اس طرح اُلجھ گئی تھیں کہ ہر ایک کے سینگ دُوسری میں بُری طرح پھنس گئے تھے۔ لہٰذا مجبوراً میں نے ان کو چھڑوایا چنانچہ یہ شخص اسی علاقہ میں گیا تو ان لوگوں سے یہ سُنکر حیران ہوا کہ واقعی بھینسوں کے تو ہلاک ہونے کا خطرہ تھا کہ اچانک یوں معلوم ہوا جیسے کسی غیبی قوت نے آکر چھُڑا دیا ہو۔ سبحان اللہ!

جنگل میں طعام کا غائبانہ انتظام:

آپ کے خادم خاص جناب عبدالرحمن بلہانہ صاحب جن کے وصال کو تقریباً بیس سال ہوئے بیان کرتے تھے کہ ایک دفعہ آپ نے گھوڑوں کے ذریعہ مراد آباد سے کوٹ سلطان کی طرف سفر اختیار کیا علی ڈلیسی اور چند دیگر برادران طریقت بھی شریکِ سفر تھے کہ اچانک ہم راستہ

بھول گئے گھوڑوں نے جنگل کا راہ کیا ہوا تھا جب رات چھا گئی اور ہمیں کسی طرف سے آبادی کا کوئی نشان نظر نہ آیا تو ہماری پریشانی بڑھ گئی۔ ہم بار بار حضور قبلہ مفتی اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حیرت کی نگاہوں سے دیکھتے، مگر آپ نہایت مطمئن تھے حتیٰ کہ نماز کا وقت ہونے پر آپ نے ہمیں نماز کی تیاری کا حکم دیا حسبِ فرمان واجب التسلیم والاذعان اذان دے کر صف درست کر لی اور نماز با جماعت ادا کی۔ سبحانہٗ وتعالیٰ جب سلام پھیرا تو ہماری صف کے قریب ہی چند بستر اور متعدد طباق پُر از طعام موجود تھے ہم نہایت خوش ہوئے مگر حیرت کی انتہا نہ رہی کہ اتنے وسیع جنگل میں یہ غائبانہ انتظام کیسے ہوا بہر حال آنجناب والاصفات کی کرامت سمجھ کر بستر بچھائے اور کھانا کھا کر آپ کے فرمان سے وہیں سو گئے۔ حتیٰ کہ صبح بیدار ہو کر اپنے مشاغل میں مصروف ہوئے پھر نماز کی تیاری کی۔ برتن بستر سمیٹ کر رکھے اور نماز با جماعت ادا کی جب نماز سے فارغ ہوئے تو بجز اپنے سامان اور گھوڑوں کے کچھ بھی نہ پایا۔ الحمد للہ علیٰ ذٰلک

شرف ہم نشینی باسیّدِ عالم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہٖ وسلم:

دَورانِ سفر جھنگ آپ کی پالکی مُبارک کو گزرتے مسماۃ سردار(؟) بی بھروانہ قوم کی خاتون نے دیکھا اور پوچھا تو آپ کے کسی عقیدت مند نے بتلایا یہ ملتان شریف کے پیر جناب مفتی مولانا محمد عبد العلیم ہیں جو قریب ہی دعوت پر تشریف لائے ہیں یہ خاتون حضور سرکار گولڑہ جناب سید پیر مہر علی شاہ صاحب علیہ الرحمۃ سے بیعت تھی ایک اور روایت میں ان کی زیارت کی تھی مگر بیعت حضرت قبلہ بابوجی صاحب علیہ الرحمۃ فرزند ارجمند

حضور سرکار گولڑہ شریف سے تھی۔ اور ان کے جاہ و جلال اور شان و شوکت
سے قافلہ کی رفاقت میں سفر کرنے کے سبب اس سادگی اور صرف دو چار
آدمیوں کی معیت کو نفرت و حقارت کی نگاہ سے دیکھ کر کہہ بیٹھی کہ لوگ
بھی ہر کس و ناکس کو بزرگ مان لیتے ہیں۔ بزرگ تو اس دور میں میرے
ہی مرشد کریم ہیں کہ جہاں تشریف لے جاتے ہیں جم غفیر پروانہ وار اس
شمع ہدایت کے گرد قربان ہو رہا ہوتا ہے۔ اور یہ ہیں کہ چار آدمی ہی اُٹھائے
لئے پھرتے ہیں۔ سبحان اللہ و بحمدہ اسی رات ہی اس نیک بخت خاتون نے
حضور آقائے نامدار سید عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ایک عالیشان تخت پر
دو بزرگوں کے ہمراہ اسطرح جلوہ افروز دیکھا کہ سرہانہ کی طرف آپ صلی اللہ
علیہ وسلم اور پائنتی کی طرف حضور سرکار گولڑہ سید السادات علیہ الرحمۃ مگر
درمیان والوں کو نہ پہچان سکی۔ دل میں کشمکش تھی مگر خود حضور سید عالم
علیہ الصلوٰۃ والسلام نے زبان گوہر فشان سے فرمایا یہ مولٰنا محمد عبد العلیم ملتانی
ہیں اسپر حضرت مفتی اعظم نے تبسم کناں ارشاد فرمایا ہاں لوگ ہمارا ہی مذاق
کرتے ہیں پھر تو حیرت کی اِنتہا نہ رہی اور سمجھ گئی کہ جمیع اولیاء کرام چونکہ
مقصد میں ایک اور متحد ہیں اسلئے برحق ہیں چنانچہ مائی صاحبہ کہتی تھیں،
خواب ہی میں اتنی روئی کہ آنسو بہہ کر میرے کانوں تک پہنچنے سے میری جاگ
ہوئی لہذا بیدار ہو کر اس نیک بخت خاتون نے آپ کے عقیدتمندوں
کو یہ خواب بیان کیا حضرت مولانا محمد طفیل صاحب سلیانوی علیہ الرحمۃ نے
اپنے علاقے میں جب یہ قصہ سُنا تو اس خاتون سے فرمایا۔ ہمارے حضرت
قبلہ پیر و مرشد مفتی اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حقارت کی نگاہ سے دیکھا تو اس
قدر فیض پایا اگر عقیدت و محبت سے دیکھتی تو واللہ نا معلوم حضور پرنور علیہ الصلوٰۃ

والسلام کی مزید کتنی کرم نوازی تجھ پر ہوتی۔

کاتب الحروف کہتا ہے کہ اس خاتون پر اللہ کا یہ کرم ممکن ہے اپنے شیخ سے عقیدت کے سبب ہوا ہو لہذا اس قصہ سے دو سبق ملے کہ اپنے پیر و مرشد سے عقیدت و محبت بلاشرکت غیرے سب سے بڑھ کر ہونا جیسے ضروری ہے اسی طرح یہ بھی لازم ہے کہ کسی دوسرے سلسلہ کے بزرگان و مشائخ کرام کو بلکہ ان کے متعلقین اور ان کے آستان سے منسوب کسی بھی چیز کو حقیر نہ سمجھے کہ ہر چیز نسبت سے شرف پاتی ہے اور ہر سلسلہ کو میرے آقا و نامدار سید الکونین حضرت محمد مصطفےٰ احمد مجتبیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے نسبت اور روحانی تعلق ہے۔

جامۂ کعبہ را کہ می بوسند ‌‌‌ نہ کہ از کرم پیلہ نامی شد
با عزیزے نشست روزے چند ‌‌‌ لاجرم ہمچو او گرامی شد

ترجمہ: کعبہ شریف کے غلاف کو ریشمی ہونے کے سبب نہیں، بلکہ اس لئے چوما جاتا ہے کہ چند دن ایک عزت والی چیز (کعبہ شریف) کے ساتھ لگے رہنے کے سبب وہ بھی اسی طرح عزت والا ہو چکا ہوتا ہے۔

مظلوموں کی فریادرسی: محمد سلیم اور حاجی ہدایت سیال ساکن چک ولی داد پر انکے قومی بھائی (جس کا نام عمداً ذکر نہیں کیا جارہا) جو بڑا ظالم اور خونخوار آدمی تھا نے گردیزیوں سے مل کر ناجائز فوجداری مقدمہ کر دیا وہ کہتے تھے ایک عرصہ پریشانی میں گزرا جب مخالفین نے جج کو کئی قسم کی لالچیں دے کر ہمارے خلاف فیصلہ پر مجبور کر دیا تو ہم بے بس دبے کس آنجناب کی خدمت میں حاضر ہوئے تمام سرگزشت سنائی اور عرض کی حضور! صبح تاریخ ہے اور سنا ہے چودہ سال سزا لکھ

دی گئی ہے خدارا کرم نوازی فرمادیں ہم کدھر جائیں آپ کے سوا کوئی سہارا نہیں دُعا فرمادیں۔ فرمایا تسلّی کرو ان شاء اللہ بھلائی ہوگی رات کو یہیں میرے اپنے حجرہ میں سو جاؤ مگر ہمیں نیند کیسے آتی آپ کی شفقت پر قربان جائیں کہ پہلے نصف اللیل پھر تہجّد کے وقت تشریف لائے پوچھا جاگتے ہو، عرض کی جی ہاں حضور۔ آپ چراغ روشن فرما کر ہر دفعہ کسی کاغذ پر کچھ لکھتے اور دیا بجھا کر تشریف لے جاتے۔ جناب مولانا حافظ محمد عبدالرحیم صاحب مدظلہ (داماد حضرت مفتی اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے اس احقر کاتب الحروف کو بیان کیا کہ صبح کی نماز کے بعد حسبِ معمول میں اپنے استاد محترم حضور سراپا نور حضرت مولانا حافظ مفتی محمد عبدالشکور رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مسجد کے صحن میں بیٹھا کوئی سبق پڑھ رہا تھا کہ آنجناب حضور مفتی اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مسجد شریف سے متصل بیرونی تخت پوش پر بیٹھے بیٹھے حاجی ہدایت سیال صاحب جو رات سے بڑے غمگین پھر رہے تھے کو بلایا اور فرمایا کاغذ قلم اور سیاہی لے آؤ وہ لے آیا آپ اِس پر لکیریں مارتے رہے حضرت مولانا محمد عبدالقدوس صاحب فرماتے تھے۔ مجھے حاجی صاحب نے خود بتایا تھا کہ ایک کاغذ ختم ہونے پر آپ نے دوسرا طلب فرمایا اسپر بھی لکیریں ہی مارتے رہے حافظ محمد عبدالرحیم صاحب کا کہنا ہے کہ مجھے حضرت استاذیم قبلہ مولانا محمد عبدالشکور رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا حافظ صاحب جانتے ہو حضور قبلہ ام جد امجد کیا کر رہے ہیں عرض کیا نہیں تو فرمایا حاجی ہدایت سیال جو انتہائی پریشان ہے معلوم ہوتا ہے اسی کے مقدمہ کی پیروی فرما رہے ہیں انشاء اللہ العزیز آپ کی روحانی توجّہ اور دُعا کی برکت سے عزّت آبرو سے بری الذمہ قرار دیئے جائیں گے۔ سبحان اللہ جب کچہری جانے کا وقت

ہوا تو آپ نے ایک تعویذ مرحمت فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا، حاجی صاحب اس تعویذ کو بازو پر باندھے رکھنا اور کسی قسم کا خوف دل میں نہ رکھنا اور دوپہر کا کھانا واپس میرے ہی پاس کھانا۔ کہتے تھے کہ کچہری پہنچے حاکم نے بُلایا، ہمارے منہ دیکھ کر کہا باہر جاؤ دوبارہ بُلواؤں گا۔ تھوڑی دیر گزرنے پر پھر بُلایا منہ دیکھ کر دو لفظ لکھے اور کہا باہر جا بیٹھو پھر بُلایا جائے گا۔ مخالفوں کے وکیل محمد بخش منڈہ نے مخالفوں کو مبارک دی کہ چودہ سال کی سزا لکھی ہیں۔ خود پڑھ آیا ہوں تم جاؤ ایک آدمی کے سوا وہ سب خوشی مناتے چلے گئے جج نے جب سہ بارہ بلایا تو داخل ہوتے ہی اس نے کہا ہدایت اور سلیم دونوں بَری بَری بَری۔ ہماری خوشی کی انتہا نہ رہی فوراً خدمت اقدس میں حاضر ہو کر قدمبوس ہوئے آپ نے بھی ازراہ کرم فرمایا، مبارک مبارک مبارک، پھر ہم نے سُنا مخالفوں کا جو ایک آدمی عدالت میں موجود تھا اس نے وکیل کو کہا یہ کیا ہو گیا وکیل بھی حیرت زدہ جج کو ملنے گیا اور پوچھا تو اس نے فیصلہ والے کاغذات دکھادیئے کہ دیکھ کاغذات میں کیا رکھا ہے، جو لکھتا ہوں سفید ہو جاتا ہے اس لئے میں نے بالآخر غلط فیصلہ لکھنے کا ارادہ ختم ہی کر دیا ہے۔ میں مجبور ہوں حق کے سوا کچھ نہیں لکھ سکتا۔ اللہ اکبر!

مجھے آپ کے غلام میاں عبدالرزاق مرحوم نے یہ قصہ سنایا کہ ایک شخص کو تھانیدار ناجائز تنگ کر رہا تھا وہ دعا کے لئے کئی بار حاضر ہوا۔ ایک دن آپ نے یا اللہ، یا رحمٰن، یا رحیم کا وظیفہ تعلیم فرمایا کہ پڑھتے جاؤ آج تمہارا کام ہو جائے گا تو وہ تھانے پہنچا تو اس کے بیٹھے بیٹھے تھانیدار کو چار پانچ فون آئے ہر دفعہ اُسے اُٹھ کر اندر جانا پڑا آخر تنگ آ کر کہا میاں تم جاؤ سب تمہاری سفارش کے فون آ رہے ہیں تقریباً ہر تھانہ سے

مختلف لوگ تمہارے بارہ میں ہی بات کرتے ہیں لہذا جاؤ وہ خوشی خوشی آیا تو آپ نے تبسم کناں حال پوچھا اُس نے مفصل بتایا پھر عرض کی کہ مجھے اپنی بیعت میں لیں تو فرمایا تمہارے مقدر کا حصہ میرے فرزند حضور ولی لاثانی محمد عبدالکریم ملتانی کے پاس ہے انہی سے بیعت ہونا چنانچہ آپ کے وصال کے بعد آپ نے اسے آپ ہی کے مزار مبارک پر بیٹھ کر بیعت فرمایا۔

اٹھارہ کستی سے آپ کے معمر مُرید محمد رمضان بھٹی صاحب نے جناب قاضی محمد عبدالقوی صاجب کو بیان کیا مہر واحد بخش صاحب کھیڑہ ساکن مسّی پیلی نے عقیدۃً اپنی آدھی گھوڑی آپ کے نام کی ہوئی تھی جو شومیٔ قسمت کے چوری ہو گئی۔ چنانچہ آپ کسی موقعہ پر مسّی پیلی تشریف لائے تو بعد نمازِ عشاء چوری کی بابت عرض کر کے بازیابی کے لئے کسی نے دعاء کی درخواست کی تو فرمایا تہجّد کے وقت یاد کرانا چنانچہ میرے ماموں میاں قادر بخش بھٹی نے بروقت دُعا کی درخواست کی تو فرمایا تم اور دوست محمّد دونوں مخدوم پور پہوڑاں کے آگے واقع سٹیشن جان محمد کے ساتھ آڑی والا میں ساکن مشہور زمیندار عنایت علی کے پاس جاؤ اُسے میرا سلام کہہ کر پیغام دینا کہ گھوڑی واپس کرادو۔ چنانچہ یہ دونوں وہاں پہنچے۔ تین دن کی متواتر خدمت کے بعد اس نے گھوڑی واپس کرتے ہوتے کہا کہ ہراج زمینداروں سے یہ گھوڑی وصول کرنے میں اتنی رقم خرچ ہوئی ہے لہذا حضور مفتی اعظم کو عرض کرنا کہ یہ رقم بھجوا دیں۔ اُنہوں نے آکر گھوڑی دیتے ہوئے پیغام دیا تو فرمایا میرے مصلّے کے نیچے دیکھو کچھ رقم ہوگی لے لو وہ رقم گنی گئی تو اتنی ہی تھی جتنی اس نے طلب کی تھی۔ یہ دونوں پھر رقم لے کر واپس اس کو دینے کی غرض سے پہنچے تو اُس نے واپس کرتے ہوئے کہا میری طرف سے دعاء کی درخواست کرتے ہوئے لنگر میں یہ رقم جمع کرا دینا۔

مُفلس غلام کو شادی کی خوشخبری دینا: جو اس احقر کے صوفی محمد شبیر لوہار صاحب پیر بھائی اور ہمسایہ ہیں بیان کرتے ہیں میرے جدامجد کے رشتہ کیلئے انکے والد صاحب انتہائی پریشان تھے کہ جہاں بھی رِشتہ مانگنے جاتے وہ لوگ انکی انتہائی غربت کو دیکھ کر انکار کر دیتے یہاں تک کہ اُمید کی کوئی جگہ اب باقی نہ رہی، دعا کے لئے وہ آپ کی خدمت بابرکت میں حاضر ہوتے رہتے تھے ایک دفعہ آنجناب والاصفات نے جدِّ امجد کو بُلوا بھیجا تو اگلے دن علی الصبح قبل از نماز جدامجد آستانہ عالیہ پر حاضر ہوئے تو آنجناب دروازہ پر ہی کھڑے تھے مجھے دیکھتے اس خوشی سے ملے جیسے میرا ہی انتظار ہو رہا ہو پھر فرمایا میاں جمع خاطر رکھو میرے پروردگار جل شانہ نے چاہا تو تمہارا آج ہی کام ہو جائے گا اور از راہ کرم نوازی آپ نے کچھ آٹا اور نقد رقم بھی عطا فرمائی کہ اس سے ولیمہ کا انتظام کر لینا میں انتہائی حیران ہوا کہ سب کام اتنے جلدی کیسے ممکن ہیں چنانچہ اسی روز ہی کوئی مہمان بن کر آگئے اور خود بخود اپنی بچی کا رِشتہ بغیر کسی قسم کے مطالبہ از قسم جہیز وغیرہ کے کر دینے کا شوق ظاہر کیا جسے آنجناب کی توجہ کا نتیجہ سمجھ کر بصد خوشی قبول کیا جلد ہی رسمِ نکاح ادا کی گئی اور آپ ہی کی عطا شدہ رقم سے ہم نے ولیمہ کا بندوبست کیا۔ الحمد للّٰہ علےٰ ذٰلك۔

کشف قبور: حق سبحانہٗ وتعالےٰ جل شانہٗ نے آپ کو کشف قبور کی دولت بھی علیٰ وجہ الکمال عطا فرمائی تھی۔ اِس ضمن میں مجھے دو روایات ملی ہیں جو درج کرتا ہوں۔

آپ کی دوسری اہلیہ سے دُختر نیک اختر مسماۃ فیض الٰہی کو پسلی میں ایک ہر پلیا پھوڑا نکلا ہر چند علاج کیا مگر قدرے افاقہ نہ ہوا جب تکلیف برداشت سے

زیادہ ہوئی تو اہلیہ محترمہ نے ایک روز عرض کیا سینکڑوں مریض اللہ تبارک و تعالیٰ کی جناب سے آپ کی دعاؤں کے سبب رو بصحت ہوتے ہیں مگر آپ کو اپنی دختر نیک اختر کے حالِ زار پر کبھی ذرہ برابر رحم نہ آیا براہ کرم توجہ فرمادیں۔ اب بچی تکلیف مالا یطاق میں مُبتلا ہے۔ آپ نے سُنکر ارشاد فرمایا فی الحال محبّ اللہ المتعال حضرت خواجہ حافظ محمد جمال ملتانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے مزار مطلع انوار پر حاضری کا ارادہ ہے واپسی پر جواب دوں گا۔ جو ساتھی اس حاضری میں ہمراہ تھے ان کا کہنا ہے کہ آپ مختصر وقت کے لئے تشریف فرما رہے اور پھر جلد ہی مغموم حالت میں واپس روانہ ہوئے چہرہ اقدس پر بشاشت کی بجائے غمگینی کے آثار نمایاں تھے۔ یہاں اہلیہ محترمہ بھی انتظار میں تھیں، آپ تشریف لائے تو حسبِ وعدہ اہلیہ محترمہ کو خود جا کر قصہ سُنایا کہ میں نے خواجہ حافظ محمد جمال ملتانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی خدمت فیض درجت میں حاضر ہو کر بچی کے لئے عرضی پیش کی تو آپ نے اسپر جواباً اِنا لِلّٰہ وَاِنا اِلیہ رَاجِعُون ○ آیتہ شریفہ تلاوت فرمائی ہے لہذا میں سمجھ گیا ہوں کہ اب دختر کا بچنا محال ہے اور یہی تکلیف سبب موت بنے گی۔ چنانچہ اس سے اگلے دن ہی دختر نیک اختر کا انتقال ہو گیا۔ اِنا لِلّٰہ وَاِنا اِلیہ رَاجِعُون ○

شہ دارو صنہ ضلع سرگودھا میں آنجناب کے خادم جناب میاں واحد بخش کٹو والے بیان کرتے تھے کہ آنجناب والاصفات ایک مرتبہ موسم گرما میں تشریف لائے تو ہم چند ساتھیوں کو آپ کے ہمراہ جناب حضرت سیّد احمد شاہ صاحب علیہ الرحمۃ کے مزار گوہر بار پر فاتحہ خوانی کا موقعہ ملا۔ آنجناب قبلہ روضہ شریف کے اندر داخل ہوئے اور پھر فوراً باہر تشریف لا کر کھڑے ہو گئے۔ گرمی کی شدت سے بچنے کے لئے آپ نے ایک چادر کو کئی چند دہرا کر کے اپنے

سر مبارک پر ڈالا مگر فاتحہ باہر ہی پڑھی بعد از ایصالِ ثواب چند خُدام خاص نے روضہ کے اندر فاتحہ نہ پڑھنے کا سبب پُوچھا تو فرمایا میں جب اندر حاضر ہوا تو اس وقت قبلہ شاہ صاحب مزار کے اندر تلاوت کلام اللہ شریف میں مصروف تھے تو میں نے ادباً ان سے اُونچا کھڑے ہونے کو مناسب نہ سمجھا اور باہر آگیا۔

فقیر کاتب الحروف کہتا ہے عالم برزخ اگرچہ دارِ عمل نہیں تاہم ممکن ہے کہ حق سُبحانہ وتعالیٰ اپنے بندگانِ خواص کو انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے وارث ہونے کے سبب محض حصُولِ لذّت کی خاطر گاہے گاہے اِن عبادات کا موقع عنایت فرماتے ہوں جیسا کہ خود سیّد عالم حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سیّدنا حضرت موسیٰ علیہ السلام کو قبر شریف ہی میں نماز پڑھتے دیکھا۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔

سمّ قاتل کا باعثِ شفا بننا: ایک دفعہ آپ والاصفات کو یرقان کی تکلیف ہوئی جو شدت اختیار کر گئی حکیم شیر محمد صاحب مرحوم ملتانی آپ کے معالج خاص تھے ہر چند علاج کیا مگر شافی مطلق جل شانۂ نے رُوبصحت نہ فرمایا شب و روز پرہیز والی خوراک استعمال کرتے کرتے طبیعت اُکتا گئی تو ایک دن اچانک بدون باہمی مشورہ کے عازم حماند پور ہوئے وہاں آپ کے خُدّام کی کثیر جماعت تھی جو دیکھتے ہی خوشیاں منانے لگی کہ آنجناب تو کئی کئی بار بُلانے اور دعوت کرنے پر بھی مشکل سے تشریف لاتے تھے آج ہمارے بخت کیسے بیدار ہوئے کہ قدم رنجہ فرما کر ہمیں شرف خدمت بخشا۔ الغرض احوال پرسی کے بعد آپ نے تازہ مچھلی کی خواہش فرمائی تو خدام فوراً دریا سے تازہ مچھلی پکڑ لائے اور اسے تیار کر کے پیش کر دیا۔

آپ بڑے مزے سے تناول فرماتے رہے جتنے روز وہاں رہنا تھا آپ نے مچھلی ہی تناول فرمائی بلتان دارالامان واپسی پر میرے مرشدِ حقیقی سراپا نورؒ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو آپ کے پوتے ہونے کے ساتھ ساتھ دل وجان سے خدمت گزاری میں بھی مشغول رہتے تھے، آپ کے ہمراہ حکیم صاحب مذکور کے پاس دوائی لینے کی غرض سے تشریف لے گئے حکیم صاحب چونکہ صرف معالج ہی نہ تھے بلکہ روحانی دوست اور عقیدت مند بھی تھے اس لئے انتہائی بے تکلفانہ انداز میں خیریت پوچھنے لگے حضور سیّدی مرشدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے تھے جب مَیں نے حماندپور کے سفر کا حال سُنایا تو حکیم صاحب از حد حیران ہوئے کہ اس بیماری میں تو سفر کی مشقت سخت مضر ثابت ہو سکتی ہے پھر جب میں نے مچھلی کھانے کی بابت بتلایا تو حکیم صاحب کی طبیعت بگڑ گئی اور حیرت کی انتہا نہ رہی اور کہا مخدومی! انتہائی بُری خبر سُنائی اللہ تعالےٰ ہی اپنے اولیاء کے نگہبان یہ مچھلی تو اس بیماری کے لئے زہر قاتل سے کم نہیں اب کیا ہوگا؟ الغرض حکیم صاحب حیرت میں ڈوبے کئی باتیں کرتے رہے مگر آنجناب والا صفات انتہائی مطمئن تھے اور فرمانے لگے حکیم صاحب بحمدہٖ تعالیٰ مَیں پہلے سے تندرست ہوں مجھے کافی افاقہ معلوم ہوتا ہے محسوس ہوتا ہے کہ مچھلی موافق آگئی ہے۔ چنانچہ اس کے بعد بتدریج آپ کی صحت بہتر سے بہتر ہوتی گئی حتیٰ کہ حق تعالیٰ جل شانہٗ نے شفا کاملہ نصیب فرمائی۔ الحمد للہ علےٰ ذالک۔

آخری رمضان المبارک: حق سبحانہٗ وتعالےٰ جل شانہٗ کے فضل وکرم سے آپ کو اپنے وصال سے صرف دو ماہ قبل رمضان المبارک کی سعادت افروز گھڑیاں نصیب ہوئیں الحمد للہ علےٰ ذٰلک آپ کی تیسری پشت میں میرے پیرِ صحبت جناب حضرت مولٰنا محمد عبدالودود

رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے تھے کہ میں اس وقت تک اگرچہ بالغ نہ ہوا تھا مگر آپ کی انتہائی خواہش تھی کہ تراویح کی نمازیں میں پڑھاؤں کہ حفظ کلام اللہ شریف اور ضروری مسائل کی تعلیم مکمل ہو چکی تھی اس کے لئے آپ نے خود بھی فتویٰ جاری فرمایا اور مخالفین کی تسلی کے واسطے ہندوستان سے بھی فتاویٰ طلب فرمائے چنانچہ جب سب نے بالاتفاق یہی لکھا کہ اگر نابالغ بچہ اگر مسائل طہارت و نماز پر عبور رکھتا ہے اور علمی خاندان کا چشم و چراغ ہے تو نماز تراویح میں اسکی امامت کی گنجائش ہے تو آپ کو بڑی خوشی ہوئی اور مجھے امامت کے لئے فرمایا میں نماز تراویح کے دوران دیکھتا تھا کہ آپ سلام کے بعد فوراً قیام فرما لیتے تھے یعنی پیرانہ سالی اور ضعف کے کوئی اثرات نماز کے دوران آپ پر ظاہر نہ ہوتے تھے صف اول میں کھڑے ہو کر پورا مہینہ آپ نے بیس رکعات نماز تراویح روزانہ ادا فرمائیں اس حکایت سے میری مراد یہ کہ بحمدہ تعالیٰ آپ کو زیادہ عرصہ مرض الوصال میں مبتلا نہ رہنا پڑا کہ اس رمضان المبارک کے ایک ماہ دس دن بعد آنجناب اس دارِ فانی سے رخصت ہوئے۔

مرض الوصال میں آپکی فراست :

آپ کے وصال پر ملال سے چند دن قبل آپ کو بخار اور اسہال کی تکلیف شروع ہوئی جو جان لیوا ثابت ہوئی لیکن بحمدہ تعالیٰ اس آخری مرض میں باوجود ضعف پیری کے آپ کے علمی نور سے لوگ مستفید ہوتے ہی رہے یعنی سائلین کی ملاقات آخر وقت تک رہی اور آپ ان کے شافی جوابات مرحمت فرماتے رہے۔ چنانچہ وصال سے ایک یا دو دن قبل کسی نے آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا حضور! کسی عقیدت مند نے سرکار گولڑہ سیدنا حضرت

پیر مہر علیشاہ صاحب علیہ الرحمۃ متوفی ۱۳۵۶ھ کو خواب میں یہ ارشاد فرماتے سُنا کہ مجھے جس صندوق میں رکھا گیا تھا اسے دیمک لگ گئی ہے فرمایا پھر کیا ہوا عرض کی سُنا ہے کہ خواب سننے پر صاحبان میں باہمی مشورہ یہ طے پایا ہے کہ نیا صندوق بنوا کر پُرانے کو اس میں رکھ دیا جائے چنانچہ ایسا کر دیا گیا ہے تب آنجناب رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے ارشاد فرمایا کہ خواب کی تعبیر یہ تو نہ تھی جو ان حضرات نے سمجھی، بلکہ حضرت قبلہ پیر صاحب علیہ الرحمۃ کے فرمان ذیشان کا مطلب یہ تھا کہ مجھے ایسی چیز میں کیوں رکھا جس کو دیمک کھا جاتی ہے۔ اور خلاف سنت بھی ہے پھر فرمایا تو کیا اب دوسرے صندوق کو دیمک نہ کھائے گی؟

فقیر کاتب الحروف کہتا ہے کہ یہ واقعہ کہاں تک دُرست ہے اسے حضرات شاہزادگان و متوسلین دربار عالیہ گولڑہ شریف ہی صحیح جانتے ہونگے میں نے اس بارہ میں کوئی تحقیق نہیں کی کیونکہ میری مراد اس قصہ کو بیان کرنے سے صرف اور صرف دو باتوں کو ظاہر کرنا تھا پہلی یہ کہ آپ رضی اللہ تعالےٰ عنہ مشائخ کرام کو بھی اس طرح صندوقوں میں بند کر کے قبر میں رکھنا بہتر نہ سمجھتے تھے چہ جائیکہ اب عوام الناس کے لئے بھی رسم بنتی جا رہی ہے دُوسری یہ کہ حضرات علماء کرام دقرّا حضرات کا عقل بحمدہ سبحانہ وتعالےٰ عمر کیساتھ ساتھ بڑھتا ہی رہتا ہے بخلاف عوام الناس کے کہ بڑھاپے میں عقل جاتی رہتی ہے جیسا کہ حق تعالیٰ جل شانہٗ نے سُورۃ حج کی آیۃ مبارکہ یاایہا الناس ان کنتم فی ریب من البعث الخ کے وسط میں فرمایا:

وَمِنكُم مَّن يُتَوَفَّىٰ وَمِنكُم مَّن يُرَدُّ إِلَىٰ أَرْذَلِ الْعُمُرِ لِكَيْلَا يَعْلَمَ مِن بَعْدِ عِلْمٍ شَيْئًا ط

اور تم میں سے کچھ (پہلے) فوت ہوجاتے ہیں اور تم میں سے بعض کو پہنچا دیا جاتا ہے نکمی عمر تک (حتیٰ کہ بڑھاپے کی وجہ سے حواس بجا نہیں رہتے) تاکہ وہ کچھ نہ جانے ہر چیز کو جاننے کے بعد۔

صاحب جلالین نے سیدنا حضرت عکرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول نقل فرمایا ہے کہ من قرأ القراٰن لم یصر بھذہ الحالۃ یعنی جس نے قرآن پڑھا اس پر یہ نکمی حالت نہیں آتی۔ حضرت علامہ صاوی علیہ الرحمۃ نے اس قول کی مزید وضاحت فرماتے ہوئے لکھا ہے ای فھو مخصوص بغیر من قراء القراٰن والعلماء واما ھم فلا یردون الی الارذل بل یزداد عقلھم کلما طال عمرھم کما ھو مشاھد یعنی حق تعالیٰ جل شانہٗ کا فرمان ذیشان عام نہیں بلکہ علماء کرام اور قرآء حضرات کے علاوہ باقی لوگوں کے ساتھ ہی مخصوص ہے کیونکہ علماء کرام و قرا حضرات بڑھاپے میں بھی اس حالت تک نہیں پہنچتے بلکہ انکی عمر جتنی بڑھتی ہے عقل بھی ساتھ ساتھ بڑھتا ہے جیسا کہ مشاہدہ ہے۔

سبحان اللہ! قرآنی تعلیمات کی کس قدر فضیلت ہے مگر افسوس کہ آج اس تعلیم کو مفت حاصل کرسکنے کے تمام ذرائع ہونے کے باوجود نظر انداز کرتے ہوئے انگریزی تعلیم کو اہم سمجھ کر ہزاروں لاکھوں روپے اس پر خرچ کر کے اپنے بچوں کو صرف اور صرف اسی گندے ماحول میں رکھے جانے پر ہی کفایت کی جاتی ہے جس کے نتائج ہر ماں باپ کے سامنے ہیں حالانکہ دین اور دنیا کو العیاذ باللہ برابر درجہ بھی دیا ہوتا تو بچوں کو جتنا وقت اس تعلیم میں مصروف رکھا جاتا ہے کم از کم اتنا وقت دینی تعلیم کے حصول پر بھی خرچ کرایا جاتا اور اتنا بھی نہ ہو تو چند کتابیں فقہ کی اور ایک کتاب حدیث شریف کی اور مختصر تفسیر قرآن مجید کی ہی پڑھا

دی جاتی۔ اللہ تبارک وتعالےٰ توفیقِ عمل بخشیں اور قبول فرمادیں آمین۔

وفات حسرت آیات

ذوالقعدہ ۱۳۵۹ھ کی ابتدائی تاریخوں میں آپ جلال آباد گئے ہوئے تھے کہ کسی قاصد کے ذریعے آپ کے فرزند اکبر حضور ولی الثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے اپنے برادر خورد جناب حضرت مولانا محمد عبدالقدوس صاحب علیہ الرحمۃ کے شدت بخار کی وجہ سے خفقان میں مبتلا ہونے کی اطلاع بھیجی جو آپ سنتے ہی واپس تشریف لائے اور مصلا بچھا کر دو رکعت نماز حاجت ادا فرما کر بقول حضرت مولانا محمد عبدالقدوس صاحب علیہ الرحمۃ دعا فرمائی کہ باری تعالیٰ میرے بچے کو صحت عطا فرمادے اور میرا وقت ہے مجھے لے لے تو ہر چیز پر قادر ہے چنانچہ اس کے بعد آنجناب قبلہ کو بخار اور پیچش کی تکلیف شروع ہو گئی جو روز بروز بڑھتی ہی گئی۔

آپ نے آخیر وقت میں حضور ولی الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرمایا "بیٹا، ویسے تو میری نمازیں جو عمر بھر ادا کیں، کسی قابل نہیں بہر حال اپنی دانست اور اللہ تعالےٰ کی عطا شدہ توفیق کے مطابق ادا تو کرتا رہا ہوں مگر یہ آخر چھ فرضی نمازیں اور دو وتر کل آٹھ نمازیں شرعی عذر (غالباً کمزوری کی وجہ سے سر ہلا کر اشارہ سے بھی پڑھنے کی ہمت نہ ہو گی) کی وجہ سے رہ گئی ہیں جن کا کفارہ میرے دفن سے پہلے ادا کر دینا چنانچہ حضور ولی الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرماتے تھے میرے لئے یہ آپ کی طرف سے وصیت بھی تھی اور نصیحت بھی کہ بیٹا اتنی عمر کے باوجود میں کسی نماز کا اعادہ یا قضا اپنے اوپر لازم نہیں سمجھتا کہ سب بحمدہٖ تعالےٰ اپنے اپنے وقت پر ہی ادا ہو چکیں اب تم ہوشیار رہو اور دینِ اسلام کے اس

مہتم بالشان ستون کو اس طرح مضبوطی سے تھامو کہ اسکی برکت سے باقی امور پہ عمل کرنا بھی آسان ہو جائے۔

یہ بھی وصیت فرمائی کہ مجھے شرم آتی ہے کہ میں جدامجد حضور اعلیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ دفن کیا جاؤں لہذا بہتر ہے کہ مجھے والدہ مکرمہ کے ہمراہ کلیانوالے پیر صاحب کے گورستان میں دفن کر دینا ہاں اگر ایسا بالکل طے نہ پائے تو اتنا ضرور خیال کرنا کہ میری قبر اتنی گہری کر دینا کہ یقیناً حضور اعلیٰ حضرت فانی فی اللہ باقی باللہ رضی اللہ عنہ کے برابر یا ان سے اونچا ہرگز نہ رہوں۔ سبحان اللہ،

باادب بانصیب بے ادب بے نصیب

الغرض اسی تکلیف میں ہی علم وعرفان کا نیر تاباں اپنی عمر کے انانوے ۹۹ سال پورے کرنے کے بعد بروز سہ شنبہ مورخہ ۱۰ ذوالقعدہ ۱۹۴۰ء کو ہزاروں عقیدت مندوں، شاگردوں اور غلاموں کو داغ مفارقت دے کر داعی اجل کو لبیک کہتا ہوا غروب ہو گیا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن

یہ جانکاہ خبر سنتے ہی لوگ جوق در جوق جمع ہونے لگے عوام وخواص کا جم غفیر آخری دیدار اور نماز جنازہ میں شرکت کی غرض سے آستانہ عالیہ پر جمع ہو گیا آپ کے محبوب مرید مولینا محمد عبدالرشید صاحب سیت پوری علیہ الرحمۃ فرماتے تھے میں اس دن یہیں حاضر تھا اس موقعہ پر مخدوم الملۃ جناب سید مخدوم صدرالدین شاہ صاحب گیلانی علیہ الرحمۃ تشریف لائے تو فرمایا افسوس فقیر زندگی بھر اسی امید میں رہا کہ میرا جنازہ حضور مفتی اعظم زبدۃ المحققین ہی پڑھاویں گے مگر معلوم نہ تھا کہ مجھے انکے جنازہ میں شرکت کرنا پڑے گی پھر فرمایا منبع علم وفضل آج روانہ ہوا اب مسائل کی تحقیق کے لئے ہمیں نہ معلوم کس کس کی محتاجی کا سامنا ہوگا۔ زیب آستانہ عالیہ حضرت مولینا

محمد عبداللطیف مدظلہ، ارشاد فرماتے ہیں کہ مجھے بھی حضرت مخدوم صاحب کا آنا اور ان کا حضور جدِ اعلیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کھٹرے کے قریب بیٹھ کر رُوتے رہنا اچھی طرح یاد ہے۔

آپ کی نماز جنازہ آپکے محرم راز فرزند ولی لاثانی حضرت مولانا محمد عبدالکریم ملتانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی اقتداء میں باغ لانگے خان میں اَدا کی گئی آپ کو کو اپنے جد امجد مرشد حقیقی محبوب الٰہ حضرت فانی فی اللہ باقی باللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے متصل غربی جانب مدفن نصیب ہوا حضور زیبِ آستانہ عالیہ مدظلہ کے چھوٹے بھائی حضور بحر العلوم مولینا محمد عبدالمجید صاحب علیہ الرحمۃ فرماتے تھے کہ حسبِ وصیّت آپکی مرقد شریف اس قدر گہری بنائی گئی تھی کہ سیڑھی کے ذریعہ سے آپ کا جسدِ مبارک نیچے اُتارنا پڑا تھا۔

تاریخی قطعات: آپ کے نبیرۂ محترم وخلیفہ اعظم حضور سراپا نور سیدی قبلہ مفتی محمد عبدالشکور ملتانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کے وصال پُر ملال پر یہ اشعار نظم فرمائے۔ حضرت مفتی اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کا تخلص چونکہ "مسکین" تھا اس لئے حضور سراپا نور رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے اپنا تخلص "خادم مسکین" پسند فرمایا۔

الا یاسیدی واللہ کنت رجاءنا — وکنت لنا جدّا وشیخا ومرشدا
فجزاك اللہ عنا بما ربّیتنا وھدیتنا — وادخلت فی جنات من العدن راضیا
١٣٥٩
دیا خادم المسکین قل فی ارخ وصلہ — وجدی لقد فاز فوزا عظیما

ترجمہ: اے میرے سردار قسم بخدا ہماری اُمیدوں کا محور آپ تھے اور آپ ہی ہمارے دادا بزرگوار، شیخ کامل اور مرشدِ حقیقی تھے پس آپ نے ہماری پرورش اور تربیّت کا حق اَدا فرمایا اب اللہ تعالیٰ ہی اس احسان کا بدلہ

آپ کو عطا فرمادیں اور ہمیشہ سرسبز و شاداب رہنے والے باغات میں آپ کو جب داخل فرمادیں تو وہ آپ پر راضی ہوں۔ اے خادم مسکین اب ان کے وصال کی تاریخ یوں کہہ دو۔ ”اور یقیناً میرے جدِ امجد عظیم کامیابی کے درجہ پر فائز ہوئے ہیں۔“

آپ کے فرزندِ خورد جناب حضرت مولانا محمد عبد القدوس صاحب علیہ الرحمۃ نے یہ اشعار نظم فرمائے تھے۔

مرشدی آں حضرت عبد العلیم — رفت از دنیا سوئے دار النعیم
ذکر حق میداشت دائم صبح و شام — بہرہ ور بودند از وے ہر خاص و عام
بود خلف الحاج آں عالی مقام — ساخت بہر مرقدش جدہ مقام
بودِ خلف الخلف آں عالی لقب — مرجع مخلوق بد محبوب رب
داشت عمرے وقت رحلش نود و ہش — تا دواں اے صاحب ادراک و ہش
شہر ملتان سلخ مہ شد از ذہاب — بلکہ افزوں شد از و تاریک ناب
روز و شب نالد غلامش اشک خون — بعد رفتش گشت زار و بس زبوں
از سر دانش چو جستم سال او — در مظفر دین و دنیا گفت جو (۱۳۵۵)

اس کے علاوہ وعندہ اجر عظیم (۱۳۵۹) بھی کہا گیا ہے۔ ماسٹر اللہ بخش صاحب تونسوی جو آپ کے مخلص دوستوں میں سے تھے نے ”بجنت رفت مقبول الٰہی“ (۱۳۵۹) سے سن وصال نکالا ہے۔ کسی نے ”خواجہ پیر ملتانی“ (۱۳۵۹) اور ”کان رجلاً عالماً فاضلاً“ (۱۳۵۹) کہہ کر اپنی عقیدت کا اظہار کیا ہے۔ اس فقیر کاتب الحروف خادم درویشاں نے ”مسکنش جنت الفردوس دان“ (۱۳۵۹) سے بھی تاریخی مادہ اخذ کیا ہے۔

آپ کے قبر شریف پر حاضری دیئے بغیر جانے والے کو تنبیہ: محبوب مرید

میاں صالح محمد حماند پوری نماز جنازہ میں شریک ہو سکے اور دفن کے بعد آ پہنچے کیونکہ ہندی مہینوں کے حساب سے آپ کا وصال ۳۰ منگھر کو ہوا تھا اس لئے سخت سردی ہونے کے سبب انہوں نے جلدی سے حضرات صاحبزادگان کو فاتحہ کہلاتے ہی واپسی کا ارادہ کر لیا۔ حضور قبلہ سیّدی مُرشدی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ فرماتے تھے کہ اگلی رات تقریباً نصف شب کے بعد جبکہ میں مسجد شریف میں آیا تو کسی اونٹ سوار کی گھنٹی سُنائی دی۔ مَیں نے کہا اُونٹ پر تو صِرف میاں صالح محمد ہی آیا کرتے ہیں اور وہ کل تو ہو کر گئے ہیں واللہ اعلم کون ہوں گے۔ جب اونٹ مسجد شریف کے قریب آیا تو میرے اپنے پیر بھائی میاں صالح محمد حماند پوری ہی تھے حیرت سے آنے کا سبب پوچھا تو انہوں نے بتلایا کہ گھر پہنچ کر نہایت غمگینی کی حالت میں ابھی سویا ہی تھا کہ حضور قبلہ مفتی اعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے کرم نوازی فرمائی خواب میں ارشاد فرمایا میاں صالح محمد! مجھے مُردہ گمان کر کے جناب میاں صاحب کو ملتے ہی واپس چلے گئے اور مجھے ملنے میری قبر تک بھی نہ آ گئے۔ حالانکہ میں بحمدہٖ تعالےٰ زندہ ہوں سارا دن مسجد اور مدرسہ ہی میں رہ جاتا ہوں رات کے وقت اپنی قبر میں آرام کے لئے آ جاتا ہوں۔

مرا زندہ پندار چوں خویشتن ۔۔۔ من آیم بجان گر تو آئی بہ تن

ترجمہ: مجھے اپنی طرح زندہ گمان کر کہ اگر تو اپنے جسم کے ساتھ میری قبر پر آئے گا تو میں اپنی رُوح کے ساتھ تجھ سے ملوں گا۔

چنانچہ خواب دیکھتے ہی میری آنکھ کھُل گئی تو فوراً عازم ملتان ہوا تاکہ زیارت فیض بشارت سے مشرف ہو آؤں۔

غائبانہ نِدا کرنے والوں کی فریاد رسی: حضور بحر العلوم مولانا عبد المجید صاحب قدس سرہٗ العزیز

فرماتے تھے کہ میں اپنے پردادا صاحب جناب حضرت مفتی اعظم رضی اللہ تعالٰے عنہ کے وصال کے وقت اگرچہ بالکل چھوٹا تھا تاہم انکے مقدس وجود مسعود کا ہمارے درمیان رہنا مجھے اچھی طرح یاد ہے آپ کے وصال پُر ملال کے بعد مجھے اپنی دادی محترمہ کے ہمراہ خان پور قاضیاں شریف کی طرف جانے کا اتفاق ہوا وہاں قدوۃ السالکین حضرت خواجہ حافظ محمد عیسیٰ خانپوری علیہ الرحمۃ کی زیارت سے مشرف ہوئے سجادہ نشین صاحب کی زوجہ محترمہ کے ساتھ میری دادی صاحبہ کے بوجہ رشتہ داری بہت عمدہ تعلقات تھے، اس لئے اُنہوں نے چند دن وہیں رہنے کا ارادہ ظاہر کیا تو میں نے اسباق کے ناغہ کا عُذر پیش کرتے ہوئے واپسی کے لئے رخصت لے لی اور عرض کر دیا کہ جب حکم فرمادیں لینے آ جاؤں گا۔ بہرحال وہاں سے اکیلا چل دیا اور راستہ بھول گیا کہ شہر سے خان پور کی طرف جاتے ہوئے وسیع جنگل عبور کرنا پڑتا تھا، چنانچہ رات سر پر آنے لگی، سورج غروب ہونے کو تھا، میری پریشانی بڑھتی گئی دائیں بائیں دیکھتا دُور دراز تک کوئی بنی آدم دکھائی دیتا اور نہ ہی کوئی آبادی معلوم ہوتی از حد پریشان ہو احتیٰ کہ اندھیرا چھانے لگا اب طرح طرح کے خیال آنے لگے۔ الغرض اس پریشانی میں مجھے اپنے پردادا غریب نواز حضرت مفتیٔ اعظم رضی اللہ تعالٰے عنہ جن کا وصال قریب قریب ہو چکا تھا، بھی بہت یاد آئے میں نے غائبانہ طور پر انہیں ہی مدد کے لئے پکارا سُبحان اللہ ایک یا دو مرتبہ ندا کرنے کے بعد میں نے ایک انتہائی خلیق، نیک صورت معمر شخص کو اپنے قریب پایا، جو خضرِ راہ بن کر میری امداد کو حاضر ہوئے اور خود بخود پوچھا بیٹا کدھر جانا ہے عرض کی پختہ سڑک تک تاکہ کسی سواری کے ذریعہ ملتان پہنچ سکوں فرمایا مجھے بھی سڑک کی طرف چلنا ہے میرے ساتھ ہو جاؤ چنانچہ اس پیدل سفر کے

دوران انہوں نے بتلایا کہ میں حضور مفتی اعظم کے والد گرامی حضور شیخ العرب والعجم خواجہ عربی غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مُرید ہوں لیکن جب ہم شارع عام پر پہنچے تو پھر اپنے آپ کو تنہا ہی پایا اور انہیں ہر سو دیکھا مگر کہیں نہ پایا۔ خداوند تعالےٰ کا شکر بجا لایا اور سواری پر بیٹھ کر ملتان شریف پہنچ گیا اس دن کے بعد پھر ان صاحب سے میری ملاقات نہیں ہوئی۔

فقیر کاتب الحروف کہتا ہے کہ بعض دوستوں کو یہاں عقیدہ کی خرابی کا دھیان ضرور آیا ہوگا مگر میں واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ اولیاء اللہ علیہم الرحمۃ الغفران اور انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام سے غیبی امداد اگر انہیں العیاذ باللہ ثم العیاذ باللہ فاعل حقیقی مان کر اور انکے حق میں اعانت کی قدرت مستقلہ تسلیم کرتے ہوئے طلب کی جائے تو لامحالہ شرک وکفر کی طرف قدم بڑھانا ہوگا مگر کوئی مسلمان اس عقیدہ کا قائل نہیں ہاں اگر انہیں محض وسیلہ، واسطہ رحمت الٰہی اور غیر مستقل سمجھ کر پکارے کہ ہم ان کو پکارتے ہیں وہ ہمارے لئے اللہ تعالےٰ جل شانہٗ کو پکاریں گے کہ انہیں اس ذات پاک جل مجدہ کی معرفت، قرب اور معیت حاصل ہے۔ تو یہ جائز ہے مختصر عقیدہ بیان کرنے کے بعد مؤدبانہ گزارش ہے کہ مسلمانوں کو کافر و مشرک سمجھنے سے بہتر ہے کہ اس مسئلہ کی تفصیل مع دلائل قویہ دیکھنے کے لئے علماء اہلِ سنت والجماعت کی تصانیف کا مطالعہ کر لیا جائے تاکہ زندگی بھر دوسروں کو کافر و مشرک سمجھنے کے گناہ عظیم سے محفوظ رہا جا سکے خود حضرت مفتی اعظم زبدۃ المحققین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا رسالہ میمونہ در بیان، خساست و رکاکت فرقہ نجدیہ وہابیہ کا مقدمہ ہی اس مسئلہ پر طالب تحقیق کی تسلی کرا دیتا ہے اور مزید وضاحت درکار ہو تو حضرت حکیم الامت مفتی احمد یار خان صاحب نعیمی علیہ الرحمۃ کی تصنیف لطیف جاء الحق میں اس بحث کا مکمل مطالعہ فرما دیں انشاء اللہ العزیز

دل کی کدورتیں ختم ہو جائیں گی یں نے مسئلہ کا خلاصہ جو بیان کیا اسکی تائید میں مخالفین حضرات کی خاطر انہی کے اکابرین کی صرف دو عبارات پیش کرتا ہوں مطالعہ کی زحمت فرمادیں۔

شیخ الہند جناب مولانا محمود حسن صاحب جنہوں نے اپنے ترجمہ قرآن شریف کے پہلے چار پاروں کا حاشیہ بھی خود لکھا اور بقایا جناب شیخ الاسلام مولانا شبیر احمد عثمانی صاحب نے لکھا سورۃ فاتحہ ہی میں "ایاك نستعین" کے تحت لکھتے ہیں "ہاں اگر کسی مقبول بندے کو واسطۂ رحمت الٰہی اور غیر مستقل سمجھ کر استعانت ظاہری اس سے کرے تو جائز ہے کہ یہ استعانت درحقیقت حق تعالیٰ ہی سے استعانت ہے۔"

دوسری عبارت امداد الفتاوی مصنفہ حکیم الامت مولانا محمد اشرف علی تھانوی صاحب جلد چہارم کتاب العقائد والکلام میں ہے کہ "جو استعانت و استمداد باعتقاد علم و قدرت مستقل ہو وہ شرک ہے اور جو باعتقاد علم و قدرت غیر مستقل ہو اور وہ علم و قدرت کسی دلیل سے ثابت ہو جائے تو جائز ہے خواہ مستمد منہ (جس سے مدد مانگی جا رہی ہے) حی ہو یا میت (زندہ ہو یا فوت شدہ)" بس فیصلہ ہی فرما دیا کہ مخلوق کے حق میں غیر مستقل قدرت مان کر ان سے مدد مانگنی جائز ہے اگرچہ میت ہی سے مانگی جائے۔ سنئے ہم بھی یہی کہتے ہیں جو آپ کے اکابرین نے کہا۔

دل مضطر کو اکابرین سلسلۂ عالیہ کی زیارت کرانا:

ساہیوال ضلع سرگودھا کے مشہور و معروف بزرگ جناب حضرت مولانا حافظ محمد عبدالحی صاحب جن کا حال میں انتقال ہوا ہے نور اللہ تعالیٰ مرقدہ الشریف

اکثر و بیشتر اس قصّہ کو بیان فرماتے تھے کہ میں نے حضور قبلہ مفتی اعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے بیعت تو کی مگر اتمام سلوک سے پہلے ہی حضور قبلہ ام کا وصال ہو گیا اور یہ سوچ کر کہ سرگودھا سے ملتان شریف تک حاضری اتنی آسان نہیں، یہ فیصلہ کیا کہ قریب ہی کسی دوسرے بزرگ سے بیعت کر کے منازلِ سلوک طے کر لوں، اس امر کو انجام دینے کے لئے کبھی مجھے سلسلہ قادریہ اور کبھی نقشبندیہ کی طرف رغبت ہوتی ہیں، ایک عرصہ تک اسی کشمکش میں رہا آخر جب میں سلسلۂ عالیہ نقشبندیہ کے حق میں فیصلہ کر کے کسی بُزرگ کا انتخاب بھی کر چکا تو میرے مرشدِ حقیقی رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے عالم رؤیا میں اتنی کرم نوازی فرمائی کہ مجھے اپنی ذات والاصفات سے لے کر سلسلہ عالیہ چشتیہ بہشتیہ کے تمام مشائخ کرام علیہم الرضوان کی زیارت ایک حلقہ میں (جیسے ختم خواجگان شریف کے دوران دائرہ بنا کر بیٹھا جاتا ہے) کرائی اور فرمایا حافظ صاحب! دیکھئے میرا تعلق بحمدہٖ تعالےٰ سلسلہ عالیہ کے تمام بزرگوں سے وہی ہے جو زنجیر کی ایک کڑی کو دُوسری کڑی سے اور دیکھئے کیا حضور سیّد عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام تک میرے سِلسلہ میں کہیں انقطاع ہے؟ ہرگز نہیں لہذا ہم سب (بلحاظ مقصد) ایک ہیں اور سب کی توجّہ آپ کی طرف مبذول ہے۔ لہذا خاطر جمع رہو ہاں اگر دوبارہ بیعت ہی کرنے کا شوق ہے تو میں حاضر ہوں کر لیجئے۔ سبحان اللہ تعالےٰ وبحمدہٖ فرماتے تھے اس کے بعد آنکھ کھل گئی تو فوراً گریاں و سینہ بریاں اور شوق و محبت میں جنون کی حد تک دِیوانہ وار ہو کر عازم ملتان دارالامان ہوا یہاں پہنچ کر آستانہ بوسی سے سکون و قرار پایا پھر بخدمت سجادہ نشین حضور ولی لاثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تمام ماجرا سُنا کر تجدید بیعت کی درخواست پیش کی جو از راہِ کرم یہ فرماتے ہوئے قبول فرمائی کہ حافظ صاحب! بیعت مسنونہ

تو وہی پہلی تھی جو حضرتم قبلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کی تھی یہ بیعت تجدید کی صرف کپڑے پر پیوند کی مثل ہوتی ہے گویا فرمایا کہ عقیدہ ومحبّت میں چونکہ فرق آ گیا تھا جس کی وجہ سے اس میں کمزوری واقع ہو گئی تو اب پیوند لگا کر اسے مضبوط کیا جاتا ہے۔ حافظ صاحب مذکور کے کچھ حالات گلزار ششم کے پانچویں چمن میں انشاء اللہ العزیز بیان ہوں گے۔

حضرت قبلہ مفتی اعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے روحانی فیوضات کا سلسلہ اگرچہ تاحال جاری وساری ہے مگر اسی قصہ پر ہی یہ دعا کرتے ہوئے اس چمن کو ختم کرتا ہوں کہ حق تعالےٰ جل شانہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وسیلہ جلیلہ سے تمام متوسلین سلسلہ عالیہ کو انکی اتباع کرتے ہوئے ان کے روحانی فیوضات سے مستفید ہونے کی سعادت وتوفیق نصیب فرمائیں۔ آمین

بجاہ النبی الامین وبرحمتك یا ارحم الراحمین وصلی اللہ تعالےٰ علےٰ حبیبہ وخیر خلقہ سیدنا ومولانا محمد وعلےٰ اٰلہ واصحابہ واحبّائہ اجمعین وبارک وسلم تسلیما کثیرا کثیرا۔

چمن سوم

دربیان بنات طیبّاتؒ

حضور خواجہ عربی غریبؒ نواز رضی اللہ تعالےٰ عنہ

اہلیہ اولیٰ سے آپ کو حق تعالےٰ جل شانہٗ نے تینؔ صاحبزادیاں مرحمت فرمائیں جن کی تربیت بحمدہ تعالےٰ آپ نے انتہائی احسن طریق پہ فرمائی حتیٰ کہ ان

میں سے ہر ایک درجہ کمال تک پہنچی اور جب شادی کی عمر کو پہنچیں تو آپ نے ان کے نکاح کا پدری فریضہ سرانجام دینے میں یہ نمایاں کردار ادا کیا کہ بجائے اس کے کہ ان کے لئے رشتہ کے پیغام کا انتظار فرماتے بلکہ بروقت نیک اور متقی خاوند از خود تلاش کر کے اُن سے اِن کا نکاح بھی فرما دیتے اور چند بیگھہ زرعی اراضی بھی ساتھ عطا فرماتے رہے۔ الحمد للہ علیٰ ذلک۔

دختر اوّل زوجہ حضرت مولانا محمد منظور واصوی علیہ الرحمۃ

یہ حضور اعلیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خلیفۂ کامل جناب حضرت مولینا محمد اکرم واصوی علیہ الرحمۃ کے فرزند دِلبند تھے جو جھنگ سے یہاں آکر مدرسہ رحمانیہ میں علوم شرعیہ کے حصول میں مصروف ہوئے۔ بڑی محنت اور لگن سے اسباق پڑھتے۔ اساتذہ کرام کی نگاہ میں انہیں منفرد مقام ملنے لگا تو طلباء نے حسد کرنا شروع کر دیا وہ انہیں طرح طرح سے تکالیف پہنچاتے اور یہ صبر سے کام لیتے ہوئے اپنے قیمتی اوقات کو ضائع نہ کرتے بلکہ حصولِ علم میں مصروف رہتے۔ جب معاملہ انتہائی کشیدگی اختیار کر گیا تو اُنہوں نے حضور خواجہ عربی غریب نواز کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر عرض کی استادِ محترم! میں جنگجو نہیں بلکہ صلح پسند ہوں مگر اب پیمانۂ صبر لبریز ہو چکا ہے لہٰذا اس سے پہلے کہ زبان درازی پر مجبور ہو جاؤں میں آپ سے طوعاً کرہاً رخصت طلب کرنے آیا ہوں خدارا مجھے مشفقانہ دُعاؤں سے رخصت عطا فرما دیں تاکہ بقیہ علمی پیاس کسی اور جگہ جا کر بجھا سکوں اللہ اکبر۔ آپ نے اجازت تو مرحمت فرما دی مگر ان کی اس عمدہ خصلت کو دل و دماغ میں ایسی جگہ دی کہ تھوڑے ہی عرصہ بعد جب آپ کی صاحبزادی سنِ بلوغت کو پہنچیں تو آپ نے انہیں بذریعہ خط یہ پیغام

لکھ بھیجا کہ میں اپنی ہر دلعزیز بچّی کو تمہاری زوجیت میں دینے کا ارادہ رکھتا ہوں تم بھی اپنے والد گرامی سے مشورہ کر لو چنانچہ یہ خط پڑھ کر اشکبار اپنے والدگرامی کے ہمراہ یہاں پہنچے اور حیرت کے سبب از خود گم گشتہ تھے کہ بھلا کوئی استاد اس قدر بھی مشفق ہونے کا ثبوت دے سکتا ہے؟ الغرض حضور شیخ العرب والعجم نے انتہائی سادگی سے فی الفور اپنی دختر نیک اختر کا نکاح ان سے کر دیا۔ مجھے یہ تمام تر قصہ اپنے مرشدِ حقیقی حضور سراپا نور و سُرور رضی اللہ عنہ نے سُنایا تھا۔ ان سے اللہ تعالےٰ جلّ شانہ نے انہیں ایک لڑکا بھی عطا فرمایا مگر وہ عہدِ طفولیت میں ہی اللہ کو پیارا ہو گیا پھر کچھ عرصہ بعد حُضور عربی غریب نواز کے حینِ حیات ہی زوجہ مبارکہ بھی واصل باللہ ہو گئیں۔

آپ نے اکثر علوم بلکہ بقول مولانا محمد صفدر صاحب سجادہ نشین آستانہ عالیہ واصو جھنگ تمام تر علوم حُضور خواجہ عربی غریب نواز سے حاصل کئے مگر مطبوعہ رسالہ "یادِ رفتگان" میں حُضور اعلیٰ کے ممتاز خلیفہ مولانا فتح محمد سلیانوی علیہ الرحمۃ کے مایہ ناز شاگردوں میں مولانا محمد منظور واصوی علیہ الرحمۃ کو بھی ذکر کیا گیا ہے۔ بہر حال شاگرد رشید ہونے کے ساتھ ساتھ آپ نے حضرت عربی غریب نواز سے بیعت کر کے اتمام سلوک بھی کیا اور مجاز ہو کر واصو ضلع جھنگ میں مقیم ہو کر ایک دینی درسگاہ قائم کی۔ دُور دراز سے لوگ آکر تعلیم حاصل کرتے، مسائل پوچھتے اور فتاویٰ جات طلب کرتے۔ یہیں آپ نے سِلسلہ رشد و ہدایت بھی جاری فرمایا تو کثیر تعداد میں لوگ ان کے حلقۂ عقیدت میں شامل ہوئے۔ بحمدہ تعالےٰ ظاہری علوم کے ساتھ ساتھ اب باطنی اور رُوحانی علوم کے لئے بھی یہ علاقہ مرکزی حیثیت اختیار کر گیا۔ آپ نے ۱۳۲۰ھ میں اپنے مُرشد زادہ حضور مفتی اعظم ہند کے ہمراہ حج کی سعادت بھی حاصل کی۔

آپ نے دوسری شادی کی جس سے تین فرزند بالترتیب جناب مولانا حافظ گل محمد صاحب، حافظ غلام محمد صاحب اور حافظ در محمد صاحب پیدا ہوئے۔ بحمدہ تعالےٰ انہی کے قائم شدہ مدرسہ کی نگرانی اور سرپرستی اب بھی ان کے سجادہ نشین مولانا محمد صفدر صاحب چشتی قدوسی مدظلہ، فرما رہے ہیں۔ اب مدرسہ کا نام مدرسہ تعلیم القرآن غوثیہ قدوسیہ مہریہ ہے۔ دُور دراز بالخصوص حیدر آباد، منکیرہ، لیہ اور حسو بلیل کے علاقہ جات سے اب بھی بہت لوگ اس در پر حاضر ہو کر فیض یاب ہوتے ہیں۔ آپ نے تقریباً نوّے ۹۰ سال کی عمر میں ۱۹۴۹ء یا ۱۹۵۰ء میں انتقال فرمایا۔ جامع مسجد غوثیہ کے احاطہ میں اپنے والد گرامی کے مزار مبارک کے ساتھ ہی ان کا مزار بھی زیارت گاہ خلائق ہے۔

دختر دوم وسوم زوجات حضرت مولانا قطب الدین علیہ الرحمۃ

یہ آپ کے چچا زاد بھائی جناب مولانا صالح محمد کے فرزند دلبند، انتہائی نیک سیرت انسان تھے آپ نے یکے بعد دیگرے دو صاحبزادیاں انکے عقد میں دیں اور بقضاء الٰہی دونوں نے آپ کے حین حیات ہی وصال پایا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن ○

بحمدہٖ تعالےٰ مولانا قطب الدین صاحب کو ایک فرزند دلبند مولانا محمد عبدالسلام صاحب عطا ہوئے۔ جو حضور خواجہ عربی غریب نواز کے اکلوتے نواسے تھے جنہیں بعد میں حضور مفتی اعظم کے داماد ہونے کا شرف حاصل ہوا۔ ان کا ذکر خیر انشاء اللہ العزیز آئندہ گلزار کے چوتھے چمن میں کیا جائے گا۔

یہاں تک حضور عربی غریب نواز کی اہلیہ اولےٰ سے ہونے والی صاحبزادیوں کا ذکر تمام ہوا۔ آپ کی اہلیہ ثانیہ سے بھی ایک دختر نیک اختر پیدا ہوئی جو عہد

طفولیت میں ہی اللہ کو پیاری ہو گئی تھیں جیسا کہ ذکر ہو چکا۔

معلوم رہے کہ آپ کی چاروں صاحبزادیوں نے آپ کے سامنے رحلت فرمائی، اور ان سے سوائے حضرت مولانا محمد عبد السلام صاحب کے کوئی اولاد نہیں ہوئی۔ ہذا ما عندی واللہ تعالےٰ اعلم بالصواب۔ والصلوٰۃ والسلام علی سید الانام وعلیٰ الہ واصحابہ اجمعین

چمن چہارم

در بیان خُلفاء کرام

حضور خواجہ عربی غریب نواز رضی اللہ تعالےٰ عنہ

بحمدہ سبحانہ وتعالےٰ آپ نے ملتان دار الامان اور عرب وعجم میں سفر فرما کر ہزاروں لاکھوں کو بیعت فرمایا اور متعدد خوش نصیبوں کو اپنی نظر فیض اثر سے درجہ کمال تک پہنچا کر شرفِ ترخیص سے بھی ممتاز فرمایا جنہوں نے پھر ایک جہان کو منور فرمایا قریب زمانہ میں یہ کام نہ ہونے کے سبب انکی مکمل تعداد اگرچہ معلوم نہیں تاہم مجھ فقیر کو جن کا علم ہوا انہی کے مختصر حالات یا اسماء گرامی ذکر کرنے پر اکتفا کرتا ہوں۔

(۱) حضور ولی لاثانی حضرت خواجہ مفتی محمد عبد الکریم ملتانی نبیرہ محترم آنجناب رضی اللہ تعالےٰ عنہ

یہ حضور مفتی اعظم ہند کے فرزندِ اکبر ہیں۔ ان کے تفصیلی حالات انشاء اللہ العزیز عنقریب آپ گلزارِ چہارم کے چمن اوّل میں پڑھیں گے۔

۲ حضرت مولانا السیّد محمد فضل شاہ صاحب بخاری علیہ الرحمۃ

انکی بیعت حضور خواجہ عربی غریب نواز سے تھی خلافت خود آپ سے بھی منقول ہے اور حضرت مفتی اعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے بھی مگر پہلا قول زیادہ قوی اور صحیح ہے ۔ واللہ تعالےٰ اعلم ۔ یہ کیونکہ حضرت مفتی اعظم کے داماد بھی تھے اس لئے ان کا تفصیلی حال گلزار چہارم کے چوتھے چمن میں آئے گا انشاء اللہ العزیز

۳ حضرت مولانا محمّد منظور واصوی صاحب علیہ الرحمۃ

انہیں چونکہ آپ کے داماد ہونے کا شرف حاصل تھا اس لئے ان کا ذکر خیر اسی گلزار کے تیسرے چمن میں ہو چکا ہے ۔

۴ حضرت مولانا محمّد عبد الغفور صاحب خیر پوری علیہ الرحمۃ

حضور اعلیٰ رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے خلیفۂ مجاز جناب حضرت مولانا محمد عبد المجید صاحب خیر پوری علیہ الرحمۃ کے بعد سجادگی پر رونق افروز رہ کر مخلوق خداوندی کو ایک عرصہ تک فائدہ پہنچایا حضور خواجہ عربی غریب نواز رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا ان پر بڑا کرم تھا اور انہیں بھی کمال عقیدت و محبّت تھی ۱۲ رمضان المبارک ۱۳۴۳ھ ان کے وصال کی تاریخ ہے ان کے بعد جناب حضرت مولوی محمّد عبد الخالق صاحب علیہ الرحمۃ نے سجادگی کے فرائض انجام دیئے ۔ آجکل ان کے پوتے جناب حضرت مولانا محمد عبد القدوس صاحب ، مدظلہ العالی نے خانقاہی نظام کو خوب رونق دی ہوئی ہے ۔

۵ حضرت مولانا محمّد سعد اللہ صاحب علیہ الرحمۃ

حضور اعلیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خلیفہ کامل جناب حضرت مولانا فتح محمد

سلیانوی علیہ الرحمۃ کے پانچویں فرزند ہیں حضور خواجہ عربی غریب نواز سے مشرف بہ بیعت ہو کر صاحبِ اجازت ہوئے۔ مصنف رسالہ یادرفتگاں نے ان کو مادرزاد ولی، صاحبِ کشف وکرامات اور جلالی بزرگ لکھا ہے ان کے تفصیلی حالات کے لئے ضخیم کتاب کی ضرورت ہے ان کے والدگرامی کے مریدِ خاص اُنہیں لستی سُکھا سلیانہ سے کلیرہ نزد شاہ جیونہ ڈاک خانہ خاص ضلع جھنگ لے گئے وہیں آباد رہ کر مخلوقِ خداوندی کو فیض پہنچاتے رہے ان کے جانشین جناب حضرت مولینا طفیل محمد صاحب و مولانا طفیل احمد صاحب اہلِ علم حضرات تھے اب یہ بھی اللہ تعالےٰ کو پیارے ہو چکے ہیں۔

(۶) حضرت مولانا محمد عبدالحق صاحب سیت پوری علیہ الرحمۃ

ان کا شمار بھی آپ کے کامل ترین خلفاء کرام سے ہوتا ہے ان کے والدگرامی جناب حضرت مولانا محمد مراد عباسی سیت پوری صاحب علیہ الرحمۃ کا تعارف حضور اعلیٰ رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے خلفاء کرام میں ہو چکا ہے والدگرامی کی طرح انہیں بھی پیرخانہ سے والہانہ عقیدت تھی جس کے سبب بے حد فیض پایا ان کے پیربھائی اور تیسرے سجادہ نشین دربارِ عالیہ عبیدیہ حضور ولی لاثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ ارشاد فرماتے تھے کہ یہ جب بھی سیت پور سے ملتان دارالامان تشریف لاتے تو کم وبیش تیس ۳۰ روز تک آستانہ عالیہ پر مقیم رہتے اور انکے تلامذہ کی کافی تعداد ان کے ہمراہ ہوتی تھی تاکہ ان کے اسباق ناغہ نہ ہوں مسجد رحمانیہ میں سارا دن درس تدریس کے علاوہ تصنیفی شغل میں بھی مصروف رہتے انکی غیر مطبوعہ قلمی تصانیف اب بھی کافی تعداد میں انکے پوتے جناب حضرت مولانا محمد عبدالرزاق صاحب مدظلہٗ کے پاس موجود ہیں جو ان کے تبحر علمی پر خوب دلیل ہیں۔ حضرت

مولانا فیض محمد صاحب شاہ جمالی علیہ الرحمۃ جیسی کامل ترین ہستی اگرچہ ان کے پیر بھائی
تھے تاہم اُستاد ہونے کی نسبت سے ان سے اس قدر محبّت اور عقیدت رکھتے
تھے کہ نو نو دن تک متواتر اپنے خلیفہ سمیت سیت پور جا کر ان سے مستفید ہوتے
رہتے تھے اور سادگی کے سبب انہیں عرض کر دیتے کہ میرے خلیفہ کو جو مرضی کھلانا مگر
میرے لئے اصلاً تکلّف نہ فرمانا بس خشک اور باسی روٹی لسّی کے ساتھ دیتے
رہنا تاکہ بلا تکلف دعوتِ شیراز کھاتا رہوں اور اپنی مرضی سے یہاں دن گزارتا رہوں
حضرت خواجہ غلام فرید صاحب کوٹوی علیہ الرحمۃ کے خاندان عالیشان کے کافی
حضرات انکے شاگرد تھے سنہ میں وصال پاکر سیت پور میں مولوی صاحبان
کے گورستان میں آسودہ ہیں۔ ان کے اکلوتے فرزند مولانا عبدالرشید مرحوم
کا ذکر خیر انشاء اللہ العزیز آپ حضور مفتی اعظم کے خلفاء میں دیکھیں گے

(۷) حضرت مولانا فیض مُحمّد شاہ جمالی صاحب علیہ الرحمۃ

انکے اوصاف حدِ بیان سے باہر ہیں متبحر عالمِ دین ہونے کے ساتھ ساتھ
فقر و عرفان میں بھی بڑا مقام پایا۔ ان کے والد گرامی جناب مولانا نورالدین
علیہ الرحمۃ نو مسلم تھے خیر پور میرس سے ہجرت کر کے دریائے سندھ کے غربی
کنارہ پر واقع جام پور شہر کے قصبہ شاہجمال میں سکونت پذیر ہوئے حضرت
موصوف ۱۲۹۰ھ اسی قصبہ میں پیدا ہوئے۔ عالمِ شباب ہی میں ظاہری علوم سے
فراعت پانے کے بعد حضور خواجہ عربی غریب نواز رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے
مشرف بہ بیعت ہوئے پھر عرصہ دراز تک خاکِ پاک آستانِ مرشد کو
آنکھوں کا سُرمہ بناتے رہے اور انکی صحبت فیض رجت میں رہ کر سلوک کی بھٹی
میں خود کو کندن بناتے رہے میرے مرشد حقیقی حُضور سراپا نور رضی اللہ تعالےٰ عنہ

ان کے جذب و وجد کی عجیب کیفیات سُنایا کرتے تھے بہرحال وقت آیا کہ حضور عربی غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انکو شرفِ اجازت سے ممتاز فرمایا۔ تادمِ آخر مُرشد سے رُوحانی وابستگی قائم رکھی انہوں نے اپنے علاقہ اور اس کے گرد و نواح میں فیض رسانی کا وہ کام کیا کہ اب محتاجِ تعارف نہیں رہے دُور دَراز سے عوام و خواص جوق در جوق ان کے حلقہ ارادت میں داخل ہونے کو حاضر ہوتے تھے درس و تدریس کے ساتھ ساتھ رُوحانی سلسلہ کی اشاعت کو جوڑ کر اپنے مرشدِ کریم کی کامل اتباع کا ثبوت پیش کیا ان کے اوصاف بے شمار اور کمالات حد و حساب سے وافر تھے پاکستان کے ممتاز علماء کی ایک مخصوص جماعت ان سے وابستہ دامن گرفتہ اور انہی کی فیض رسیدہ ہے جن میں مناظرِ اسلام حضرت مولانا منظور احمد فیضی صاحب حضرت مولانا پیر خورشید احمد صاحب ظاہر پیر والے، حضرت مولانا خدا بخش صاحب اظہر شجاعبادی مدظلہم العالی شامل ہیں۔ ان کے بعض غلاموں کو خود سیّدِ عالم حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان سے نسبت جوڑنے کی تاکید فرمائی جو ان کے مقبول بارگاہِ مصطفوی علیہ الصلوٰۃ والسلام ہونے کی دلیل ہے اسی طرح ان کے باکمال شاگردوں کی فہرست بہت طویل ہے۔ اللہ تبارک و تعالےٰ نے انکو تین صاحبزادے عطا فرماتے۔

— فرزند اکبر جناب حضرت مولانا غلام یٰسین صاحب علیہ الرحمۃ ان پر استغراق اور جذب کی کیفیت کا عمر بھر غلبہ رہا تاہم بے شمار مخلوقِ خداوندی کو ان سے فیض پہنچا۔ یہ احقر کاتب الحروف بھی انکی زیارت سے مشرف ہوا ہے کچھ عرصہ قبل ان کا وصال ۲ رجب ۱۴۱۲ھ بمطابق ۷ جنوری ۱۹۹۲ء منگل بدھ کی درمیانی شب ہوا —— یہ بھی صاحب اولاد تھے بڑے فرزند دلبند جناب محمد عبدالحی صاحب سجادگی کے فرائض سرانجام دے رہے ہیں دوسرے میاں

فیض رسول صاحب تیسرے میاں تاج رسول صاحب اول الذکر دونوں صاحب اولاد ہیں۔

— دوسرے فرزند دلبند جناب حضرت مولانا محمد اکرم صاحب فیضی مدظلہ العالی بانی مدرسہ صدیقیہ شاہجمالیہ مانہ احمدانی ڈیرہ غازیخان نیک سیرت، واعظ شیریں بیان عالم فاضل ہیں انہوں نے اپنے والد گرامی کے حالات پر مختصر رسالہ الموسومہ "فیض شاہجمالی" تصنیف فرمایا ہے اس کے علاوہ بھی چند رسائل کے مصنف ہونے کے ساتھ ساتھ مفتی بھی ہیں انکی بھی کثیر اولاد ہے بحمدہ تعالیٰ سب دینی شغل میں مصروف ہیں انہی کے ایک صاحبزادے جناب میاں غلام فخرالدین صاحب اس فقیر کاتب الحروف کے ساتھ مدرسہ رحمانیہ میں ہم مکتب رہے ہیں

— تیسرے فرزند دلبند جناب علامہ صاحبزادہ پیر مولانا محمد اعظم صاحب شاہجمالی مدظلہ العالی ہیں جو حسن صورت کے ساتھ ساتھ حسن سیرت کے بھی مالک ہیں آستانہ عالیہ عبیدیہ پر گاہے گاہے بر موقعہ عرس مبارک تشریف لاتے ہیں اللہ تبارک و تعالیٰ اس مبارک گھرانے کا فیضان ہمیشہ ہمیشہ رکھے اور ان کی اولاد کو اس زمانہ کے شرور و فتن سے محفوظ و مامون رکھے حضرت خواجہ فیض محمد شاہجمالی علیہ الرحمۃ کا وصال پرملال ۸ رجب المرجب ۱۳۶۴ھ کو ہوا بستی سندیلہ ضلع ڈیرہ غازیخان میں ان کا مزار مطلع انوار زیارت گاہ خلائق ہے۔

(۸) حضرت مولانا قاضی پیر نعمت اللہ صاحب قریشی علیہ الرحمۃ

علاقہ مخدوم رشید میں سیدنا حضرت عباس عم الرسول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد سے یہ خاندان علم و فضل کا گہوارہ تسلیم کیا جاتا ہے حضور خواجہ عربی غریب نواز

کے انتہائی اہلِ محبت اور باوفا خلفاء کرام میں ان کا شمار ہوتا ہے مرشدِ کریم کا نام نامی سنکر ایسا لُطف حاصل کرتے کہ دیکھنے والے بھی مزہ اور سرور پالیتے ان کے مُریدِ خاص جناب حافظ منیر احمد صاحب نے مجھے بیان کیا کہ "سلسلہ چشتیہ نظامیہ جمالیہ عبیدیہ منظومہ" کسی کو پڑھنے کے لئے آپ حکم فرماتے وہ بہ آواز بلند پڑھتا ان پر عجب ذوق طاری ہوتا جب ان کے مرشد کریم حضور شیخ العرب والعجم خواجہ عربی عزیب نواز کا وسیلہ جلیلہ بصُورت شعر پیش کیا جاتا تو اسے ذوق میں آکر مکرّر پڑھواتے اور کئی بار پڑھواتے اور خُوب حظ پاتے زندگی بھر قرآن شریف اور درسی کتب کی درس وتدریس میں خود کو مصرف رکھا کمال درجہ کا تقویٰ ان میں پایا گیا۔ حضور سراپا نور سیّدی مرشدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ انکی سادگی اور محبت سے آستانہ عالیہ پر حاضری اور دعوات کے اہتمام کا ذکر خیر فرمایا کرتے تھے تادم آخر اپنے پیر ومُرشد کی اولاد احفاد سے رُوحانی وابستگی رکھ کر اپنی تسکین کا سامان بناتے رہے اور خود بھی صاحب کشف و کرامات تھے ان کے مُریدین کا حلقہ دُور دراز تک پھیلا ہوا ہے۔ ان کے ایک ہی فرزند دلبند جناب حضرت مولانا حافظ کریم بخش صاحب تھے یہ فقیر ان کی زیارت سے مشرف ہوا ہے۔ یہ بھی سادگی اور علم وفضل میں والدِ بزرگوار کی طرح تھے ان کو سید السادات حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑوی علیہ الرحمۃ سے خرقہ فقر عطا ہوا۔ اب انکے صاحبزادے جناب حافظ محمد عبدالرحمٰن صاحب سجادگی کے فرائض انجام دے رہے ہیں انتہائی نیک سیرت خداترس کم گو رحمدل نوجوان ہیں اس فقیر کاتب الحروف کے ہم استاد وہم سبق بھی رہے ہیں آستانہ عالیہ پر گاہے گاہے حاضری دیتے ہیں۔ یہ بھی قرآن شریف کی خدمت میں مصروف رہتے ہیں۔ اپنے والد بزرگوار کی بیعت ہو کر انہی سے مجاز ہوئے ہیں۔ مخدوم رشید ہی میں ان کے والدِ گرامی اور جدِامجد کے

مزاراتِ مبارکہ زیارت گاہِ خلائق ہیں مزارات مبارکہ کے قریب ہی مسجد قاضی صاحبان والی ہے جو بحمدہٖ تعالےٰ نمازیوں اور طلباء کی کثرت سے معمور ہے۔ حضرت قاضی نعمت اللہ شاہ صاحب نے تقریباً سو سال کی دراز عمر پائی ۱۹۷۰ء ۲۲ صفر کو وصال ہوا۔ ان کے صاحبزادہ صاحب نے ۹۵ سال کی عمر میں سنہ ھ ۲۲ رجب کو وفات پائی دونوں حضرات کا عرس مبارک مخدوم رشید ہی میں منایا جاتا ہے سجادہ نشین صاحب کی تاحال اولاد نہیں اللہ تعالےٰ انہیں نیک سیرت و نیک صورت اولاد سے نوازے۔ آمین

(۹) حضرت مولانا محمد الٰہی بخش صاحب صدر پوری علیہ الرحمۃ

ملتان دارالامان سے بوسن روڈ کی طرف چند میلوں کے فاصلہ پر لطف آباد چوک کے قریب صدر پور نام سے ایک بستی ہے جہاں حضور خواجہ عربی غریب نواز رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے منظورِ نظر خلیفہ صاحب آسودہ ہیں لنگر شریف میں انکی خدمات اسقدر مقبول تھیں کہ ایک دفعہ ایک حج کے بعد دوسرے حج کے ارادہ سے حجاز مقدس رہنے لگے تو خود حضور اعلیٰ رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے بذریعہ خواب اپنے عرس مبارک پر حاضر ہونے والے مہمانوں کی خاطر تواضع کیلئے انہیں بلایا جس کی تفصیل گلزار اول کے چمن سادس میں لکھ آیا ہوں۔ میرے پیرِ صحبت حضرت مولانا محمد عبدالودود ملتانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ اپنے اکابرین سے نقل فرماتے تھے کہ حضرت خلیفہ صاحب صدر پوری میں خدمت کا جذبہ اس قدر تھا کہ جب کبھی آستانہ عالیہ پر حاضری دیتے تو مسجد شریف کے قریب پہنچتے ہی اپنی آستینیں اوپر چڑھا لیا کرتے گویا کام کاج میں مصروف ہونے کی تیاری کر لیتے پھر انتہائی اختصار سے اپنے پیر و مرشد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قدمبوسی کے بعد فوراً ہی لنگر خانوں میں جا کر چارپائیوں کی مرمتی حجرات کی صفائی، برتنوں کی دھلائی،

حاجت خانوں کی صفائی و مرمتی وغیرہ کے کاموں میں مشغول ہو جاتے اور لحظہ بھر ان امور سے انہیں فرصت نہ ملتی حتیٰ کہ انہی خدمات کے سبب محفلِ سماع میں بھی شریک نہ ہو پاتے گویا کہ خود کو اس درِ اقدس کا ادنیٰ خادم سمجھتے۔

الغرض جب منازل سلوک تمام کر چکے تو شرفِ اجازت سے ممتاز ہو کر حق کی تلاش میں پھرنے والوں کی راہنمائی میں مصروف ہوئے درس قرآن میں بڑی شہرت پائی اور بارہا حج کی سعادت حاصل فرمائی علم و عمل اور عشق و محبت کا یہ پیکر اپنی ظاہری حیات کے دن پورے کر کے مورخہ ۲۱ ربیع الاول بروز جمعۃ المبارک ۱۳۲۹ھ کو واصل بخدا ہوا۔ انا للہ و انا الیہ راجعون

ان کے مزارِ مبارک کے قریب ہی مسجد شریف اور درس گاہ ہے جو آج بھی آباد ہے ان کے متولی صاحبان میں آج کل دو برادران جناب حکیم حافظ محمد عبدالرحیم صاحب اور جناب مولانا محمد عبدالحکیم صاحب مدظلہما نے خانقاہ، مدرسہ و مسجد کے انتظامات احسن طریق پر سنبھالے ہوئے ہیں اول الذکر کی بیعت جناب حضور ولی لاثانی حضرت مولانا محمد عبدالکریم ملتانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے اور انہیں سے خلافت بھی حاصل فرما کر اشاعت سلسلہ میں مصروف ہیں ان کے ہاں ہر چاند کی ۱۲ر تاریخ کو صبح میلاد شریف کا اہتمام بھی ہوتا ہے دوسرے بھائی صاحب اس عاجز کاتب الحروف کے پیر بھائی ہیں جو مدرسہ و مسجد کا انتظام سنبھالے ہوئے ہیں۔ عرس شریف کا اہتمام بھی کرتے ہیں یہ حضرات بھی حضرت خلیفہ صاحب کی طرح محفلِ سماع بالمزامیر کا اہتمام نہیں کرتے اور خلیفہ صاحب کی اقتدار کرتے ہوئے نہ ہی آستانہ عالیہ پر آ کر محفل میں شریک ہوتے ہیں۔ حضرت خلیفہ صاحب کی وفات حسرت آیات پر حضرت مفتی اعظم ہند رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جو قطعہ تحریر فرمایا وہ ان کے مزار گوہر بار پر لکھا ہے

نقل کرتا ہوں ے

عالمُ "حافظ" محمد بخش،	خیر خواہِ خلق باسعادۃ نقش
عمر مصروف درسِ قرآں کرد	بود در درس حفظ یکسر مرد
بارہا حج نمود آں شیدا	بہر تدریسِ حفظ بود فدا
از قضا بست و یک ربیع اوّل	بود جمعہ کہ شد ازیں منزل

بہر تاریخ وصل مَرد خدا
۱۳۲۹
لدخل الخلد شد زغیب ندا
۱۳۲۹
اس کے علاوہ وھوالغفار سے بھی تاریخی مادّہ نکالا گیا ہے۔

(۱۰) حضرت مولانا پیر سیّد محمّد نواز شاہ صاحب علیہ الرحمۃ

بستی متو شاہ نزد شہر سلطان ضلع مظفر گڑھ میں حضور اعلیٰ رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے خلیفہ جناب حضرت پیر سید محمد امام شاہ صاحب علیہ الرحمۃ کے پوتے ہیں ان کے فرزند دلبند مولانا محمد عظمت اللہ شاہ صاحب علیہ الرحمۃ نے بذریعہ خط اس احقر کاتب الحروف کو یہ بھی لکھا کہ انہیں اپنے والدِ گرامی نے بتایا جب حضور خواجہ عربی غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ حج مبارک کے لئے تشریف لے جا رہے تھے تو میں بھی حاضرِ خدمت تھا عین قدمبوسی کے وقت آپ نے ارشاد فرمایا شاہ صاحب! قرائن وحالات بتا رہے ہیں کہ انشاء اللہ العزیز عرب شریف ہی میں فقیر کو حق تعالےٰ جل شانہٗ کا وصال نصیب ہو جائے گا لہذا آپ کو میری طرف سے ارشاد بعیت کی اجازت ہے۔ ظاہری علوم حاصل فرمانے کے بعد انہوں نے لوائح جامی بھی حضرت خواجہ نازک کریم کوٹوی علیہ الرحمۃ سے درساً پڑھی سادات کرام سے ہونے کے علاوہ کئی پشتوں سے علمی گھرانہ ہونے کا شرف انہیں حاصل تھا

ان کے صاحبزادے جناب محمد عظمت اللہ شاہ صاحب نے اپنے بارہ میں بھی لکھا کہ میں ایک دفعہ اپنی دادی محترمہ مساۃ عظیم بی بی المعروف بہ لنگر والی بی کے ہمراہ حضور خواجہ عربی غریب نواز کی زیارت کو حاضر ہوا تو آپ پالکی شریف میں تشریف فرما تھے گویا کہیں جانے کی تیاری تھی پالکی مبارک ہی سے آپ نے چنوں اور الائچی دانوں پر مشتمل تبرک ہمیں عطا فرمایا اور دعا بھی دی اب انکے صاحبزادے جناب میاں محمد دین اور حافظ محمد رفیق صاحبان اعراس وغیرہ کا اہتمام وانتظام سنبھالے ہوتے ہیں۔

(۱۱) حضرت مولانا حاجی احمد سعید صاحب جویا علیہ الرحمۃ

حضرت مولانا محمد عبدالقدوس صاحب علیہ الرحمۃ نے آپ کے خلفاء کرام میں ان کا نام بھی لکھ کر ارشاد فرمایا تھا کہ یہ علاقہ مٹھ ٹوانا سے تعلق رکھتے تھے اور مزید فرمایا تھا کہ اب انکی اولاد میں حافظ مختار الحمید اور قاضی محمد امیر صاحبان موجود ہیں۔

(۱۲) حضرت علامہ مولانا مفتی غلام محمد صاحب علیہ الرحمۃ

کوٹ طہر، ڈاک خانہ جینڈ پور تحصیل ننکانہ ضلع شیخوپورہ میں یہ بڑے متبحر عالم اور فقیہ مشہور زمانہ تھے حضور عربی غریب نواز کی بیعت سے مشرف ہو کر خلافت حاصل فرمائی انکی اولاد سے مولانا محمد عبدالعزیز و مولانا محمد اشرف صاحب بھی اہل علم تھے اب مولانا وحید الزمان صاحب حیات ہیں۔

(۱۳) حضرت پیر فضل شاہ صاحب قریشی علیہ الرحمۃ

پیر عبدالرحمٰن تحصیل شورکوٹ ضلع جھنگ سے تھے ان کا شمار بھی

آپ کے کامل ترین خلفاء کرام میں ہوتا ہے۔ صاحبِ کشف وکرامات اور وجد و حال تھے ان کے مطبوعہ سلسلہ میں ان کی کئی کرامات درج ہیں۔ آپ ہی کی صحبت بابرکت میں رہ کر سلوک و معرفت کی منازل طے فرمائیں اور صاحبِ اجازت بنے۔ ان کے متوسلین کا حلقہ بہت وسیع ہے ستر سال کی عمر میں ۲۵ شوال ۱۳۶۷ھ کو اس دارِ فانی سے رخصت ہوئے۔ پیر عبدالرحمٰن میں انکا مزار مطلع انوار زیارت گاہِ خلائق ہے ان کے فرزند محمد منظور حسین شاہ صاحب کے بعد اب محمد شریف شاہ صاحب ان کے عرس کا اہتمام کرتے ہیں اور سلسلہ کو رونق دی ہوئی ہے

(۱۴) حضرت مولانا محمد سعد اللہ صاحب علیہ الرحمۃ

منڈی شہر جیونہ ضلع جھنگ میں یہ بھی آپ کے خلفاء خاص میں سے تھے انکی اولاد اب شیعہ ہو چکی ہے اللہ تبارک وتعالےٰ ہدایت نصیب فرمائیں۔

(۱۵) حضرت مولانا غلام صادق اعوان صاحب علیہ الرحمۃ

انکا تعلق چاہ فقیراں والا ضلع میانوالی سے تھا حالات معلوم نہیں ہو سکے

(۱۶) حضرت مولانا عطا محمد صاحب نور پوری علیہ الرحمۃ

یہ تحصیل گیلے وال ضلع لودھراں سے تھے انکے حالات بھی معلوم نہیں ہو سکے

(۱۷) حضرت مولانا غلام قادر صاحب علیہ الرحمۃ

شہ دار رودنہ ضلع سرگودھا کے تھے اُن کا شمار بھی آپ کے خلفاء میں ہوتا ہے

(۱۸) حضرت مولانا پیر محمّد پناہ شاہ صاحب کوکارا

بستی کوکارا نزد ترنڈہ محمّد پناہ ضلع رحیم یار خاں سے تھے۔ ان کی اولاد سے حاجی رسول بخش صاحب وحضور بخش صاحب کا تعلق حضرت مولانا

محمد عبدالقدوس صاحب سے تھا۔

(۱۹) حضرت مولانا محمد مراد صاحب علیہ الرحمۃ

پیر عبدالرحمن ضلع جھنگ سے ان کا تعلق تھا ظاہری علوم حضرت مولانا فتح محمد سلیانوی علیہ الرحمۃ سے حاصل کر کے حضور عربی غریب نواز سے روحانی تعلق جوڑا اور خرقہ خلافت سے ممتاز ہوئے انکی اولاد سے چودھ فتح محمد اور محمد عبدالحکیم صاحبان کا تعلق حضرت مولانا محمد عبدالقدوس صاحب علیہ الرحمۃ سے تھا۔

(۲۰) حضرت مولانا محمدؒ سعید صاحب علیہ الرحمۃ

ڈاک خانہ فاروقیہ علاقہ باڑن ضلع سرگودھا میں ان کا شمار بھی آپ کے خلفاء کرام میں ہوتا ہے ان کے متولیان میں امیر حمزہ و حکیم عبدالعلیم کا تعلق حضرت مولانا محمد عبدالقدوس صاحب سے تھا۔

ان کے علاوہ بھی حویلی باٹا ضلع جھنگ و دیگر علاقہ جات میں آپ کے خلفاء کا ذکر بتایا گیا ہے مگر نام معلوم نہیں ہو سکے۔

گلزار سوم بحمدہ تعالےٰ اپنے اختتام کو پہنچا۔

الحمد للہ علے ذلك والصلوٰۃ والسلام علے سیّدنا ومولانا محمد خیر الخلائق ربنا فاغفرلنا ذنوبنا وکفر عنا سیّئاتنا وتوفّنا مع الابرار انك انت السمیع العلیم وصلی اللہ علی سیّدنا ومولانا محمّد وعلیٰ اٰلہٖ واصحابہٖ اجمعین وبارك وسلم تسلیما کثیراً کثیرا۔